رہنمائے اساتذہ

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

حصّہ سوم

اس رہنمائے اساتذہ میں کیا موجود ہے۔۔۔!!!

عمومی معاونتی و معلوماتی مواد:

- اساتذہ کے لئے عمومی تدریسی ہدایات
- قرآنِ حکیم ---(تلاوت کی اہمیت، معلومات، تجوید، فہم قرآن)
- رہنمائے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کے لئے چند اہم ہدایات
- مطالعۂ قرآنِ حکیم کے حصول کا طریقہ کار اور درخواست فارم
- اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)
- معروف علماء کرام اور ماہرینِ تعلیم کے تاثرات
- جائزہ فارم (Course Coverage Form)
- مطالعۂ قرآنِ حکیم کے مکمل نصاب کی تفصیل

خصوصی تدریسی و تربیتی مواد:

- آیت بہ آیت سوالاً جواباً تشریحی نکات
- ربطِ سورت
- سائنسی تحقیق اور تاریخی پس منظر
- قرآن حکیم کی آیات اور احادیث مبارکہ کے ذریعہ وضاحت
- یومیہ اسباق کا طریقہ تدریس
- مشقوں کے جوابات
- قرآنِ حکیم کے علمی، عملی اور فکری پہلو
- مقاصدِ مطالعہ
- عملی سرگرمیاں
- آیات کا شانِ نزول

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعۂ قرآنِ حکیم“ کے شائع شُدہ حصّوں کی اشاعت کی تفصیلات:

- حصّہ اوّل .... طبع اوّل تا پنجم– ۲۰۱۵ء تا ۲۰۱۸ء–کل تعداد: ۲۷۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء–تعداد: ۵۰۰۰
- حصّہ دوم .... طبع اوّل تا چہارم– ۲۰۱۵ء تا ۲۰۱۹ء–کل تعداد: ۹۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء–تعداد: ۵۰۰۰
- حصّہ سوم .... طبع اوّل تا سوم– ۲۰۱۵ء تا ۲۰۱۹ء–کل تعداد: ۶۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء–تعداد: ۴۰۰۰
- حصّہ چہارم .... طبع اوّل تا دوم– ۲۰۱۸ء تا ۲۰۱۹ء–کل تعداد: ۴۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء–تعداد: ۱۰۰۰
- حصّہ پنجم .... طبع اوّل–جولائی ۲۰۱۹ء–کل تعداد: ۳۰۰۰

زیرِ اہتمام .... شعبہ تصنیف و تالیف۔ قرآن پروگرام (دی علم فاؤنڈیشن)

پتہ .... ۶۳/۳، بلاک نمبر ۳، دہلی مرکنٹائل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی،
پوسٹ کوڈ ۷۴۸۰۰، کراچی، پاکستان

فون نمبر .... ۳۴۳۰۴۴۵۰، ۳۴۳۰۴۴۵۱ (۲۱-۹۲+)

موبائل نمبر ۳۳۹۹۹۲۹-۰۳۳۵

ای میل .... tif1430@gmail.com / info@tif.edu.pk

ویب سائٹ .... www.tif.edu.pk

عرضِ ناشر

اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کی تمام تر کوتاہیوں سے پاک بہترین اشاعت کا اہتمام ہو۔ تاہم خدانخواستہ دورانِ طباعت اعراب، جلد بندی یا دیگر کوئی کوتاہی جو سہواً ہوگئی ہو آپ کی نظر سے گزرے تو ادارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں اسے درست کیا جاسکے۔

یہ کتاب رضائے الٰہی کی خاطر بلاہدیہ فراہم کی جاتی ہے۔

COPYRIGHT ® RESERVED. THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کے بارے میں چند معروف علماء کرام اور ماہرین تعلیم کے تاثرات سے اقتباسات

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، چیئرمین شریعہ کونسل بحرین)

اس کتاب کا مقصد اسکول کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنا اور اس کی بنیادی تعلیمات اور واقعات آسان زبان اور اسلوب میں پیش کرنا ہے، کتاب کی ورق گردانی سے اندازہ ہوا کہ بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب اس مقصد میں کامیاب ہے، اور بچوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں مفید معلومات آسانی کے ساتھ فراہم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بچوں کیلئے نافع بنائے۔

مفتی منیب الرحمٰن صاحب (صدر تنظیم المدارس، مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

ان کتابوں میں منتخب انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سوانح کو دل نشین اور سہل انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ طلبہ میں اصلاحِ نفس (Self-Reform) اور احتسابِ ذات (Self-Accountability) کا شعور پیدا کرنے کے لئے "ہم نے کیا سمجھا؟" کے عنوان سے خود اپنا جائزہ لینے کے لئے تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بحیثیتِ مجموعی یہ ایک قابلِ قدر اور قابلِ تحسین کاوش ہے۔ یہ سارا سلسلہ ادارے کے مُؤَسِّسین کے اخلاص اور دینی جذبے کا مظہر ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کاوش کو ماجور فرمائے، اِس کے فیض کو دوام اور قبولِ عام نصیب فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب (چیئرمین متحدہ علماء بورڈ، چیف خطیب خیبر پختونخوا)

عموماً قرآن کا ترجمہ، تفسیر لکھنا یا بیان کرنا اپنی حساسیت (Sensitivity) کے باوجود نسبتاً آسان کام ہے، لیکن اس سے کورس کی کتاب بنانا اور ٹیکسٹ بُک کی شکل دینا بڑا دل گردے کا اور کٹھن کام ہے اور یہی مشکل کام دی علم فاؤنڈیشن کراچی نے انجام دیا ہے کہ پورے قرآن کو مختلف سیریز میں تقسیم کر کے طلبہ کی صلاحیتوں کے مطابق اسے مرتب کیا ہے اور پھر اسے نصاب کی کتاب بنا کر اسکولوں کے طلبہ کے لئے انتہائی آسان کر دیا گیا ہے۔

اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نصاب اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات انتہائی اطمینان کا باعث ہے کہ اس کے تیار کرنے میں تمام مکاتبِ فکر کے جیّد علماء اور مفسرین کرام کی کاوشوں سے بھرپور مدد لی گئی ہے اور یوں اسے تمام مکاتبِ فکر کے لئے قابل قبول بنا دیا گیا ہے۔ اس نصاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کہیں بھی فرقہ واریت یا کسی قسم کی عصبیت کی بُو تک نہیں پائی جاتی بلکہ قرآن کی آفاقی دعوت کو محور بنایا گیا ہے۔ اس سے یہ اُمید پیدا ہو گئی ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں اس نصاب کو پڑھ کر ہر قسم کے لسانی، گروہی، نسلی، قومی، علاقائی اور مذہبی فرقہ بندیوں سے آزاد ہو کر خالص قرآن و سنت کے ذریعے اپنے آفاقی دین "اسلام" کا فہم حاصل کر سکیں گے۔ گویا یہ نصاب فرقوں اور گروہوں میں تقسیم اس اُمت کو ایک بار پھر واحد بنانے کے لئے واحد اُمید کی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا محمد مظفر شیرازی صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ، وائس چانسلر جامعہ عمر بن عبد العزیز الاسلامیہ سیالکوٹ)

یہ نصاب سلیس اور سہل ہے۔ چھوٹی عمر کے طلبہ کے لئے نہایت مفید اور آسان ہے۔ بعض آیات کے ساتھ دیئے ہوئے نقشہ جات کی وجہ سے طلبہ کے لئے انتہائی دلچسپ ہے۔ طلبہ کی ذہنی استعداد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہستی پاک قرآنِ کریم کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کی اس عمدہ کاوش کو دنیا میں باعث برکت اور آخرت میں باعث نجات بنائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد محسن نقوی صاحب (ماہر تعلیم)

الحمدللہ! زیر نظر سلسلۂ کتب ہمارے برادران دینی علماء و فضلاء نے ترتیب دیا ہے۔ جدید اسلوب کے ذریعہ قرآنِ مجید کے مختلف مقامات کا مطالعہ، اس کی زبان و بیان کی تشریح، حلِّ مطالب، تمرینات، شگفتہ بیانی نیز تعقید سے پاک اسلوب اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سلسلۂ کتب کے مصنفین، مرتبین، حسن افزائی کے ذمہ دار حضرات اور ناشرین کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور طالبانِ قرآن کو اس سلسلۂ کتب سے بھرپور استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

مولانا محمد سیف البر سکر گاہی صاحب (فاضل وفاق المدارس العربیہ، مرکزی ناظم اعلیٰ ٹرسٹ جمیعت تعلیم القرآن)

دی علم فاؤنڈیشن نے اکابرین کی تفاسیر وتراجم کو سامنے رکھتے ہوئے خاص طور پر اسکولز کے طلبہ کیلئے جو نصاب ترتیب دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسباق کا حاصل، تمارین اور گھریلو سرگرمیاں وغیرہ متعلمین ومتعلمات کیلئے انتہائی مفید ثابت ہونگی ان شاء اللہ۔ امید واثق ہے کہ یہ نصاب فہم قرآن حکیم کیلئے انتہائی موثر کردار ادا کریگا۔ اس میں سب سے زیادہ خاص بات یہ ہے کہ جملہ نصاب میں ان اُمور اور تشریحات کو بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے جن میں عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔ جس سے بچوں کا یہ ذہن بنے گا کہ ہمارا دین اختلافات کا مجموعہ نہیں ہے اس طرح قربتوں کو فروغ ملے گا اور جو فاصلے بلکہ خلیجیں مسلمانوں کے درمیان پیدا ہوگئی ہیں وہ رفتہ رفتہ کم ہوجائیں گی (ان شاء اللہ تعالیٰ) دل وجان سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دی علم فاؤنڈیشن کے جملہ ذمہ داران کی خدمات اور کاوشوں کو قبول فرمائے اور دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے اور ادارے کو خوب ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا حکیم محمد مظہر صاحب (مہتمم جامعہ اشرف المدارس کراچی)

اس کتاب میں بچوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے قرآنی آیات کا ترجمہ عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، مجموعی لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ اس کتاب کا مقصد اسکول کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنا اور اس کی بنیادی تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوگی ان شاء اللہ۔

شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ بہاولپور)

قرآنِ کریم ہی مسلمانوں کی دنیاوی اور اخروی فلاح وبہبود کا واحد ضامن ہے۔ افسوسناک صورتِ حال یہ ہے کہ جس قوم کو یہ کتاب عطا کی گئی وہی آج اس کتاب سے بیگانہ اور انجان نظر آتی ہے۔ دین بیزاری اور مغربیت کی چکاچوند کے اس دور میں بعض اہلِ دل ایسے بھی ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیمات کو سہل سے سہل انداز میں ڈھال کر گھر گھر پہنچانے کی سعی کر رہے ہیں۔ انہی باہمت لوگوں میں دی علم فاؤنڈیشن کے اصحاب بھی ہیں۔ جنہوں نے ماشاءاللہ علماء کرام کی زیر نگرانی سکول اور کالج کی درس گاہوں کے لئے انتہائی آسان اور جدید طرزِ تدریس سے ہم آہنگ مطالعہ ٔقرآنِ حکیم کا نصاب تشکیل دیا ہے۔ مجموعی طور پر نصاب اپنی ترتیب اور انتخابِ مضامین کے لحاظ سے بہترین ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کے تمام رفقاء کار اس خدمت کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ ﷻ ان حضرات کی مساعی کو قبولیت سے نوازے اور امت کو تادیر ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

جسٹس دوست محمد خان صاحب (جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان)

"مطالعہ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کا نصاب اسلامی اقدار کی نشو نما میں گراں قدر خدمت ہے جو قابل ستائش ہے کیونکہ قرآنی علوم اوج ثریا اور دل بینا عطا کرتے ہیں۔ دی علم فاونڈیشن کی طرف سے یہ کوشش دوسرے تدریسی اداروں کو بھی رہنمائی مہیا کرے گی۔ اس کا مطالعہ جاں گداز ہے۔ بصارت کے ساتھ بصیرت کو اجاگر کرنے والا ہے تاکہ قوم کے معماروں کا مستقبل تاریکی سے پرے رہے۔ اللہ آپ کو سلامت اور خوش رکھے۔

مولانا ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الرحمٰن صاحب (چیئرمین القرآن ایجوکیشن ٹرسٹ، انچارج فیصل مسجد اسلام آباد)

دی علم فاؤنڈیشن کا مرتب کردہ نصاب مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات پاکستان کے لاکھوں عصری ودینی تعلیمی اداروں کے طلبہ کے علم وعمل، کردار واخلاق اور فکری نشوونما کے لئے سنگ میل کا کام دے گا۔ جس کے ذریعہ ہم نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی اخلاق قدروں اور گم کردہ قائدانہ مقام سے آشنا ہوں گے بلکہ پورے عالم انسانیت کے لئے مؤثر اور مفید ثابت ہونگے، مطالعۂ قرآن حکیم کورس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر طرح کی فرقہ ورانہ سوچ سے بلند تر اور اتحاد امت کا ترجمان ہے۔

ونگ کمانڈر ڈاکٹر مولانا ضمیر اختر خان صاحب (ڈائریکٹر شعبہ امورِ دینیہ۔ پاکستان فضائیہ، فاضل علوم اسلامیہ)

دی علم فاؤنڈیشن نے عصری تعلیمی اداروں کے لئے مطالعۂ قرآن حکیم کا نصاب ترتیب دے کر ملت اسلامیہ پاکستان کی خاص طور پر اور امت مسلمہ کی عام طور پر خدمت کا عظیم فریضہ ادا کیا ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کا بڑا کارنامہ (Herculean Task) پورے قرآن مجید فرقان حمید پر محیط ان کتب کی ترتیب وتدوین ہے۔

Prof. Dr. Masoom Yasinzai **(Rector International Islamic University-Islamabad)**
Its very impressive work on Quranic teachings 'Mutalae Quran-e- Hakeem'.I am greatly impressed by the ILM Foundation approach for introducing Quranic teaching with the help of stories of prophets and from the grass root level. Surely, ILM Foundation work will make a sustainable impact on the lives of future generations in their personal lives as practicing Muslims and in the society at large.

دی سیٹیزن فاؤنڈیشن (شعبۂ نصاب)

مختلف رنگوں کا استعمال بچوں کے لئے بہت interactive ہے اور قرآن فہمی میں معاون ہے۔ اس کتاب کی مشقیں بہت اچھی ہیں۔ اس نصاب میں کوئی ایسا مواد نہیں جس سے طلباء و طالبات میں انتہا پسندی پیدا ہو رہی ہو۔ نصابِ قرآن بچوں کی اخلاقی تربیت میں بھی بہت معاون ہے۔ بحیثیت مجموعی بہت اچھی کاوش ہے یقیناً اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔

مفتی محمد قمر الحسن صاحب (استاد الحدیث جامعہ حمادیہ، شرعیہ ایڈوائزر ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن، ایڈوکیٹ ہائی کورٹ)

طلباو طالبات میں اسلامی کردار و تشخص اور ایمانی جذبہ و قوت پیدا کرنے کے لئے اس میں جو محنت کی گئی ہے اس کو دیکھ کر بے اختیار زبان سے آفرین کے الفاظ نکل گئے۔ ہر سورت کے شروع میں اس کا مقصد اور جاندار خلاصہ کا پیش کرنا بڑا مفید ہے۔ "علم و عمل کی باتیں" کے عنوان قرآنِ حکیم کی فکری اور عملی ہدایت سے آگاہی دلانے کا طریقہ بھی نہایت مؤثر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو دین کی اشاعت اور جذبہ ایمانی کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

قاری سید علی عابد نقوی صاحب (اعزازی مشیر اسلامی نظریاتی کونسل، منتظم اعلیٰ امامیہ دار التجوید، بین الاقوامی قصر قرآنِ پروجیکٹ اسلام آباد)

مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ ادارہ نے مسلکی اختلافات سے پرہیز کرتے ہوئے طلباء و طالبات میں حقیقی قرآنی روح سے آگاہ کرنے کا بہترین اہتمام کیا ہے۔ میں اس عمل کو قابل تحسین قرار دیتا ہوں۔ وزارتِ مذہبی امور سے چالیس سال سے مربوط ہوں۔ علم فاؤنڈیشن کے افراد ادارہ میں ملازمت نہیں بلکہ نظریاتی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ موجودہ پر اشوب دور میں علم فاؤنڈیشن کا قرآنی حوالے سے کام بہت بلند ہے۔ جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

مفتی محمد منظور علی خان قادری حنفی صاحب (فاضل علوم شرقیہ، خطیب اعلیٰ غوثیہ مسجد، گلشن حدید کراچی)

پانچویں کلاس سے دسویں کلاس کے بچوں کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے قرآنی واقعات پر مشتمل جو نصاب پیش کیا گیا ہے یہ بچوں کے لئے بہت مفید ثابت ہو گا۔ اس ترجمہ میں کسی مقام پر مجھے کوئی غلطی یا بے ادبی نظر نہیں آئی۔ یہ ترجمہ مسلک اہلسنت کے مطابق بالکل درست ہے۔ اس وقت اس کام کے لئے جو لوگ جانی اور مالی تعاون کر رہے ہیں وہ لائق تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

Muhammad Rafique Tahir (Joint Education Adviser, Ministry of Federal Education Govt of Pakistan)
The ILM Foundation has devised the Holy Quran Urdu translation books / course consists of seven parts. The Ministry of Federal Education & Professional Training has constituted a committee which consist of representatives of Ittehad Tanzeemat-ul-Madaris Pakistan to reach consensus regarding translation of the Holy Quran and Teachers Guide. The process of review is going on successfully. The council of Islamic Ideology has also highly appreciated this effort and suggested to form an Ulema Committee for providing guidelines. The Ministry of Federal Education and Professional Training too appreciate the efforts of The ILM Foundation and term it as an excellent support towards the implementation of Compulsory Teaching of the Holy Quran Act 2017.

نوٹ: الحمدللہ مذکورہ بالا علماء کرام اور معزز شخصیات کے علاوہ بھی دیگر تعلیمی اداروں کے سربراہان، علماء کرام اور ماہرین تعلیم نے اپنے قیمتی تاثرات سے نوازا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	سبق	صفحہ نمبر
۱	ابتدائی کلمات	۸
۲	رہنمائے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کے لئے چند اہم ہدایات	۹
۳	”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم“ کی خصوصیات	۱۰
۴	اساتذہ کے لئے عمومی تدریسی ہدایات	۱۱
۵	قرآنِ حکیم ---(تلاوت کی اہمیت، معلومات، تجوید، فہم قرآن)	۱۳
۶	اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)	۱۶
۷	نصاب کا جائزہ فارم (Course Coverage Form)	۲۰
۸	صاحبِ قرآن---ہمارے پیارے نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ	۲۱
۹	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ اوّل)	۲۲
۱۰	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ دوم)	۳۴
۱۱	سُوۡرَۃُ الزُّخۡرُف	۴۴
۱۲	سُوۡرَۃُ الدُّخَان	۵۸
۱۳	سُوۡرَۃُ الۡجَاثِیَۃ	۶۷
۱۴	سُوۡرَۃُ قٓ	۷۶
۱۵	سُوۡرَۃُ الذّٰرِیٰت	۸۶
۱۶	سُوۡرَۃُ الطُّوۡر	۹۶
۱۷	سُوۡرَۃُ النَّجۡم	۱۰۴
۱۸	سُوۡرَۃُ الۡقَمَر	۱۱۶
۱۹	سُوۡرَۃُ الرَّحۡمٰن	۱۲۵

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۲۰	سُوْرَةُ الْوَاقِعَة	۱۳۶
۲۱	سُوْرَةُ الْمُلْك	۱۴۸
۲۲	سُوْرَةُ الْقَلَم	۱۵۸
۲۳	سُوْرَةُ الْحَآقَّة	۱۶۹
۲۴	سُوْرَةُ الْمَعَارِج	۱۷۸
۲۵	سُوْرَةُ نُوْح	۱۸۸
۲۶	سُوْرَةُ الْجِنّ	۱۹۵
۲۷	سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل	۲۰۲
۲۸	سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر	۲۰۹
۳۰	سُوْرَةُ الْقِيَامَة	۲۱۷
۳۱	سُوْرَةُ الدَّهْر	۲۲۵
۳۲	سُوْرَةُ الْمُرْسَلَات	۲۳۲

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

ابتدائی کلمات

الحمدللہ "دی علم فاؤنڈیشن" کے زیرِ اہتمام طلبہ کی قرآنی تعلیمات سے آگاہی کے لئے ۲۰۱۰ء سے ایک جامع نصاب "مطالعہ ٔ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" مرتب کیا گیا ہے۔ دسمبر ۲۰۱۸ء تک اس نصاب سے ہزاروں تعلیمی اداروں میں چودہ لاکھ سے زائد طلبہ استفادہ کر رہے ہیں جن کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ "مطالعہ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے بارے میں الحمدللہ پاکستان بھر کے مختلف تعلیمی اداروں سے بہت حوصلہ افزا نتائج موصول ہو رہے ہیں جو محض اللہ ﷻ کا فضل سے اس نصاب کو پڑھانے والے معزز اساتذہ کرام کے اخلاص اور محنت کا نتیجہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔" (سنن دارمی) اس حدیث شریف کے مطابق وہ تمام اساتذہ قابلِ صد افتخار ہیں جو تدریس سے وابستہ ہیں۔ انہیں نبی کریم ﷺ سے اس منصب کی نسبت حاصل ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا۔ پھر یہ منصب اور زیادہ عزت وافتخار کا باعث ہو جاتا ہے جب یہ تدریس قرآنِ حکیم کے حوالہ سے ہو۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔" (صحیح بخاری) ایک اور حدیث شریف میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ ﷻ تمہارے ہاتھ پر (یعنی تمہارے ذریعہ) کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے، تو یہ تمہارے لئے اس ساری کائنات سے بہتر ہے، جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔" (طبرانی)

تاہم جہاں فریضہ ٔتدریس کے فضائل و درجات بلند ہیں وہیں اس کی ذمّہ داری اور حساسیت بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر "مطالعہ ٔ قرآنِ حکیم" کے حوالہ سے یہ ذمّہ داری اور حساسیت مزید بڑھ جاتی ہے کیوں کہ قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ ٔحیات عطا کرتا ہے اور اس نصاب کا طلبہ کی کردار سازی سے بھی گہرا تعلق ہے۔ پھر خود اساتذہ کرام طلبہ کے لئے عملی نمونے بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اساتذہ کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ خود بھی قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، سیرت النبی ﷺ اور دینی اسلامی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کریں۔ نیز خود اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ بن کر طلبہ کی تربیت اور کردار سازی کے اہم فریضہ کو سرانجام دے کر اجرِ عظیم کی سعادت حاصل کریں۔

کسی بھی نصاب سے کماحقہٗ استفادہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے پڑھانے والے اساتذہ کی مکمل تربیت و رہنمائی کا اہتمام کیا جائے۔ نصاب کی افادیت تب ہی برقرار رہتی ہے جب اسے پڑھانے والے اساتذہ اچھی طرح سمجھ جائیں اور ان مقاصد اور طریقہ کار سے مکمل آگاہ ہو جائیں جن کے تحت وہ نصاب تیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ انہی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اساتذہ کی بھرپور تدریسی معاونت کے طور پر "مطالعہ ٔ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" کے ہر حصّہ کے لئے انتہائی تحقیق کے ساتھ تمام مکاتب فکر کے معروف و معتبر ۲۰ سے زائد تراجم و تفاسیر کی روشنی میں "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ ٔ قرآنِ حکیم" مرتب کیا گیا ہے تاکہ اساتذہ اس سے استفادہ کر کے اس نصاب کی مؤثر تدریس بھی کر سکیں اور ان کے لئے دورانِ تدریس کوئی دشواری بھی پیش نہ آئے۔ الحمدللہ رہنمائے اساتذہ کی تیاری میں بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ انتہائی ذمّہ داری کے ساتھ آسان اور سلیس انداز میں تفاسیر سے نکات تیار کر کے اساتذہ کرام کی خدمت میں پیش کیئے جائیں۔

اساتذہ کی خدمت میں خصوصی گزارش ہے کہ وہ "مطالعہ ٔ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے دوران "رہنمائے اساتذہ" سے ضرور استفادہ کریں اور ان علمی، عملی، فکری نکات کو بطریق احسن طلبہ تک پہنچائیں۔ اللہ ﷻ اس عظیم خدمتِ قرآن میں آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین۔

رہنمائے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کے لئے چند اہم ہدایات

اساتذہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی تدریس کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کو پیشِ نظر رکھیں تاکہ "رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ قرآن حکیم" سے بھرپور معاونت حاصل کرکے موئثر انداز سے "مطالعۂ قرآن حکیم" کی تدریس کا اہتمام کرسکیں۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم" اور "رہنمائے اساتذہ" موصول ہونے کے بعد دونوں کتب کا مکمل جائزہ لے لیں تاکہ اس نصاب کی ضرورت، اہمیت اور مقصد واضح ہوجائے۔ آئندہ کی تمام منصوبہ بندی اور تدریسی عمل میں یہ جائزہ معاون ہوگا۔ ان شاءاللہ

- رہنمائے اساتذہ میں دی گئی "عمومی تدریسی ہدایات" اور "عمومی پوچھے جانے والے سوالات" کے ایک ایک نکتہ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اگر اس ضمن میں مزید کوئی سوال ہو تو اسے نوٹ فرماکر ادارہ سے رابطہ فرمائیں۔
- اسباق کی منصوبہ بندی کا جائزہ لینے کے بعد اپنی سہولت کے مطابق اپنے اسکول کے نظام الاوقات کو مدنظر رکھتے ہوئے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ بنیاد کے ساتھ ساتھ روزانہ کے سبق کی بھی منصوبہ بندی کرلیں کہ کسی مکمل یا جزوی سبق کے لئے کتنا وقت دستیاب ہوگا۔
- ہر سبق کو پڑھانے سے پہلے اس سے متعلقہ مواد کو ضرور پڑھ لیں۔ مثلاً قرآنی متن کی تلاوت اور درست ادائیگی کی مشق وغیرہ۔ املا اور تلفظ کی اصلاح کے لئے لغت (ڈکشنری) سے استفادہ کریں۔
- دورانِ تدریس ہر سبق کے متعین کردہ "مقاصدِ مطالعہ" کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھیں تاکہ سبق کے اختتام پر طلبہ کو اس سبق کا وہ فہم حاصل ہو جس کا "مقاصدِ مطالعہ" میں ذکر کیا گیا ہے۔
- ہر سبق سے متعلقہ آیات کی تشریحات اور وضاحت "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات تک ہی محدود رکھیں جو کہ الحمدللہ کئی معروف تفاسیر سے ماخوذ ہیں۔
- سورتوں کا باہمی رَبط اچھی طرح جان لیں۔ اس میں کوئی مزید نکتہ شامل کرنا ہو تو وہ بھی پہلے سے نوٹ کرکے رکھیں تاکہ وقت کا ضیاع نہ ہو اور تدریسی عمل کی روانی برقرار رہے۔
- ہر سورت یا قصہ کی تدریس سے قبل طلبہ سے سوال وجواب کے ذریعہ متعلقہ سبق کے بارے میں بحیثیت مجموعی معلومات اور فہم کا جائزہ ضرور لے لیں تاکہ ان کی ذہنی سطح اور فہم کو سامنے رکھتے ہوئے بہتر انداز میں اس سبق کی مزید وضاحت ان کے سامنے کی جاسکے۔
- آیات کی تشریحات میں دیئے گئے سوالات طلبہ سے خود کریں۔ اگر وہ مطلوبہ جواب نہ دے سکیں تو "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے جواب انہیں بتائیں۔ سوال وجواب کمرۂ جماعت میں طلبہ کے سامنے "رہنمائے اساتذہ" سے پڑھنے سے بچنے کا اہتمام کریں اور متعلقہ سبق کی آیات کے سوالات وجوابات کا کمرہ جماعت میں آنے سے پہلے مطالعہ فرما کر آئیں۔
- مشقوں کے جوابات طلبہ ہی سے حل کرائے جائیں نہ کہ خود ہی سوالوں کے جوابات پہلے سے دے دیئے جائیں۔
- تمام اسباق کے اختتام پر دلچسپ عملی سرگرمیاں دی گئی ہیں۔ سرگرمیوں کے حل کے لئے کچھ معاون نکات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ اساتذہ کے لئے آسانی رہے۔ ان سرگرمیوں میں طلبہ سے کرائے گئے کاموں کو نمایاں کریں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم" کی موئثر تدریس میں یہ "رہنمائے اساتذہ" بہت معاون ثابت ہوگا اور اس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آئیں گے۔ اساتذہ اپنے تجربات اور تجاویز سے ہمیں وقتاً فوقتاً آگاہ فرماتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم“ کی خصوصیات

۱۔ اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے **”عمومی تدریسی ہدایات“** وضاحت کے ساتھ دی گئی ہیں۔ جن کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔

۲۔ اساتذہ کی سہولت کے لئے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم کے ہر حصّہ کے **”اسباق کی منصوبہ بندی“** (Lesson Planning) کی گئی ہے۔

۳۔ نصاب کی تدریس کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینے اور مشاورت کے لئے **”نصاب کا جائزہ فارم“** (Course Coverage Form) بھی دیا گیا ہے۔

۴۔ ہر قصہ اور سورت کی تدریس کے حوالہ سے اسباق کی وضاحت کے لئے **”طریقہ تدریس“** بتایا گیا ہے تا کہ اساتذہ کو روزانہ کی بنیاد پر اسباق کے تعین میں کوئی دشواری نہ ہو۔

۵۔ قصّوں اور سورتوں کے مطالعہ کے بعد متعلقہ اسباق کے بارے میں طلبہ کے فہم اور استعداد کا جائزہ لینے کے لئے اسباق کے **”مقاصدِ مطالعہ“** متعین کیئے گئے ہیں۔

۶۔ سورتوں کے مضامین کے مطابق **”ربطِ سورت“** کے نام سے سورتوں کا باہمی ربط بھی بیان کیا گیا ہے تا کہ سورتوں کا باہمی تعلق اور تسلسل سمجھنا آسان ہو۔

۷۔ ہر قصّہ اور سورت کے **”آیت بہ آیت تشریحی نکات“** سوال و جواب کی صورت میں دیئے گئے ہیں۔

۸۔ آیات کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے حاصل ہونے والی عملی باتوں کو **”عملی پہلو“** کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ آیات کی تشریحات میں **”قرآنِ حکیم کے دیگر مقامات“** کے حوالہ جات بھی دیئے گئے تا کہ متعلقہ بات قرآنِ حکیم کی روشنی میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان ہو جائے۔

۱۰۔ آیات کی وضاحت میں احایث مبارکہ کے حوالہ جات **”فرمانِ نبوی ﷺ“ کے عنوان سے** دیئے گئے ہیں تا کہ قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث شریف کی ضرورت و اہمیت بھی واضح ہو اور قرآنی احکامات کی عملی شکل بھی واضح ہو سکے۔

۱۱۔ آیاتِ قرآنی میں بیان کی گئی تاریخی، سائنسی، معاشی، معاشرتی اور علمی باتوں کو **”علمی بات“** کے عنوان سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مزید مطالعہ کے لئے **”انٹرنیٹ کے لنکس“** بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۲۔ آیاتِ قرآنی کے مضامین کے مطابق بعض عنوانات پر خصوصی نوٹ اور مضامین بھی دیئے گئے ہیں۔ مثلاً زمین، بادل، بارش، میٹھا پانی وغیرہ

۱۳۔ اساتذہ کی آسانی کے لئے **”مشقوں کے جوابات“** بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۴۔ طلبہ کی ذہنی سطح اور دلچسپی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہر سورت اور قصہ کے متعلق مزید **”عملی سرگرمیاں“** بھی دی گئی ہیں۔

۱۵۔ نصاب مطالعہ ٔ قرآنِ حکیم کے حوالہ سے **”عمومی پوچھے جانے والے سوالات“** (FAQs) کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ الحمدللہ ان کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔

۱۶۔ اساتذہ کی معاونت کے لئے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات کے سالانہ امتحان کے لئے **”ماڈل پیپر“** بھی دیا گیا ہے۔

۱۷۔ ”رہنمائے اساتذہ برائے مطالعہ ٔقرآنِ حکیم“ کو مرتب کرنے میں خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ **مسلکی اختلافات کے بیان سے گریز** کیا جائے اور ان ہی اُمور اور تشریحات کو بیان کیا جائے جن پر عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

۱۸۔ ”رہنمائے اساتذہ“ کو مرتب کرنے میں **علماء کرام، حفّاظ کرام، اساتذہ کرام اور والدین کی مشاورت** اور نظر ثانی سے استفادہ کیا گیا ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS ENTIRELY FORBIDDEN FOR COMMERCIAL ACTION.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اساتذہ کی رہنمائی کے لئے تدریسی ہدایات

تدریسی ہدایات کا مقصد

الحمد للہ دی علم فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام طلباء و طالبات کے لئے مطالعہ ٔقرآن حکیم کا جو نصاب تیار کیا گیا ہے اس کی تدریس کے حوالے سے کچھ گزارشات اور ہدایات اساتذہ کرام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔ اگر اساتذہ کرام ان ہدایات کا خیال رکھیں گے تو ان شاء اللہ بہت بہتر طریقے پر اس نصاب کی تدریس کا عمل آگے بڑھ سکے گا۔امید ہے اس طرح اس نصاب کے بنیادی مقاصد بھی حاصل ہو سکیں گے یعنی قرآنی تعلیمات کو سمجھنا، یاد رکھنا اور عملی زندگی میں قرآنی ہدایات پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا، ان شاء اللہ۔

اساتذہ کرام تدریس کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کو مدّ نظر رکھیں۔

1. سبق کے دوران عربی متن ضرور پڑھایا جائے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نصاب فہم قرآن کے حوالہ سے تیار کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس نصاب کے مطالعہ کے دوران فہم قرآن ہی پر توجہ دی جائے۔ اس نصاب کے لئے مختص کیا ہوا وقت تجوید کے قواعد سکھانے، مشق کروانے وغیرہ میں نہ صرف کیا جائے۔
2. اس نصاب کو رٹانا مقصود نہیں بلکہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔
3. عربی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھایا جائے۔اور ترجمہ پر خاص توجہ دیتے ہوئے اسے بار بار دہرایا جائے۔ تاکہ بچوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل ہو اور وہ اس کو سمجھ سکیں۔
4. عربی متن کی تلاوت کے دوران یہ خیال رکھا جائے کہ الفاظ کی ادائیگی درست ہو اور اگر اساتذہ کی اس لحاظ سے کوئی کمزوری ہے تو ایسے طلباء و طالبات سے تلاوت کرائی جائے جن کی تجوید درست ہو۔
5. رنگوں کے استعمال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو رنگ عربی متن کا ہے اتنا ہی ترجمہ پڑھایا جائے تاکہ طلباء کسی حد تک عربی سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں اور اس کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ عربی گرامر سکھانا اس نصاب کا مقصود نہیں۔
6. جہاں تک ممکن ہو سکے اساتذہ خود بھی باوضو ہوں اور طلباء کو بھی اس کا پابند بنائیں تاکہ پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اس فریضہ کو سرانجام دیا جائے اور روحانی برکات کا حصول بھی ہو۔
7. خواتین اساتذہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مخصوص ایام میں مکمل آیت کی تلاوت کرنے کے بجائے الفاظ کو توڑ توڑ کر علیحدہ علیحدہ پڑھیں کیونکہ اس کی گنجائش دی گئی ہے۔ مثلاً اَلْحَمْدُ۔۔۔لِلّٰہِ۔۔۔رَبِّ۔۔۔الْعٰلَمِیْنَ
8. "نکات برائے اساتذہ" میں بعض مقامات پر آیات کی تشریح میں اضافی مواد صرف اساتذہ کی معلومات کے لئے دیا گیا ہے لہٰذا وہ طلباء کی ذہنی سطح کو مدّ نظر رکھتے ہوئے صرف ضروری تشریحات ہی انہیں سمجھائیں۔
9. رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات سادہ صفحات پر بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق درج کروائیں۔
10. مطالعہ ٔقرآنِ حکیم کے نصاب کے "اسباق کی منصوبہ بندی" عمومی انداز میں اس طرح کی گئی ہے کہ حصہ اول کے لئے ایک کلاس میں عربی متن والا ایک صفحہ تجویز کیا گیا ہے اور ایک کلاس "علم و عمل کی باتوں اور مشق" کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیکن اساتذہ اپنے اسکول کے نظام الاوقات، اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق اسباق کی ترتیب اور مقدار میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

11. حصہ اول کے لئے ہفتہ وار کم سے کم دو اور دیگر حصوں کے لئے کم سے کم تین کلاس رکھ دی جائیں تو بہت ہی آسانی سے یہ نصاب مکمل ہو سکتا ہے۔
12. بعض سورتوں میں ہو سکتا ہے کم وقت درکار ہو لہذا جہاں مناسب سمجھیں وہ وقت دوسری سورتوں اور قصوں میں زیادہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لہذا پہلے سے اس کی منصوبہ بندی کر لیں۔
13. فقہی بحثوں اور اختلافی مسائل کے بیان سے خود بھی گریز کریں اور بچوں کو بھی اس سے دور رکھیں تاکہ ان میں اُلجھنے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے بامقصد باتوں کی طرف توجہ ہو۔
14. اختلافی مسائل کے بیان سے کیسے گریز کیا جائے جبکہ طلباء پوچھ رہے ہوں؟
15. "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ بچوں کو سمجھائی جائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائی جائیں۔
16. بچوں کو اخلاقیات کیسے سکھائیں؟
17. انبیاء علیہم السلام کے قصّوں کو عام فہم انداز میں کہانی کی صورت میں پڑھایا جائے تاکہ بچوں میں دلچسپی پیدا ہو۔
18. طلباء سے مختلف سوالات، کوئز پروگرام اور مقابلوں کے ذریعے ان میں قرآن فہمی کی دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔
19. "سمجھیں اور حل کریں" بچوں کو گھر کے کام (Home work) کے طور پر دیں تاکہ ان کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کلاس میں خود حل کرائیں۔
20. اساتذہ آیات کی تشریحات رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات تک محدود رکھیں یا پھر معتبر تفاسیر سے رجوع کریں۔ غیر مصدقہ مواد سے پرہیز کریں۔
21. "مطالعۂ قرآن حکیم" کی تدریس کے دوران بچوں کی عملی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لیتے رہیں۔
22. تدریس کے وران پیش آنے والے تجربات اور مفید باتوں کو نوٹ فرمائیں اور دی علم فاؤنڈیشن کو آگاہ فرمائیں۔
23. اگرچہ مشکل الفاظ سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے تاہم اگر دورانِ تدریس طلباء کو کوئی لفظ مشکل لگے یا اساتذہ کوئی متبادل لفظ تجویز کرنا چاہیں تو اس کی نشاندہی فرمائیں۔
24. تدریس کے دوران پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے دی علم فاؤنڈیشن سے رابطہ کریں۔
25. اساتذہ کی سالانہ کارکردگی کو جانچنے کے بعد حوصلہ افزائی کی جائے گی۔
26. تمام اساتذہ ڈیمو کلاس اور تعارفی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔
27. FAQs (عمومی پوچھے جانے والے سوالات) پر مبنی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔
28. تمام اساتذہ ماہانہ کارکردگی کا فارم ہر مہینے کے اختتام پر پُر کر کے رکھیں تاکہ رابطہ کرنے پر آسانی رہے۔
29. تلاوت اور ترجمہ قرآن کے آداب اور دیگر ہدایات کا ضرور مطالعہ کریں۔
30. اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خصوصی دعا اور اخلاص نیت کا اہتمام کریں۔

نوٹ: مندرجہ بالا نکات کی تفصیلی وضاحت حصّہ اوّل کے رہنمائے اساتذہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ یا دی علم فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ www.tif.edu.pk سے ڈاؤن لوڈ کر لیں۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

قرآنِ حکیم

قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی وہ عظیم اور آخری کتاب ہے جو انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ ﷻ نے لوح محفوظ سے اپنے آخری رسول حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی کی صورت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعہ ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل فرمائی۔

تلاوتِ قرآن کی اہمیت وفضیلت

قرآنِ حکیم کی تلاوت ایک بڑی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو تروتازہ رکھنے کا بھی موئثرترین ذریعہ ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے قرآنِ حکیم کی تلاوت پر بہت اجر وثواب اور فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں سے چند فضائل یہ ہیں:

- ”جس شخص نے اللہ ﷻ کی کتاب (یعنی قرآنِ حکیم) میں سے ایک حرف بھی پڑھا اس کے بدلہ اُسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔“ (جامع ترمذی)
- ”جو قرآن کا ماہر ہو وہ معزز ترین فرشتوں کے ساتھ ہو گا۔ جو شخص (کسی معذوری کی وجہ سے) قرآن کو اٹک کر پڑھتا ہے اور اس میں مشقت اُٹھاتا ہے تو اس کا اجر دو گنا ہو گا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

قرآنِ حکیم کے بارے میں بنیادی معلومات

کل آیات	کل سورتیں	کل منزلیں	کل رکوع	کل پارے
۶۲۳۶	۱۱۴	۷	۵۵۸	۳۰

تجوید کی تعریف اور اہمیت

تجوید وہ علم ہے جس سے قرآنِ حکیم کے ہر حرف کو اس کے صحیح مخارج وصفات کے ساتھ ادا کرنے، آیتوں اور مناسب جگہ وقف کرنے کا طریقہ آسکے۔ تجوید کا حکم یہ ہے کہ اس کا اتنا علم سیکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے جس سے تلاوت کے دوران غلطیوں سے بچا جاسکے تاکہ انسان گناہ گار ہونے سے بچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تجوید کا علم سیکھنے سے تلاوت کے دوران غلطیوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

قرآنِ حکیم اور حدیث شریف میں بھی تجوید کے ساتھ تلاوتِ قرآن کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر (اطمینان کے ساتھ) پڑھا کرو“ (سورۃ المزمل ۷۳، آیت: ۴) یعنی ہر ہر حرف صاف صاف اور صحیح ادا ہو۔ نبی کریم ﷺ اپنی تلاوت میں اسی بات کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے رات کی نماز میں آپ ﷺ کی تلاوتِ قرآن کی کیفیت معلوم کی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تلاوت اس طرح فرماتے تھے کہ ہر ہر حرف واضح ادا ہوتا تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”قیامت کے دن حافظِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا، اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا پس تیرا مقام اس آخری آیت پر ہو گا جسے تو پڑھے گا۔“ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے وقت انسان بعض اوقات ایسی غلطی کر دیتا ہے جس سے معنی بدل جاتے ہیں یا قرآنِ حکیم کو پڑھنے کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے۔ تجوید کی اصطلاح میں غلطی کو ”لحن“ کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ”لحن جلی“ اور ”لحن خفی“ ہیں۔

١ لحن جلی (یعنی بڑی، نمایاں، واضح یا کھلی غلطی)

لحن جلی کی چار صورتیں ہیں:

١ ایک حرف کے بدلے دوسرا حرف پڑھ دینا۔ جیسے قُلْ (کہہ دیجیئے) کی جگہ کُلْ (کھائیے)، قَلْبٌ (دل) کی جگہ کَلْبٌ (کتا)، ذَلَّ (وہ ذلیل ہوا) کی جگہ زَلَّ (وہ پھسلا)، عَلِيْمٌ (جاننے والا) کی جگہ اَلِيْمٌ (دردناک)، اِسْمٌ (نام) کی جگہ اِثْمٌ (گناہ) پڑھ دینا۔

٢ حرف کو گھٹا دینا یا بڑھا دینا۔ جیسے خَلَقْنَا (ہم نے پیدا کیا) کی جگہ خَلَقْنَ (ان سب عورتوں نے پیدا کیا)، قَالَ (اس ایک نے کہا) کی جگہ، قَالَا (ان دو نے کہا) پڑھ دینا۔

٣ ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن کر دینا۔ جیسے جَعَلْنَا (ہم نے بنایا) کو جَعَلَنَا (اس نے ہمیں بنایا) اور جَعَلَنَا کو جَعَلْنَا پڑھ دینا۔

٤ حرکات و سکنات میں غلطی کرنا یعنی زبر کے بجائے زیر یا پیش پڑھنا یعنی زبر، زیر، پیش، جزم یا تشدید وغیرہ کو بدل دینا۔ جیسے اَنْعَمْتَ (تو نے انعام کیا) کی جگہ اَنْعَمْتُ (میں نے انعام کیا)، قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ (داؤد نے جالوت کو قتل کیا) کی جگہ قَتَلَ دَاوٗدَ جَالُوْتُ (جالوت نے داؤد کو قتل کیا)۔ مَعَاذَ اللہ، اسی طرح مُنْذِرِيْنَ (ڈرانے والا) کی جگہ مُنْذَرِيْنَ (ڈرایا گیا) پڑھ دینا۔

لحن جلی سے معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ایسی غلطی کرنا بہت سنگین ہے اور جان بوجھ کر ایسے کرنے والا گناہگار ہو گا۔ لحن جلی کی غلطیوں سے لازماً بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور درست طریقہ پر تلاوت سیکھنا چاہیئے۔

٢ لحن خفی (یعنی چھوٹی، باریک، ہلکی یا پوشیدہ غلطی)

صفات عارضہ کی غلطیوں کو لحن خفی کہتے ہیں۔ جیسے "را" پر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہیئے لیکن کوئی باریک پڑھے وغیرہ۔ لحن خفی سے حرفوں کا حسن و زینت ختم ہو جاتا ہے اس قسم کی غلطیوں سے بچنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ عمدہ طریقہ سے قرآنِ حکیم کی تلاوت ہو سکے۔

فہم قرآن کی اہمیت

جس طرح تجوید کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تلاوت ضروری ہے اس طرح قرآنِ حکیم سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے اس کو سمجھنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ ﷻ ہم سے کیا چاہتا ہے، ہمیں زندگی گزارنے کے لئے کیا ہدایات عطا کی گئی ہیں تاکہ ہم ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

قرآنِ حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہے "یہ کتاب جو ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل کی بہت برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقل مند لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔" (سورۃ ص ٣٨، آیت: ٢٩)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ اور سہارا نہ بناؤ بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا اس کا حق ہے، اور اس کو پھیلاؤ، اور اس کو دلچسپی سے، خوش آوازی سے پڑھا کرو، اور اس میں غور کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، اور اس کا جلد اجر لینے کی فکر نہ کرو۔ بے شک (اللہ ﷻ کی طرف سے) اس کا اجر و ثواب (اپنے وقت پر ملنے والا) ہے۔ (بیہقی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قرآنِ حکیم کا تدبر یہ نہیں کہ اس کے حروف تو حفظ کر لیئے جائیں اور اس کی ہدایت کو چھوڑ دیا جائے (جس کا نتیجہ یہ ہو کہ) ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے پورا قرآنِ حکیم پڑھ لیا لیکن اس کے اخلاق اور اعمال پر اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔" (تفسیر ابن کثیر)

معلوم ہوا کہ اس کتابِ عظیم کو نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اِس میں غور و فکر کیا جائے، اس کے مضامین سے آگاہی حاصل کی جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

تلاوت اور ترجمہ قرآن کے چند آداب

۱۔ پاک صاف اور باوضو ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنی چاہیئے۔

۲۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ (اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ) اور تسمیہ (بِسۡمِ اللّٰہِ) پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ تجوید کے ساتھ تلاوت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۴۔ تلاوت کرتے ہوئے رب العالمین اور اس کے کلام کی عظمت بھی دل میں موجود ہونی چاہیئے۔

۵۔ تلاوت آہستہ اور بلند آواز سے کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بلند آواز تلاوت سے کسی کے کام یا آرام میں خلل نہ ہو۔

۶۔ سجدۂ تلاوت والی آیت پر سجدہ ادا کرنا چاہیئے۔

۷۔ جب کوئی دوسرا تلاوت کر رہا ہو تو اسے خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیئے۔

۸۔ ترجمہ اور تشریحات کے مطالعہ کے وقت خوب غور و فکر کرنا چاہیئے تاکہ آیات کا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۹۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر احکام دین سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی نیت سے قرآنِ حکیم کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت و رفعت اور جنت و خوشخبری والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اظہار خوشی اور شکر کے ساتھ اللہ ﷻ سے جنت کی دعا مانگنی چاہیئے۔

۱۱۔ اللہ ﷻ کے غضب، جہنم اور اس کے عذاب والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اللہ ﷻ کا خوف رکھتے ہوئے جہنم کے عذاب سے نجات کی دعا مانگنی چاہیئے۔

۱۲۔ تلاوت کے آخر میں اپنی، اپنے والدین، اساتذہ، مرحومین اور پوری امت مسلمہ کی سلامتی، بھلائی اور مغفرت کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔

طلبہ کے لئے اہم ہدایات

تمام طلباء و طالبات اس نصاب کے مطالعہ کے دوران درج ذیل باتوں کو خاص طور پر ذہن نشین رکھیں۔

۱۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کی کتاب کے ادب اور حفاظت کا بھرپور انتظام کریں اور اس کی جلد بندی بھی کروائیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ آئندہ بھی اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

۲۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم میں پیش کیئے گئے ترجمہ کا انتخاب بہت سے علماء کرام اور بزرگانِ دین کے معروف تراجم سے کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے ان معزز شخصیات کی عظیم جدوجہد اور بے لوث خدمات کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے اور انہیں اپنا محسن سمجھنا چاہیئے اور ان حضرات کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے جنھوں نے اس نصاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے محض اخلاص کی بنیاد پر یہ کام کیا۔

۳۔ اس نصاب میں قرآنِ حکیم کے ترجمہ اور اس کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دینی مسائل اور قرآنِ حکیم کے احکامات کی تفصیل جاننے کے لئے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیئے۔

۴۔ اس نصاب کا ایک اہم مقصد قرآنِ حکیم کے بنیادی پیغام اور ہدایات سے طلبہ کو واقف کرانا ہے۔ البتہ اس مطالعہ کے نتیجہ میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھنا کہ ہم خود قرآنِ حکیم سے مسائل اور احکامات اخذ کرسکتے ہیں اور ہمیں اہل علم سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں، ہرگز صحیح نہیں ہے۔

۵۔ قرآن حکیم کے مطالعہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ قرآنی احکامات اور تعلیمات کی وضاحت آپ ﷺ نے اپنے قول اور عمل کے ذریعہ فرمائی۔ گویا قرآنِ حکیم کی عملی وضاحت آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے میسر آئے گی۔ اس سلسلہ میں اپنے اساتذہ کرام اور اہل علم سے رہنمائی لیتے رہیں۔

اسباق کی منصوبہ بندی (Lesson Planning)

نمبر شمار	عنوانِ سبق	تفصیل	صفحہ نمبر
سبق نمبر ۱	صاحبِ قرآن ﷺ	مختصر خلاصہ	۱۱تا۱۳
سبق نمبر ۲	صاحبِ قرآن ﷺ	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۴تا۱۵
سبق نمبر ۳	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام حصہ اوّل	مختصر خلاصہ	۱۶تا۱۷
سبق نمبر ۴	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام حصہ اوّل	مختصر خلاصہ	۱۸تا۱۹
سبق نمبر ۵	سورۃ یوسف	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۲۰تا۲۲
سبق نمبر ۶	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۲۴تا۲۶
سبق نمبر ۷	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۲۸تا۳۰
سبق نمبر ۸	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۳۱تا۳۲
سبق نمبر ۹	سورۃ یوسف	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۳۴تا۳۶
سبق نمبر ۱۰	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام حصہ دوم	مختصر خلاصہ	۳۷تا۳۹
سبق نمبر ۱۱	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۴۰تا۴۲
سبق نمبر ۱۲	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۴۳تا۴۵
سبق نمبر ۱۳	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۴۶تا۴۸
سبق نمبر ۱۴	سورۃ یوسف	قرآنی متن اور ترجمہ	۵۰تا۵۲
سبق نمبر ۱۵	سورۃ یوسف	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۵۳تا۵۵
سبق نمبر ۱۶	سورۃ الزخرف	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۵۶تا۵۷
سبق نمبر ۱۷	سورۃ الزخرف	قرآنی متن اور ترجمہ	۵۸تا۶۰
سبق نمبر ۱۸	سورۃ الزخرف	قرآنی متن اور ترجمہ	۶۱تا۶۲
سبق نمبر ۱۹	سورۃ الزخرف	قرآنی متن اور ترجمہ	۶۴تا۶۵
سبق نمبر ۲۰	سورۃ الزخرف	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۶۶تا۶۸
سبق نمبر ۲۱	سورۃ الدخان	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۶۹تا۷۰
سبق نمبر ۲۲	سورۃ الدخان	قرآنی متن اور ترجمہ	۷۲تا۷۳
سبق نمبر ۲۳	سورۃ الدخان	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۷۴تا۷۶
سبق نمبر ۲۴	سورۃ الجاثیہ	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۷۷تا۷۸
سبق نمبر ۲۵	سورۃ الجاثیہ	قرآنی متن اور ترجمہ	۸۰تا۸۳
سبق نمبر ۲۶	سورۃ الجاثیہ	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۸۴تا۸۶
سبق نمبر ۲۷	سورۃ قٓ	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۸۷تا۸۸

سبق نمبر ۲۸	سورۃ ق	قرآنی متن اور ترجمہ	۹۰تا۹۱
سبق نمبر ۲۹	سورۃ ق	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۹۲تا۹۴
سبق نمبر ۳۰	سورۃ الذاریات	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۹۵تا۹۶
سبق نمبر ۳۱	سورۃ الذاریات	قرآنی متن اور ترجمہ	۹۸تا۱۰۰
سبق نمبر ۳۲	سورۃ الذاریات	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۰۱تا۱۰۳
سبق نمبر ۳۳	سورۃ الطور	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۰۴تا۱۰۵
سبق نمبر ۳۴	سورۃ الطور	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۰۶
سبق نمبر ۳۵	سورۃ الطور	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۰۸تا۱۱۰
سبق نمبر ۳۶	سورۃ النجم	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۱۱تا۱۱۲
سبق نمبر ۳۷	سورۃ النجم	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۱۴تا۱۱۶
سبق نمبر ۳۸	سورۃ النجم	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۱۷تا۱۱۹
سبق نمبر ۳۹	سورۃ القمر	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۲۰تا۱۲۱
سبق نمبر ۴۰	سورۃ القمر	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۲۲تا۱۲۴
سبق نمبر ۴۱	سورۃ القمر	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۲۵تا۱۲۷
سبق نمبر ۴۲	سورۃ الرحمان	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۲۸تا۱۲۹
سبق نمبر ۴۳	سورۃ الرحمان	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۳۰تا۱۳۲
سبق نمبر ۴۴	سورۃ الرحمان	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۳۴تا۱۳۶
سبق نمبر ۴۵	سورۃ الواقعہ	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۳۷تا۱۳۸
سبق نمبر ۴۶	سورۃ الواقعہ	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۴۰تا۱۴۲
سبق نمبر ۴۷	سورۃ الواقعہ	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۴۳تا۱۴۵
سبق نمبر ۴۸	سورۃ الملک	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۴۶تا۱۴۷
سبق نمبر ۴۹	سورۃ الملک	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۴۸
سبق نمبر ۵۰	سورۃ الملک	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۵۰تا۱۵۲
سبق نمبر ۵۱	سورۃ القلم	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۵۳تا۱۵۴
سبق نمبر ۵۲	سورۃ القلم	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۵۶تا۱۵۷
سبق نمبر ۵۳	سورۃ القلم	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۵۸تا۱۶۰
سبق نمبر ۵۴	سورۃ الحاقہ	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۶۱تا۱۶۲
سبق نمبر ۵۵	سورۃ الحاقہ	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۶۴
سبق نمبر ۵۶	سورۃ الحاقہ	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۶۶تا۱۶۸
سبق نمبر ۵۷	سورۃ المعارج	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۶۹تا۱۷۰
سبق نمبر ۵۸	سورۃ المعارج	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۷۲

COPYRIGHTS ® RESERVED BY THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

سبق نمبر ۵۹	سورۃ المعارج	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۷۳تا۱۷۵
سبق نمبر ۶۰	سورۃ نوح	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۷۶
سبق نمبر ۶۱	سورۃ نوح	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۷۷تا۱۷۸
سبق نمبر ۶۲	سورۃ نوح	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۸۰تا۱۸۲
سبق نمبر ۶۳	سورۃ الجنّ	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۸۳
سبق نمبر ۶۴	سورۃ الجنّ	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۸۴تا۱۸۶
سبق نمبر ۶۵	سورۃ الجنّ	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۸۸تا۱۹۰
سبق نمبر ۶۶	سورۃ المزّمل	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۹۱
سبق نمبر ۶۷	سورۃ المزّمل	قرآنی متن اور ترجمہ	۱۹۲تا۱۹۴
سبق نمبر ۶۸	سورۃ المزّمل	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۱۹۵تا۱۹۷
سبق نمبر ۶۹	سورۃ المدّثر	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۱۹۸تا۱۹۹
سبق نمبر ۷۰	سورۃ المدّثر	قرآنی متن اور ترجمہ	۲۰۰
سبق نمبر ۷۱	سورۃ المدّثر	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۲۰۱تا۲۰۴
سبق نمبر ۷۲	سورۃ القیامہ	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۲۰۵
سبق نمبر ۷۳	سورۃ القیامہ	قرآنی متن اور ترجمہ	۲۰۶
سبق نمبر ۷۴	سورۃ القیامہ	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۲۰۸تا۲۱۰
سبق نمبر ۷۵	سورۃ الدھر	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۲۱۱
سبق نمبر ۷۶	سورۃ الدھر	قرآنی متن اور ترجمہ	۲۱۲تا۲۱۴
سبق نمبر ۷۷	سورۃ الدھر	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۲۱۵تا۲۱۷
سبق نمبر ۷۸	سورۃ المرسلات	تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ	۲۱۸
سبق نمبر ۷۹	سورۃ المرسلات	قرآنی متن اور ترجمہ	۲۲۰تا۲۲۱
سبق نمبر ۸۰	سورۃ المرسلات	علم و عمل کی باتیں اور سمجھیں اور حل کریں	۲۲۲تا۲۲۴

The ILM Foundation (TIF)

Lesson Planning for Mutalae Quran-e-Hakeem Part-3

Chapter #	Chapter Name	Lessons Required	سبق
1	Sahib-e-Qur'an ﷺ	2	صاحب قرآن ﷺ
2	Story of Prophet Yusuf-AS Part-1	7	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ اوّل)
3	Story of Prophet Yusuf-AS Part-2	6	قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ دوم)
4	Surah Az-Zukhruf	5	سُوْرَةُ الزُّخْرُف
5	Surah Ad-Dukhan	3	سُوْرَةُ الدُّخَان
6	Surah Al-Jathiyah	3	سُوْرَةُ الْجَاثِيَة
7	Surah Qaf	3	سُوْرَةُ قٓ
8	Surah Add-Dhariyat	3	سُوْرَةُ الذّٰرِيَات
9	Surah At-Tur	3	سُوْرَةُ الطُّوْر
10	Surah An-Najm	3	سُوْرَةُ النَّجْم
11	Surah Al-Qamar	3	سُوْرَةُ الْقَمَر
12	Surah Ar-Rahman	3	سُوْرَةُ الرَّحْمٰن
13	Surah Al-Waqiah	3	سُوْرَةُ الْوَاقِعَة
14	Surah Al-Mulk	3	سُوْرَةُ الْمُلْك
15	Surah Al-Qalam	3	سُوْرَةُ الْقَلَم
16	Surah Al-Haqqah	3	سُوْرَةُ الْحَآقَّة
17	Surah Al-Ma'arij	3	سُوْرَةُ الْمَعَارِج
18	Surah Nuh	3	سُوْرَةُ نُوْح
19	Surah Al-Jinn	3	سُوْرَةُ الْجِنّ
20	Surah Al-Muzzammil	3	سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل
21	Surah Al-Muddaththir	3	سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر
22	Surah Al-Qiyamah	3	سُوْرَةُ الْقِيَامَة
23	Surah Ad-Dahar	3	سُوْرَةُ الدَّهْر
24	Surah Al-Mursalat	3	سُوْرَةُ الْمُرْسَلَات
Total Lessons		**80**	**کُل اسباق**

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

The ILM Foundation (TIF) دی علم فاؤنڈیشن

Course Coverage Form نصاب کا جائزہ فارم

Mutalae Quran-e-Hakeem Part-3 مطالعہ قرآنِ حکیم۔ حصہ سوم

School: ______________________ **Address:** ____________________ **Branch:** ________ **Date:** _______________

Month: ________ نوٹ: رہنمائے اساتذہ میں دی گئی "Lesson Planning" کے مطابق پڑھائے گئے اسباق کی تعداد نیچے درج کیجیے۔

Chapter Nos.	Chapter	Classes								سبق
		III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	
	No. of Students									طلباء و طالبات کی تعداد
1	Sahib-e-Qur'an ﷺ									صاحب قرآن ﷺ
2	Story of Prophet Yusuf-AS Part-1									قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ اوّل)
3	Story of Prophet Yusuf-AS Part-2									قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ دوم)
4	Surah Az-Zukhruf									سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ
5	Surah Ad-Dukhan									سُوْرَةُ الدُّخَان
6	Surah Al-Jathiyah									سُوْرَةُ الْجَاثِيَة
7	Surah Qaf									سُوْرَةُ قٓ
8	Surah Add-Dhariyat									سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت
9	Surah At-Tur									سُوْرَةُ الطُّوْر
10	Surah An-Najm									سُوْرَةُ النَّجْم
11	Surah Al-Qamar									سُوْرَةُ الْقَمَر
12	Surah Ar-Rahman									سُوْرَةُ الرَّحْمٰن
13	Surah Al-Waqiah									سُوْرَةُ الْوَاقِعَة
14	Surah Al-Mulk									سُوْرَةُ الْمُلْك
15	Surah Al-Qalam									سُوْرَةُ الْقَلَم
16	Surah Al-Haqqah									سُوْرَةُ الْحَآقَّة
17	Surah Al-Ma'arij									سُوْرَةُ الْمَعَارِج
18	Surah Nuh									سُوْرَةُ نُوْح
19	Surah Al-Jinn									سُوْرَةُ الْجِنّ
20	Surah Al-Muzzammil									سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل
21	Surah Al-Muddaththir									سُوْرَةُ الْمُدَّثِّر
22	Surah Al-Qiyamah									سُوْرَةُ الْقِيَامَة
23	Surah Ad-Dahar									سُوْرَةُ الدَّهْر
24	Surah Al-Mursalat									سُوْرَةُ الْمُرْسَلَات

Principal's Signature: __________________ **For Office Use:** ____________________

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

صاحبِ قرآن۔۔۔ہمارے پیارے نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

۱- آپ ﷺ کے حسن و جمال اور اوصافِ مبارکہ کو بیان کرنے والے کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف مبارکہ بیان کرنے والا بالآخر یہ پکار اٹھتا کہ آپ ﷺ جیسا نہ کبھی پہلے دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔

۲- نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک کا حسن و جمال کیسا تھا؟

آپ ﷺ کی پیشانی مبارک نہایت چوڑی، گولائی میں حسن و جمال کا مرقع کہ رات کے اندھیرے میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک چمکتی دمکتی نظر آتی۔

۳- رسول اللہ ﷺ کو علالت کے دوران جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو ان کے جذبات کیا تھے؟

آپ ﷺ نے آخری بار حجرے کے پردے سے اپنے چہرۂ انور کو طلوع فرمایا تو دیکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ چہرۂ انور تو قرآن کا ورق معلوم ہو رہا تھا اور اس کیفیت کی بنا پر وہ بے قابو ہونے لگے قریب تھا کہ وہ دورانِ نماز آپ ﷺ کے قدموں پر قربان ہو جاتے مگر اس مرقع حسن و جمال نے اشارے سے انہیں اپنے اوپر قابو پانے کا حکم دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ٹھہر گئے۔

۴- جب حضور نبی کریم ﷺ گفتگو فرماتے یا مسکراتے تو اردگرد کے ماحول پر آپ ﷺ کے حسن و جمال کا کس طرح اظہار ہوتا؟

جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے یا مسکراتے تو موقع محل کی مناسبت سے نور کی کرنیں ظاہر ہوتیں کہ بعض اوقات دیواریں چمک اٹھتیں اور حجرہ مبارک جگمگ جگمگ کرتا نظر آتا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کی روشنی میں گری ہوئی سوئی تک اٹھالی۔

۵- حضور نبی کریم ﷺ کو جعرانہ کے مقام پر حالت احرام میں دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے بارے میں بے ساختہ کیا کہا؟

آپ ﷺ جب عمرۂ جعرانہ کے موقع پر احرام میں تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کو دیکھ کر بلا اختیار کہا "كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ" معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سرخ و سپید چاندی میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

سوال ۲: خالی جگہیں پُر کریں:

عام لوگوں کے مرنے کے بعد ان کے جسم میں تغیر و تبدل پیدا ہو جاتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام اس سے مبرّا اور مصفّٰی (پاک و محفوظ) ہیں، ان کے جسم وصال کے بعد بھی صحیح و سالم رہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے (نقصان پہنچائے بلکہ) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہیں (یہاں تک کہ) ان کو رزق (بھی) دیا جاتا ہے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ "آپ ﷺ کا ہر آنے والا لمحہ گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہے" تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے آقا ﷺ کا جسم انور آج بھی صرف صحیح و سالم ہی نہیں ہے بلکہ ہر آنے والا لمحہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کی تابانی و شادمانی میں اضافہ کر رہا ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH ILMI FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT PERMISSION IS A CRIMINAL OFFENCE

قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ اوّل)

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ (ابتدائی دو صفحات) عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ (آخری دو صفحات) عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: سورۃ یوسف کا تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۲۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۱ تا ۳۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۳۳ تا ۴۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۴۶ تا ۵۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۷: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟

۲۔ قرآنِ حکیم عربی میں نازل کرنے کی کیا حکمت تھی؟

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا خواب دیکھا؟

۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟

۵۔ اچھے خواب اور بُرے خواب دیکھنے پر کیا کرنا چاہیئے؟

۶۔ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو کیا چال سُجھائی؟

۷۔ بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہلاکت کا کیا ثبوت پیش کیا؟

۸۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کیسے پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کے بیٹے غلط بیانی کر رہے ہیں؟

۹۔ جھوٹا الزام لگنے پر ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

۱۰۔ مصر کی خواتین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو "معزز فرشتہ" کیوں کہا؟

۱۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عورتوں کے بُرے ارادہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟

۱۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے دو نوجوانوں کے خوابوں کی تعبیر بتانے میں ہمارے لئے کیا عملی پہلو ہے؟

۱۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے شرک کی مذمت کیسے فرمائی؟

۱۴۔ نفس کی بُرائی سے بچنا کیسے ممکن ہے؟

۱۵۔ کسی عہدے کا طلب کرنا کیسا ہے؟

۱۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں کیسے اختیار عطا فرمایا؟

۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خزانے کے معاملات کی ذمہ داری کے حوالہ سے کن صفات کا ذکر فرمایا؟

سورۃ یوسف آیات: ۱تا۵۷

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر۱: ۱: الٓرٰ سے کیا مراد ہے؟ ۱: یہ حروف مقطعات ہیں۔ ۲: حروف مقطعات کیا ہوتے ہیں؟ ۲: وہ حروف جن کو الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے۔ حروف مقطعات کا علم اللہ ﷻ کے پاس ہے اور یہ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک راز ہے۔ ۳: کیا حروف مقطعات کو پڑھنے سے ثواب ملتا ہے؟ ۳: جی ہاں۔ ہر حرف پر ۱۰ نیکیاں ملتی ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: جس نے قرآن میں سے ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی دی جائے گی اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔" (جامع ترمذی)

۴: آیت کسے کہتے ہیں؟ ۴: آیت کے معنی نشانی کے ہیں۔ قرآنِ حکیم کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ آیت کہلاتا ہے۔

عملی پہلو: آیت کسی شے کی نشانی ہوتی ہے اور اس کی یاد دلاتی ہے۔ قرآنی آیات اللہ ﷻ کی نشانیاں ہیں اور اللہ ﷻ کی یاد دلاتی ہیں۔

۵: الکتاب المبین سے کیا مراد ہے؟ ۵: اس سے مراد قرآن حکیم ہے جو واضح کتاب ہے جس میں احکامات، ہدایت پر چلنے اور گمراہی سے بچنے کا طریقہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر۲: ۱: قرآنِ حکیم کس نے نازل فرمایا؟ ۱: اللہ ﷻ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔ ۲: قرآنِ حکیم کس زبان میں نازل فرمایا گیا؟ ۲: عربی زبان میں۔ ۳: قرآن عربی زبان میں کیوں نازل فرمایا گیا؟ ۳: i۔ عربی زبان بہت فصیح و بلیغ ہے۔ اہل عرب قرآن کے اولین مخاطب تھے اس لئے بھی قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا۔ عربی دنیا کی سب سے زندہ اور محفوظ زبان ہے۔ دیگر کتابوں کی زبانیں اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہیں۔ ii۔ اُمت کو قرآن کے پیغام کو آگے پہنچانے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ ۴: عربی زبان نہ جاننے والوں کے لئے قرآنِ حکیم کیسے ہدایت بنے گا؟ ۴: آج ہماری رہنمائی اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس کے تراجم اور تفاسیر موجود ہیں تاکہ ہم قرآن حکیم کو سمجھ سکیں۔

آیت نمبر۳: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو اللہ ﷻ نے کیسا قصّہ قرار دیا؟ ۱: بہترین قصّہ۔ ۲: احسن القصص سے کون سا قصّہ مراد ہے؟ ۲: قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام۔ ۳: اللہ ﷻ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو بہترین قصّہ کیوں قرار دیا؟ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام کا قصّہ آپ ﷺ کی زندگی سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کیا اور انہیں کنویں میں ڈال دیا۔ یوں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے شہر سے نکل کر حضرت یوسف علیہ السلام مصر پہنچ گئے جہاں اللہ ﷻ نے انہیں بادشاہت عطا فرمائی اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ ان کے بھائی ان کے سامنے نادم کھڑے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں معاف فرمادیا تھا۔ بالکل اسی طرح قریش نے آپ ﷺ کو حد درجہ ایذا پہنچائی۔ آپ ﷺ نے تین دن غارِ ثور میں گزارے آپ ﷺ کو مکہ شہر سے نکل کر مدینہ جانا پڑا اور پھر وہ وقت بھی آیا جب آپ ﷺ مکہ میں بطورِ فاتح داخل ہوئے اور قریش مکہ آپ ﷺ کے سامنے نادم کھڑے تھے اور آپ ﷺ نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح انہیں معاف فرمادیا۔ گویا اس قصّہ میں آپ ﷺ کی کامیابی اور آپ ﷺ کے مخالفین کی ناکامی کی بشارت ہے۔ اس کو اس لئے بہترین قصّہ کہا گیا ہے۔ البتہ اسے بہترین قصہ کہنے کی اس کے علاوہ دیگر وجوہات بھی ہوسکتی ہیں مثلاً اس میں نفس امارہ کی اور اس کی سرکشیوں کا نتیجہ اور دیگر انسانی عوارض اور حوادث کا نہایت دلچسپ بیان بڑے عبرت انگیز پیرائے میں کیا گیا ہے۔ یعنی یہ واقعہ جس فصاحت وبلاغت، خوبصورتی اور احسن انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا پھر یہ قصہ عبرتوں، نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص قرار دیا گیا ہے۔ اس قصّہ میں ہمارے لئے علم وحکمت کے موتی اور عملی ہدایات موجود ہیں۔ ۴: اللہ ﷻ نے یہ قصہ آپ ﷺ پر کیوں وحی فرمایا؟ ۴: یہود نے مشرکین مکہ کے ذریعہ آپ ﷺ سے سوال پوچھا تھا کہ بتائیں کہ بنی اسرائیل کنعان سے مصر کیسے پہنچے؟ اس کے جواب میں اللہ ﷻ نے آپ ﷺ پر پوری سورۃ یوسف نازل فرمائی۔

۵:"اور آپ ﷺ اس سے پہلے بے خبر تھے" سے کیا مراد ہے؟ ۵:یعنی آپ ﷺ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پورے واقعہ کی خبر وحی کے ذریعہ دی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام ہے اور آپ ﷺ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے "سچے" رسول ہیں۔

آیت نمبر ۴: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام نبی تھے یا رسول؟ ۱:نبی تھے۔ ۲:حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب کسے سنایا؟ ۲: اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو۔ جو ان کے سب سے زیادہ خیر خواہ تھے۔ ۳:حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا خواب بیان کیا؟ ۳: آپ علیہ السلام فرمایا کہ گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ ۴:کیا نبی علیہ السلام کا خواب سچا ہوتا ہے؟ ۴: جی ہاں اور وحی کے درجے میں ہوتا ہے۔

۵:خواب کسے کہتے ہیں؟ ۵:خواب سے مراد وہ بات، خیال یا واقعہ ہے جو انسان حالتِ نیند میں دیکھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے"۔(صحیح بخاری)

۶:اچھا خواب دیکھنے پر کیا کرنا چاہیئے؟ ۶:اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر اور لوگوں سے اس کا ذکر۔

فرمانِ نبوی ﷺ: تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جسے پسند کرتا ہے تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اس کو بیان بھی کرے۔ (صحیح بخاری) ۷:بُرا خواب دیکھنے پر کیا کرنا چاہیئے؟ ۷:اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور لوگوں سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے پس تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے جو ڈراؤنا ہو تو وہ اپنی بائیں جانب تھکارے اور اس (خواب) کے شر سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ طلب کرے، اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے تو وہ خواب اسے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔(صحیح بخاری)

آیت نمبر ۵: ۱:حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۱:اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ذکر نہ کرنا۔

۲:حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کو خواب سنانے سے کیوں منع فرمایا؟ ۲:تاکہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد نہ ہو اور وہ ان کے خلاف کوئی چال نہ چلیں۔ ۳:انسان کے دل میں بُرائی کا خیال کون ڈالتا ہے؟ ۳:شیطان ۴:حضرت یعقوب علیہ السلام نے انسان کا کھلا دشمن کسے قرار دیا؟ ۴:شیطان کو۔ ۵:شیطان کون ہے؟ ۵: احکامِ الٰہی سے روگردانی کرنے والا انتہائی متکبر نافرمان جن ہے۔(سورۃ الکھف ۱۸، آیت:۵۰)

علمی بات: اولاً یہ نیک تھا مگر غرور اور سرکشی کی وجہ سے اس نے رب کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسے اپنی بارگاہ سے دور کر دیا۔ ۶:شیطان اور ابلیس کے معنی کیا ہیں؟ ۶:شیطان کے لفظی معنی دوری اور غصے میں جل جانے کے ہیں۔ شیطان نے چونکہ نیک کاموں سے فاصلہ اختیار کیا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گیا۔اس کے علاوہ اس کے معنی مخالفت کرنے والا، نافرمان، باغی، سرکش، سیدھے راہ سے بھٹکا ہوا بھی ہیں۔ ابلیس کے معنی "اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت سے انتہائی مایوس" کے ہیں۔ ۷:شیطان سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ ۷: تعَوُّذ: اَعُوذُ بِاللّٰہ۔پڑھنا۔(سورۃ النحل ۱۶، آیت:۹۸)

آیت نمبر ۶: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟ ۱:اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے وہ تمہیں باتوں (خوابوں) کی تعبیر (حقیقت تک پہنچنے) کا علم عطا فرمائے گا اور تمہیں نبوت عطا فرمائے گا جیسا کہ تمہارے باپ دادا ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی۔

۲:حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا رشتہ تھا؟ ۲:حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے دادا تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دادا تھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں" (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۷: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے بارے میں کس نے پوچھا تھا؟ ۱:یہود نے مشرکین مکہ کے ذریعہ آپ ﷺ سے پوچھا تھا۔

۲:حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کے لئے کیا نشانیاں ہیں؟ ۲: i۔نبی کریم ﷺ آج وہی توحید کی دعوت دے رہے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت تھی۔ ii۔ پیشن گوئی دی گئی کہ آپ ﷺ بھی کامیاب رہیں گے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کامیاب ہوئے۔ iii۔ آپ ﷺ سے حسد کرنے والے ایک دن نادم ہوں گے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کرنے والے

بھائیوں کونادم ہوناپڑا۔

آیت نمبر۸: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام سے کیوں حسد کرتے تھے؟ ۱: بھائیوں کو حسد اس لئے تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے مقابلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

۲: حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے دو چھوٹے بیٹوں سے زیادہ محبت کو بھائی کس نظر سے دیکھتے تھے؟ ۲: وہ اسے اپنے والد کی کھلی غلط فہمی قرار دیتے تھے۔ان کے خیال میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ محبت ان سے ہونی چاہیئے تھی کیونکہ وہ سب ان دونوں سے بڑے اور ایک طاقت ور جماعت تھے۔

۳: حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی کون تھے؟ ۳: اکثر مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی (عینی، سگے) چھوٹے بھائی کا نام بنیامین بتایا ہے۔

آیت نمبر۹: ۱: بھائیوں نے حسد کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف کیا ارادہ کیا؟ ۱: یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے یا کہیں دور پھینک دینے کا ارادہ کیا۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کو کیوں قتل کرنا یا دور پھینکنا چاہتے تھے؟ ۲: تا کہ ان کے والد کی پوری توجہ ان بھائیوں پر ہو جائے اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جانے کے بعد اپنے والد کی نظر میں پسندیدہ ہو جائیں گے۔ ۳: شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو کیا چال سکھائی؟ ۳: ابھی یوسف کو قتل کر دیا دور پھینک آؤ پھر بعد میں توبہ کر کے نیک بن جانا۔

آیت نمبر۱۰: ۱: کس بھائی نے دیگر بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کے بجائے گہرے کنویں میں پھینکنے کا مشورہ دیا؟ ۱: اکثر مفسرین کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا یا یہوا تھے۔ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنے کی کیا حکمت تھی؟

۲: کوئی مسافر پانی لینے کے لئے کنویں کے پاس جائے گا تو یوسف (علیہ السلام) کو نکال کر اپنے ساتھ یہاں سے دور لے جائے گا۔

آیت نمبر۱۱: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف اپنے بُرے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بھائیوں نے کیا کیا؟ ۱: اپنے والد سے کہا کہ آپ یوسف کے بارے میں ہمارا اعتبار کیوں نہیں کرتے۔ ۲: بھائیوں نے اپنے والد کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے کیا کہا؟ ۲: یقیناً ہم یوسف کے خیر خواہ ہیں۔

آیت نمبر۱۲: ۱: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کس طرح آمادہ کرنا چاہا؟ ۱: بھائیوں نے کہا کہ یوسف کو ہمارے ساتھ کل بھیج دیں تا کہ وہ بھی خوب کھائے پیئے، اور کھیلے کودے۔ ۲: بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی دینے کے لئے کیا کہا؟

۲: بے شک ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آیت نمبر۱۳: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے کن تحفظات کا اظہار فرمایا؟ ۱: i۔ مجھے یوسف کی جدائی سے غم ہو گا۔

ii۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے جبکہ تم اس سے غافل ہو۔

آیت نمبر۱۴: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے والد کے تحفظات پر کیا جواب دیا؟ ۱: بھائیوں نے کہا کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ ہماری موجودگی میں بھیڑیا یوسف کو کھا جائے۔ ۲: کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی؟ ۲: جی ہاں۔ بھائیوں کے بار بار اصرار پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دے دی۔

آیت نمبر۱۵: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کے بعد بھائیوں نے کس بات پر اتفاق کیا؟ ۱: بھائیوں نے اتفاق کیا کہ یوسف کو ایک گہرے کنویں میں ڈال دیں۔ ۲: کنویں میں تنہا حضرت یوسف علیہ السلام کو کس نے تسلی دی؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں تسلی دی۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا تسلی دی؟ ۳: آپ ضرور اپنے بھائیوں کو ان کے اس سلوک سے آگاہ کریں گے۔

آیت نمبر۱۶: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کے بعد ان کے بھائیوں نے کیا چال چلی؟ ۱: رات کو روتے ہوئے اپنے والد کے پاس آئے۔

۲: بھائی رات کے اندھیرے میں کیوں والد صاحب کے پاس آئے؟ ۲: وہ جان بوجھ کر اندھیرے میں آئے کیونکہ دن کے اُجالے میں والد کو منہ دکھانا زیادہ مشکل تھا۔

آیت نمبر۱۷: ۱: بھائیوں نے اپنے والد کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہلاکت کی کیا جھوٹی داستان سنائی؟ ۱: ہم ایک دوسرے سے دوڑ لگانے میں مصروف

تھے یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا تو اسے بھیڑیے نے کھالیا۔

۲: بھائیوں نے اپنی بات منوانے کے لئے کس معصومیت کا اظہار کیا؟ ۲: آپ ہماری بات کا یقین کرنے والے نہیں اگرچہ ہم سچے ہی ہوں۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا کیا ثبوت پیش کیا؟ ۱: وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے کہ یوسف ہلاک ہو چکے ہیں۔ ۲: خون لگے ہوئے قمیص کو دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ ۲: یہ تمہاری بنائی ہوئی بات ہے حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ صحیح نہیں کہہ رہے۔ ۳: حضرت یعقوب علیہ السلام کو کیسے پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کے بیٹے غلط بیانی کر رہے ہیں؟ ۳: حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ یوسف نے جو خواب دیکھا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کُرتا بالکل صحیح سالم تھا جس پر بس خون لگا ہوا تھا اور اگر واقعی بھیڑیا ان پر حملہ کرتا تو کُرتا پھٹا ہوا ہونا چاہیئے تھا۔

۴: حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی موت ہونے کی خبر پر کیا ردِ عمل فرمایا؟ ۴: حضرت یعقوب علیہ السلام نے صبر فرمایا اور اس بیان پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے مدد مانگی۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے کیسے نکلے؟ ۱: ایک قافلہ گزرا انہوں نے پانی لانے کے لئے ایک شخص کو بھیجا اس نے کنویں میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس میں بیٹھ گئے۔ وہ شخص ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر خوشی سے پکار اُٹھا کہ خوشخبری ہو یہ تو ایک لڑکا مل گیا ہے۔

۲: قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ۲: انہیں مالِ تجارت یعنی غلام بنا کر چھپالیا۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں کے ہاتھوں کس نے بیچا؟ ۱: مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی خصوصاً بڑا بھائی انہیں دیکھنے کنویں پر آتے رہتے تھے جب بھائیوں کو پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں نہیں ہیں تو انہوں نے وہاں موجود قافلہ والوں سے پوچھ گچھ کی اور یوسف علیہ السلام کو اپنا غلام ظاہر کرتے ہوئے قافلہ والوں کے ہاتھوں بیچ دیا۔ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کس قیمت پر فروخت کیا؟

۲: گنتی کے چند ناکارہ دراہم کے عوض بیچ ڈالا اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام میں کوئی دلچسپی ظاہر نہ کی۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں سے کس نے خریدا؟ ۱: عزیزِ مصر نے۔ ۲: عزیزِ مصر نے اپنی بیوی کو کیا نصیحت کی؟

۲: یوسف کو عزت سے رکھو شاید کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔ ۳: عزیزِ مصر کی بیوی کا نام کیا تھا؟

۳: اکثر مفسرین زلیخا نام بتاتے ہیں۔ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین میں استحکام عطا فرمانے کے لئے کیا تدبیر فرمائی؟ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے گہرے کنویں سے نکال کر مصر کے خزانوں کے والی عزیزِ مصر کے گھر پہنچایا اس طرح آپ سبحانہ و تعالیٰ کے رہن سہن کے اسباب اور مصر میں آپ کے استحکام اور بااختیار شخصیت ہونے کی راہیں ہموار کر دی گئیں۔ مزید یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو (خوابوں کی) باتوں کی تعبیر یعنی حقیقت تک پہنچنے کا علم سکھایا۔ ۵: کائنات میں کس کی تدبیر کارگر رہتی ہے؟ ۵: کائنات میں صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تدبیر کارگر رہتی ہے۔ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہتا ہے اور جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں کنعان سے نکال کر مصر پہنچانے کا ذریعہ بنا دیا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام جب اپنی جوانی کو پہنچے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں کیا عطا فرمایا؟ ۱: حکم اور علم عطا فرمایا۔

۲: حکم سے کیا مراد ہے ۲: حکم سے بعض مفسرین نے نبوت مراد لی ہے اور بعض مفسرین کے نزدیک حکم سے مراد انسانی فکر و شعور کی پختگی ہے جسے حکمت و دانائی کہتے ہیں۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نیکوکاروں کو کیسا بدلہ عطا فرماتا ہے؟ ۳: اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں کس کے گھر میں رہتے تھے؟ ۱: عزیزِ مصر اور زلیخا کے گھر میں۔ ۲: زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا بُرا سلوک کیا؟ ۲: زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دی۔ گھر کے دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی کہ میری خواہش کی تکمیل میں جلدی کرو۔ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو کیا جواب دیا؟ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: i: میں اس بُرے کام سے بچنے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ ii۔ میں اپنے آقا کے ساتھ بُرائی نہیں کر سکتا۔ iii۔ ظلم کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بُرا ارادہ کرنے سے کیسے محفوظ فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو برہان یا اپنی ایک نشانی دکھا کر بُرے ارادہ سے محفوظ فرمایا۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا دلیل دکھائی؟ ۲: مفسرین کی ایک رائے کے مطابق آپ علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام بُرائی سے باز رہے۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیوں دلیل دکھائی؟

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام سے بُرائی اور بے حیائی کو دور ہٹا دے تاکہ ان پر الزام عائد کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

۴: حضرت یوسف علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کیسے بندوں میں سے تھے؟ ۴: مخلَص یعنی منتخب بندوں میں سے تھے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے بُرے ارادہ پر اسے سمجھانے کے علاوہ کیا کیا؟ ۱: دروازہ کی طرف دوڑ لگائی۔

۲: زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دوڑنے پر کیا کیا؟ ۲: زلیخا نے دوڑ کر حضرت یوسف علیہ السلام کا تعاقب کیا اور پیچھے سے ان کی قمیص پکڑ لی جو کھینچنے کی وجہ سے پھٹ گئی۔ ۳: جب دونوں دوڑتے ہوئے بند دروازے کے پاس پہنچے تو کیا معاملہ ہوا؟ ۳: عزیزِ مصر کو دروازے پر کھڑا ہوا پایا۔

۴: زلیخا نے اپنے شوہر عزیزِ مصر کو دیکھتے ہی کیا کہا؟ ۴: حضرت یوسف علیہ السلام پر بہتان لگایا کہ انہوں نے اس کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کیا تھا۔

۵: زلیخا نے عزیزِ مصر کو کیا مشورہ دیا؟ ۵: یوسف کو قید کیا جائے یا انہیں دردناک عذاب دیا جائے۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے بہتان لگانے پر کیا کیا؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے فوراً اپنی بے گناہی کا اظہار فرمایا اور واضح فرمایا کہ زلیخا نے انہیں ان کے نفس کی حفاظت سے پھسلانا چاہا تھا۔

عملی پہلو: جب کوئی جھوٹا الزام لگائے تو ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہیے بلکہ حقیقت کا اظہار کرنا چاہیے۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام یا زلیخا میں سے کس کی بات سچی ہے یہ فیصلہ کیسے کیا گیا؟ ۲: ایک گواہ کی گواہی پر فیصلہ ہوا۔ ۳: گواہ کون تھا؟

۳: زلیخا کے خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک گواہ تھا، اور مشہور قول کے مطابق وہ ایک چھوٹا بچہ تھا جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے آپ کی براءت پیش کی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پنگھوڑے میں چار بچوں نے کلام کیا جبکہ وہ کم عمر تھے۔

i۔ فرعون کی بیٹی۔ ii۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہد (گواہ)۔ iii۔ جریج کا صاحب۔ iv۔ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ یوسف، زیر آیت ۲۶)

۴: گواہ نے کیا گواہی دی؟ ۴: اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو یہ سچی اور وہ یوسف جھوٹوں میں سے ہیں۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: گواہ نے کیا گواہی دی؟ ۱: اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو وہ یوسف سچے اور یہ جھوٹوں میں سے ہے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: معاملہ کا کیا فیصلہ ہوا؟ ۱: جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹی تھی اور ثابت ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام سچے اور زلیخا جھوٹی ہے۔ ۲: عزیزِ مصر نے زلیخا کو کیا تنبیہ کی؟ ۲: بے شک یہ تم عورتوں کا فریب ہے اور تمہارے فریب بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ ۳: کیا ہر عورت کو فریبی ہونے کا طعنہ دینا صحیح ہے؟ ۳: ہرگز نہیں۔ عزیزِ مصر نے اپنی بیوی کی قبیح اور بُری حرکت پر عورتوں کے بارے میں کہا۔ یہ نہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قول ہے اور نہ ہر عورت کے بارے میں صحیح ہے۔ اس لئے اس کو ہر عورت پر چسپاں کرنا اور اس بنیاد پر عورت کو مکر و فریب کرنے کے طعنے دینا قرآن حکیم کا ہرگز مقصود نہیں۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا درخواست کی؟ ۱: آپ علیہ السلام اس بات سے درگزر فرمائیں۔

۲: عزیزِ مصر نے زلیخا کو کیا تنبیہ کی؟ ۲: تم اپنے گناہ کی معافی مانگو، بے شک تم ہی خطاکاروں میں سے ہو۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: شہر مصر کی عورتیں زلیخا کے بارے میں کیا باتیں کر رہی تھیں؟ ۱: زلیخا نے اپنے غلام کو اپنے نفس کی حفاظت سے پھلانا چاہا۔ یقیناً یوسف کی محبت زلیخا کے دل میں بیٹھ چکی ہے۔ زلیخا کھلی گمراہی میں ہے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: زلیخا نے مصر کی عوتوں کو کیوں بلایا؟ ۱: زلیخا نے مصر کی عورتوں کی ملامت کا جواب دینے کے لئے ان کو دعوت پر بلایا، ان کے لئے تکیوں والی نشست تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھُری دی، اور یوسف سے ان کے سامنے سے گزرنے کے لئے کہا۔

۲: مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیسا پایا؟ ۲: اپنے تصور سے کہیں بڑھ کر خوبصورت پایا بلکہ اُن کو فرشتہ کہہ دیا۔

۳: مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کیا کیا؟ ۳: مصر کی عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں اور ان کے حسن سے متاثر ہو کر یا انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر لیئے۔ ۴: مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کیا کہا؟ ۴: وہ بے ساختہ بول اٹھیں کہ پاک ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی معزز فرشتہ ہے۔ ۵: مصر کی خواتین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو "معزز فرشتہ" کیوں کہا؟

۵: ان کے حسن اور پاک دامنی سے متاثر ہو کر۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں صورت اور سیرت دونوں میں سے حسن کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: زلیخا نے مصر کی عورتوں کو حضرت یوسف علیہ السلام سے متاثر دیکھ کر کیا کہا؟ ۱: یہی تو وہ غلام ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں۔ ۲: زلیخا نے کس ڈھٹائی سے اقبالِ جرم کیا؟ ۲: زلیخا نے اقبالِ جرم کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے اس کے نفس کی حفاظت سے پھسلانا چاہا مگر یہ بچا رہا۔ ۳: زلیخا نے کس ہٹ دھرمی کا ارادہ کیا؟ ۳: عورتوں کی مدہوشی دیکھ کر زلیخا کو مزید حوصلہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ اگر یوسف نے میرے کہنے پر عمل نہیں کیا تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو گا۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورتوں کے بُرے ارادہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟ ۱: جس بات کی طرف مجھے یہ بُلا رہی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ پسند ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے مجھ سے ان عورتوں کے فریب کو نہ ہٹایا تو میں ان کی مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔

عملی پہلو: گناہوں سے بچانے والی ذات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق کے بغیر کوئی گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ "مومن کے لئے دعا بھی ایک بڑا ہتھیار ہے"۔ (مسند ابو یعلیٰ)

فرمانِ نبوی ﷺ: سات آدمیوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمائے گا ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جسے ایک ایسی عورت دعوتِ گناہ دے جو حسن و جمال سے بھی آراستہ ہو جاہ و منصب والی بھی ہو لیکن وہ اس کے جواب میں کہہ دے میں تو "اللہ سبحانہ وتعالیٰ" سے ڈرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۳۴: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان سے عورتوں کے فریب کو دور فرما دیا۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن صفات کا ذکر ہے؟ ۲: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ دعاؤں کا خوب سننے والا اور اپنے بندوں کے احوال کو خوب جاننے والا ہے۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کی کیا نشانیاں دیکھیں؟ ۱: i۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہونا۔ ii۔ ایک گواہ کی گواہی۔ iii۔ زلیخا کا اقبالِ جرم کرنا۔ iv۔ مصر کی عورتوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا اور آپ علیہ السلام کا ان کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ v۔ زلیخا کا عزمِ گناہ کا اظہار۔ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی ثابت ہونے کے باوجود ان کے بارے میں کیا مناسب سمجھا گیا؟ ۲: انہیں کچھ عرصہ کے لئے قید کر دیا جائے۔ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی ثابت ہونے کے باوجود ان کو قید کیوں کیا گیا؟

۳: کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کا راز سب پر کھل گیا تھا تو ان سب نے یہ مصلحت سوچی ہو گی کہ لوگوں میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ عزیز کی بیوی اس کی چاہت میں مبتلا ہے جب ہم انہیں قید کریں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ قصور انہی کا تھا اس نے ہی نگاہ کی ہو گی۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اور کسے جیل میں داخل کیا گیا؟ ۱: دو جوانوں کو۔ ایک ساقی (بادشاہ کو شراب پلانے والا) اور دوسرا نانبائی (بادشاہ کے لئے روٹیاں پکانے والا) ۲: ان دو جوانوں کو کس قصور میں جیل میں ڈالا گیا؟ ۲: اکثر مفسرین کے نزدیک ان دونوں پر بادشاہ کو زہر دینے کا الزام تھا۔ ۳: ساقی (بادشاہ کو شراب پلانے والے) نے کیا خواب دیکھا؟ ۳: وہ انگور سے شراب نچوڑ رہا ہے۔

۴: خباز (بادشاہ کے لئے روٹیاں پکانے والے) نے کیا خواب دیکھا؟ ۴: وہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہے جس سے پرندے کھا رہے ہیں۔

۵: دونوں جوانوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا درخواست کی؟ ۵: انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خوابوں کی تعبیر بتانے کی درخواست کی۔

۶: دونوں جوانوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے خوابوں کی تعبیر بتانے کی درخواست کیوں کی؟ ۶: کیونکہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نیک شخصیت سے متاثر تھے۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: دونوں جوانوں کے خوابوں کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے فوراً کیوں نہ بتائی؟ ۱: کیونکہ دونوں نوجوان حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف پوری طرح متوجہ تھے اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ وہ پہلے انہیں توحید کی دعوت دیں۔

عملی پہلو: ہمیں دین کی دعوت عموماً ایسے موقع پر دینی چاہیئے جب لوگ سننے پر آمادہ ہوں۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے جیل کے دونوں ساتھیوں کو اپنی بات سننے کے لئے کیسے مائل کیا؟ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں تسلی دی کہ میں کوئی زیادہ وقت نہیں لوں گا بلکہ تمہارا کھانا آنے سے پہلے ہی تمہارے خوابوں کی تعبیر بتادوں گا۔ ۳: تعبیر بتادینے کے اس علم کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کس کی طرف منسوب فرمایا؟ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے ہیں۔

عملی پہلو: ہمارے پاس جو نعمت اور صلاحیت ہو اُسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کرنا چاہیئے۔

۴: حضرت یوسف علیہ السلام نے کس کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا؟ ۴: ایسی قوم کا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرنے والے تھے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے کس کا طریقہ اختیار فرمایا؟ ۱: اپنے عظیم المرتبت باپ دادا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا طریقہ اختیار فرمایا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پیغمبر اور ہدایت یافتہ تھے۔ ۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا طریقہ تھا؟ ۲: وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ ۳: شرک سے بچنا اور توحید پر جمے رہنا کیسے ممکن ہے؟ ۳: یہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل سے ممکن ہے۔ ۴: کیا اکثر لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فضل پر اُس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ۴: جی نہیں۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل پر اُس کا شکر ادا کرنا چاہیئے کیوں کہ شکر کا فائدہ خود انسان کو پہنچتا ہے (سورۃ لقمان: ۱۲، سورۃ ابراہیم: ۷)

آیت نمبر ۳۹: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے شرک کی مذمت اور توحید کے اثبات کے لئے کیا مثال پیش فرمائی؟ ۱: کیا الگ الگ بہت سے معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ جو سب پر غالب ہے۔ ۲: اس مثال سے کیا بات سمجھائی گئی؟ ۲: مشرکین جنہوں نے کئی معبود گھڑے ہوتے ہیں ان سب کو راضی رکھنا آسان ہے یا ان کے مقابلہ میں صرف ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی رکھنا زیادہ آسان ہے۔

عملی پہلو: ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت انسان کو تمام جھوٹے معبودوں کے آگے جھکنے سے بچالیتی ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے — ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات (علامہ اقبال)

آیت نمبر ۴۰: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے شرک کی مذمت کیسے فرمائی؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ چند ناموں کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتے جنہیں خود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے توحید کا اثبات کیسے فرمایا؟ ۲: حکم دینے کا اختیار صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرو یہی سیدھا دین ہے۔ ۳: اکثر لوگ کیا نہیں جانتے؟ ۳: سیدھا دین توحید پر کاربند رہنا ہے اور شرک سے بچنا ہے۔

علمی بات: خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں نوجوانوں کو توحید یعنی ایک اللہ کو ماننے کی دعوت دی، اپنے عظیم المرتبت آباء کرام علیہم السلام کی اتباع کرنے کی طرف متوجہ کیا اور شرک سے بچنے کی تلقین کی۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی کے خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟ ۱: وہ رہا ہو جائے گا اور دوبارہ بادشاہ کی خدمت پر معمور کر دیا جائے گا۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے خباز کے خواب کی کیا تعبیر بتائی؟ ۲: وہ پھانسی دیا جائے گا پھر پرندے اس کا سر نوچ کر کھائیں گے۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے نجات پانے والے ساقی سے کیا فرمایا ۱: کہ وہ اُن کا ذکر بادشاہ سے کرے۔

۲: کیا ساقی نے رہا ہونے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر بادشاہ سے کیا؟ ۲: ساقی نے بادشاہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا کیونکہ شیطان نے بھلا دیا تھا۔ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام کتنے سال تک قید خانہ میں رہے؟ ۳: ایک رائے کے مطابق سات سال۔

آیت نمبر ۴۳: ا: مصر کے بادشاہ نے کیا خواب دیکھا؟ ا: سات موٹی گائیں ہیں جنھیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور دوسرے سات خشک خوشے ہیں۔ ۲: بادشاہ نے اپنے درباریوں سے کیا پوچھا؟ ۲: اگر تم خواب کی تعبیر کر سکتے ہو تو میرے خواب کا مطلب بتاؤ۔

آیت نمبر ۴۴: ا: درباریوں نے بادشاہ کے خواب کا کیا مطلب بیان کیا؟ ا: درباریوں نے کہا کہ یہ تو پراگندہ خواب ہیں۔

۲: درباریوں نے بادشاہ کے سامنے کس بات کا اعتراف کیا؟ ۲: ہمیں ان پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں آتی۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اگر کوئی بات معلوم نہ ہو تو اس کا اقرار کر لینا چاہیئے اور خاص کر خواب کی تعبیر پر جلد کوئی غلط تبصرہ نہیں کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۴۵: ا: بادشاہ کا خواب سن کر ساقی کو کون یاد آیا؟ ا: حضرت یوسف علیہ السلام۔ ۲: ساقی نے کیا کہا؟ ۲: میں تمہیں خواب کی تعبیر بتاؤں گا پس تم مجھے بھیج دو۔

آیت نمبر ۴۶: ا: ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا درخواست کی؟ ا: ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کا خواب سنایا اور ان سے اس خواب کی تعبیر بتانے کی درخواست کی۔ ۲: ساقی نے خواب کی تعبیر پوچھنے کی حکمت کیا بیان کی؟ ۲: تاکہ لوگ حقیقت جان لیں، بعض مفسرین نے خواب کی حقیقت جان لینا مراد لیا ہے جبکہ بعض مفسرین نے مراد لیا ہے کہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقت جان لیں۔

آیت نمبر ۴۷: ا: حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟ ا: تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہو گے سات سال لگاتار۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کے ساتھ کیا تدبیر بیان فرمائی؟ ۲: سات سال جو غلہ کاٹو تو اسے خوشوں میں ہی رہنے دینا سوائے تھوڑے سے غلہ کے جو تم کھاؤ۔ ۳: غلہ کو خوشوں میں رہنے دینے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ۳: غلہ اپنی قدرتی حفاظت (Packing) میں رہتا ہے اور خراب ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔

آیت نمبر ۴۸: ا: حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟ ا: سات سال خوب غلہ ہونے کے بعد سات سخت قحط کے سال آئیں گے جو کچھ غلہ تم نے جمع کیا ہو گا وہ سب ختم ہو جائے گا۔ سوائے اس کے جو تم نے محفوظ رکھا ہو گا۔

عملی پہلو: ہمیں بخل نہیں کرنا چاہیئے اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔ "لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے" (بیہقی)

آیت نمبر ۴۹: ا: حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟ ا: سات سال خوشحالی اور سات سال قحط کے بعد ایک سال آئے گا جس میں خوب بارش ہو گی اور اس میں لوگ رس نچوڑیں گے۔ ۲: رس نچوڑنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی سات سال قحط کے بعد دوبارہ خوشحالی ہو گی اور خوب غلہ اور پھل ہوں گے۔ عملی پہلو: حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتانے میں دیر کی نہ کوئی شرط لگائی اور نہ اس شخص کو شرمندہ کیا کہ تجھ کو اتنی مدت کے بعد اب میرا خیال آیا بلکہ تدبیر بھی بتا دی۔

آیت نمبر ۵۰: ا: جب مصر کے بادشاہ کو اپنے خواب کی تعبیر اور مشکل دنوں کا مقابلہ کرنے کا پتہ چلا تو بادشاہ نے کیا حکم دیا؟ ا: بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ ۲: جب بادشاہ کا قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا کہا؟ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ داعیٔ دین (دین کی دعوت دینے والے) کے لئے عفت و پاکیزگی اور کردار کی گواہی بہت ضروری ہے۔ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل سے نکلنے سے کیوں انکار کیا؟ ۳: تاکہ جیل سے نکلنے سے پہلے ان کی پاک دامنی واضح ہو جائے۔ ۴: حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کے پاس کیا پیغام بھجوایا؟ ۴: حضرت یوسف علیہ السلام نے قاصد سے فرمایا کہ واپس اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر لیئے تھے۔ ۵: حضرت یوسف علیہ السلام کو کس کے علم پر بھروسہ تھا؟ ۵: اللہ تعالیٰ پر۔ جو ان عورتوں کے فریبوں سے خوب واقف تھا۔

آیت نمبر ۵۱: ا: مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیغام پر کیا کیا؟ ا: مصر کے بادشاہ نے ان عورتوں سے باز پرس کی کہ بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو ان کے نفس کی حفاظت سے پھسلانا چاہا۔ ۲: مصر کی عورتوں نے بادشاہ کو کیا جواب دیا؟ ۲: ہم نے یوسف میں کوئی

برائی نہیں پائی۔ ۳:عزیزِ مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی کیا گواہی دی؟ ۳:اس نے کہا کہ میں نے ہی یوسف کو ان کے نفس کی حفاظت سے پھسلانا چاہا اور بے شک وہ سچوں میں سے ہیں۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: آیات: ۵۲ اور ۵۳ کس کے اقوال پر مشتمل ہیں؟ ۱: ان دو آیات کے بارے میں مفسرین میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ زلیخا کے اقوال ہیں جبکہ بعض کے نزدیک انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ۲: "یہ اس لئے تاکہ وہ جان لے بے شک میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کی کوئی خیانت کی" سے کیا مراد ہے؟ ۲: اگر اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول مانا جائے تو مراد ہوگی کہ انہوں نے خواتین سے معلوم کرانے کا تقاضا اس لئے کیا تاکہ عزیزِ مصر جان لے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں فرمائی۔ اگر اسے زلیخا کا قول مانا جائے تو مراد ہوگی کہ زلیخا نے اقبالِ جرم اس لئے کیا کہ اگرچہ زلیخا نے برا ارادہ کیا لیکن عزیزِ مصر کے ساتھ خیانت نہیں کی۔

۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کے ساتھ کیسا معاملہ فرماتا ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو نہیں چلنے دیتا۔

علمی بات: اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے اور ان پر تہمت کا پردہ چاک کرنے کا خود اہتمام فرماتا ہے اور خیانت کرنیوالوں کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

آیت نمبر ۵۳: ۱: کیا کسی شخص کو اپنے نفس کے بالکل پاک ہونے کا دعویٰ کرنا چاہیئے؟ ۱: جی نہیں! دیکھئے اگرچہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان کا نفس پاکیزہ ہوتا ہے پھر بھی تواضعاً وہ یہ دعویٰ نہیں فرماتے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کہ آپ علیہ السلام نے نبی ہونے کے باوجود دعویٰ نہیں فرمایا تو عام آدمی کو کسی صورت اپنے آپ کے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے۔ ۲: نفس کس کا حکم دیتا ہے؟ ۲: نفس برائی کا بہت زیادہ حکم دینے والا ہے۔ ۳: کون اپنے نفس کی برائی سے بچا رہتا ہے؟ ۳: جس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ رحم فرمادے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "افضل جہاد یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرماں بردار بنالو" (سنن نسائی)

۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۴: بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا حکم دیا؟ ۱: بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو ان کے پاس لایا جائے تاکہ بادشاہ انہیں اپنے لئے خاص کرلے۔ ۲: بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کیسے اعزاز فرمایا؟ ۲: بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے ہاں بڑے مرتبہ والے اور اعتبار والے ہیں۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ سے کیا کہا؟ ۱: آپ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے۔

۲: کیا کسی عہدے کا طلب کرنا پسندیدہ ہے؟ ۲: جی نہیں۔ لیکن جب لوگوں کو نقصان سے بچانا مقصود ہو، جب اُس کے سوا کوئی مناسب آدمی اِس عہدے کے لئے نہ ہو تو مفادِ عامہ کے لئے اپنی خدمت پیش کرنا پسندیدہ ہے۔ ۳: اس عہدہ کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی کن صفات کا ذکر فرمایا؟

۳: بے شک میں خوب حفاظت کرنے والا اور خوب جاننے والا ہوں۔ ۴: ان صفات کی کیا اہمیت ہے؟ ۴: دنیا میں اکثر حفاظت کرنے والے زمین کے وسائل کے درست استعمال سے واقف نہیں ہوتے اور جو واقف ہوتے ہیں وہ بسا اوقات حفاظت نہیں کرتے اور خیانت کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۵۶: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں کیسے اختیار عطا فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان سے نکال کر مصر پہنچایا، انہیں خوابوں اور معاملات کی تہہ تک پہنچنے اور ان کی تعبیر بتانے کا علم عطا فرمایا پھر اُنہیں جیل سے نکلوا کر مصر کی ایک بڑی با اختیار شخصیت بنا دیا۔ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں کیسا اختیار عطا فرمایا؟ ۲: وہ مصر میں جس جگہ چاہتے دورہ کرتے اور جہاں چاہتے وہاں قیام فرماتے۔ گویا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر طرح کا اختیار عطا فرمایا تھا۔ ۳: نعمتیں کسے ملتی ہیں؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے عطا فرماتا ہے۔ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیسے لوگوں کے اجر ضائع نہیں فرماتا؟ ۴: نیک لوگوں کے۔ ۵: کون سا اجر زیادہ بہتر ہے؟ ۵: دنیا کے اجر کے مقابلہ میں آخرت کا اجر زیادہ بہتر ہے۔

آیت نمبر ۵۷: ۱: آخرت کا اجر کیسے لوگوں کے لئے بہتر ہے؟ ۱: جو ایمان لائے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے ڈرتے رہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) حضرت یعقوب علیہ السلام کے کل کتنے بیٹے تھے؟

(الف) ۲   (ب) ۱۱   ✓(ج) ۱۲

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے کس نے نکالا؟

(الف) بڑے بھائی نے   ✓(ب) قافلہ والوں نے   (ج) عزیزِ مصر نے

(۳) بادشاہِ مصر کے خواب میں سات موٹی گائیں سے مراد کیا ہے؟

✓ (الف) سات سال خوش حالی کے   (ب) سات سال قحط کے   (ج) سات سال بارشوں کے

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی کا نام کیا تھا؟

(الف) کنعان   (ب) یہودا   ✓ (ج) بنیامین

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل کے ساتھیوں میں سے کسے رہا کیا گیا؟

(الف) روٹیاں پکانے والے کو   ✓(ب) شراب پلانے والے کو   (ج) ان دونوں کو

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱- یہود نے مشرکین کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنی اسرائیل کے بارے میں کیا سوال کیا؟

بنی اسرائیل مصر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ نکل گئے اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہو گئے لیکن بنی اسرائیل کنعان سے مصر کیسے پہنچے۔

۲- حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں کو کیوں حسد ہوا؟

کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام خوب صورت بھی تھے اور نہایت نیک و صالح تھے اس لئے وہ اپنے والد یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کا تارا تھے یہی وجہ تھی کہ بھائیوں کو حسد ہوا۔

۳- حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں دو نوجوانوں کو کیا دعوت دی؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں نوجوانوں کو ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ماننے اور اپنے عظیم المرتبت آباء کی اتباع کی دعوت دی اور شرک سے بچنے کی تلقین کی۔

۴- حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کیا جھوٹ بولا؟

وہ ان کی قمیص پر کسی جانور کا خون لگا کر لے آئے اور جھوٹ بولا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے۔

۵- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سرزمین مصر میں استحکام اور آپ کے با اثر شخصیت ہونے کا کیا بندوبست فرمایا؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے گہرے کنویں سے نکال کر مصر کے خزانوں کے والی عزیز مصر کے گھر پہنچایا۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمین میں غلبہ واستحکام اور آپ کے با اثر شخصیت ہونے کا بندوبست فرمایا۔

سوال۳: ذیل میں دیئے گئے جملے مکمل کریں: (جواب کے لئے درسی کتاب مطالعۂ قرآنِ حکیم (حصّہ سوم) کے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ اوّل)، عنوان نمبر: ۵ "حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ عزیز مصر کا سلوک" ملاحظہ فرمائیں۔)

عملی سرگرمی:

۱۔ طلبہ سے پوچھیں کہ جب وہ اچھا یا بُرا خواب دیکھتے ہیں تو اُن کا طرزِ عمل کیا ہوتا ہے پھر مندرجہ ذیل حدیث شریف سنا کر اُن کی رہنمائی کریں تاکہ طلبہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اپنی اصلاح کر لیں۔

حدیث شریف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نیک خواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں پس جو ایسا خواب دیکھے جس میں کوئی ناگوار چیز ہو تو اپنی بائیں طرف تھوک دے اور شیطان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ مانگے ایسا کرنے سے وہ خواب کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اور کسی کو یہ خواب نہ بتائے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو خوش ہو جائے اور دوستوں کے علاوہ کسی کو نہ بتائے۔" (صحیح مسلم)

۲۔ طلبہ سے "گیارہ ستاروں، سورج اور چاند" یا پھر "کنواں، قمیص اور بھیڑیا" کی منظر کشی کروا کر سورۂ یوسف کی آیات: ۱ تا ۵ کا خلاصہ تحریر کروائیں۔

۳۔ طلبہ سے پوچھیں کہ شیطان کس طرح لوگوں کو آپس میں لڑاتا ہے اور ہم کیسے اس سے بچ سکتے ہیں؟ اس حوالہ سے قرآن حکیم سے ان کی رہنمائی کریں۔

۴۔ آیت: ۱۸ کے ضمن میں طلبہ کو بتائیں کہ خوبصورت صبر کیسے کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ یا سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی واقعہ بتا کر صبر کی ترغیب دلائیں۔

قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (حصّہ دوم)

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس قصّہ کا مختصر خلاصہ عام فہم اور کہانی کے انداز میں درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۵۸ تا ۶۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۶۹ تا ۸۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۸۵ تا ۱۰۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: سورۃ یوسف کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱۰۲ تا ۱۱۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۶: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس قصّہ کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر کیوں آئے؟ ۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں کیوں نہیں پہچانا؟

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے پاس بلوانے کے لئے بھائیوں کو کیا ترغیب دلائی؟

۴۔ بھائیوں کی بنیامین کی حفاظت کرنے کی یقین دہانی پر ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسے لائق بھروسہ سمجھا؟

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو الگ الگ دروازوں سے مصر میں کیوں داخل ہونے کا حکم کیوں فرمایا؟

۷۔ کیا تدبیر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیر کو بدل سکتی ہے؟ ۸۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدبیر کی کیا حکمت بیان فرمائی؟

۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس روکنے کے لئے کیا تدبیر فرمائی؟

۱۰۔ بھائیوں کی طرف سے چوری کے الزام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا کہا؟

۱۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دوسرے بیٹے بنیامین کی جدائی پر کیا کیا؟

۱۲۔ بیٹوں کی جدائی کے شدید غم کے موقع پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کس امید کا اظہار فرمایا؟

۱۳۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا غم اور مصیبت کے موقعوں پر کیا طرزِ عمل رہا ہے؟ ۱۴۔ معجزہ کسے کہتے ہیں؟

۱۵۔ کیا نقصان کی وجہ سے رونا صبر کرنے کے خلاف ہے اس حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کی کوئی مثال بتائیں؟

۱۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا کیسا ہے؟ ۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہتر حالات کی وجہ کیا بیان فرمائی؟

۱۸۔ بھائیوں کے حوالے سے حضرت یوسف علیہ السلام کا عمدہ طرزِ عمل کیا رہا؟ ۱۹۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کا کیسے استقبال کیا؟

۲۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۲۳ سال کی محنت کس مقصد کے لئے تھی؟ ۲۱۔ سورت کے آخر میں قرآن حکیم کی کون سی صفات بیان کی گئی ہیں؟

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS STRICTLY PROHIBITED.

سورۃ یوسف آیات:۵۸ تا ۱۱۱

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۵۸: ۱:ان آیات میں حضرت یوسف علیہ السلام کے کس دور کا ذکر ہے؟ ۱:خوشحالی کے سات سال گزر چکے ہیں اور قحط کے سات سالہ دور کا آغاز ہو چکا ہے۔ایک بڑے علاقہ میں قحط ہے اور لوگ غلہ سے محروم ہیں۔ ۲:حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر کیوں آئے؟ ۲:قحط سے مجبور ہو کر جب اُنہیں علم ہوا کہ مصر میں بڑی مقدار میں غلہ موجود ہے اور وہاں کا بادشاہ بہت سستے داموں غلہ دے رہا ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر روانہ ہوئے کہ وہ اپنے خاندان والوں کے لئے غلہ لاسکیں۔ ۳:جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی محل میں داخل ہوئے تو کیا معاملہ ہوا؟ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا لیکن بھائی یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔ ۴:حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں کیوں نہیں پہچانا؟ ۴:ایک تو یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انہوں نے بچپن میں دیکھا تھا جب وہ بہت چھوٹے تھے اور اب حضرت یوسف علیہ السلام جوان تھے دوسرے ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جس یوسف کو انہوں نے کنویں میں پھینک دیا تھا اور پھر قافلہ والوں کے ہاتھوں غلام کے طور پر بیچا تھا وہ ایک دن مصر کی ایک بہت بااختیار شخصیت بن جائیں گے۔ ۵: حضرت یوسف علیہ السلام کے کون سے بھائی ان کے پاس مصر آئے؟ ۵:دس بڑے سوتیلے بھائی آئے اور وہ بنیامین کو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے نہ لائے تھے۔

آیت نمبر ۵۹: ۱:بھائیوں کا سامان تیار کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان سے کیا مطالبہ کیا؟ ۱: آئندہ میرے پاس اپنے والد کی طرف سے جو بھائی ہے یعنی بنیامین کو لانا۔ ۲:حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس بلوانے کے لئے بھائیوں کو کیا ترغیب دلائی؟ i:۲۔ میں تمہیں پورا پورا غلہ دوں گا۔

ii۔ میں تمہاری بہت اچھی مہمان نوازی کروں گا۔

عملی پہلو: ہمیں اپنے مہمانوں کی بہترین مہمان نوازی کرنی چاہیئے۔یہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔(سورہ ھود ۱۱، آیت:۶۹)

فرمانِ نبوی ﷺ: ”جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کی ضیافت (مہمان نوازی) کرے“۔(صحیح بخاری)

آیت نمبر ۶۰: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو آئندہ نہ لے کر آنے پر بھائیوں کو کیا تنبیہ فرمائی؟ ۱:نہ تمہیں غلہ ملے گا اور نہ میرے پاس آنا۔

آیت نمبر ۶۱: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام کے مطالبہ پر بھائیوں نے کس عزم کا اظہار کیا؟ ۱:ہم والد صاحب سے ضرور بنیامین کو اپنے ساتھ لانے کا تقاضا کریں گے۔

آیت نمبر ۶۲: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو اپنے پاس دوبارہ لوٹ کر آنے کے لئے کیا تدبیر فرمائی؟ ۱:ان کی دی ہوئی رقم اپنے خادموں کے ذریعہ ان کے سامان میں چھپا دی تا کہ وہ اسے پہچان لیں اور دوبارہ واپس آنے میں انہیں کوئی مالی تنگی نہ ہو۔

آیت نمبر ۶۳: ۱:بھائی جب لوٹ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والد سے کس تشویش کا اظہار کیا؟ ۱: آئندہ ہم پر غلہ بند کر دیا گیا ہے۔
۲:اس تشویش ناک حالت سے نکلنے کا کیا حل بھائیوں نے اپنے والد کے سامنے رکھا؟ ۲:ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ ہم غلہ لاسکیں۔
۳:بنیامین کی حفاظت سے متعلق اپنے والد کے اندیشہ کو بھائیوں نے کیسے دور کرنے کی کوشش کی؟ ۳:بھائیوں نے کہا کہ ہم یقیناً اپنے بھائی کے محافظ ہوں گے۔

آیت نمبر ۶۴: ۱:بھائیوں کی بنیامین کی حفاظت کرنے کی یقین دہانی پر ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟ ۱:کیا میں بنیامین کے بارے میں تم پر ویسے ہی اعتماد کروں جیسے اس کے بھائی یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا۔ ۲:والد کے اس جواب کا کیا مطلب تھا؟ ۲:تم پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کہ تم اپنے بھائی کی حفاظت کر سکو گے۔ ۳:حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسے لائق بھروسہ سمجھا؟ ۳:حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر بھروسہ فرمایا کیونکہ وہی بہترین حفاظت فرمانے والا ہے اور سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اسباب ضرور استعمال کرنے چاہیئں لیکن اصل اعتماد و بھروسہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات پر ہونا چاہیئے۔کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مدد گار ہے۔

آیت نمبر ۶۵: ۱: جب بھائیوں نے اپنا سامان کھولا تو وہاں کیا پایا؟ ۱: اپنی رقم جو انہوں نے بطور قیمت ادا کی تھی وہ ان کی طرف لوٹا دی گئی تھی۔

۲: رقم دیکھ کر بھائیوں کا کیا ردِ عمل ہوا؟ ۲: وہ خوشی سے کہنے لگے اے ہمارے ابا جان! ہمیں اور کیا چاہیئے دیکھیے ہماری رقم بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے۔

۳: بھائیوں نے رقم پانے پر کیا عزم کیا؟ ۳: اب ہم ضرور اپنے اہل وعیال کے لئے غلہ لائیں گے اور بنیامین کی حفاظت کریں گے۔ ۴: بھائیوں کو کتنا زیادہ غلہ لانے کی اُمید ہوگئی؟ ۴: ایک اونٹ جتنا۔ ۵: بھائی کیوں مزید غلہ لانا چاہتے تھے؟ ۵: جو غلہ وہ لائے تھے وہ اُن کے اہل وعیال کے حساب سے تھوڑا تھا۔

آیت نمبر ۶۶: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو بھیجنے سے پہلے ان کے بھائیوں سے کیا وعدہ لیا؟ ۱: تم عہد کرو کہ تم ضرور بنیامین کو میرے پاس لاؤ گے مگر یہ کہ تم گھیر لیئے جاؤ۔

آیت نمبر ۶۷: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر میں کیسے داخل ہونے کا حکم فرمایا؟ ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جو علم حاصل تھا اس کی بنا پر انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ ۲: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو الگ الگ دروازوں سے مصر میں داخل ہونے کا حکم کیوں فرمایا؟ ۲: یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدبیر تھی وہ اپنے گیارہ خوبصورت، قد آور جوان بیٹوں کو ہر حاسد، نظرِ بد اور ہر برائی سے بچانا چاہتے تھے۔

عملی پہلو: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظر سے بچنے کے لئے مُعَوِّذَتَیْن (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے“ (جامع ترمذی)

اسی طرح سورۃ الکہف میں ”مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ“ کہنے کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

۳: کیا تدبیر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیر کو بدل سکتی ہے؟ ۳: نہیں۔ ہمارا کام تدبیر اختیار کرنا ہے لیکن کوئی تدبیر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلہ سے نہیں بچاسکتی کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔ ۴: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اصل میں کس پر بھروسہ کیا؟ ۴: حضرت یعقوب علیہ السلام نے تدبیر ضرور اختیار فرمائی لیکن انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہی بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

آیت نمبر ۶۸: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی مصر میں کیسے داخل ہوئے؟ ۱: جیسا کہ اُن کے والد نے انہیں حکم دیا تھا یعنی الگ الگ دروازوں سے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدبیر پر کیا تبصرہ فرمایا؟ ۲: یہ تدبیر اُنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیر سے کچھ بچا نہیں سکتی تھی مگر یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جسے اُنہوں نے پورا کیا۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی کیا شان بیان فرمائی؟ ۳: یقیناً وہ بڑے علم والے تھے۔

۴: حضرت یعقوب علیہ السلام کو کس نے علم عطا فرمایا؟ ۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے۔

آیت نمبر ۶۹: ۱: جب بھائی یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے کس بھائی کو اپنے پاس جگہ دی؟ ۱: اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو اپنے پاس جگہ دی۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو کون سی راز کی بات بتائی؟ ۲: میں ہی تمہارا بھائی یوسف ہوں۔

۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو کیا تسلی دی؟ ۳: افسوس نہ کرو اس پر جو بھائی کرتے رہے ہیں۔

آیت نمبر ۷۰: ۱: بنیامین کو اپنے پاس روکنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا تدبیر فرمائی؟ ۱: جب بھائیوں کا سامان تیار کر دیا تو اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں بادشاہ کا پیالہ رکھ دیا۔ ۲: قافلہ روانہ ہونے پر کیا واقعہ پیش آیا؟ ۲: ایک پکارنے والے نے کہا کہ اے قافلہ والو! تم یقیناً چور ہو۔

آیت نمبر ۷۱: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے پکارنے والے کی طرف متوجہ ہو کر کیا پوچھا؟ ۱: تم نے کیا کھو دیا ہے؟ یعنی ہمیں خواہ مخواہ چور کیوں بناتے ہو اگر تمہاری کوئی چیز گم ہوگئی ہے تو ہمارے اسباب میں تلاش کر لو۔

آیت نمبر ۷۲: ۱: پکارنے والوں نے کیا جواب دیا؟ ۱: ہم نے بادشاہ کا پیالہ کھو دیا ہے۔

۲: پکارنے والوں نے بادشاہ کا پیالہ ڈھونڈ لانے والوں کے لئے کس انعام کی ذمہ داری لی؟ ۲: ایک اونٹ جتنا غلہ انعام کی ذمہ داری لی۔

آیت نمبر ۷۳: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے پکارنے والوں کو کیا جواب دیا؟ ۱: نہ ہم فساد کرنے آئے ہیں اور نہ ہی ہم چور ہیں۔

آیت نمبر۷۴: ا۔ پکارنے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے کیا پوچھا؟ ا۔ چور کی سزا کیا ہے اگر تم جھوٹے نکلے؟

آیت نمبر۷۵: ا: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے چور کی سزا کیا بیان کی؟ ا: جس کے پاس سے چوری کا سامان برآمد ہو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے یعنی اسے غلام بنالیا جائے۔

آیت نمبر۷۶: ا: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے سامان کی تلاشی کس ترتیب سے لی؟ ا: پہلے اپنے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی لی اور پھر آخر میں بنیامین کے تھیلے کی تلاشی لی۔ ۲۔ بادشاہ کا پیالہ کس کے تھیلے سے برآمد ہوا؟ ۲۔ بنیامین کے تھیلے سے۔ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سگے بھائی بنیامین کو روکنے کی یہ تدبیر کس نے سکھائی؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سکھائی۔ چنانچہ اس تدبیر کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ہی منسوب کرنا چاہیئے۔ پیغمبروں کے بارے میں کوئی ادنیٰ سا بُرا خیال دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ ۴: حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائی بنیامین کو روکنے کے لئے یہ تدبیر کیوں اختیار کرنی پڑی؟ ۴: وہ اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق اپنے پاس نہیں روک سکتے تھے۔ ۵: ہر کام کس کے چاہنے سے ہوتا ہے؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے چاہنے سے۔ ۶: درجات کون بلند کرتا ہے؟ ۶: اللہ سبحانہ وتعالیٰ درجات بلند فرماتا ہے جس کے وہ چاہتا ہے۔ ۷: ہر علم رکھنے والے کے اوپر سب سے بڑھ کر علم رکھنے والا کون ہے؟ ۷: اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

آیت نمبر۷۷: ا: بھائیوں نے بنیامین کے تھیلے سے پیالہ برآمد ہونے پر حضرت یوسف علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟ ا: اگر بنیامین چور ہے تو اس کا بھائی یوسف بھی چوری کر چکا ہے۔ ۲: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام کیوں لگایا؟ ۲: بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ بھائیوں نے اُن سے عداوت، بغض اور حسد کی وجہ سے جھوٹ بول کر چوری کا الزام لگایا اور اپنے آپ کو پاکیزہ اور باکردار ظاہر کیا۔ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کا اُنہیں چور کہنے پر کیا کیا؟ ۳: حضرت یوسف علیہ السلام کو شدید صدمہ ہوا لیکن اُنہوں نے بھائیوں پر ظاہر نہ ہونے دیا اور دل ہی دل میں فرمایا کہ تم کہیں زیادہ بُرے ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو۔

آیت نمبر۷۸: ا: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا درخواست کی؟ ا: آپ بنیامین کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے۔

۲: بھائیوں نے اپنی اس درخواست کرنے کی کیا وجہ بیان کی؟ ۲: بنیامین کے والد بہت بوڑھے ہیں وہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکیں گے۔

۳: بھائیوں کو اپنی اس درخواست کے قبول ہونے کی اُمید کیوں تھی؟ ۳: کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بہت احسان کرنے والوں میں سے تھے۔

آیت نمبر۷۹: ا: بھائیوں کی درخواست پر حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟ ا: حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی پناہ! کہ ہم اس کو چھوڑ کر کسی اور کو پکڑ لیں جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے۔ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی درخواست رد کرنے کی کیا دلیل دی؟ ۲: تب تو ہم بے انصاف ہوں گے۔

آیت نمبر۸۰: ا: حضرت یوسف علیہ السلام سے مایوس ہونے کے بعد بھائیوں نے کیا کیا؟ ا: الگ ہو کر باہم ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگے۔

۲: بڑے بھائی یہودا نے باقی بھائیوں کو کیا یاد دلایا؟ ۲: بڑے بھائی نے یاد دلایا کہ والد نے یقیناً تم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عہد لیا تھا کہ تم بنیامین کو ضرور اُن کے پاس واپس لاؤ گے اس پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں کوتاہی کر چکے ہو۔ ۳: بڑے بھائی نے کس عزم کا اظہار کیا؟ ۳: میں اس جگہ سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ ۴: بڑے بھائی نے کب تک مصر کے رہنے کا عزم کیا؟ ۴: جب تک کہ والد صاحب مجھے حکم نہ دیں یا اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے لئے خود ہی کوئی فیصلہ فرما دے۔ ۵: کون سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

آیت نمبر۸۱: ا: بڑے بھائی نے باقی بھائیوں کو کیا کرنے کا مشورہ دیا؟ ا: تم اپنے والد کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ اے ہمارے ابا جان! بے شک آپ (علیہ السلام) کے بیٹے نے چوری کی ہے۔ ۲: بھائیوں نے کس بات کی گواہی دی تھی؟ ۲: بنیامین کے سامان سے بادشاہ کا پیالہ برآمد ہونے کی۔ ۳: بھائیوں کے علم میں کیا بات تھی؟ ۳: اُن کی آنکھوں کے سامنے بنیامین کے سامان سے بادشاہ کا پیالہ برآمد ہوا تھا۔ ۴: "ہم غیب کی باتوں کی حفاظت کرنے والے نہ تھے" سے کیا مراد ہے؟

۴: بھائی جب بنیامین کو اپنے والد کے پاس ضرور واپس لانے کا وعدہ کر رہے تھے تو نہیں معلوم تھا کہ ایک ایسا واقعہ ہونے والا ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکیں گے۔

آیت نمبر۸۲: ا: بھائیوں نے اپنی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے کن کو بطور گواہ والد کے سامنے ذکر کیا؟ ا: انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ پوچھ لیجئے:

i۔اُن بستی والوں سے جن میں ہم تھے۔ii۔اور اُن قافلہ والوں سے جس میں ہم آئے ہیں۔ ۲:بھائیوں نے اپنی سچائی کے اظہار کے لئے گواہوں کے علاوہ کس بات کا ذکر کیا؟ ۲:بھائیوں نے دعویٰ کیا کہ وہ یقیناً سچے ہیں۔

آیت نمبر۸۳: ۱:حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو کیا جواب دیا؟ ۱:انہوں نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ تم نے یہ بات اپنے دل سے بنالی ہے۔

۲:حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایسا کیوں فرمایا؟ ۲:حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں سابقہ تجربہ کی بنا پر اور وہ جانتے تھے کہ بنیامین چوری نہیں کرسکتا۔ ۳:حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دوسرے بیٹے بنیامین کی جدائی پر کیا کیا؟ ۳:بہترین صبر کا مظاہرہ فرمایا۔صبر جمیل اس صبر کو کہا جاتا ہے جو اظہارِ غم کے اوچھے طریقوں سے پاک ہو یعنی جزع،واویلا اور چیخ وپکار نہ ہو۔ ۴:اس شدید غم کے موقع پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کس امید کا اظہار فرمایا؟ ۴:قریب ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب کو میرے پاس لے آئے۔بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

۵:حضرت یعقوب علیہ السلام کے کتنے بیٹے ان سے جدا ہو چکے تھے؟ ۵:تین بیٹے۔یعنی حضرت یوسف علیہ السلام،بنیامین،اور بڑا بیٹا یہودا۔

آیت نمبر۸۴: ۱:حضرت یعقوب علیہ السلام کس بیٹے کی جدائی پر سب سے زیادہ غمگین تھے؟ ۱:حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر وہ بہت زیادہ غمگین تھے۔

۲:حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کی کیا کیفیت تھی؟ ۲:اُن کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئی تھیں اور وہ غم میں گھٹ رہے تھے۔

عملی پہلو: انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے سخت ترین امتحانوں میں مبتلا کی جاتی ہے مگر وہ بہترین صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ سے بے اختیار "ہائے یوسف" صرف اتنا لفظ زبان سے نکلا۔ہمیں بھی مصائب میں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر۸۵: ۱:گھر والوں کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں کیا تشویش تھی؟ ۱:حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں حضرت یعقوب علیہ السلام یا تو بیمار ہو جائیں گے یا کہیں اپنی جان ہی دے دیں گے۔ ۲:گھر والوں کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں یہ تشویش کیوں تھی؟ ۲:کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہمیشہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں سخت غمگین رہتے تھے۔ ۳:کیا کسی نقصان کی وجہ سے غم ہونا اور گریہ کرنا صبر کرنے کے خلاف ہے؟ ۳:ہرگز نہیں۔کسی بھی قسم کے نقصان پر دل میں غم ہونا اور آنکھوں میں آنسو آنا صبر کے خلاف نہیں ہے جب تک کہ زبان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلہ پر عدم اعتماد کا اظہار نہ کیا جائے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا کہ "آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم زبان سے وہی کہیں گے جس پر اللہ راضی رہے" (صحیح بخاری)

آیت نمبر۸۶: ۱:حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی پریشانی اور غم کی فریاد کس سے کرتے تھے؟ ۱:صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے فریاد کرتے تھے۔ ۲:حضرت یعقوب علیہ السلام وہ کون سی بات جانتے تھے جو دوسرے نہیں جانتے تھے؟ ۲:حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور آزمائش میں ثابت قدم رہنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا اور آخرت میں کامیاب فرماتا ہے آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) زندہ ہیں اور جو خواب حضرت یوسف (علیہ السلام) نے دیکھا ہے اُس کی تعبیر پوری ہو کر رہے گی۔

عملی پہلو: یہاں ایک بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ ایک مرتبہ اعتبار کھو دینے کے بعد اس کو دوبارہ پیدا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

آیت نمبر۸۷: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا حکم فرمایا؟ ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے یہ فرماتے ہوئے کہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے،انہیں حکم دیا کہ جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ جیسا کہ سورۃ الزمر ۳۹،آیت:۵۳ میں "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو) کے الفاظ آئے ہیں۔

۲:اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟ ۲:اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔

عملی پہلو: ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کے برابر بھی مایوس کن حالات پیش آئیں وہ تب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے۔

آیت نمبر۸۸: ۱:جب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے دربار میں پہنچے تو اُنہوں نے اپنی حالت زار کا کیسے اظہار کیا؟ ۱: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو سخت تکلیف پہنچی ہے اور ہم معمولی سرمایہ لائے ہیں۔ ۲: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا التجا کی؟ ۲:پوری قیمت ادا نہ کرنے کے باوجود آپ ہمیں پورا پورا غلہ دے دیجیئے اور ہم پر کچھ صدقہ کیجیئے بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو اجر عطا فرماتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سات آدمیوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو چھپا کر صدقہ دے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔(صحیح بخاری)

آیت نمبر۸۹: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی التجا پر انہیں کیا جواب دیا؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔ ۲: بھائیوں کو ان کے مظالم یاد دلاتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے کس بات کی رعایت فرمائی؟ ۲:یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ جب کہ تم ظالم تھے بلکہ فرمایا جب کہ تم نادان تھے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہوں اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا ہوں"(سنن ابی ماجہ)

عملی پہلو: بھائیوں کی زیادتیوں کا ذکر کر کے ساتھ اخلاقِ کریمانہ کا بھی اظہار فرمایا۔

آیت نمبر۹۰: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام کے اس سوال پر بھائیوں کا کیا حال ہوا؟ ۱: مصر کی اتنی بڑی بااختیار شخصیت کے منہ سے یوسف کا نام سن کر وہ شدید حیران ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہی یوسف ہیں۔ ۲: بھائیوں نے اپنی یقین دہانی کے لئے یوسف علیہ السلام سے کیا سوال کیا؟ ۲: کیا آپ ہی یوسف ہیں؟ ۳:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو کیا جواب دیا؟ ۳: ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ ۴:حضرت یوسف علیہ السلام نے راز کیوں افشاں فرمایا؟ ۴:حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے بھائیوں کی حالت زار برداشت نہ ہو سکی اور اُنہوں نے چاہا کہ بھائیوں کے ساتھ احسان فرمائیں اور اُن کی پریشانی اور تکلیف کو دور فرمائیں۔ ۵:حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی ترقی وکامیابی کی وجہ کیا بیان فرمائی؟ ۵: حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احسان کو اپنی ترقی وکامیابی کی وجہ بیان فرمایا۔

عملی پہلو: بھلائی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب اور بُرائی کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرنا چاہیئے۔ ۶:اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیسے لوگوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا؟ ۶:جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور صبر کرتے ہیں۔

آیت نمبر۹۱: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مرتبہ کا اظہار کن الفاظ میں کیا؟ ۱:اللہ کی قسم! یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنی غلطیاں ثابت ہو جانے پر بحث ومباحثہ کے بجائے انہیں تسلیم کر کے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔

۲:حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اقبال جرم کن الفظ میں کیا؟ ۲: بھائیوں نے کہا کہ بے شک ہم ہی خطاکار تھے۔

آیت نمبر۹۲: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے اقبال جرم پر اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف فرما دیا۔ ۲:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کیا کہا؟ ۲: آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ ۳:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے حق میں کیا دعا فرمائی؟ ۳:اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں معاف فرما دے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر احسان کرنے والوں کے بارے میں بتایا گیا کہ "غصہ پی جانے والوں اور لوگوں کو معاف کر دینے والوں اور احسان کرنے والوں سے اللہ محبت فرماتا ہے"(سورہ اٰل عمران ۳، آیت:۱۳۴)

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں کے قصور معاف کر دینے چاہیئں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اہل مکہ کے لئے عام معافی کا اعلان فرما دیا تھا۔

آیت نمبر۹۳: ۱:حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے بھائیوں کو کیا دیا؟ ۱:اپنی قمیص۔ ۲:حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو کیا حکم دیا؟ ۲:میری اس قمیص کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دو۔ ۳:حضرت یوسف علیہ السلام نے قمیص کی کیا تاثیر بیان فرمائی؟ ۳:والد صاحب کی بینائی لوٹ آئے گی اور

وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے۔ ۴: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو مزید کیا حکم دیا؟ ۴: اپنے گھر والوں کو میرے پاس مصر لے آؤ۔

آیت نمبر ۹۴: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام کا کیا معجزہ بیان کیا گیا ہے؟ ۱: ابھی قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر مصر سے روانہ ہی ہوا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آنے لگی۔ ۲: معجزہ کسے کہتے ہیں؟ ۲: "معجزہ ایک غیر معمولی اور خلافِ عادت کام ہے جو کسی نبی و رسول سے نبوت ورسالت کے دعویٰ کی دلیل و تصدیق کے لئے صادر اور ظاہر ہوتا ہے جسے دیکھ کر منکرین عاجز ہو جاتے ہیں۔ معجزہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو ہی عطا فرمایا جاتا ہے۔"

آیت نمبر ۹۵: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پانے کے اظہار پر گھر والوں نے کیا کہا؟ ۱: انہوں نے کہا کہ یقیناً ہمارے باپ ان کی پُرانی محبت میں ہیں۔

آیت نمبر ۹۶: ۱: جب خوشخبری دینے والا آپہنچا تو اس نے کیا کیا؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی۔

۲: قمیص کے چہرے پر ڈالنے کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۲: حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی اور وہ دیکھنے والے ہو گئے۔

عملی پہلو: چیزوں میں تاثیر پیدا کرنے والی ذات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ہے۔ وہ جب چاہے کسی شے میں کوئی تاثیر پیدا فرما دے یا اس کی خاصیت کو بدل دے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۶۹)

۳: حضرت یعقوب علیہ السلام نے گھر والوں سے کیا ارشاد فرمایا؟ ۳: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بے شک میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

آیت نمبر ۹۷: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کیا درخواست کی؟ ۱: آپ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجیے۔ ۲: بھائیوں نے اپنے والد سے مغفرت طلب کرنے کی درخواست کیوں کی؟ ۲: کیونکہ وہ لوگ خطاکار تھے۔

آیت نمبر ۹۸: ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو ان کے اقبالِ جرم پر کیا جواب دیا؟ ۱: میں اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔ "اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔ (سورۃ البقرۃ ۲، آیت: ۲۲۲) ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کن صفات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

آیت نمبر ۹۹: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کا کیسے استقبال کیا؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر سے باہر نکل کر اپنے گھر والوں کا استقبال کیا، اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ مصر میں داخل ہو جائیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے چاہا تو امن کے ساتھ اس میں رہیئے گا۔

عملی پہلو: والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ (سورہ لقمان: آیت: ۱۶) قرآنِ حکیم کے کئی مقامات پر ان کے ساتھ احسان کی تعلیم دی گئی ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷، آیات: ۲۳، ۲۴)

آیت نمبر ۱۰۰: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کا اعزاز کیسے فرمایا؟ ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے پاس تخت پر بٹھایا۔

۲: حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر کیسے پوری ہوئی؟ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور گیارہ بھائی ان کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے ایک سورج اور ایک چاند ان کے لئے سجدہ کر رہے ہیں۔ گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی، سورج سے مراد والد محترم یعقوب علیہ السلام اور ایک چاند سے مراد والدہ محترمہ تھیں۔ ۳: سب گھر والوں کو سجدہ کرتے دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے والدِ محترم سے کیا عرض کیا؟ ۳: اے میرے ابا جان! یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا یقیناً میرے رب نے اس کو سچ کر دکھایا۔

۴: حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر اپنے اوپر ہونے والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کن احسانات کا تذکرہ فرمایا؟ ۴: i۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا جب مجھے جیل سے نکالا۔ ii۔ اور آپ سب کو گاؤں سے یہاں لے آیا۔ ۵: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے درمیان جھگڑے کا ذمہ دار کسے قرار دیا؟ ۵: شیطان کو۔

عملی پہلو: شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے۔ جو ہمارے درمیان بغض و حسد کو بڑھاتا ہے اور صراط مستقیم سے ہٹانا چاہتا ہے لہٰذا ہمیں اسے اپنا دشمن سمجھنا چاہیئے اور کسی صورت اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔

۶: حضرت یوسف علیہ السلام نے کنویں سے نکالے جانے کے احسان کا ذکر کیوں نہیں فرمایا؟ ۶: تاکہ بھائیوں کی دل شکنی نہ ہو۔ ۷: حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کن الفاظ میں ادا فرمائی؟ ۷: میرا رب جس کے لئے چاہے خوب تدبیر فرماتا ہے۔ بے شک وہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیت نمبر ۱۰۱: ۱: حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر کن الفاظ میں ادا کیا؟ ۱: "اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت سے حصہ عطا فرمایا اور مجھے باتوں (خوابوں) کی تعبیر کا علم بخشا"۔ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟ ۲: "اے آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے (دنیا سے) مسلمان اٹھا اور مجھے (اپنے خاص مقرب) نیک بندوں کے ساتھ ملا"۔ گویا حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور دنیا سے مسلمان اٹھانے اور نیک لوگوں کی معیت وہمراہی عطا فرمانے کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔

آیت نمبر ۱۰۲: ۱: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خطاب کس سے ہے؟ ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ ۲: غیب کی خبروں سے کیا مراد ہے؟ ۲: حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔

۳: آیت کے اس حصہ "ہم آپ کی طرف وحی بھیجتے ہیں" کی کیا اہمیت ہے؟ ۳: اس سے قرآن کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ۴: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی کس چال کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۴: جب دس بڑے بھائی باہم متفق ہوگئے کہ یوسف کو کسی گہرے کنویں میں پھینک دیں۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۱۰۳: ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا تسلی دی گئی؟ ۱: لوگوں کا ایمان نہ لانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوششوں میں کمی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی ہی خواہش کریں۔

آیت نمبر ۱۰۴: ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے لوث تبلیغی کوششوں کو کیسے سراہا گیا؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مشرکین مکہ سے اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتے۔

عملی پہلو: ہمیں انسانی ہمدردی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے دین کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنا چاہیئے اور لوگوں سے کسی اجر کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔

۲: قرآنِ حکیم کا کیا تعارف کرایا گیا؟ ۲: قرآن حکیم تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

آیت نمبر ۱۰۵: ۱: قرآنِ حکیم کے علاوہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اور کیا نشانیاں ہیں؟ ۱: آسمان وزمین اور ان کے درمیان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار نشانیاں موجود ہیں۔

۲: کفار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں دیکھ کر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ ۲: کیونکہ وہ ان نشانیوں پر توجہ، غور وفکر نہیں کرتے۔

آیت نمبر ۱۰۶: ۱: کیا مشرکین اپنے شرک کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مانتے تھے؟ ۱: ہاں! کفار ومشرکین اپنے کفر وشرک پر قائم رہتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو تو مانتے تھے، جیسا کہ سورۂ زخرف آیت نمبر ۶۱ میں ہے "اگر آپ ان سے یہ سوال کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے" اور ساتھ ہی وہ اپنے جھوٹے معبودوں کو بھی اس کی عبادت میں شریک مانتے تھے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے کہ وہ حج کے تلبیہ میں اپنے جھوٹے معبودوں کو شریک کرتے ہوئے یوں کہتے تھے۔ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک الا شریکا ھولک تملکہ وما ملک ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ تیرا شریک ہے جس کو تو نے اپنا شریک بنایا ہے تو اس کا مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے اس کا بھی تو مالک ہے۔

عملی پہلو: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا کہ جس نے دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کے طور پر روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ روئے تو ان سے کہا گیا کہ کیوں روئے؟ فرمایا ایک بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ مجھے یاد آگئی تو اس نے مجھے رلایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ فرمایا، ہاں لیکن وہ سورج یا چاند، یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال کو دکھائیں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں صبح کرے گا لیکن اپنی شہوت کے باعث روزہ توڑ دے گا۔

لہٰذا ہمیں اپنی عبادات اور معاملات میں اخلاص وللّٰہیت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور شرک اصغر یعنی ریاکاری اور ہر قسم کی عملی بے راہ روی سے بھی بچنا چاہیئے۔

آیت نمبر۱۰۷: ا: ہمیں کس سے ڈرتے رہنا چاہیئے؟ ا: اللہ ﷻ کے عذاب سے اور قیامت کے آجانے سے۔
۲: اللہ ﷻ کا عذاب اور قیامت کیسے آجائیں گے؟ ۲: اچانک کہ انسانوں کو ان کی خبر بھی نہ ہوگی۔

آیت نمبر۱۰۸: ا: آپ ﷺ کا راستہ اور طریقہ کیا ہے؟ ا: اللہ ﷻ کی طرف بلانا۔ ۲: آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں کا کیا طریقہ ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کی طرف بلانا۔ ۳: آیت کے اختتام پر آپ ﷺ سے کیا اعلان کروایا گیا ہے؟ ۳: اللہ ﷻ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

عملی پہلو: شرک ایسا گناہ ہے کہ جس کو اللہ ﷻ بغیر توبہ کے معاف نہیں فرماتا۔ (سورۃ النساء ۴: آیات: ۴۸، ۱۱۶)

آیت نمبر۱۰۹: ا: کیا اللہ ﷻ نے کبھی کسی خاتون کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ ا: نہیں۔ اللہ ﷻ نے مردوں ہی کو رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔
۲: کیا تمام رسول ایک ہی بستی میں آئے؟ ۲: نہیں۔ مختلف بستیوں میں اللہ ﷻ نے نبی و رسول بھیجے۔ ۳: ہم سے پہلے گزری ہوئی قوموں کا انجام کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے؟ ۳: قرآن وحدیث میں ان کے ذکر کے علاوہ زمین میں ان قوموں کے کھنڈرات دیکھ کر ان کا انجام معلوم کیا جا سکتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں پچھلی قوموں کے بُرے انجام سے عبرت حاصل کر کے اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

۴: کن لوگوں کے لئے آخرت کا گھر بہت بہتر ہے؟ ۴: ان لوگوں کے لئے جو اللہ ﷻ سے ڈرتے ہیں اور اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

آیت نمبر۱۱۰: ا: یہ آیت ترجمہ و تفسیر کے اعتبار سے کیسی آیات میں شمار کی جاتی ہے؟ ا: یہ آیت مشکلات القرآن میں سے ہے جس کا ترجمہ اور تفسیر مشکل ہے۔ ۲: رسولوں کو اللہ ﷻ کی مدد کب آپہنچی؟ ۲: جب رسول اپنی قوموں کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے اور قوم نے خیال کیا کہ ان پر عذاب نہیں آئے گا اور انہیں محض جھوٹا ڈرایا گیا تھا تو رسولوں کو اللہ ﷻ کی مدد آپہنچی۔ ۳: اللہ ﷻ کے عذاب سے کسے نجات ملتی ہے؟ ۳: جسے اللہ ﷻ چاہتا ہے۔ نجات عطا فرماتا ہے یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں۔ ۴: اللہ ﷻ کا عذاب کس پر آتا ہے؟ ۴: مجرم قوموں پر۔

آیت نمبر۱۱۱: ا: حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں کیسے لوگوں کے لئے عبرت ہے؟ ا: عقل مند لوگوں کے لئے عبرت ہے۔
۲: سورت کے آخر میں قرآنِ حکیم کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۲: i۔ قرآن حکیم کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں ہے۔
ii۔ قرآن حکیم اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ iii۔ قرآن حکیم میں (ہدایت کے لئے ضروری) ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔
iv۔ قرآن حکیم اہل ایمان کے لئے ہدایت ہے۔ v۔ قرآن حکیم اہل ایمان کے لئے رحمت ہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر میں داخل ہونے کے لئے کیا نصیحت کی؟
(الف) ایک ہی دروازے سے داخل ہونا ✓ (ب) الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا (ج) بِنیامین کو ساتھ رکھنا

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب میں چاند سے مراد کون ہیں؟
(الف) والد محترم ✓ (ب) والدہ محترمہ (ج) بھائی

(۳) حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں کیا چیز کھو دی؟
(الف) یادداشت ✓ (ب) بینائی (ج) دولت

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کن لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ صرف وہی اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں؟
(الف) اہل ایمان (ب) منافقین ✓ (ج) کافر

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد کس نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا؟

✓ (الف) اہل مصر (ب) اہل کنعان (ج) اہل شام

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱۔ بادشاہ کے لئے روٹیاں پکانے والے قیدی نے کیا خواب دیکھا تھا؟

میں اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے اُن میں سے کھا رہے ہیں۔

۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بنیامین کو روکنے کے لئے کیا تدبیر سجھائی؟

ان کے سامان میں بادشاہ کا پیالہ چھپا دیا بنی اسرائیل کی شریعت میں چور کی سزا غلام بنایا جانا تھا اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کیسے واپس آئی؟

حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتا آنکھوں سے لگانے سے آنکھوں کی بینائی واپس آگئی۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی بدسلوکی پر ان کے ساتھ کیا کیا؟

اُن سب کو معاف کر دیا۔

۵۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کو کیسے سچ کر دکھایا؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہت عطا کی اور وہ وقت بھی آیا کہ ان کے والدین اور گیارہ بھائیوں نے اُن کے سامنے سجدہ کیا۔

عملی سرگرمی:

۱۔ طلبہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾" (سورۃ یوسف، آیت: ۹۲) ترجمہ کے ساتھ لکھوائیں پھر "معاف کرنے" پر ایک آیت اور حدیث تلاش کر کے اس آیت میں ہمارے لئے جو رہنمائی ہے اُسے "آئینۂ عمل" کے عنوان سے تحریر کروائیں۔ مثلاً طلبہ سے پوچھیں کہ اگر کوئی اُن کو نقصان پہنچائے لیکن پھر شرمندہ ہو کر معافی مانگ لے تو اِس آیت کو پڑھنے کے بعد اُن کا ردِ عمل کیا ہوگا۔

آیت: جو خوشحالی اور تنگدستی (ہر حال) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جانے والے ہیں۔ اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۳۴)

حدیث شریف: فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہی فرمان دہرانا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالہ سے آیت: ۹۲ میں بیان ہوا ہے۔ (سنن نسائی)

۲۔ آیت: ۱۰۸ کے ضمن میں طلبہ کو بتائیں کہ دین کی دعوت کیسے دیں: **نکات:** مثلاً بہن بھائیوں کو، دوستوں کو، بڑوں کو وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ کسی نقصان پر بندۂ مومن کا طرزِ عمل کیا ہوگا؟

طلبہ کو یہ آیت "وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾"

(سورۃ یوسف، آیت: ۸۷) ترجمہ کے ساتھ سنائیں اور اُن سے وہ مواقع تحریر کروائیں جب وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔

نکات: مثلاً امتحان میں ناکامی، کسی قیمتی چیز کا گم ہو جانا، چوری ہونا، کسی بیماری میں مبتلا ہونا یا پھر کسی پریشانی کا سامنا کرنا وغیرہ۔

۴۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے اگر صبر سے متعلق کسی نبی علیہ السلام اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا کوئی واقعہ انہیں یاد ہو تو وہ سنیں۔

نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا واقعہ اور دعا (رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور غارِ ثور کا واقعہ۔

سُوْرَۃُ الزُّخْرُف

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۲۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۲ تا ۴۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۴۴ تا ۶۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۴: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۷۰ تا ۸۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۵: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ عربی زبان نہ جاننے والے قرآنِ حکیم سے کیسے ہدایت حاصل کریں؟

۲۔ لوحِ محفوظ سے کیا مراد ہے؟

۳۔ دعوتِ دین پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ لوگوں نے عموماً کیسا سلوک کیا؟

۴۔ لوگوں کی مخالفت پر انبیاء علیہم السلام کا طرزِ عمل کیا رہا؟

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرتوں میں زمین کے حوالہ سے کیا بات بیان کی گئی ہے؟

۶۔ مُردہ زمین کو زندہ کرنے کی مثال سے کیا بات سمجھائی گئی ہے؟

۷۔ سواری پر سوار ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر کن الفاظ میں ادا کرنا چاہیئے؟

۸۔ ہر سفر کرتے وقت ہمیں ہمیشہ کیا یاد رکھنا چاہیئے؟

۹۔ مشرکین کو بیٹیاں کیوں ناپسند تھیں؟

۱۰۔ مشرکین اپنے شرک یعنی بت پرستی کے صحیح ہونے کی کیا دلیل دیتے ہیں؟

۱۱۔ خوشحال لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا انکار اور شرک پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟

۱۲۔ مشرکین مکہ نے قرآنِ حکیم کو جادو کیوں کہا؟

۱۳۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کیا حقیقت بیان کی گئی ہے؟

۱۴۔ شیطان کا ساتھی بننے سے کیا مراد ہے؟

۱۵۔ قرآن حکیم کو مضبوطی سے تھامنے کا کیا مطلب ہے؟

۱۶۔ بنی اسرائیل کن باتوں میں اختلاف میں پڑے ہوئے تھے؟

۱۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کیا دعوت دی؟

۱۸۔ عقیدۂ تثلیث کیا ہے؟

۱۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین سے کیا رویّہ اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی؟

ربطِ سورت: قرآنِ حکیم کی ترتیب کے مطابق سورۃ الزخرف سے پہلے سورۃ الشوریٰ ہے جس میں توحید، رسالت اور آخرت تینوں عقائد کا ذکر تھا۔ خصوصاً وحی اور رسالت کا ذکر تفصیل سے کیا گیا تھا۔ سورۃ الزخرف میں شرک کی مذمت کا بیان ہے اور تمام رسولوں کی مشترکہ دعوت یعنی دعوت توحید کا ذکر ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شریعت اور انسانوں کے خود ساختہ قوانین کا ذکر تھا۔ سورۃ الزخرف میں کائنات کے خالق اور مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ زمین پر بھی اُس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات پر عمل ہونا چاہیئے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: یہ کیسے حروف ہیں؟ ۱: یہ حروف مقطعات ہیں جو الگ الگ پڑھے جاتے ہیں۔
۲: ان حروف کے کیا معنی ہیں؟ ۲: حروف مقطعات کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک راز ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: کس کتاب کی قسم کھائی گئی ہے؟ ۱: قرآنِ حکیم کی۔
۲: قرآنِ حکیم کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم ایک واضح کتاب ہے جس میں ہدایت کا پیغام وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۳: ۱: قرآنِ حکیم کس کا کلام ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا۔ ۲: قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس زبان میں نازل فرمایا؟ ۲: دیہات کی خالص عربی زبان میں۔ شہری علاقوں میں کسی ایک زبان میں دیگر زبانوں کے الفاظ کی آمیزش کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں دیہاتوں میں شہروں کی نسبت خالص عربی زبان بولی جاتی تھی۔ ۳: قرآنِ حکیم کو عربی زبان میں نازل کرنے کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟ ۳: i۔ عربی زبان بہت فصیح و بلیغ ہے۔ اہل عرب قرآن کے اولین مخاطب تھے اس لئے بھی قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا۔ عربی دنیا کی سب سے زندہ زبان ہے۔ دیگر کتابوں کی زبانیں اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہیں۔ ii۔ اُمت کو قرآن کے پیغام کو آگے پہنچانے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ ۴: عربی زبان نہ جاننے والوں کے لئے قرآنِ حکیم کیسے ہدایت بنے گا؟
۴: آج ہماری رہنمائی اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس کے تراجم اور تفاسیر موجود ہیں تاکہ ہم قرآنِ حکیم کو پڑھیں، سیکھیں اور سمجھیں۔

عملی پہلو: "اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا" (سورۃ القمر ۵۴، آیات: ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰)

آیت نمبر ۴: ۱: قرآنِ حکیم کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: i۔ قرآنِ حکیم لوحِ محفوظ میں ہے۔ "اُمّ الکتاب" سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے۔ iii۔ بہت بلند ہے۔ iv۔ بڑی حکمت والا ہے۔ ۲: لوحِ محفوظ سے کیا مراد ہے؟ ۲: یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر چیز کی تفصیل محفوظ فرما رکھی ہے۔

آیت نمبر ۵: ۱: اس آیت میں رحمتِ الٰہی کا تذکرہ کس طرح کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کی نافرمانیوں کے باوجود نزولِ کتاب اور نصیحت کا سلسلہ جاری رکھے گا۔ ۲: اس آیت میں کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ ۲: نزولِ قرآن حق والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ اور مجرموں کے لئے اِتمام حجت کا باعث ہے۔

آیت نمبر ۶: ۱: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے؟ ۱: جی ہاں۔ ۲: کیا ایک ہی علاقہ میں بھیجے گئے؟ ۲: جی نہیں۔ مختلف علاقوں میں۔
۳: کتنے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے گئے؟ ۳: ایک رائے کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے گئے جن میں سے ۳۱۳ یا ۳۱۵ رسول تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) انبیاء کرام علیہم السلام کی ٹھیک تعداد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی جانتا ہے اور ایک مسلمان کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا لازمی ہے۔
۴: تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مشترکہ دعوت کیا تھی؟ ۴: دعوتِ توحید یعنی "اُعْبُدُوا اللہ" ایک اللہ کی عبادت کرو۔

آیت نمبر ۷: ۱: انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ لوگوں نے عموماً کیسا سلوک کیا؟ ۱: عموماً لوگ انبیاء اکرام علیہم السلام کی تعلیمات کو ماننے کے بجائے ان کا مذاق اُڑاتے رہے۔ ۲: کیا مذاق اڑانے پر انبیاء کرام علیہم السلام نے خیر و بھلائی کی طرف بلانے کا کام روک دیا؟ ۲: نہیں بلکہ وہ مسلسل دعوت کا کام کرتے رہے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی کسی کے مذاق اُڑانے اور طعنوں سے دل برداشتہ ہو کر دعوتِ دین کا کام چھوڑنا نہیں چاہیئے۔

آیت نمبر ۸: ۱: اللہ ﷻ انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کرنے والوں کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ ایسے لوگوں کو ہلاک فرما دیتا ہے۔
۲: اللہ ﷻ نے کن طاقتور لوگوں کو ہلاک فرمایا؟ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، قوم عاد (حضرت ہود علیہ السلام کی قوم)، قوم ثمود (حضرت صالح علیہ السلام کی قوم)، عمورہ و سدوم (حضرت لوط علیہ السلام کی قوم)، اہل مدین (حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم) اور آلِ فرعون۔

آیت نمبر ۹: ۱: آپ ﷺ کو کن سے پوچھنے کا کہا گیا ہے؟ ۱: مشرکین مکہ سے۔ ۲: کیا مشرکین مانتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کو اللہ ﷻ نے پیدا فرمایا ہے؟
۲: جی۔ ہاں۔

عملی پہلو: یہ کیسے ممکن ہے کہ جو اللہ ﷻ کو خالق، غالب اور علیم مانے مگر پھر بھی اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے؟

۳: آیت میں اللہ ﷻ کی کن صفات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: اَلْعَزِیْز اور اَلْعَلِیْم۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: اللہ ﷻ نے زمین میں ہمارے لئے کیا فوائد رکھے ہیں؟ ۱: i۔ زمین کو ہمارے لئے بچھونا بنایا ہے۔ ii۔ اللہ ﷻ نے زمین میں ہمارے لئے راستے بنائے۔ ۲: اللہ ﷻ نے زمین میں ہمارے لئے راستے کیوں بنائے؟ ۲: تا کہ ہم راہ پا سکیں۔ یعنی ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لئے راستے بنا دیئے تا کہ کاروباری، تجارتی اور دیگر مقاصد حاصل کر سکیں۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: اللہ ﷻ آسمان سے کیا نازل فرماتا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ آسمان سے ایک اندازہ کے مطابق پانی نازل فرماتا ہے۔ ۲: پانی نازل فرمانے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ۲: مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ ۳: مُردہ زمین کے زندہ ہو جانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: وہ مردہ زمین جہاں دور دور تک زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے بارش کے بعد وہاں پودے اُگ آتے ہیں۔ پانی دیکھ کر حشرات الارض، چرند پرند جمع ہو جاتے ہیں اور مردہ زمین آباد ہو جاتی ہے۔
۴: مُردہ زمین کو زندہ کرنے کی مثال سے کیا بات سمجھائی گئی ہے؟ ۴: جو اللہ ﷻ مُردہ زمین کو زندہ فرما سکتا ہے وہ مردہ انسانوں کو بھی زندہ فرمائے گا۔

عملی پہلو: ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اللہ ﷻ کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہو کر اپنے تمام دنیاوی اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ (سورۃ مریم ۱۹: آیت: ۹۵)

آیت نمبر ۱۲: ۱: اللہ ﷻ کی قوتِ تخلیق کے کس پہلو کا ذکر ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے ہر طرح کے جوڑے پیدا فرمائے۔ ۲: جوڑوں سے کیا مراد ہے؟
۲: نر اور مادہ، مذکر اور مونث، مرد اور عورت، مذکر نباتات اور مونث نباتات، زمین و آسمان، رات اور دن وغیرہ۔ ۳: اللہ ﷻ کی کن نعمتوں کا بیان ہے؟
۳: کشتیاں اور چوپائے۔ ۴: کشتیاں اور چوپائے انسانوں کے کس کام آتے ہیں؟ ۴: سواری کے کام آتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: ہمیں اللہ ﷻ کی عطا فرمائی ہوئی ان سواریوں پر بیٹھ کر کیا کرنا چاہیئے؟ ۱: اللہ ﷻ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

عملی پہلو: "اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمتوں میں اضافہ کر دوں گا اور اگر نعمتوں پر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا شدید ہے"۔ (سورۃ ابراہیم: آیت: ۷)

۲: اللہ ﷻ کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟ ۲: ان الفاظ کو پڑھ کر جو اللہ ﷻ نے ہمیں اس آیت میں سکھائے ہیں۔ یعنی سواری کی دعا: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

آیت نمبر ۱۴: ۱: ہر سفر کرتے وقت ہمیں ہمیشہ کیا یاد رکھنا چاہیئے؟ ۱: ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم ایک سفر اور کر رہے ہیں یعنی آخرت کی طرف سفر اور ایک دن ہمیں اللہ ﷻ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ جس کے لئے اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ ہر سواری کو استعمال کرنے میں یہ امکان ہوتا ہے کہ شاید کوئی حادثہ اسی سفر کو آدمی کا آخری سفر نہ بنا دے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہر مرتبہ وہ اپنے رب کی طرف واپسی کو یاد کر کے چلے تا کہ اگر مرنا ہی ہے تو بے خبر نہ مرے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: اللہ ﷻ کا بڑا واضح ناشکرا کون ہے؟ ۱: مشرک۔ ۲: مشرکین نے اللہ ﷻ کی ناشکری کیسے کی؟ ۲: مشرکین نے اللہ ﷻ کے بندوں میں سے بعض کو اللہ ﷻ کا جز یعنی اولاد قرار دے دیا۔ ۳: مشرکین کی کوئی مثال بیان کریں؟ ۳: مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں بنایا جب کہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا کہا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا قرار دیا۔

عملی پہلو: "بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے"۔ (سورۃ لقمان: آیت ۱۳) ہمیں ہر قسم کے شرک سے بچنا چاہیئے۔

آیت نمبر۱۶ ۱: مشرکین اپنے لئے کیسی اولاد پسند کرتے تھے؟ ۱: بیٹے پسند کرتے تھے۔

۲: مشرکین نے اللہ ﷻ کے لئے اولاد کے طور پر کسے پسند کیا؟ ۲: مشرکین نے اللہ ﷻ کے لئے اولاد کے طور پر بیٹیوں کو پسند کیا۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر۱۷ ۱: مشرکین نے اللہ ﷻ کے لئے بیٹیاں تجویز کیں انہیں اپنے لئے بیٹیاں کیسی لگتی تھیں؟ ۱: مشرکین کو بیٹیاں شدید ناپسند تھیں۔

۲: جب کسی مشرک کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی تو اس کی کیا حالت ہوتی تھی؟ ۲: اس مشرک کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غم و غصہ سے بھر جاتا تھا۔

آیت نمبر۱۸ ۱: بیٹیوں کی کن کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: i۔ مشقت والے کاموں کے مقابلہ میں زیورات یعنی زیبائش اور آرائش میں زیادہ دلچسپی لینا۔ ii۔ جھگڑے کے موقع پر کھل کر بات نہ کر پانا۔ ۲: مشرکین کو بیٹیاں کیوں ناپسند تھیں؟ ۲: انہیں پسند نہیں تھا کہ کوئی ان کا داماد بنے، مشرکین کو بیٹے پسند تھے جو جنگ میں ہتھیار استعمال کر سکیں اور جھگڑوں میں واضح طور پر کھل کر بات کر سکیں۔

عملی پہلو: نبی کریم ﷺ نے بیٹیوں کی اچھی پرورش کرنے والے کو جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ (جامع ترمذی)

فرمانِ نبوی ﷺ: "جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر۱۹ ۱: مشرکین نے کسے اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیا؟ ۱: فرشتوں کو۔ ۲: فرشتوں کا اللہ ﷻ سے کیا تعلق ہے؟ ۲: فرشتے بھی ہماری طرح اللہ ﷻ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ ۳: کیا فرشتے مونث ہوتے ہیں؟ ۳: فرشتے نہ مونث ہوتے ہیں نہ مذکر۔ ان کی کوئی جنس نہیں۔ فرشتے اللہ ﷻ کی نورانی مخلوق ہیں۔ وہ بغیر والدین کے محض اللہ ﷻ کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ۴: فرشتوں کے متعلق مشرکین کے اس غلط دعوٰی کا کیا جواب دیا گیا؟ ۴: مشرکین کچھ نہیں جانتے کیونکہ جب اللہ ﷻ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا تو مشرکین وہاں موجود نہ تھے کہ فرشتوں کی جنس کا مشاہدہ کر سکتے۔ ۵: اللہ ﷻ نے مشرکین کو کیا تنبیہ فرمائی ہے؟ ۵: ان مشرکوں کی کفریہ اور شرکیہ باتیں لکھ لی جائیں گی اور قیامت کے دن ان سے باز پرس ہو گی۔

آیت نمبر۲۰ ۱: مشرکین اپنے شرک یعنی بت پرستی کے صحیح ہونے کی کیا دلیل دیتے ہیں؟ ۱: مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ ﷻ چاہتا تو ہم بتوں کی پوجا نہ کرتے گویا اگر اللہ ﷻ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی پوجا نہ کر سکتے تھے۔ اکثر لوگ اپنی بے عملی یا برے کاموں کے لئے جھوٹے جواز اسی طرح پیش کرتے ہیں۔

عملی پہلو: ہمارے معاشرے میں بھی اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ ﷻ چاہے گا تو ہم نماز پڑھ لیں گے وغیرہ۔ حالانکہ دنیوی کام خود کرتے ہیں اور ان دنیاوی کاموں کے لئے ایسی بات نہیں کہتے۔ ۲: مشرکین کی یہ دلیل کیوں درست نہیں؟ ۲: اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا اللہ ﷻ کی مشیت یعنی اس کے ارادے سے ہوتا ہے۔ لیکن برے کاموں میں اس کا اذن یا رضا و پسند شامل نہیں ہوتی، جبکہ اچھے کاموں میں اللہ ﷻ کے ارادہ کے ساتھ اس کی رضا بھی شامل ہوتی ہے۔ بت پرستی اللہ ﷻ کو ناپسند ہے لیکن اللہ ﷻ نے انسان کو اچھے یا بُرے طریقہ کو اپنانے کا اختیار دیا ہے اس لئے وہ بت پرستوں کو اس بُرائی سے جبراً نہیں روکتا چنانچہ یہ بت پرستی کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ۳: مشرکین کے غلط عقائد کے بارے میں اللہ ﷻ نے کیا فرمایا ہے؟

۳: i۔ مشرکین کو حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ ii۔ وہ محض جھوٹے اندازے لگاتے ہیں۔ ۴: مشرکین کے غلط اور جھوٹے اندازے کیا تھے؟

۴: اللہ ﷻ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا اور فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دینا وغیرہ۔

آیت نمبر۲۱ ۱: مشرکین کے شرکیہ عقائد کس بنا پر تھے؟ ۱: مشرکین کے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں بلکہ یہ ان کے اپنے بنائے ہوئے تصورات تھے۔

آیت نمبر۲۲ ۱: مشرکین کے شرکیہ عقائد کس بنا پر تھے؟ ۱: مشرکین کے شرک کی اصل وجہ تھی اپنے مشرک و گمراہ باپ دادا کے طریقہ کی بغیر دیکھے پیروی کرنا کہ وہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ اسے اندھی تقلید بھی کہتے ہیں۔

عملی پہلو: برے طریقے اختیار کرنے کی دلیل اپنے کافر و مشرک باپ دادا کے غلط طریقوں کو بنایا جاتا ہے۔

آیت نمبر۲۳ ۱: ان لوگوں کو شرک سے روکنے کے لئے اللہ ﷻ نے کیا اہتمام فرمایا؟ ۱: بستیوں میں انبیاء علیہم السلام کو ڈرانے والے بنا کر بھیجا۔

عملی پہلو: "انبیاء اور رسول علیہم السلام خوشخبری دینے والے اور بُرے انجام سے ڈرانے والے ہوتے ہیں تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کوئی حجت نہ رہے" (سورۃ النساء ۴: آیت: ۱۶۵)

۲: انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا انکار اور شرک پر اصرار اکثر کن لوگوں نے کیا؟ ۲: خوشحال لوگوں نے۔

۳: انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا انکار اور شرک پر اصرار خوشحال لوگ کیوں کرتے ہیں؟ ۳: اگر وہ رسول کی بات مان لیں تو اپنے غرور اور تکبر کو چھوڑ کر عام لوگوں کی صف میں شامل ہونا پڑے گا اور رسول کی اطاعت کرنا ہوگی۔ دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ رسول ان کے کسبِ معاش کے طریقوں پر بھی کئی طرح کی پابندیاں لگاتے ہیں۔ مال و دولت کے کمانے پر بھی اور اس کے خرچ کرنے پر بھی۔ اگر یہ پابندیاں قبول کر لیں تو ان کی ظاہری خوشحالی اور نمود و نمائش ہی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

۴: مشرکین اپنے غلط عقائد و اعمال کے لئے کیا دلیل پیش کرتے ہیں؟ ۴: ہم نے انہی طریقوں پر اپنے باپ دادا کو پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: انبیاء علیہم السلام مشرکین کو کیا تلقین فرماتے رہے؟ ۱: ہم تمہارے پاس اس سے بڑھ کر ہدایت کا راستہ لائے ہیں جن پر تم اپنے گمراہ باپ دادا کو پاتے ہو۔ ۲: مشرکین نے انبیاء علیہم السلام کی تلقین کا کیا جواب دیا؟ ۲: انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت و تعلیمات کا انکار کر دیا۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اُن کی دعوت کا انکار کرنے والے مشرکین کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کے ان گستاخوں سے بدلہ لے لیا۔ ۲: انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کی دعوت کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ ۲: ان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب اور عذاب نازل ہوا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں عبرت کا نشان بنا دیا۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینے والے اور شرک سے منع کرنے والے تھے۔ ۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس کے سامنے اعلان بیزاری فرمایا؟ ۲: آزر اور اپنی قوم کے سامنے۔

۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس چیز سے اعلان بیزاری فرمایا؟ ۳: ان باطل معبودوں سے اعلان بیزاری فرمایا جن کی پوجا آزر اور قوم کرتی تھی۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس کا حق عبادت تسلیم فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا۔

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کے کیا دلائل پیش فرمائے؟ ۲: i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے مجھے پیدا فرمایا۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی میری رہنمائی فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اپنی کس بات کو اپنی اولاد میں باقی رہنے والا بنا دیا؟ ۱: کلمہ توحید کو۔

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو توحید کی تعلیم کیوں دی؟ ۲: تاکہ ان کی اولاد صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے اور شرک و بت پرستی سے بچے۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آلِ ابراہیم علیہ السلام پر کیا احسان فرمایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیوی فائدے عطا فرمائے۔

۲: حق سے کیا مراد ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم ۳: واضح بیان کرنے والے رسول سے مراد کون ہیں؟ ۳: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: جب قرآنِ حکیم مشرکین کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے بارے میں کیا کہا؟ ۱: وہ کہنے لگے یہ قرآن جادو ہے۔ (معاذ اللہ)

۲: مشرکین مکہ نے قرآنِ حکیم کو جادو کیوں کہا؟ ۲: وہ جادو اس لحاظ سے کہتے تھے کہ قرآن کی تعلیم اور اس کی قرات دل میں اترنے اور تاثیر کے لحاظ سے ان لوگوں کے گمان کے مطابق جادو کا سا اثر رکھتی تھی، اور جو شخص قرآنِ حکیم کی دعوت کو قبول کر لیتا تھا وہ اپنے سب رشتوں کو چھوڑنا تو گوارا کر لیتا تھا مگر ایمان سے پیچھے ہٹنا کبھی گوارا نہ کرتا تھا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی جائزہ لینا چاہیئے کہ آج قرآنِ حکیم کے ساتھ ہمارا تعلق کیسا ہے اور ہم پر اس کا کتنا اثر ہوتا ہے۔

۳: کیا مشرکین نے قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام مان لیا؟ ۳: نہیں۔ انہوں نے قرآنِ حکیم کا انکار کیا۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: مشرکین نے قرآنِ حکیم پر کیا اعتراض کیا؟ ۱: مشرکین نے اعتراض کیا کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہ کیا گیا۔

عملی پہلو: فضیلت کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیز گاری ہے نہ کہ خاندانی حسب و نسب۔ کنبوں اور قبیلوں کی تقسیم صرف تعارف کا ذریعہ ہیں۔

(سورۃ الحجرات ۴۹، آیت: ۱۳)

فرمانِ نبوی ﷺ: آپ ﷺ نے آخری خطبہ میں فرمایا "سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو متقی ہے گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں"۔ (صحیح مسلم)

۲: دو بستیوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: مکہ اور طائف کی بستیاں جو قریب قریب واقع تھیں اور جن میں بڑے مال دار لوگ رہتے تھے۔ ۳: مشرکین نے نبی کریم ﷺ پر قرآن نازل کیئے جانے پر کیوں اعتراض کیا؟ ۳: ان کا اعتراض تھا کہ نبی کریم ﷺ تو یتیم تھے جبکہ قرآن کسی مال دار شخص پر نازل ہونا چاہیئے تھا۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اعتراض کا کیا جواب دیا؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا ہے اور مشرکین کو اختیار نہیں دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو تقسیم کرتے پھریں۔ ۲: لوگ جو مال و دولت اس دنیا میں جمع کرتے ہیں اس سے بہتر کیا ہے؟

۲: اللہ تعالیٰ کی رحمت ان سب سے کہیں بہتر ہے۔ ۳: رحمت سے کیا مراد ہے؟ ۳: مفسرین کے نزدیک یہاں رحمت سے مراد نبوت و رسالت ہے۔

۴: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے درمیان معیشت تقسیم کرتے ہوئے کسی کو مال زیادہ اور کسی کو کم کیوں دیا ہے؟ ۴: تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

علمی بات: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو امیر بنایا کسی کو غریب تاکہ دنیاوی امور چل سکیں۔ اسی طرح کچھ انسانوں کو نبی اور رسول کے طور پر چُنا تاکہ باقی لوگ ان کی پیروی کریں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ یہ تمام فیصلے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیاوی مال و دولت کی کیا حیثیت ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیاوی مال و دولت کی کوئی حیثیت نہیں۔ ۲: اللہ تعالیٰ نے کافروں کے گھروں کو چاندی یا سونے کا کیوں نہیں بنایا؟ ۲: اندیشہ تھا کہ سب لوگ کافر نہ ہو جائیں۔ ۳: اس بات کو کیسے واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے؟ ۳: اگر سب لوگوں کے کافر ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کفار کے گھروں کی چھتوں اور سیڑھیوں کو چاندی کا بنا دیتا۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: اس بات کو کیسے واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں کے دروازوں اور تخت جن پر وہ بیٹھتے ہیں انہیں چاندی کا بنا دیتا۔

عملی پہلو: اکثر لوگوں کے لئے مال و دولت کی کثرت فتنہ بن جاتی ہے اور وہ اس میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ اور آخرت کو بھلا دیتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "ہر امت کا کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے" (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۳۵: ۱: اس بات کو کیسے واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ کفار کے گھروں کی چھتوں، سیڑھیوں، دروازوں اور تختوں کو سونے کا بنا دیتا۔ ۲: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو سونا چاندی دینے کا ذکر کیوں فرمایا ہے؟ ۲: کیونکہ یہ سب دنیا کی عارضی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے کفار کے گھروں کو بھی اگر سونے، چاندی کا بنا دیا جائے تو بھی وہ دنیا میں کتنے مزے کر لیں گے اور کتنے دن رہ لیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی زندگی بھی مختصر ہے اور یہاں کے مزے بھی تھوڑے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دنیا کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ دیتا" (جامع ترمذی)

۳: آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس ہمیشہ رہنے والی نعمتیں کن لوگوں کے لئے ہیں؟ ۳: پرہیز گاروں کے لئے یعنی جو لوگ گناہوں سے پرہیز کرتے رہے۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: جو رحمان کے ذکر سے غافل ہو اس کا کیا انجام ہوتا ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط فرما دیتا ہے۔

عملی پہلو: شیطان کے حملے غالب آجانے سے بچنے کے لئے ہر دم اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ رکھنا ضروری ہے۔ اس کے لئے نماز، تلاوتِ قرآنِ حکیم اور نبی کریم ﷺ کی مسنون دعاؤں کا اہتمام ضروری ہے۔ ۲: شیطان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل شخص کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے؟ ۲: اس شخص کا ساتھی بن جاتا ہے۔

۳: شیطان کا ساتھی بننے سے کیا مراد ہے؟ ۳: ہر وقت اس کے ساتھ رہنا، اس کے دل میں وسوسے ڈالنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کیئے رکھنا حتیٰ کہ اسے دوزخ تک پہنچا کے چھوڑنا۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: شیطان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل شخص کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے؟ ۱: سیدھے راستہ سے روکتا رہتا ہے۔ شیطان نے کہا کہ اے اللہ! میں تیرے بندوں کے لئے لازماً تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا تاکہ ان کو سیدھے راستے سے بہکاؤں۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۱۶)

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے غافل شخص گمراہی کے راستہ پر چلتے ہوئے کیا سمجھتا ہے؟ ۲: ہدایت پر ہوں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کے خلاف اپنی مرضی پر عمل کرتا ہے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے غافل شخص کیا حسرت کرے گا؟ ۱: وہ کہے گا کاش میرے اور شیطان کے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ ۲: قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے غافل شخص شیطان سے کیا کہے گا؟ ۲: تُو تو بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے غافل شخص کا پچھتاوا اور شیطان کو بُرا کہنا کوئی فائدہ دے گا؟ ۱: کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

عملی پہلو: عمل کا موقع اور مہلت دنیا میں ہے۔ قیامت کے دن اعمال کے نتائج دیئے جائیں گے۔ اس دن حسرت کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

۲: قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے غافل شخص کا کیا انجام ہو گا؟ ۲: شیطان ساتھ عذاب میں شامل ہو گا۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: ہدایت سے منہ موڑنے والوں کی کیا مثال بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ بہرے اور اندھے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے کان حق سنتے نہیں ہیں اور ان کی آنکھیں حق دیکھتی نہیں ہیں۔ ۲: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا تسلی دی گئی؟ ۲۔ بہروں کو زبر دستی سنانا اور دل کے اندھوں کو جبر سے راہ حق پر لانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں۔

عملی پہلو: جو لوگ حق کو دیکھ کر اور اس کو سُن کر پھر بھی اسے قبول نہیں کرتے تو ایسے لوگ روحانی اعتبار سے بہرے اور اندھے ہوتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ ۲، آیت: ۷)

۳: کفار کے بارے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا فرمایا؟ ۳: کفار کھلی گمراہی میں ہیں۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: کفار و مشرکین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا تنبیہ فرمائی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے بدلہ لے کر رہے گا۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر فوری عذاب کیوں نہیں نازل فرمایا؟ ۲: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان موجود تھے اور دعوت دے رہے تھے اور ان کے لئے توبہ کی مہلت موجود تھی۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: کفار و مشرکین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا تنبیہ فرمائی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ان پر عذاب لے آئے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار و مشرکین کو کیا وعید فرمائی؟ ۲: توبہ نہ کرنے پر عذاب نازل کرنے کی وعید فرمائی۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کو مضبوطی سے تھامے رکھیئے۔

۲: قرآن حکیم کو مضبوطی سے تھامنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: i۔ قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ماننا۔ ii۔ اسکی تلاوت کرنا۔ iii۔ اسے سمجھنے کی کوشش کرنا۔ iv۔ اس پر عمل کرنا۔ v۔ اسے دوسروں تک پہنچانا۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا تسلی دی؟ ۳: بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھی راہ پر ہیں۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: قرآنِ حکیم کے نزول کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟ ۱: یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کے لئے نصیحت اور یاددہانی کا ذریعہ ہے۔

۲: قرآنِ حکیم کی عظیم نعمت کے بارے میں ہمیں کیا بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے؟ ۲: عنقریب قرآنِ حکیم کے بارے میں ہم سے باز پرس ہو گی کہ آیا ہم نے اس کی قدر کی یا نہیں اور اس کو مضبوطی سے تھاما یا نہیں۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: کیا کسی رسول نے بھی کبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی؟ ۱: جی نہیں۔ ۲: الٰہ کے معنی کیا ہیں؟ ۲: معبود یعنی وہ ہستی جس کی عبادت کی جائے۔ ۳: عبادت سے کیا مراد ہے؟ ۳: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس کی طرف بھیجا تھا؟ ۱: فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف۔

۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے سرداروں کو کیا دعوت دی؟ ۲: "بے شک میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے بھیجا ہُوا رسول ہوں۔"

۳: یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کر کے کیا بات سمجھائی جا رہی ہے؟ ۳: یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس نسبت سے آیا ہے کہ فرعون بھی اپنے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیر سمجھتا تھا جس طرح قریش مکہ اپنے سرداروں کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیر سمجھ رہے تھے۔

آیت نمبر۴۷: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا نشانیاں عطا فرمائی تھیں؟ ۱: عصا جو اژدھا بن جاتا اور ہاتھ کو جب بغل میں ڈال کر نکالتے تو وہ روشن چمکتا ہوا ہو جاتا۔ ۲: فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں نے نشانیاں دیکھ کر کیا کیا؟ ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہنسنے لگے۔

عملی پہلو: دین کے احکامات اور دینی شعائر کا مذاق اُڑانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایسی محفل میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جس میں اس کی آیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو۔ (سورۃ النساء۴، آیت:۱۴۰) قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کرنے والا شخص عذاب دیکھ کر کہے گا "کہ ہائے افسوس! میں تو مذاق اڑانے والوں میں رہا۔" (سورۃ الزمر ۳۹، آیت:۵۶)

آیت نمبر۴۸: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آلِ فرعون کو کیا نشانیاں دکھائیں؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آلِ فرعون پر سات عذاب پے در پے بھیجے یعنی قحط، پھلوں کا نقصان، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب۔ (سورۃ الاعراف ۷: آیات:۱۳۳ تا ۱۳۵) ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آیات کے انکار کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ ۲: انکار کرنے والوں پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ عذاب بھیجتا ہے۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ قوموں پر عذاب کیوں بھیجتا ہے؟ ۳: تاکہ وہ شرک اور نافرمانی سے باز آجائیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

آیت نمبر۴۹: ۱: آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا گستاخی کی؟ ۱: اُنہیں جادوگر کہا۔ ۲: آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ کر کیوں مخاطب کیا؟ ۲: وہ لوگ معجزات اور عذاب کو موسیٰ علیہ السلام کا جادو سمجھتے تھے۔ ۳: آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا درخواست کی؟ ۳: ہمارے لئے اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ وہ عذاب ٹال دے۔ ۴: آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عذاب ٹلنے پر کیا وعدہ کیا؟ ۴: وہ ایمان لے آئیں گے اور ہدایت حاصل کرلیں گے۔ ۵: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا وعدہ فرمایا تھا؟ ۵: اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ علیہ السلام کی دعائیں قبول فرمائے گا اور آپ علیہ السلام کی دعا کے سبب آلِ فرعون سے عذاب ٹال دے گا۔

آیت نمبر۵۰: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۱: آلِ فرعون سے عذاب ٹال دیا گیا۔ ۲: عذاب ہٹنے پر آلِ فرعون کی کیا روش رہی؟ ۲: عذاب ہٹتے ہی وہ اپنے عہد کو توڑ دیتے تھے۔ ۳: عہد توڑنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: یعنی عذاب ہٹنے پر بھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

آیت نمبر۵۱: ۱: فرعون نے اپنے تکبر کا اظہار کس طرح کیا؟ ۱: اس نے کہا کہ مصر کی بادشاہت اور پورا نہری نظام میرے قبضے میں ہے۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ و تعالیٰ جب کسی کو دنیا میں اقتدار دیتا ہے تو اکثر لوگ شکر کے بجائے تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو تکبر کرنے والے پسند نہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ "تکبر میری چادر ہے جس نے تکبر کیا اس نے میری چادر کو کھینچا" (ابوداؤد، ابن ماجہ)۔ صحیح مسلم کی روایت میں یوں بیان کیا گیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ: "عظمت میرا تہبند ہے اور کبریائی میری چادر ہے جو شخص ان میں سے کسی کو بھی مجھ سے لینا چاہے گا میں اسے جہنم رسید کردوں گا"۔ یعنی بڑائی اور تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔

علمی بات: حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام نقل ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے روایت فرماتے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر۵۲: ۱: فرعون نے اپنا موازنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیسے کیا؟ ۱: اس نے کہا کہ میں بہتر ہوں اور موسیٰ حقیر ہیں۔ (معاذاللہ)

۲: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے سے کم تر ثابت کرنے کے لئے کیا الزامات لگائے؟ ۲: i۔ مال کے اعتبار سے کم حیثیت ہیں۔ ii۔ بات واضح نہیں کرپاتے۔

آیت نمبر۵۳: ۱: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو کس طرح جھٹلایا؟ ۱: وہ بولا: i۔ انہیں سونے کے کنگن کیوں نہیں پہنائے گئے۔

ii۔ ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں نازل کیئے گئے۔

آیت نمبر۵۴: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرعون کی الزام تراشی کا نتیجہ کیا ذکر فرمایا؟ ۱: فرعون نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا۔

۲: فرعون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام تراشی کا آلِ فرعون پر کیا اثر ہوا؟ ۲: قوم نے فرعون کی بات مان لی۔

۳: ان لوگوں کو نافرمان کیوں کہا گیا؟ ۳: انہیں اس لئے نافرمان کہا گیا کہ انہوں نے گمراہ شخص کو حاکم مان کر اس کی تمام تر گمراہیوں کے باوجود اس کی پیروی کی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ گمراہ اور باطل نظریات رکھنے والے افراد کی پیروی کرنا، ان کی حمایت کرنا یا انہیں درست سمجھنا گویا اپنے آپ کو ان کے جرم میں شامل کرنا ہے۔

عملی پہلو: نافرمان اور فاسق لوگوں کو صرف اپنے مفادات سے غرض ہوتی ہے۔ وہ ان مفادات کے حصول کے لئے ایسے حکمرانوں کی غلامی کو ہی بہتر سمجھتے ہیں اور ظالم، نافرمان حکمران بھی ان کی اس کمزوری کو جانتے ہیں لہذا وہ انہیں اپنی چالوں اور باتوں سے بے وقوف بناتے رہتے ہیں۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: آل فرعون کی نافرمانی کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۱: انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں توہین کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ناراض کر دیا۔
۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آل فرعون سے کیسے انتقام لیا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آل فرعون کو سمندر میں غرق کر دیا۔

آیت نمبر ۵۶: ۱: آل فرعون کی نافرمانی کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۱: انھیں ماضی کا حصہ بنا کر بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کی مثال بنا دیا۔

آیت نمبر ۵۷: ۱: اس آیت میں کس رسول کا ذکر ہے؟ ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ ۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن مریم کیوں کہا گیا؟ ۲: کیوں کہ آپ بغیر والد پیدا ہوئے اس لئے آپ کی نسبت والدہ کی طرف کی گئی ہے۔ ۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال دینے پر مشرکین مکہ کیوں خوش ہوئے؟
۳: سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۹۸ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ "تم اور جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ سب جہنم میں ڈالے جائیں گے" تو مشرکین کہنے لگے کہ پھر تو (معاذ اللہ) عیسیٰ (علیہ السلام) اور فرشتے بھی جہنم میں ڈالے جائیں گے کیوں کہ ان کو بھی پوجا گیا۔ اس کی نفی بھی سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۱۰۱ میں کر دی گئی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندے جہنم سے بچائے جائیں گے۔ ۴: کیا مشرکین مکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے اپنے دعوے میں سچے تھے؟ ۴: انبیاء علیہم السلام تو خود کفر و شرک سے منع کرنے کے لئے آئے۔ یہ تو لوگوں نے ظلم کیا کہ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا۔ لہذا انبیاء علیہم السلام اور فرشتے ہرگز جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ جہنم میں تو وہ جھونکے جائیں گے جنہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا اور خدائی کا دعویٰ کیا جیسے فرعون، نمرود یا وہ بے جان چیزیں جنہیں لوگوں نے معبود بنا لیا جیسے بت وغیرہ۔

آیت نمبر ۵۸: ۱: قریش مکہ کس بات پر جھگڑ رہے تھے؟ اور انہوں نے اپنے معبودوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر کیوں کہا؟ ۱: i۔ اپنے معبودوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ دیگر بنائے ہوئے معبود جہنم میں جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی الٰہ قرار دیا گیا چنانچہ ان کو بھی (معاذ اللہ) جہنم میں ڈالا جانا چاہیئے۔ ii۔ ہمارے معبودوں کو زیادہ تکلیف نہیں ہوگی جہنم میں کیوں کہ وہ پتھر کے ہیں جب کہ عیسیٰ کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ iii۔ جیسے عیسائیوں کے الٰہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو اچھا کہا جا رہا ہے تو پھر ہمارے معبودوں کو بھی اچھا کہا جانا چاہیئے۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشرکین مکہ کے اس اعتراض پر کیا جواب ارشاد فرمایا؟ ۲: انہوں نے یہ بات محض جھگڑنے کے لئے بیان کی ہے اور وہ ہیں ہی جھگڑالو۔ بہر حال ان جھوٹی باتوں میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

آیت نمبر ۵۹: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا وضاحت فرمائی؟ ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں معبود نہیں اور نہ انہوں نے کبھی اپنے معبود ہونے کا دعویٰ کیا۔ البتہ عیسائیوں نے زیادتی کی کہ وہ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟ ۲: i۔ معجزانہ ولادت۔ ii۔ نبی بنایا۔ iii۔ معجزات عطا فرمائے۔ iv۔ روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام سے تائید فرمائی۔ v۔ یہودیوں کی سازشوں سے بچا کر آسمان پر زندہ اُٹھالیا۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے کیسے مثال بنایا؟ ۳: بغیر والد کے پیدا فرمایا۔ معجزات عطا فرمائے۔

آیت نمبر ۶۰: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسانوں کو ختم کر کے فرشتوں کو زمین پر آباد کر دے۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بعض انسانوں کو فرشتہ بھی بنا سکتا ہے۔ iii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے انسانوں کے ہاں فرشتے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

علمی بات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش اور ان کے معجزات کی وجہ سے ان کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینا درست نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرتیں تو بے شمار ہیں۔

آیت نمبر ۶۱: ۱: کس کو قیامت کی نشانی قرار دیا گیا ہے؟ ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔
۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی نشانی کیوں قرار دیا گیا؟ ۲: قیامت سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں زمین پر نازل فرمائے گا۔
۳: اس آیت میں کس سے خطاب کیا گیا ہے؟ ۳: قریش مکہ سے۔ ۴: قریش مکہ کو کس بات پر شک نہ کرنے کا کہا گیا؟ ۴: قیامت کے واقع ہونے پر۔
۵: قریش مکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا مطالبہ فرمایا؟ ۵: میری اتباع کرو۔ ۶: سیدھا راستہ کیا ہے؟ ۶: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا راستہ ہے۔

علمی بات: صراطِ مستقیم یعنی سیدھا راستہ کتابُ اللہ یعنی قرانِ حکیم اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا راستہ یعنی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

آیت نمبر ۶۲: ۱: صراط مستقیم سے انسان کو بہکانے والا کون ہے؟ ۱: شیطان۔
۲: شیطان کے بارے میں اللہ ﷻ نے ہمیں کیسے متنبہ کیا؟ ۲: شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ ہمیں بھی اسے دشمن سمجھنا چاہیئے۔ (سورۃ الفاطر ۳۵، آیت: ۶)
۳: شیطان کون ہے؟ ۳: ایک جنّ ہے جس نے تکبر کیا اور انسانوں کو گمراہ کرنے کا عزم کیا۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۱۶، سورۃ الکہف ۱۸، آیت: ۵۰)

عملی پہلو: جو شخص بھی قیامت کے آنے میں شک کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ وہ شیطان کے جال میں پھنس چکا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لے کہ شیطان کی سب سے بڑی دشمنی اور سب سے بڑی گمراہی یہی ہے کہ کوئی شخص قیامت کے بارے میں شک کرنے لگ جائے۔ شیطان سے بچنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ انسان اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل کرے۔

آیت نمبر ۶۳: ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے کیسے معجزات عطا فرمائے؟ ۱: حسی معجزات (یعنی ایسے معجزات جن کو حواسِ خمسہ سے محسوس کیا جا سکے) مثلاً مٹی سے پرندے بنانا، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔ (سورۃ آلِ عمران ۳، آیت: ۴۹) ۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی؟
۲: میں تمہارے پاس حکمت کی باتیں لے کر آیا ہوں۔ پس اللہ ﷻ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے جانے کا ایک مقصد کیا بیان ہوا؟
۳: بنی اسرائیل نے اللہ ﷻ کی شریعت کو چھوڑ رکھا تھا اور حرام چیزوں کو حلال کر رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو شرعی احکام کے متعلق تمام حکمت کی باتیں بتائیں اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ جن جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے تھے اس کی حقیقت ان پر واضح کر دیں۔
۴: بنی اسرائیل کن باتوں میں اختلاف میں پڑے ہوئے تھے؟ ۴: یہود یا بنی اسرائیل بہت سے فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ انہوں نے ایسے عقائد گھڑ لیئے تھے جو اللہ ﷻ کے سامنے جوابدہی کے مقصد کو ہی ختم کر دیتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ اللہ ﷻ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ یا وہ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد ہیں۔ لہٰذا جنت صرف انہی کا حق ہے۔ نیز یہ کہ انہیں دوزخ کی آگ چھو ہی نہیں سکتی مگر صرف چند دن کے لئے۔ اور کچھ اختلاف ان کے حلت و حرمت سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے خود ہی اپنے آپ پر بعض چیزوں کو حرام کر لیا تھا جنہیں اللہ ﷻ نے حرام نہیں کیا تھا۔

آیت نمبر ۶۴: ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کیا دعوت دی؟ ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ ﷻ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے پس اسی کی عبادت کرو۔ ۲: اس آیت میں صراطِ مستقیم کس بات کو کہا گیا ہے؟ ۲: توحید باری تعالیٰ کو ماننے اور اللہ ﷻ ہی کی بندگی کرنے کو کہا گیا ہے۔

آیت نمبر ۶۵: ۱: گروہوں سے کون مراد ہیں؟ ۱: یہود و نصاریٰ اور نصاریٰ (عیسائیوں) کے مختلف فرقے۔ ۲: گروہوں نے کیا اختلاف کیا؟ ۲: یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور ان کی والدہ حضرت مریم سلامٌ علیہا پر زنا کا الزام لگا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز اولاد قرار دیا۔ (معاذاللہ) عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ بنا لیا۔ (معاذاللہ) ۳: عیسائیوں کے مختلف گروہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا اختلاف کیا؟ ۳: بعض نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا قرار دیا۔ بعض نے تین معبودوں میں سے ایک قرار دیا اس کو عقیدہ تثلیث بھی کہتے ہیں اور بعض نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی خدا قرار دے دیا۔
۴: عقیدہ تثلیث کیا ہے؟ ۴: عیسائی تین خداؤں کے قائل ہیں۔ اُن کے نزدیک خدا، جبرائیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینوں مل کر ایک خدا اور ان میں سے ہر ایک جدا جدا خدا ہے۔ عقیدہ تثلیث میں بعض عیسائیوں کے نزدیک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی جگہ حضرت مریم سلامٌ علیہا خدا ہیں۔ (معاذاللہ)
۵: ان تمام باطل تصورات رکھنے والے گروہوں کے بارے میں اللہ ﷻ نے کیا وعید ذکر فرمائی؟ ۵: ایسے ظالموں کے لئے ہلاکت ہے دردناک دن کے عذاب سے۔

آیت نمبر ۶۶: ۱: ایمان نہ لانے والوں کی ہٹ دھرمی پر اللہ ﷻ نے ان کی کس کیفیت کو بیان فرمایا؟ ۱: کیا یہ قیامت آنے کا انتظار کر رہے ہیں؟
۲: قیامت کیسے واقع ہو گی؟ ۲: اچانک واقع ہو گی اور اس طرح کہ انسان کو خبر بھی نہ ہو گی۔

آیت نمبر ۶۷: ۱: قیامت کا کیا منظر کھینچا گیا ہے؟ ۱: گہرے مجرم دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے کوئی کسی کو پوچھے گا بھی نہیں۔ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے مگر پوچھیں گے نہیں۔ (سورۃ المعارج ۷۰: آیت: ۱۰، ۱۱) ۲: قیامت کے دن کیسے لوگوں کی دوستیاں قائم رہیں گی؟ ۲: متقین کی دوستیاں۔

عملی پہلو: ہمیں ہمیشہ متقین اور نیک لوگوں کو دوست بنانا چاہیئے۔ کیونکہ یہی دوستی اور تعلق قیامت میں بھی کام آنے والے ہیں۔ اصل رشتہ ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر ہے محض رشتہ داری یا دنیاوی تعلقات کام آنے والی شے نہیں۔

آیت نمبر ۶۸: ۱: قیامت کے دن متقین کے لئے کیا اعلان فرمایا جائے گا؟ ۱: آج نہ تمہیں خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ ۲: خوف کس کے بارے میں ہوتا ہے؟ ۲: مستقبل کے اندیشوں کے بارے میں کہ نہ جانے کیا معاملہ پیش آئے گا۔ ۳: غم کس کے بارے میں ہوتا ہے؟ ۳: ماضی کی محرومیوں اور نقصانات کا۔

آیت نمبر ۶۹: ۱: متقین کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: i۔ جو آیات پر ایمان لائیں۔ ii۔ فرمانبرداری اختیار کریں۔

عملی پہلو: اسلام کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ ﷻ کی مرضی کے سامنے سر جھکا دینا۔ اسلام قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ ﷻ کی مرضی کے سامنے اپنی مرضی نہ چلائیں اور اسی کی فرماں برداری کو اختیار کریں۔

آیت نمبر ۷۰: ۱: متقین کے لئے کیا بشارت دی گئی؟ ۱: جنت میں داخل ہونے کی بشارت۔

۲: متقین کے لئے جنت کی کس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: i۔ تم اپنی بیویوں سمیت جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ii۔ وہاں خوشی ہی خوشی ہو گی۔

علمی بات: ازواج کا لفظ بیویوں کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور اس کا دوسرا مطلب تمہاری ہی طرح کے تمہارے دوسرے ساتھی اور دوست، جن کی دنیا میں دوستی کی بنیاد محض تقویٰ پر تھی۔

آیت نمبر ۷۱: ۱: متقین کے لئے جنت کی نعمتوں کو مزید کس طرح بیان کیا گیا ہے؟ ۱: i۔ سونے کی پلیٹوں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا۔ ii۔ وہ کچھ ہو گا جو ان کے جی چاہیں گے۔ iii۔ ایسے حسین مناظر جن سے آنکھوں کو راحت ملے گی۔ iv۔ وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

عملی پہلو: جب بھی جنت کی نعمتوں اور متقین کا ذکر قرآنِ حکیم میں آئے تو ہمیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ" "اے اللہ! ہمیں ان میں شامل فرما"۔ پڑھنا چاہیئے اسی طرح جب دوزخ اور نافرمانوں کا ذکر آئے تو اللہ ﷻ کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۷۲: ۱: جنت کے وارث کیوں بنایا جائے گا؟ ۱: نیک اعمال کے بدلے۔

عملی پہلو: ہمیں ایمان و تقویٰ اختیار کر کے جنت کا وارث بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاہم یاد رہے کہ جنت میں داخلہ دراصل اللہ ﷻ کے فضل اور رحمت ہی سے ہو گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل کر کے جہنم سے نجات نہیں دلا سکتا جب تک کہ اللہ ﷻ کا فضل و کرم نہ ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو بھی نہیں؟ فرمایا مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ میرا رب مجھے اپنی مغفرت اور رحمت سے ڈھانپ لے"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۷۳: ۱: جنت کی کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: کثرت سے میوے ہوں گے۔

۲: جنت کے میووں کے بارے میں کیا یقین دہانی کرائی گئی ہے؟ ۲: اہل جنت ان میووں میں سے کھائیں گے یعنی جنت کے میووں پر جنتیوں کو پورا اختیار ہو گا اور اہل جنت صرف دیکھ ہی نہ رہے ہوں گے بلکہ ان میووں کو استعمال کر رہے ہوں گے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہو گا۔

آیت نمبر ۷۴: ۱: مجرموں کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: مجرم جہنم کے عذاب میں ہوں گے۔

۲: مجرم کب تک عذاب میں رہیں گے؟ ۲: ہمیشہ ہمیش عذاب میں رہیں گے۔ (سورۃ فاطر ۳۵، آیت: ۳۶)

عملی پہلو: جہنم میں ہمیشہ کا عذاب کفار کے لئے ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے، (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے" (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۲۴) "گناہ گار اہل ایمان اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد ایک نہ ایک دن جہنم سے نکال لئے جائیں گے"۔ لیکن حقیقی کامیاب وہ لوگ ہوں گے جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں۔ (آلِ عمران ۳، آیت: ۱۸۵)

آیت نمبر ۷۵: ۱: جہنم کے عذاب کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: جہنم کا عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ ۲: جہنم والوں کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۲: وہ جہنم میں مایوس پڑے ہوں گے۔ ۳: جہنم والے کس چیز سے مایوس ہوں گے؟ ۳: عذاب کے کم ہونے اور جہنم سے نجات پانے سے مایوس ہو جائیں گے۔

عملی پہلو: ہمیں جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ ہمیں بھی ایسے مقامات پر "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ" "اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور (دوزخ کی) آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں" پڑھنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۷۶: ۱: اہل جہنم کا جہنم میں جانے کا کیا سبب تھا؟ ۱: انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ ۲: اہل جہنم کے خود اپنے پر ظلم کرنے سے کیا مراد ہے؟

۲: دین کا راستہ واضح ہونے اور انبیاء علیہم السلام کے صحیح راستہ پر چل کر دکھانے کے باوجود انہوں نے بُرائی کا راستہ اختیار کیا اور خود کو جہنم کا مستحق بنایا۔

آیت نمبر ۷۷: ۱: اہل جہنم نے کسے پکارا؟ ۱: مالک کو۔ ۲: مالک کس کا نام ہے؟ ۲: جہنم پر مقرر فرشتے کا نام ہے۔

۳: اہل جہنم نے مالک سے کیا درخواست کی؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے موت دیئے جانے کی درخواست کی۔

۴: ان کی درخواست کا مالک نے کیا جواب دیا؟ ۴: تم ہمیشہ اسی حال میں جہنم میں رہو گے۔

آیت نمبر ۷۸: ۱: مالک انہیں مزید کیا کہے گا؟ ۱: تم لوگوں کے پاس حق کا پیغام تو پہنچا مگر اکثر لوگوں نے حق کو پسند نہ کیا۔

۲: جہنم میں جانے کا کیا سبب بیان کیا گیا ہے؟ ۲: حق کو ناپسند کرنا۔ ۳: حق سے کیا مراد ہے؟ ۳: حق سے مراد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دین اور پیغام ہے جو وہ پیغمبروں کے ذریعہ لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ آخری حق قرآنِ حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں موجود ہے جس کی پیروی میں ہی ہماری نجات ہے۔

آیت نمبر ۷۹: ۱: کن لوگوں کے فیصلہ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: مشرکین مکہ کا۔

۲: مشرکین مکہ کے کس فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ اسلام سے روکنے کے فیصلے کا ذکر۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشرکین مکہ کی چالوں کا کیا جواب دیا؟ ۳: بے شک ہم بھی فیصلہ کرنے والے ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں جاننا چاہیئے کہ بندوں کی تدبیریں ناقص ہوتی ہیں اور ان کو توڑا جا سکتا ہے جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے نہ توڑا جا سکتا ہے اور نہ بدلا جا سکتا ہے (سورۃ اٰلِ عمران ۳، آیت: ۵۴)

۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلہ سے کیا مراد ہے؟ ۴: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی کامیابی اور مشرکین کی ناکامی۔

آیت نمبر ۸۰: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل مکہ کو کس بات سے ڈرایا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی ساری چالبازیوں، سرگوشیوں اور مکاریوں سے واقف ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرشتے سب کچھ لکھ رہے ہیں۔ ۲: انسانی اعمال کون سے فرشتے لکھتے ہیں؟ ۲: کراماً کاتبین۔ (سورۃ الانفطار ۸۲، آیت: ۱۱)

عملی پہلو: ہمارے ہر قول اور عمل حتیٰ کہ نیتوں کا بھی حساب ہو گا۔ ہمیں اپنے اعمال اور اقوال میں محتاط رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سب لکھا جا رہا ہے اور روزِ قیامت اعمال نامہ کی صورت میں پیش کر دیا جائے گا اور حساب کتاب کیا جائے گا۔ ۳: نجویٰ کسے کہتے ہیں؟ ۳: خفیہ سرگوشی کو۔

آیت نمبر ۸۱: ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز کا انکار کرایا گیا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اولاد کے تصور کا۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اولاد نہ ہونے کی کیا دلیل دی گئی؟

۲: آپ فرما دیجیے کہ اگر بفرض محال اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلا عابد ہوں (مجھے اس کا علم ضرور ہوتا)

علمی بات: یہ بات عقل اور سمجھ سے باہر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کوئی اولاد ہو اور کائنات کے اختیار، حکمرانی میں اس کا کچھ بھی حصہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہو تو کائنات کے پورے نظام میں جو ہم آہنگی پائی جاتی ہے ایک سے زیادہ خداؤں کی صورت میں وہ برقرار نہ رہتی۔ جیسا کہ ارشاد ہے "اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو (زمین و آسمان) درہم برہم ہو جاتے۔ جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں پس اللہ جو مالک ہے عرش کا ان سے پاک ہے"۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۲۲)

آیت نمبر ۸۲: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: آسمانوں، زمینوں اور عرش کا رب۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کس سے پاک ہے؟ ۲: ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔

آیت نمبر ۸۳: ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین مکہ کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا تلقین فرمائی؟ ۱: انہیں چھوڑ دیں کہ وہ بے کار باتوں اور کھیل کود میں الجھے رہیں۔

۲: مشرکین مکہ کو ڈھیل کب تک کے لئے دی گئی؟ ۲: قیامت کے دن تک جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT PERMISSION IS PROHIBITED

آیت نمبر ۸۴: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کن صفات کا بیان ہے؟ ۱: آسمانوں اور زمین کا معبود اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ وہ حکیم ہے اور علیم ہے۔

عملی پہلو: اکثر انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو چھوڑ کر آسمان میں سورج، چاند، ستاروں اور زمین میں بتوں، پتھروں، دریاؤں، جانوروں کو معبود بناتے رہے جب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آسمان اور زمین کا اکیلا معبود ہے۔ ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۸۵: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کن صفات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: بہت بابرکت ذات ہے۔ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی بادشاہت اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ ۲: قیامت کا حتمی علم کس کے پاس ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ہے۔ ۳: مرنے کے بعد ہم سب کہاں لوٹائے جائیں گے؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف۔

عملی پہلو: قیامت کے دن ہمیں اکیلے اکیلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ (سورۃ مریم ۱۹، آیت: ۹۵) اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

آیت نمبر ۸۶: ۱: مشرکین مکہ کے جھوٹے معبودوں کی قیامت کے دن کی کیا حقیقت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ وہ (معبود) سفارش کا اختیار نہیں رکھتے جنہیں وہ اس (اللہ) کے سوا پکارتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ ۲: سفارش کا حق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کن لوگوں کو عطا فرمائے گا؟ ۲: جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے بھی تھے۔ یعنی وہ نیک بندے جنہوں نے دنیا میں یقین کے ساتھ حق کی شہادت دی یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین۔

آیت نمبر ۸۷: ۱: مشرکین مکہ خالق کسے مانتے تھے؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو۔

۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو خالق ماننے کے باوجود مشرکین کی کیا روش تھی؟ ۲: حق سے پھر جاتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو عبادت میں شریک کرتے تھے۔

آیت نمبر ۸۸: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کس کی قسم فرمائی؟ ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول "اے میرے رب" فرمانے کی قسم فرمائی۔

علمی بات: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول مبارک کی قسم فرمانا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عند اللہ اکرام اور وجاہت کا اظہار ہے۔

۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کی کس کوتاہی کا ذکر فرمایا؟ ۲: یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

آیت نمبر ۸۹: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کے بارے میں کیا حکم فرمایا؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے منہ پھیر لیجئے اور کہہ دیجئے (بس اب تو ہے) سلام

۲: اس آیت میں سلام سے کیا مراد ہے؟ ۲: کسی کی شرارتوں اور بری حرکتوں سے بچنے کے لئے علیحدگی اختیار کرنے کا یہ مہذب طریقہ ہے کہ اسے یہ کہہ کر جدائی اختیار کر لی جائے کہ بس اب ہے ہمارا سلام۔ ۳: مشرکین مکہ عنقریب کیا جان لیں گے؟ ۳: انہیں عنقریب اندازہ ہو جائے گا کہ وہ غلطی پر تھے، اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) اُمُّ الکتاب سے کیا مراد ہے؟

(الف) قرآنِ حکیم ✓ (ب) لوحِ محفوظ (ج) الزخرف

(۲) سواری پر سوار ہونے کی دعا سورۃ الزخرف کی کن آیات میں ہے؟

(الف) آیات ۸۸ تا ۸۹ (ب) آیات ۸۲ تا ۸۳ ✓ (ج) آیات ۱۳ تا ۱۴

(۳) مشرکین کا لڑکی کی پیدائش پر کیا ردِ عمل ہوتا تھا؟

✓ (الف) وہ غم سے بھر جاتے (ب) وہ خوش ہوتے (ج) وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کرتے

(۴) آیات ۲۲ تا ۲۵ میں مشرکین مکّہ کی شرک کے لئے کس دلیل کا ذکر ہے؟

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS ENTAILS CIVIL & CRIMINAL ACTION.

(الف) عقلی دلیل (ب) علمی دلیل ✓ (ج) ہمارے باپ دادا نے ایسا کیا

(۵) رکوع نمبر ۶ کے مطابق روزِ قیامت کون لوگ آپس میں دشمنی سے بچیں رہیں گے ؟

(الف) گہرے دوست (ب) رشتہ دار ✓ (ج) متقی لوگ

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱- ہر نبی کے ساتھ اُن کی قوم نے کیا سلوک کیا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

ہر نبی کے ساتھ اُن کی قوم نے بدسلوکی کی، اُن کی بات نہ مانی، اُن کا مذاق اُڑایا، انہیں جھٹلایا جس کے نتیجہ میں اللہ ﷻ نے پوری نافرمان قوم کو ہلاک کر دیا۔

۲- مشرکین مکّہ نے قرآنِ حکیم کے نزول پر کیا اعتراض کیا؟

انہوں نے کہا کہ ہماری دو بستیوں میں کسی امیر آدمی پر یہ قرآن حکیم کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

۳- اللہ ﷻ کے ذکر سے غفلت کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

آیت: ۳۶ میں ہے کہ "جو اللہ کے ذکر سے غفلت برتتا ہے تو اللہ اس پر ایک شیطان کو مسلط فرما دیتا ہے اور وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے"۔

۴- فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا اعتراض کیا؟

عزت والا نہیں، صاف گفتگو کرنے والا نہیں، ان پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اُترے یا فرشتے جمع ہو کر اُن کے ساتھ کیوں نہیں آئے۔

۵- جہنم والے جہنم پر مقرر فرشتہ سے کیا فریاد کریں گے؟

وہ کہیں گے اے مالک! تمہارا رب ہمیں موت دے دے۔

سوال ۳: ذیل میں دی گئی خالی جگہیں پُر کیجیے: (جواب کے لئے درسی کتاب مطالعۂ قرآنِ حکیم (حصّہ سوم)، سورۃ الزخرف کی آیات ۹ تا ۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔)

عملی سرگرمی:

۱۔ آیات: ۳۶ تا ۳۸ کے ضمن میں طلبہ سے پوچھیں کہ وہ کسی کو دوست بناتے وقت کن باتوں کا خیال رکھتے ہیں۔

طلبہ پر اچھے اور بُرے دوست کی حقیقت اور اہمیت واضح کرنے کے لئے مندرجہ ذیل حدیث شریف تحریر کروائیں پھر اس حدیث شریف کی منظر کشی طلبہ سے کروائیں۔

حدیث شریف: آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اچھے اور برے ساتھی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مشک لیئے ہوئے ہے اور بھٹی دھونکنے والا ہے، مشک والا یا تو تمہیں کچھ دیدے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا اس کی خوشبو تم سونگھ لوگے اور بھٹی والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس کی بدبو پہنچے گی۔" (صحیح بخاری)

نکات: بھٹی اور عطریات، پرفیوم وغیرہ کی دکان کا منظر اور مثال دینا۔

مندرجہ ذیل سورۃ الفرقان کی آیات: ۲۷ تا ۲۹ کا ترجمہ اور مندرجہ ذیل حدیث شریف بھی طلبہ سے تحریر کرا سکتے ہیں۔

"اور جس دن ظالم (افسوس سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا وہ کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ ہی راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے میری خرابی! کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اس نے تو مجھے نصیحت سے گم راہ کیا اس کے بعد کہ وہ میرے پاس آ پہنچی اور شیطان تو انسان کو (مصیبت کے وقت) اور انسان کے لئے شیطان بڑا ہی دغاباز ہے۔" (سورۃ الفرقان، آیات: ۲۷ تا ۲۹)

حدیث شریف: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس ہر ایک دیکھ لے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔" (سنن ابی داؤد)

۲۔ کون سی باتیں اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہیں؟ طلبہ سے گروپس کی صورت میں گفتگو کرا کر تحریر کرائیں۔

۳۔ بُرے دوست کے کیا نقصانات ہوتے ہیں طلبہ سے پوچھیں اور عملی تجربات اور مثالیں بیان کریں۔

سُوۡرَۃُالدُّخَان

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۲۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۵ تا ۵۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ "لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ" سے کیا مراد ہے؟

۲۔ شبِ قدر میں کیا ہوتا ہے؟

۳۔ اللہ ﷻ کے احکامات کو رحمت کیوں کہا گیا ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ اور مخلوق کی صفات میں کیا فرق ہے؟

۵۔ اللہ ﷻ کے بارے میں مشرکین مکہ کے کیا شکوک و شبہات تھے؟

۶۔ "دُخَان" سے کیا مراد ہے؟

۷۔ مشرکین کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا؟

۸۔ اللہ ﷻ کی پکڑ سے کیا مراد ہے؟

۹۔ قومِ فرعون کا ذکر کرکے کیا بات سمجھائی گئی ہے؟

۱۰۔ زندگی کے بارے میں صحیح عقیدہ کیا ہے؟

۱۱۔ قومِ تُبّع سے کون مراد ہے؟

۱۲۔ سابقہ قوموں کا ذکر کرکے کیا بات سمجھائی گئی ہے؟

۱۳۔ مولیٰ کا کیا مطلب ہے؟

۱۴۔ زقّوم کے درخت سے کیا مراد ہے؟

۱۵۔ اہل جنت کا اطمینان سے میوے طلب کرنے کا کیا مطلب ہے؟

۱۶۔ قرآنِ حکیم کو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آسان کرنے کا کیا مطلب ہے؟

۱۷۔ قرآنِ حکیم کے حوالہ سے امّتِ مسلمہ کی کیا ذمہ داری ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الزخرف" میں اللہ ﷻ کے خالق و مالک ہونے کے ساتھ حاکم ہونے کا ذکر تھا کہ زمین پر اللہ ﷻ ہی کے احکامات کا نفاذ ہونا چاہیئے جب کہ سورۃ الدخان میں خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون کی سرکشی اور اُس کی ہلاکت کا بیان ہے۔ سورۃ الزخرف میں متقین کی بہترین جزا اور مشرکین کے برے انجام کا ذکر تھا۔ سورۃ الدخان میں اہل جہنم کے مختلف عذابوں اور اہل جنت کے لئے مختلف انعامات کا بیان ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT ENDORSEMENT IS A CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر۱: ۱: یہ کیسے حروف ہیں؟ ۱: یہ حروف مقطعات ہیں قطع کے لغوی معنی کاٹنا یا علیحدہ کرنا ہیں۔ یعنی وہ با معنیٰ حروف جن کو علیحدہ علیحدہ پڑھا جاتا ہے۔ حروف مقطعات کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک راز ہے۔ ۲: کسی ایک سورت میں حروف مقطعات کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم تعداد کتنی ہے؟ ۲: زیادہ سے زیادہ پانچ۔ مثلاً کھیعص۔ (سورۃ مریم) کم سے کم ایک۔ مثلاً صٓ (سورۃ صٓ)، قٓ (سورۃ قٓ)، نٓ (سورۃ القلم)

آیت نمبر۲: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ ۱: واضح کتاب کی۔ ۲: کتابِ مبین سے کیا مراد ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم جس کے احکامات بالکل واضح ہیں۔

آیت نمبر۳: ۱: لیلۃ مبارکۃ سے کیا مراد ہے؟ ۱: شب قدر۔ جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ (سورۃ القدر ۹۷، آیت: ۳)

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو کس چیز سے ڈرایا؟ ۲: اعمال کے نتائج سے۔ نیکی کا بہت اچھا اور بدی کا بُرا انجام ہو گا۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو کن ذرائع سے خبر دار کیا؟ ۳: نیکی اور بدی کے شعور کے ذریعہ، انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کے ذریعہ اور الہامی کتابوں کے ذریعہ۔

آیت نمبر۴: ۱: شبِ قدر میں کیا ہوتا ہے؟ ۱: ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ افراد، قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کے فیصلے کر کے اپنے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے اور پھر وہ انہی فیصلوں کے مطابق عمل کرتے رہتے ہیں۔

۲: شبِ قدر کس مہینے کی رات ہے؟ ۲: رمضان المبارک۔ ۳: شبِ قدر رمضان کے کس عشرہ کی رات ہے؟ ۳: آخری عشرہ کی۔

۴: رمضان کے آخری عشرہ میں کون سی رات ہے؟ ۴: آخری عشرہ کی طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹) میں سے کوئی ایک رات۔

آیت نمبر۵: ۱: شبِ قدر میں احکامات کس کے حکم سے جاری ہوتے ہیں؟ ۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ

عملی پہلو: شب قدر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا اور اس رات کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے (سورۃ القدر ۹۷، آیات: ۱ تا ۳) ہمیں ان طاق راتوں میں عبادت کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتابوں کے ساتھ اور کس کو ہدایت کے لئے بھیجا؟

۲: رسولوں کو۔ تاکہ وہ لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کو واضح کریں۔

آیت نمبر۶: ۱: احکامات کو رحمت کیوں کہا گیا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان کا خالق اور مالک ہے۔ اس نے انسان کے لئے احکامات عطا فرمائے جن پر چل کر دنیا اور آخرت میں کامیابی مل سکتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمت اور فضل ہی سے ممکن ہے اس لئے ان احکامات کو رحمت کہا گیا ہے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شریعت کے احکامات کے ساتھ رسولوں کے بھیجنے کو رحمت کیوں فرمایا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتب کے ساتھ (رسولوں کا بھیجنا) اپنی رحمت ہی کا ایک حصہ اس لئے قرار دیا تاکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو کھول کر بیان کریں اور احکام لوگوں تک پہنچائیں۔ اس طرح مادی ضرورتوں کی فراہمی کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت سے لوگوں کے روحانی تقاضوں کی تکمیل کا بھی سامان مہیا فرما دیا۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن دو صفات کا ذکر ہے؟ ۳: "سمیع" یعنی سب کچھ سننے والا اور "علیم" یعنی سب کچھ جاننے والا۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام لوگوں کے حالات سے باخبر ہے اور ان کی پکار سنتا ہے۔ اسی لئے عین ضرورت کے وقت خاتم الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنِ حکیم دے کر عالم کے لئے رحمت کبریٰ بنا کر بھیج دیا۔

۴: کیا انسان بھی سب کچھ سنتا اور جانتا ہے؟ ۴: نہیں۔ بلکہ انسان سننے اور جاننے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا محتاج ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی انسان کو جس قدر قوت سماعت اور علم عطا فرماتا ہے اسی کے مطابق وہ سنتا اور جانتا ہے۔

عملی بات: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں یہ فرق ہے: i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں جبکہ مخلوق کی صفات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہنے والی ہیں جبکہ مخلوق کی صفات "حادث" یعنی ختم ہونے والی ہیں۔ iii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں جبکہ مخلوق کی صفات محدود ہیں۔

آیت نمبر ۷: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کن کن چیزوں کا رب ہے؟ ۱: آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان جتنی بھی چیزیں اور جو کچھ بھی ہے سب کا رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے۔
۲: رب کے کیا معنی ہیں؟ ۲: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ یعنی حقیقی رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے جو تمام مخلوقات کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچاتا ہے۔ ۳: یقین رکھنے والے کون ہوتے ہیں؟ ۳: جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنا رب مانتے ہیں۔ اپنی ضرورتوں کے لئے اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُسی پر توکل کرتے ہیں۔ البتہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہی مسبب الاسباب سمجھتے ہوئے اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

آیت نمبر ۸: ۱: معبود کسے کہتے ہیں؟ ۱: جس کی عبادت کی جائے۔ شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔
۲: عبادت کے لائق ہستی کون ہے؟ ۲: صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ ۳: زندگی اور موت دینے کا اختیار کس کو ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو۔
۴: مشرکین مکہ کے آباؤاجداد کا ذکر کر کے کیا بات سمجھائی جا رہی ہے؟ ۴: کہ تمہارے جن آباؤاجداد نے اللہ وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنائے، ان کا رب بھی حقیقت میں وہی ہے۔ جو زندگی دے سکتا اور مار سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے حقیقی رب کے سوا دوسروں کی بندگی کر کے کوئی ایسا صحیح کام نہ کیا تھا کہ ان کی پیروی کرو۔

آیت نمبر ۹: ۱: مشرکین کو کیا شکوک و شبہات تھے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کے بارے میں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیسے تمام انسانوں کو جمع کرے گا؟ کیسے ایک ایک عمل نوٹ کیا جا رہا ہے؟ کیا واقعی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتابیں نازل کیں؟ کیا واقعی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا؟ ۲: نافرمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟ ۲: اس کو کھیل بناتے ہیں یعنی ان پر دھیان نہیں دیتے، مذاق اڑاتے ہیں اور عمل نہیں کرتے۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کو مذاق بنانے والوں کا انجام قرآنِ حکیم میں کیا بیان ہوا ہے؟ ۳: جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا، تو جس طرح یہ لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے تھے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے اسی طرح آج ہم بھی انہیں نظر انداز کر دیں گے۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۵۱)

آیت نمبر ۱۰: ۱: اس آیت میں کس دن کا ذکر ہے؟ ۱: عذاب کے دن کا۔ دنیا میں آزمائش اور عذاب دیئے جانے کا تذکرہ ہے۔
۲: "دُخَان" سے کیا مراد ہے؟ ۲: دھواں جو اہل مکہ پر بطورِ عذاب طاری کیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قحط سالی کی وجہ سے اہل مکہ شدید بھوک اور مشکلات سے دوچار تھے اور انہیں زمین و آسمان کے درمیان دھواں سا نظر آتا تھا۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: دھواں لوگوں پر کیا کرے گا؟ ۱: لوگوں پر چھا جائے گا۔ ۲: دھویں کا سبب کیا تھا؟ ۲: یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نافرمانوں کے لئے عذاب کی ایک شکل تھی۔
علمی بات: صحیح بخاری کی روایت کے مطابق مکہ والوں کے کفر و شرک اور مسلسل ہٹ دھرمی پر نبی کریم ﷺ نے دعاء ضرر فرمائی جس کے سبب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل مکہ پر قحط نازل فرمایا۔ بھوک کی وجہ سے وہ جب آسمان کی طرف دیکھتے تو انہیں دھواں نظر آتا۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: قوم نے عذاب آنے پر کیا کیا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی۔
عملی پہلو: ہمیں مصیبت کے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کیوں کہ وہ ہی مصائب کا دور فرمانے والا ہے۔
فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر تمہیں جوتے کا تسمہ بھی مانگنا ہو تو وہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگو" (ترمذی) کیونکہ حقیقتاً اور مستقلاً دینے والا اور مشکلات حل کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے باقی جن کے واسطے سے یہ مشکلات حل ہوتی ہیں اور معاملات طے پاتے ہیں وہ سب اسباب واسطے اور ذریعے ہیں۔
۲: قوم نے کیا دعا کی؟ ۲: اے ہمارے رب! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے بے شک ہم ایمان لے آئیں گے۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعا کا کیا جواب دیا؟ ۱: ان کو نصیحت کہاں فائدہ دے گی جب کہ ان کے پاس واضح ڈرانے والے رسول ﷺ آ چکے۔
۲: مشرکین کو نصیحت کیوں فائدہ نہیں دے گی؟ ۲: کیونکہ وہ واضح طور پر رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے تھے اور ان کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: مشرکین کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا؟ ۱: i۔ آپ ﷺ سے منہ موڑتے تھے۔ ii۔ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ (معاذ اللہ)

۲: مشرکین آپ ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ ۲: i۔ جو آپ (ﷺ) بیان کر رہے ہیں وہ کسی سے سیکھ کر ہمیں بتاتے ہیں۔

ii۔ آپ (ﷺ) دیوانے ہیں۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۱۵: ۱: عذاب کو کون ٹال سکتا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ۲: عذاب دور ہونے پر مشرکین کی روش کیا تھی؟ ۲: عذاب دور ہونے پر دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جاتے۔

علمی بات: ناشکرے انسان کی بھی یہی روش ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔ "اور جب ہم انسان پر (اپنا فضل و) کرم کرتے ہیں تو وہ (ہماری طرف سے) منہ پھیر لیتا ہے اور (ہم سے) کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے"۔ (سورۃ حٰم سجدہ ۴۱، آیت :۵۱) "اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے بالکل بھول جاتا ہے"۔ (سورۃ الزمر ۳۹، آیت :۸)

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری تو نہیں کر رہے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ سے کیا مراد ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رسول اللہ ﷺ سے روگردانی اور آپ کی تعلیمات کو رد کرنے والے منکرین حق کو شدید عذاب سے دوچار کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا میں بھی ان کی پکڑ فرماتا ہے۔ جیسے بدر میں مشرکین کو سزا دی گئی۔ اور سب سے بڑی پکڑ اور سزا تو آخرت میں ہوگی۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ کے منکروں اور نافرمانوں سے کیا سلوک فرمائے گا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُن سے انتقام لے گا۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: اس آیت میں کس قوم کا ذکر ہے؟ ۱: قوم فرعون کا۔ ۲: قوم فرعون کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس کو رسول بنا کر بھیجا؟ ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔

۳: قوم فرعون کا ذکر کر کے کیا بات سمجھائی گئی ہے؟ ۳: قومِ فرعون پر جب کوئی عذاب آتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کرتے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرو کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹا دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ پھر جب عذاب دور کر دیا جاتا تو وہ اپنے وعدہ سے پھر جاتے۔ انہوں نے بار بار عہد شکنی کی۔ (سورۃ الاعراف: آیات ۱۳۴، ۱۳۵)

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیئے ہوئے وعدوں کی عہد شکنی تو نہیں کر رہے جس کی وجہ سے ہم پر بھی آئے روز مصائب و مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور ہم مختلف عذابوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندوں سے کون مراد ہیں؟ ۱: بنی اسرائیل۔

۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کیا تقاضا کیا؟ ۲: بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دو یعنی ان کو آزاد کر دو۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔

۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اپنا تعارف کیا کرایا؟ ۳: میں امانت دار رسول ہوں۔

عملی پہلو: امانت داری انبیاء و رسل علیہم السلام کی اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت ہے۔ ہمیں بھی تمام معاملات میں اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ شاید ہی دیا ہوگا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس آدمی میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں"۔ (مسند احمد)

آیت نمبر ۱۹: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کیا نصیحت کی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خلاف سرکشی نہ کرو۔

۲: "سلطانٍ مبین" سے کیا مراد ہے؟ ۲: تورات یا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟ ۱: رجم (یعنی پتھر مار مار کر ہلاک) کرنے کی۔

۲: فرعون کی دھمکی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس کی پناہ لی؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت اچھا کارساز اور بہت اچھا مددگار ہے جیسا کہ سورۃ الانفال ۸، آیت: ۴۰ میں بھی آیا ہے۔ اس لئے ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کو حقیقتاً اور مستقلاً مددگار سمجھتے ہوئے مشکل وقت میں ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیئے۔ انبیاء علیہم السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رب کی بارگاہ میں دعاؤں کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم فرعون سے کیا فرمایا؟ ۱: اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟ ۱: بے شک قومِ فرعون مجرم لوگ ہیں۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم دیا؟ ۱: بنی اسرائیل کو راتوں رات لے کر بستی سے نکل جاؤ۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس بات سے آگاہ فرمایا؟ ۲: تمہارا پیچھا کیا جائے گا قوم فرعون کی طرف سے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم فرمایا؟ ۱: سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا۔ ۲: سمندر کے ٹھہرا ہوا چھوڑ دینے سے کیا مراد ہے؟

۲: عصا مارنے سے سمندر دو پہاڑوں کی مانند ہو جائے گا اور درمیان سے خشک راستہ نکل آئے گا جس سے آپ اپنی قوم کے ساتھ نکل کر سمندر کے پار چلے جائیں اور سمندر کو اسی حالت میں چھوڑ دیں تاکہ فرعون اور اس کی قوم بھی خشک راستہ میں آئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے سمندر کو ملا دیا جائے اور فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہو۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا خوشخبری دی؟ ۳: فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گا۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: قوم فرعون کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کن چیزوں سے محروم کر دیا؟ ۱: باغات اور چشموں سے۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: قوم فرعون کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کن چیزوں سے محروم کر دیا؟ ۱: کھیت اور عمدہ مقامات سے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: قومِ فرعون کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کن چیزوں سے محروم کر دیا؟ ۱: دوسری نعمتوں سے جن میں وہ مزے کر رہے تھے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم فرعون کے بعد کن کو ان نعمتوں کا وارث بنا دیا؟ ۱: بنی اسرائیل کو۔

علمی بات: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب اختیار رکھتا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کا اختیار وہی رکھتا ہے۔ غالب کو مغلوب اور کمزور کو طاقت ور بنا دیتا ہے۔

۲: اللہ کا ایمان والوں سے کیا وعدہ ہے؟ ۲: جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو عطا فرمائی تھی اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم فرمائے گا اور خوف کے بعد ان کو امن عطا فرمائے گا۔ (سورۃ النور ۲۴، آیت: ۵۵)

آیت نمبر ۲۹: ۱: آسمان اور زمین کے نہ رونے سے کیا مراد ہے؟ ۱: مراد یہ ہے کہ قوم فرعون نے نہ کوئی زمین پر نیک عمل کیا کہ زمین والے اُن کے غم میں روتے اور نہ آسمان تک اُن کا کوئی نیک عمل پہنچا کہ آسمان اُن کے لئے روتا۔

۲: قومِ فرعون کو کس چیز کی مہلت نہ دی گئی؟ ۲: زمین پر مزید رہنے کی۔ بلکہ عذاب کے ذریعے سب کو غرق کر دیا گیا۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس کو ذلت والے عذاب سے بچا لیا؟ ۱: بنی اسرائیل کو۔ کیوں کہ فرعون کا وجود ایک مصیبت تھا۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کس سے نجات دی؟ ۱: فرعون کے عذاب سے۔ ۲: فرعون بنی اسرائیل کو کیا عذاب دیتا تھا؟

۲: بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کر دیتا اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ ۳: فرعون میں کیا خرابیاں تھیں؟ ۳: سرکش تھا اور حد سے گزرنے والوں میں سے تھا۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ساری دنیا پر کن کو چن لیا؟ ۱: بنی اسرائیل کو اس وقت کی اقوام میں چن لیا تھا۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کس لئے چُنا؟ ۲: انہیں لوگوں کی ہدایت کے لئے چُنا تاکہ انبیاء اور رسل کرام علیہم السلام کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کس بنیاد پر چُنا؟ ۳: اپنے علم کی بنیاد پر۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ (صحابی رضی اللہ عنہ) پر"۔ (جامع ترمذی)

عملی پہلو: ہمیں دینی علم کے حصول کے لئے اپنی کوششیں صرف کرنی چاہئیں اور ایسا علم حاصل کرنا چاہیئے جو دوسروں کے لئے نافع ہو۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کیا نشانیاں عطا فرمائیں؟ ۱: فرعونیوں کو غرق کر کے نجات دینا، دریا کو پھاڑ کر خشک راستہ بنانا، بادلوں کا سایہ، من وسلویٰ کا نزول، ۱۲ چشموں کا پھوٹ نکلنا۔ ۲: ان نشانیوں میں بنی اسرائیل کے لئے کس طرح کی آزمائش تھی؟ ۲: آزمائش یہ تھی کہ وہ ان نعمتوں

پر اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

علمی بات: "روز قیامت ہم سے دنیا کی ہر نعمت کے بارے میں سوال ہو گا"۔ (سورۃ التکاثر ۱۰۲، آیت:۸)

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیئے اور ان کو اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا چاہیئے اور خیال رہنا چاہیئے کہ شیطان کی پیروی کر کے ہم ان نعمتوں کا غلط استعمال تو نہیں کر رہے۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: یہاں کون لوگ مراد ہیں؟ ۱: مشرکین مکہ۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: زندگی کے بارے میں مشرکین مکہ کا عقیدہ کیا تھا؟ ۱: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔

۲: زندگی کے بارے میں صحیح عقیدہ کیا ہے؟ ۲: عالم دنیا میں موت کے بعد عالم برزخ میں تھوڑا عرصہ رہنا ہو گا پھر قیامت آنے پر عالم آخرت میں منتقل ہو جائیں گے جہاں لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے حساب سے جنت و جہنم میں ہمیشہ کا ٹھکانہ ہو گا۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: موت کے بعد دوبارہ زندہ کیئے جانے کو مشرکین مکہ کس طرح جھٹلاتے تھے؟ ۱: مشرکین مکہ کہتے تھے کہ موت کے بعد زندگی ہے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: قوم تُبع سے کون مراد ہے؟ ۱: "تُبع" لقب تھا یمن کے بادشاہ کا جیسے مصر کے باشاہ فرعون اور روم کے بادشاہ قیصر کہلاتے تھے۔ "تُبع" بہت گزرے ہیں ان کی حکومت سبا اور حضرموت کے علاقوں پر تھی۔ ۲: قوم تُبع سے پہلے کون لوگ گزرے ہیں؟ ۲: عاد و ثمود

۳: اللہ ﷻ نے ان قوموں کو کیوں ہلاک کیا؟ ۳: کیوں کہ وہ مجرم لوگ تھے۔ ۴: یہاں ان قوموں کا ذکر کر کے کیا بات سمجھائی جا رہی ہے؟

۴: کفار مکہ سے یہ پوچھا جا رہا ہے کہ ان قوموں نے جب آخرت کا انکار کیا اور سرکشی کی راہ اختیار کی تو ان کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ تم سے ہر لحاظ سے بہتر اور طاقت ور تھے جب وہ اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ نہیں سکے تو پھر تم کیسے بچ جانے کا دعویٰ کرتے ہو؟ اور کیا اللہ ﷻ تم کو ہلاک نہیں کر سکتا؟

عملی پہلو: جب کوئی قوم سرکش، نافرمان ہو جاتی ہے اور اللہ ﷻ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتی تو پھر وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے۔ ہمیں سابقہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: اللہ ﷻ نے آسمانوں اور زمینوں کو کس مقصد سے بنایا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے آسمانوں اور زمینوں کو بے مقصد نہیں بنایا بلکہ بامقصد پیدا فرمایا تاکہ وہ انسانوں کے لئے اللہ ﷻ کی پہچان کا ذریعہ بنے۔ ۲: آسمان اور زمین کے درمیان کیا ہے؟ ۲: کائنات کی وسعتوں کے بیان کے لئے آسمان اور زمین کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ درمیان سے مراد کل کائنات ہے۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: اکثر لوگ آسمان اور زمین کی پیدائش کے حوالے سے کیا نہیں جانتے؟ ۱: اکثر لوگ نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کو اللہ ﷻ نے بامقصد پیدا فرمایا۔ کائنات کی تخلیق کی طرح انسان کی تخلیق بھی بامقصد ہے۔

۲: حق کے ساتھ پیدا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ۲: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اس کو ایک عظیم الشان مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے، پس اس کا لازمی تقاضا ہے کہ ایک ایسا یوم حساب قائم ہو جس میں اللہ ﷻ کے فرمانبردار اور نیکوکاروں کو انعام ملے، اور بدکاروں کو سزا سو وہی ہے قیامت کا دن۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: فیصلے کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۱: قیامت کا دن۔ ۲: قیامت کے دن کے کیا حالات بیان کیے گئے ہیں؟ ۲: تمام لوگوں کی اللہ ﷻ سے ملاقات کا دن ہو گا۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: مولیٰ کا کیا مطلب ہے؟ ۱: اصل میں لفظ "مولیٰ" عربی زبان میں ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو کسی تعلق کی بنا پر دوسرے شخص کی حمایت کرے، قطع نظر اس سے کہ وہ رشتہ داری کا تعلق ہو یا دوستی کا یا کسی اور قسم کا۔

۲: قیامت کے دن کے کیا حالات بیان کیئے گئے ہیں؟ ۲: جس دن محض کوئی دنیاوی دوست کسی دوست کے کام نہیں آئے گا اور نا ہی اللہ، رسول کے منکر مجرموں کو کوئی مدد پہنچے گی۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: قیامت کے دن کس کو اللہ ﷻ کی مدد حاصل ہو گی؟ ۱: جن پر اللہ ﷻ نے رحم فرمایا۔ ۲: اللہ ﷻ کی کن صفات کا ذکر کیا گیا؟ ۲: عزیز و رحیم۔

۳: اللہ ﷻ کی صفت عزیز اور رحیم کی کیا حکمت ہے؟ ۳: عزیز یعنی اللہ ﷻ قیامت کے دن کسی کے حق میں جو فیصلہ کر دے گا وہ نافذ ہو کر رہے گا کیونکہ وہی سب پر غالب ہے۔ رحیم یعنی وہ فیصلہ کرتے وقت رحم تو فرمائے گا۔ مگر کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں فرمائے گا کیونکہ اللہ ﷻ عادل بھی ہے۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: کس درخت کا ذکر ہے؟ ۱: زقّوم کے درخت کا۔ ۲: زقّوم کے درخت سے کیا مراد ہے؟ ۲: زقوم کا درخت عرب میں اپنی تلخی کے لئے مشہور تھا اردو میں تھوہر کہتے ہیں۔ جو جہنم کی تہہ سے نکلے گا۔ ذائقہ میں نہایت زہریلا اور حلق میں پھنسنے والا ہو گا۔ جہنم کے بدترین عذابوں میں سے ایک عذاب ہو گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر (جہنمی) زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں پڑ جائے تو روئے زمین کے تمام لوگوں کی خوراکیں خراب ہو جائیں ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کے پاس اس کے سوا کوئی کھانا نہ ہو گا"۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

آیت نمبر ۴۴: ۱: زقوم کا پھل کیسے لوگوں کے لئے ہو گا؟ ۱: گناہگاروں کے لئے۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: زقوم کا پھل کھا کر لوگوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: پگھلے ہوئے تانبے کی طرح وہ پیٹوں میں کھولے گا۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: زقوم کا پھل پیٹوں میں کیسے کھولے گا؟ ۱: جیسا کھولتا ہوا پانی۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: کفر و شرک اور گمراہی کے گناہ میں مبتلا لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے گا؟ ۱: نہیں پکڑ کر گھسیٹ کر جہنم کے درمیان لے جایا جائے گا۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: کفر و شرک اور گمراہی کے گناہ میں مبتلا لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے گا؟ ۱: ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

عملی پہلو: ہمیں جہنم سے بچنے کی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ "اے اللہ مجھے آگ سے بچا"۔ (ابوداؤد)

آیت نمبر ۴۹: ۱: گناہ گاروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے گا؟ ۱: ان سے کہا جائے گا کہ لو اپنے گناہوں کا مزہ چکھو۔

۲: کافروں کے لئے یہ کیوں فرمایا گیا کہ تم تو معزز و مکرم ہو؟ ۲: بطور طنز اور ان کی ذلت میں اضافہ کے لئے۔

علمی بات: کفار و مشرکین دنیا میں بڑے معزز اور مکرم بن کر انتہائی غرور اور گھمنڈ کے ساتھ پھرا کرتے تھے۔ قیامت میں ذلت و رسوائی کا شکار ہوں گے۔

آیت نمبر ۵۰: ۱: کفر و شرک اور گمراہی کے گناہ میں مبتلا لوگ کس بات میں شک کیا کرتے تھے؟ ۱: آخرت کے انجام اور اپنے گناہوں کی سزا کے بارے میں شک کیا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۵۱: ۱: پرہیز گار لوگوں کا کیا حسنِ انجام بیان کیا گیا ہے؟ ۱: امن والی جگہ میں ہوں گے۔

۲: امن والی جگہ سے کیا مراد ہے؟ ۲: امن کی جگہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں کوئی پریشانی، کوئی خطرہ اور اندیشہ، کوئی مشقت اور تکلیف لاحق نہ ہو۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، ہمیشہ خوشحال رہو گے کبھی خستہ حال نہ ہو گے، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے" (مسند احمد)

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ سے جنت میں داخلے کا سوال کرتے رہنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: پرہیز گار لوگوں کے انجام کے حوالہ سے مزید کیا بیان کیا گیا ہے؟ ۱: باغات اور چشموں میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۵۳: ۱: پرہیز گار لوگوں کے لئے جنت کی کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: ریشم کا لباس پہنے ہوں گے اور آمنے سامنے بیٹھے بے تکلف دوستوں کی طرح ہوں گے۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: پرہیز گار لوگوں کے لئے جنت کی مزید کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: پرہیز گاروں کو اللہ ﷻ حوریں عطا فرمائے گا۔

۲: حوروں سے کیا مراد ہے؟ ۲: حور سیاہ آنکھ والی سفید فام عورت کو کہتے ہیں۔ حور کا معنی رکی ہوئی بھی ہے یعنی ان کی آنکھیں اور خواہشات اپنے شوہروں پر رکی ہوں گی۔ جنت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہو گی کہ اللہ ﷻ پرہیز گاروں کو خوبصورت، خوب سیرت اور خوش مزاج ہم عمر جنتی بیویاں عطا فرمائے گا۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: جنت میں پرہیز گاروں کی کن مزید کیفیات کا بیان کیا گیا ہے؟ ۱: بڑے اطمینان کے ساتھ ہر قسم کے میوے یعنی پھل وغیرہ اور دیگر میوہ جات

منگوائیں گے۔ ۲:اطمینان سے میوے طلب کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ۲:"اطمینان سے" طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز جنتی چاہیں گے بے فکری کے ساتھ جنت کے خادموں کو اس کے لانے کا حکم دیں گے اور وہ حاضر کر دی جائے گی۔ دنیا میں کوئی شخص ہوٹل تو در کنار، خود اپنے گھر میں اپنی چیز بھی اس اطمینان سے طلب نہیں کر سکتا جس طرح وہ جنت میں طلب کرے گا۔ جنت میں نعمتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہونگی اور بندے کو ان کے استعمال کی کھلی اجازت ہوگی۔ کسی قسم کا اندیشہ نہ ہوگا، نہ میوے کے کم ہونے کا، نہ ختم ہو جانے کا، نہ بیماری یا نقصان پہنچنے کا۔

آیت نمبر۵۶: ۱:پرہیز گاروں کے لئے جنت کی مزید کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱:موت کا مزہ جنت میں نہیں چکھیں گے۔

۲:پہلی موت سے کیا مراد ہے؟ ۲:دنیا میں آنے والی موت۔ یعنی دنیا میں انہیں جو موت آئی تھی، اس موت کے بعد انہیں موت کا مزہ نہیں چکھنا پڑے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر دوزخ اور جنت کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا اے جنتیو! تمہارے لئے جنت کی زندگی دائمی ہے، اب تمہارے لئے موت نہیں اور اے جہنمیو! تمہارے لئے جہنم کا عذاب دائمی ہے موت نہیں"۔ (صحیح بخاری)

۳:اللہ سبحانہ وتعالیٰ پرہیز گاروں پر کیا احسان فرمائے گا؟ ۳:دوزخ کی آگ کے عذاب سے بچائے گا۔

۴:جنت کی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد جہنم سے بچائے جانے کا ذکر الگ فرمانے میں کی حکمت ہے؟ ۴:جنت کی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد جہنم سے بچائے جانے کا ذکر خاص طور پر الگ فرمایا گیا ہے، حالانکہ کسی شخص کا جنت میں پہنچ جانا ہی اس بات کو لازم کرتا ہے کہ وہ جہنم میں جانے سے بچ گیا۔ لیکن الگ سے ذکر فرمانے کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ فرماں برداری کے انعام کی قدر انسان کو پوری طرح اسی وقت محسوس ہو سکتی ہے جبکہ اس کے سامنے یہ بات بھی ہو کہ نافرمانی کرنے والے کہاں پہنچے ہیں، اور وہ کس بُرے انجام سے بچ گیا ہے۔

آیت نمبر۵۷: ۱:جہنم سے بچ جانا کیسا ہے؟ ۱:یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "کوئی شخص بھی جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہو سکے گا جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اسے ڈھانپ نہ لے"۔

(صحیح بخاری، مسند احمد)

عملی پہلو: اس لئے ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرنا چاہیئے۔ ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ باریک بینی کے ساتھ حساب لینے لگے تو کس کے لئے جنت میں داخلہ ممکن ہوگا؟ ۲:شاندار کامیابی کیا ہے؟ ۲:آخرت کی کامیابی یعنی جنت اور اس کی نعمتوں کا مل جانا اور جہنم سے نجات پانا۔

آیت نمبر۵۸: ۱:اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آسان فرما دیا؟ ۱:قرآنِ حکیم کو۔

۲:آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آسان کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲:جب آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی تلاوت فرماتے تو اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک یعنی عربی زبان میں قرآنِ حکیم کو سمجھنا آسان ہے۔ اہل عرب کی زبان میں نازل ہونے کی وجہ سے اُن لوگوں کے لئے بھی سمجھنا آسان کر دیا گیا۔

عملی پہلو: امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ تمام انسانوں تک قرآن حکیم کا پیغام پہنچائے۔ اس کے لئے عربی زبان سیکھنا اہم ترین ہے۔ نیز ترجمہ اور تفسیرِ قرآن تمام زبانوں میں دستیاب ہے جس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ ان علوم کو سیکھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔

۳:اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم کو آسان کیوں کر دیا؟ ۳:تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ (سورۃ القمر: آیت:۱۷)

آیت نمبر۵۹: ۱:آپ ﷺ کو کس چیز کا انتظار کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ ۱:اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد اور کافروں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب آنے کا انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔

۲:کافر کس بات کا انتظار کر رہے تھے؟ ۲:آپ ﷺ پر کسی مشکل کے آنے یا آپ ﷺ کے وصال کا انتظار کر رہے تھے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) دُخان کے معنی کیا ہیں؟

(الف) بخارات ✓ (ب) دھواں (ج) پانی

(۲) رکوع نمبر ۱ کے مطابق اس سورت میں مشرکین نے نبی کریم ﷺ پر کیا بہتان لگایا؟

(الف) جھوٹے اور کاہن ہیں (ب) خائن اور دھوکا دینے والے ہیں ✓ (ج) سکھائے ہوئے مجنون ہیں

(۳) رکوع نمبر ۱ کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جائیں؟

✓ (الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام (ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ج) نبی کریم ﷺ

(۴) رکوع نمبر ۱ کے مطابق کس قوم پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین؟

(الف) قریش ✓ (ب) آلِ فرعون (ج) بنی اسرائیل

(۵) رکوع نمبر ۳ کے مطابق اس سورت میں کس درخت کا ذکر ہے جو جہنمیوں کے لئے ہو گا؟

(الف) زیتون کا درخت (ب) کھجور کا درخت ✓ (ج) زقّوم کا درخت

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱- لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ میں کیا کام سرانجام پاتے ہیں؟	حکمت پر مبنی تمام کاموں کا فیصلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے کر دیا جاتا ہے۔
۲- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آلِ فرعون کو کیا دعوت دی؟	بنی اسرائیل کو آزاد کرو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سرکشی سے باز آجاؤ۔ (آیت: ۱۸)
۳- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آلِ فرعون کو کن چیزوں سے محروم کر دیا؟	باغات، چشمے، کھیت، عمدہ مقامات اور سازوسامان۔ (آیات: ۲۵ تا ۲۷)
۴- اہل جہنم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کن عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے؟	زقوم کا درخت، پگھلا ہوا تانبا، کھولتا ہوا پانی۔ (آیات: ۴۳ تا ۵۰)
۵- اہل جنت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟	باغات، چشمے، ریشم، حوریں، میوے، ہمیشہ کی زندگی اور جہنم سے نجات۔ (آیات: ۵۱ تا ۵۷)

عملی سرگرمی:

۱۔ آیت: ۳ کے ضمن میں طلبہ سے کہیں کہ شبِ قدر کی فضیلت کے حصول کے لئے کون سے کام کرنے چاہیئں، فہرست بنائیں۔

۲۔ آیت: ۴۲ کے ضمن میں طلبہ سے ایک درخت کی تصویر بنوائیں اور اس کی شاخوں یا پتوں وغیرہ پر زقوم کے درخت کی خصوصیات تحریر کروائیں۔

نکات: مثلاً i۔ اردو میں تھوہر کہا جاتا ہے۔ ii۔ عرب میں تلخی اور کڑواہٹ کے لئے مشہور۔ iii۔ جہنم کی تہہ سے نکلے گا۔ iv۔ ذائقہ میں نہایت زہریلا اور حلق میں پھنسنے والا۔ v۔ جہنم کے بدترین عذابوں میں سے ایک عذاب۔

۳۔ درخت کی تصویر کے اوپر مندرجہ ذیل حدیث تحریر کروائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں پڑ جائے تو روئے زمین کے تمام لوگوں کی خوراکیں خراب ہو جائیں ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کے پاس اس کے سوا کوئی کھانا نہ ہو گا"۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۴۔ آیت: ۵۸ کے ضمن میں طلبہ کو بتائیں کہ قرآنِ حکیم کو نصیحت کے لئے آسان کیا گیا ہے۔ ہم قرآنِ حکیم کو سمجھنے اور سیکھنے کی کیسے کوشش کریں؟

سُوۡرَۃُ الۡجَاثِیَۃ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۱۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱۸ تا ۳۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ رزق سے کیا مراد ہے؟

۲۔ جھوٹ کے بارے میں کیا وعید بیان ہوئی ہے؟

۳۔ تکبر کرنے والے کا کردار کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

۴۔ ہم اللہ ﷻ کا شکر کن طریقوں سے ادا کرسکتے ہیں؟

۵۔ ایام اللہ سے کیا مراد ہے؟

۶۔ روزِ قیامت کن لوگوں کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا؟

۷۔ شریعت کیا ہے؟

۸۔ شریعت کو جاننے کے دو بڑے ذرائع کون سے ہیں؟

۹۔ کیا بُرے اور نیک لوگوں کا انجام ایک جیسا ہو سکتا ہے؟

۱۰۔ "انسانوں پر روزِ قیامت ظلم نہیں کیا جائے گا" اس سے کیا مراد ہے؟

۱۱۔ خواہش نفس کو معبود بنانے کا کیا مطلب ہے؟

۱۲۔ منکرینِ آخرت کو کیا جواب دیا گیا ہے؟

۱۳۔ انسان کی زمین پر کیا حیثیت ہے؟

۱۴۔ اصل کامیابی کیا ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الدخان" میں قیامت کے واقع ہونے سے قبل ظاہر ہونے والی ایک نشانی "دھویں" کا ذکر تھا۔ سورۃ الجاثیہ میں روز قیامت لوگوں پر طاری ہونے والے خوف اور بے بسی کا ذکر ہے۔ سورۃ الدخان میں فرعون اور اُن جیسے نافرمانوں کی سرکشی اور تکبر کا ذکر تھا۔ سورۃ الجاثیہ میں ان نافرمانیوں کی وجہ یعنی اللہ ﷻ کے حکم کے بجائے خواہش نفس کی پیروی کرنے کو بیان کیا گیا ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر۱: ۱: یہ کیسے حروف ہیں؟ ۱: یہ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک راز ہے۔

آیت نمبر۲: ۱: قرآنِ حکیم کس مہینے میں نازل ہوا؟ ۱: رمضان المبارک میں۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن دو صفات کا ذکر ہے؟ ۲: عزیز یعنی غالب اور حکیم یعنی حکمت والا۔

عملی پہلو: عزیز اور حکیم کی صفت ایک ساتھ بیان کر کے یہ بتایا جارہا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ اس کی مشیت ورضا کے بغیر کوئی اس کے فیصلوں میں نہ دخل دے سکتا ہے اور نہ روک سکتا ہے۔ نیز وہ حکیم بھی ہے۔ انسان پورے اطمینان، رضا اور دلی رغبت کے ساتھ اس کی ہدایات اور اس کے احکام کی پیروی کرے، کیونکہ اس کے کسی حکم کے غلط یا نامناسب یا نقصان دہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ اس کے تمام فیصلے اور احکام بنی نوع انسان کی اصلاح، فلاح اور حکمتوں پر مبنی ہوتے ہیں۔

آیت نمبر۳: ۱: آسمانوں اور زمینوں کی نشانیوں سے استفادہ کون کرتے ہیں؟ ۱: اہلِ ایمان ۲: آیت کے معنی کیا ہیں؟ ۲: نشانی جس کو دیکھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت اور پہچان حاصل ہو۔ ۳: "یہ نشانیاں ایمان لانے والوں کے لئے ہیں" اس کا کیا مطلب ہے؟ ۳: ویسے تو یہ نشانیاں سارے ہی انسانوں کے لئے ہیں، لیکن انہیں دیکھ کر صحیح نتیجے پر وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں جو ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ ہدایت کے طالب ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت پر ایمان نہ لانے والے، غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے ان نشانیوں کا ہونا اور نہ ہونا یکساں ہے۔

آیت نمبر۴: ۱: اس آیت میں کن نشانیوں کا ذکر ہے؟ ۱: انسان کی تخلیق اور زمین میں پھیلے ہوئے جانور۔ ۲: انسان کی تخلیق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی کیا نشانی ہے؟ ۲: انسان کی تخلیق توحید باری تعالیٰ کو بھی ظاہر کرتی ہے اور اس کی زبردست قدرت کو بھی۔ یعنی اگر انسان خود اپنے جسم کی اندرونی اور بیرونی ساخت پر غور کرے تو اسے بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک ایک عضو کے عمل میں کئی کئی نشانیاں موجود ہیں۔ ۳: جانوروں کی پیدائش کا ذکر کر کے کس بات کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے؟ ۳: انسانوں کی طرح جانور بھی زمین سے پیدا شدہ پیداوار سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔ یہ غذائیں بالکل بے جان ہوتی ہیں۔ انہیں غذاؤں سے جانداروں کی جسمانی ضروریات پوری ہوتی ہیں جسم بڑھتا ہے، خون بنتا ہے۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر وقت مردہ اور بے جان غذاؤں کو کئی مراحل سے گزار کر جاندار چیزیں پیدا فرماتا اور انہیں زندہ رکھتا ہے۔ ۴: ان نشانیوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت کن کو حاصل ہوتی ہے؟ ۴: یقین رکھنے والوں کو۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں میں غور وفکر کرنے سے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ مگر یہ معرفت صرف اسے حاصل ہوتی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اور اس کی قدرتوں پر یقین رکھتا ہو۔

آیت نمبر۵: ۱: اس آیت میں کن نشانیوں کا ذکر ہے؟ ۱: رات اور دن کا آنا جانا، آسمان سے رزق، زمین کا زندہ کرنا اور ہواؤں کا پھیرنا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ دن رات اور موسموں میں نظام بنایا ہے اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کائنات کا پورا تصرف صرف ایک ہی ہستی کے اختیار میں ہے۔ ۲: اس آیت میں رزق سے کیا مراد ہے؟ ۲: یہاں رزق سے مراد بارش ہے جو تمام جاندار مخلوق کے رزق کا ذریعہ بنتی ہے۔ بارش کے برسنے اور اس کے پانی سے زمین کی پیداوار اگنے میں بہت سے عوامل کام کرتے ہیں۔ تب جا کر انسانوں اور جانداروں کو رزق حاصل ہوتا ہے۔ ۳: بارش کا نتیجہ کیا برآمد ہوتا ہے؟ ۳: وہ زمین جو بنجر تھی بارش کی وجہ سے اس میں ہریالی آجاتی ہے گویا وہ زندہ ہوجاتی ہے۔ ۴: ہواؤں کے بدلنے سے کیا مراد ہے؟ ۴: اس فضا میں ہوائیں جس طرف اور جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اسی انداز سے چلتی ہیں۔ یہی ہوائیں بارش سے بھرے ہوئے بادلوں کو اُٹھائے پھرتی ہیں۔ کچھ لوگوں پر رحمت کا پیغام لاتی ہیں اور کچھ لوگوں پر عذاب الٰہی بن کر چلتی ہیں۔ پھر یہ موسم میں تبدیلی لانے میں بھی موثر کردار ادا کرتی ہیں۔ ۵: ان نشانیوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت کن کو حاصل ہوتی ہے؟ ۵: عقل رکھنے والوں کو۔

آیت نمبر۶: ۱: یہ نشانیاں کس کی ہیں؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی۔ ۲: یہ نشانیاں کس سے ذکر کی جارہی ہیں؟ ۲: خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور

آپ ﷺ کے ذریعہ پوری امت کو آگاہ کیا جا رہا ہے۔ ۳: اس آیت میں ایمان لانے کے اعتبار سے کس کو جھنجوڑا جا رہا ہے؟ ۳: کفار مکہ کو۔

۴: کفار مکہ کو کیا بتایا جا رہا ہے؟ ۴: یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نازل کردہ قرآن، جس میں اس کی توحید اور قدرت کے دلائل ہیں اتنی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود اگر یہ اس پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بات، اس کی نشانیوں کے بعد کون سی بات اور نشانیاں ہیں جن پر ایمان لائیں گے۔

آیت نمبر ۷: ۱: کن بُرائیوں کا ذکر ہے؟ ۱: کسی پر بہتان باندھنا اور کفر و شرک کی گمراہی اور سرکشی کے گناہ میں مبتلا ہونا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے"۔ (بخاری)

علمی بات: قرآن حکیم میں بھی اس گناہ پر سخت وعید آئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے "بے شک اللہ جھوٹے (اور) ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا"۔ (سورۃ الزمر ۳۹: آیت: ۳)

عملی پہلو: آج کا المیہ یہ ہے کہ جھوٹ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا اور روزمرہ کی گفتگو اور معاملات میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ لہذا ہمیں بھی اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں ہم اس گناہ کبیرہ کے مرتکب تو نہیں ہو رہے اور اپنے ساتھیوں، بڑوں اور گھر والوں سے جھوٹ تو نہیں بولتے؟

۲: بہتان باندھنے والے جھوٹے اور کفر و شرک کے گناہ میں مبتلا شخص کی سزا کیا ہے؟ ۲: تباہی اور بربادی ہے۔

آیت نمبر ۸: ۱: بہتان باندھنے والے جھوٹے اور کفر و شرک کے گناہ میں مبتلا آدمی کی کن برائیوں کا ذکر ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کو سن کر تکبر کرتا ہے، کفر پر ایسے اڑا رہتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ ۲: بہتان باندھنے والے جھوٹے اور کفر و شرک کے گناہ میں مبتلا آدمی کو عموماً کس بات کا تکبر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات سے ہدایت حاصل نہیں کرتا؟ ۲: وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں کوئی کیا سکھائے گا، اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جو آیات سے سنائی جاتی ہیں ان کو وہ سرے سے کسی غور و فکر کا مستحق ہی نہیں سمجھتا اور ان کے سننے کا حاصل بھی وہی کچھ ہوتا ہے جو نہ سننے کا تھا۔

عملی پہلو: ہمیں قرآنِ حکیم کی تلاوت ادب سے کرنی چاہیئے اور قرآن کو ہدایت کی طلب کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا چاہیئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عمل کی توفیق مانگتے رہنا چاہیئے۔

۳: بہتان باندھنے والے جھوٹے اور کفر و شرک کے گناہ میں مبتلا شخص کو کس چیز کی بشارت دی گئی ہے؟ ۳: دردناک عذاب کی۔ اس طرح کی آیات میں بشارت کا لفظ طنز کے انداز میں استعمال ہوتا ہے۔ جس سے نافرمانوں کی ذلت میں اضافہ ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۹: ۱: بہتان باندھنے والے جھوٹے اور کفر و شرک کے گناہ میں مبتلا شخص کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کے ساتھ کیا روش ہوتی ہے؟ ۱: ان کا مذاق بناتا ہے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کا مذاق بنانے والوں کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟ ۲: ذلت آمیز عذاب

آیت نمبر ۱۰: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کا مذاق بنانے والوں کی کیا سز بیان کی گئی ہے؟ ۱: جہنم کا عذاب ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نافرمانوں کو کون سی چیزیں فائدہ نہ دیں گی؟

۲: ان کی نافرمانیاں اور وہ مددگار جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو چھوڑ کر پوجتے ہیں۔ ۳: یہاں کون سے مددگار مراد ہیں اور ان کو پوجنے کا کیا مطلب ہے؟

۳: یہ مددگار دو قسم کے ہیں ایک وہ دیویاں اور دیوتا اور افراد جن کے متعلق مشرکین نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جس شخص کا ان سے تعلق ہے وہ خواہ دنیا میں کچھ ہی کرتا رہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اس کی پکڑ نہ ہو گی، کیونکہ ان کی مداخلت اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب سے بچا لے گی۔ دوسرے وہ سردار، لیڈر اور اُمراء و حکام جن کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اس لئے اطاعت کی جاتی ہے کہ اطاعت کرنے والوں کے دنیوی مفادات ان سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی شخص وہاں کام نہ آئے گا۔ ۴: ایسے نافرمانوں کا کیا انجام ہو گا؟ ۴: بڑا عذاب ہو گا۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: یہاں ہدایت سے کیا مراد ہے؟ ۱: قرآنِ حکیم (جو بروقت تمہیں ڈرسنا رہا ہے کہ قیامت کے دن جھوٹے معبود کام نہ آئیں گے۔ نیز یہ قرآن زندگی گزارنے کا بھی وہ راستہ بتاتا ہے جس کی پیروی سے اُخروی عذاب سے نجات حاصل ہو گی)۔

۲: رب کی آیات کا انکار کرنے والوں کی کیا سزا ہے؟ ۲: سخت دردناک عذاب۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: سمندر کو مسخر کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ۱: ہمارے فائدے کی چیزیں اس میں رکھ دیں اور ہمیں ان سے فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت بھی عطا فرما دی۔ ۲: سمندر میں کشتیاں چلنے سے انسان کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ ۲: انسان سمندری جہازوں کے ذریعے تجارت کرتا ہے اور سمندر سے

مچھلیاں اور دوسرے قیمتی جواہرات حاصل کرتا ہے۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان نعمتوں کے عطا کرنے پر ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ ۳: شکر گزاری کا۔

۴: ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر کن اعضاء سے ادا کر سکتے ہیں؟ ۴: i۔ دل سے یعنی دل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے انعامات کی قدر ہونی چاہیئے۔ ii۔ زبان سے یعنی زبان سے شکر کا آسان طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا ہے۔ iii۔ پورے وجود سے۔ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کو جائز طریقے سے حاصل کر کے جائز کاموں میں استعمال کریں۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کے لئے کن چیزوں کو مسخر کیا؟ ۱: جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

۲: اہل ایمان کو کیا نصیحت کی گئی؟ ۲: غور و فکر کرنے کی۔ کائنات انسان کے لئے سجا دی گئی ہے اور اس کی خدمت پر لگا دی گئی ہے۔ "اللہ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے"۔ (سورۃ الذاریات ۵۱، آیت: ۵۶)

آیت نمبر ۱۴: ۱: اہل ایمان کو کیا نصیحت کی گئی؟ ۱: اُن لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے۔

۲: اس آیت میں ایام اللہ سے کیا مراد ہے؟ ۲: "ایام اللہ" کے لفظی اور لغوی معنی ہیں "اللہ کے دن"۔ اس سے وہ دن مراد لیئے جاتے ہیں جن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کسی قوم پر اپنی خاص نعمتیں فرمائی ہوں، اور اس نے اپنے بندوں پر انعام کیا ہو، یا کسی قوم پر اس کا عذاب نازل ہوا ہو۔ اس سے عموماً وہ دن مراد لیئے جاتے ہیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ماننے والے اہل ایمان پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور انعام کا ظہور ہوتا ہے جبکہ وہی دن منکرین کے لئے تباہی و بربادی کے دن ہوتے ہیں جن میں قوموں کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے تباہ کر دیا گیا ہو مثلاً جس دن فرعون اور آلِ فرعون غرق ہوئے تو یہ دن ان کے لئے سب سے بُرا دن تھا لیکن وہی دن بنی اسرائیل کے لئے سب سے اچھا دن تھا کہ انہیں فرعون جیسے ظالم اور جابر حکمران سے نجات نصیب ہوئی۔ چونکہ شب معراج میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بھرپور انعام و اکرام اور اپنے دیدار و ہم کلامی سے نوازا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے تو یہی شب خصوصی اہمیت کی حامل ہے اور کفار کے لئے یہی شب حسرت کی شب تھی، کہ انہوں نے زمین پر راہ حق کو روکنے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرب خاص سے نوازنے کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے اور اس میں امت محمدیہ کو نماز جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی۔ اس لئے یہ بھی ایام اللہ میں شامل ہے اور اسی طرح نبی کی پیدائش کا دن بھی سلامتی اور نعمت کا دن ہوتا ہے اس لئے یہ بھی ایام اللہ میں شامل ہے۔

عملی پہلو: ہمیں چاہیئے کہ جن قوموں پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب آیا تھا ان کی وجوہات تلاش کر کے واقعات سے عبرت اور سبق حاصل کریں۔

۳: اس آیت میں کن لوگوں کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ ان کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا؟ ۳: یہاں خطاب کفار اور مومنین دونوں میں سے ایک ہو سکتا ہے۔ یعنی مومنین کافروں سے درگزر سے کام لیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کفار سے نمٹ لے گا اور ان کے بُرے اعمال کی انہیں پوری پوری سزا دے گا۔

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر مومن صبر کریں اور کافروں سے درگزر کریں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ انہیں اس صبر کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: نیکی کا فائدہ کس کو ہوتا ہے؟ ۱: خود نیکی کرنے والوں کو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ غنی ہے اسے بندوں کی نیکیوں کی ضرورت نہیں ہے۔

۲: بُرائی کا نقصان کس کو ہوتا ہے؟ ۲: خود بُرائی کرنے والوں کو۔ ۳: ہم سب کو کس کی طرف لوٹنا ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف۔ ہر شخص کو موت آنی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: "ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے"۔ (سورۃ آلِ عمران ۳، آیت: ۱۸۵)

عملی پہلو: چنانچہ ہمیں ہمیشہ موت کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور ہمیشہ نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: بنی اسرائیل کون تھے؟ ۱: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے جن سے ۱۲ قبائل وجود میں آئے۔ جو بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے بیٹوں میں سے حضرت یوسف علیہ السلام مشہور ہیں۔ ۲: اسرائیل کس کا لقب تھا؟ ۲: اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جس کا معنی ہیں "اللہ کا بندہ"۔

۳: بنی اسرائیل کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کن چیزوں سے نوازا؟ ۳: کتاب، حکومت، نبوت، پاکیزہ چیزیں اور (اس وقت کے) تمام جہان والوں پر فضیلت۔

آیت نمبر ۱۷: ۱۔ بنی اسرائیل کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کن چیزوں سے نوازا؟ ۱۔ دین کے واضح دلائل اور احکامات سے۔ ۲: بنی اسرائیل نے دین میں اختلاف کس وجہ سے کیا؟ ۲: آپس کی ضد کی وجہ سے۔ تکبر اور دوسروں پر بڑا بننے کی ضد کی وجہ سے وہ حق کا انکار کرنے والے بن گئے۔ ۳: بنی اسرائیل نے دین

میں اختلاف کب کیا؟ ۳۔ علم یعنی قرآنِ حکیم آجانے کے بعد۔ ۴: لوگوں کے درمیان اختلاف کا فیصلہ کون کرے گا اور کہاں کرے گا؟
۴: اللہ ﷻ قیامت کے دن فرمائے گا۔ معلوم ہوا کہ تمام اختلافات کا خاتمہ اور تمام معاملات کا عملی فیصلہ در حقیقت آخرت میں ہوگا۔

آیت نمبر ۱۸: ۱۔ اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کو کیا عطا فرمائی؟ ۱: شریعت۔
۲: شریعت سے کیا مراد ہے؟ ۲: شریعت کے معنی وہ راستہ جو منزل تک لے جاتا ہے۔ مراد وہ احکام الٰہی جن کا انسان کو مکلف و پابند کیا گیا ہے جن کے کرنے پر اجر اور نہ کرنے پر گناہ ہے۔ شریعت کی پابندی اللہ ﷻ کی رضا کی منزل تک بندہ کو لے جاتی ہے۔ ۳: شریعت کو جاننے کے دو بڑے ذرائع کون سے ہیں؟
۳: قرآنِ حکیم و سنتِ رسول ﷺ ۴: اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کو کن امور کی طرف متوجہ فرمایا؟ ۴: آپ ﷺ شریعت کی اتباع کریں اور نادان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں۔ ۵: نادان لوگوں کی کیا خواہشات تھیں؟ ۵: ان کی خواہش یہ تھی کہ آپ ﷺ ان کے طعنوں اور ظلم سے تنگ آکر دعوت و تبلیغ ترک کر دیں، یا مسلمانوں میں بھی ویسا ہی اختلاف و تفریق پڑ جائے جس میں وہ لوگ خود مبتلا ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کے احکامات کی پیروی میں کسی کی مخالفت کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ لوگوں کے بجائے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور اس کے احکام کو ترجیح دینی چاہیے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: کون لوگ اللہ ﷻ کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کے کام نہ آسکیں گے؟ ۱: حق کی مخالفت کرنے والے ظالم لوگ۔
۲: ظالموں کے کون دوست ہیں؟ ۲: ظالم لوگ ہی ظالموں کے دوست ہیں۔ ۳: اللہ ﷻ کس کا دوست ہے؟ ۳: متقین کا۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: قرآنِ حکیم کے کیا فضائل بیان ہوئے ہیں؟ ۱: i۔ بصیرت افروز کتاب ii۔ ہدایت کا ذریعہ iii۔ رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔
۲: قرآنِ حکیم کے فضائل کن لوگوں کے لیے ہیں؟ ۲: یقین رکھنے والوں کے لیے۔
۳: یقین سے کیا مراد ہے؟ ۳: دل کا کسی شے پر ایسا اعتماد کہ جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو جو دلائل سے حاصل ہو۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: بُرے کام کرنے والے کیا گمان کرتے ہیں؟ ۱: اللہ ﷻ انہیں ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کے برابر کر دے گا۔
۲: کیا بُرے اور نیک لوگوں کی زندگی اور موت برابر ہوگی؟ ۲: ہرگز نہیں۔ جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے: "کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کی طرح (نعمتوں سے محروم) کر دیں گے؟" (سورۃ القلم ۶۸، آیت: ۳۵)

علمی بات: دنیا میں بھی ہم اچھائی کے اچھے بدلہ اور جرم کی سزا کی توقع رکھتے ہیں۔ ایک ملک کے فرماں بردار اور باغی شہری برابر نہیں مانے جاتے۔ اسی طرح اللہ ﷻ کے فرماں بردار اور باغی برابر نہ ہوں گے۔ بُرائی کرنے والوں کی موت عبرتناک ہوتی ہے جب کہ نیک لوگوں کی موت اللہ ﷻ کی رضا اور فضل کا پیغام بن جاتی ہے۔ ۳: بُرے لوگوں کے اس گمان کا کہ "نیک و بد کی زندگی برابر ہے" اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا؟ ۳: بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: اللہ ﷻ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق کا کیا مقصد بیان فرمایا؟ ۱: تاکہ ہر انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے جو وہ دنیا میں کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق بھی آخرت کے واقع ہونے کی دلیل ہے۔ کائنات کا اتنا بڑا نظام بامقصد ہے۔ اسی طرح انسان کی تخلیق بھی بامقصد ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ انسان سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو اور آخرت میں کوئی بدلہ نہ ہو۔ ۲: انسان کے کون سے اعمال لکھے جا رہے ہیں؟ ۲: انسان کا ہر عمل لکھا جا رہا ہے جو قیامت کے دن انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ ۳: انسان کے تمام اعمال کون لکھ رہا ہے؟ ۳: اللہ ﷻ کے مقرر کردہ معزز فرشتے "کراماً کاتبین" (سورۃ الانفطار ۸۲، آیت: ۱۱) ۴: انسانوں پر روزِ قیامت ظلم نہیں کیا جائے گا؟ اس سے کیا مراد ہے؟ ۴: انسان دنیا میں جو بھی عمل کرے گا اس کو اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا نیکی کرنے والے کی نیکی ضائع نہیں ہوگی اور بھرپور اجر عطا کیا جائے گا۔ جب کہ بُرائی کرنے والوں کو اس بُرائی کے برابر سزا دی جائے گی۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: اس آیت میں اصل خطاب کس کو ہے؟ ۱: نبی کریم ﷺ سے۔ ۲: انسان اللہ ﷻ کو چھوڑ کر کس کو اپنا معبود بنا لیتا ہے؟

۲: اپنے خواہش نفس کو۔ ۳: خواہش نفس کو معبود بنانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: خواہش نفس کو معبود بنا لینے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش کا بندہ بن کر رہ جائے۔ جس کام کو اس کا دل چاہے اسے کر گزرے، خواہ اللہ ﷻ نے اس سے منع کیا ہو، اور جس کام کو اس کا دل نہ چاہے اسے نہ کرے، خواہ اللہ ﷻ نے اسے ضروری قرار دیا ہو۔ ۴: کیا گمراہ صرف وہی ہوتے ہیں جن کے پاس علم نہ ہو؟ ۴: نہیں۔ بلکہ وہ لوگ گمراہ ہوتے ہیں جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں اور علم کے باوجود ہدایت کی تڑپ نہیں رکھتے اور علم پر عمل نہیں کرتے۔ ۵: کیا اللہ ﷻ انسان کو زبردستی گمراہ کرتا ہے؟ ۵: نہیں۔ بلکہ جب انسان اللہ ﷻ کے احکامات سے جان بوجھ کر منہ موڑتا ہے اور کفر میں بڑھتا چلا جاتا ہے تو اللہ ﷻ اسے گمراہیوں میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے۔ (سورۃ الصف ۶۱، آیت: ۵) ۶: خواہشاتِ نفس کی پیروی کی دنیا میں کیا سزا ہے؟ ۶: سماعت اور دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

۷: ہدایت کو پیدا کرنا اور لوگوں کو ہدایت دینا کس کا کام ہے؟ ۷: ہدایت کو پیدا کرنا اللہ ﷻ کے اختیار میں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق وہی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو لوگوں کی ہدایت کے لئے ہی بھیجا جاتا ہے اور ہدایت کو قبول کرنا عام لوگوں کے ذمہ ہے۔ مختصر یہ کہ خلق ہدایت اللہ ﷻ کے اختیار میں ہے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے رسولوں کو بھیجا جاتا ہے اور قبول ہدایت کا عام لوگوں کو حکم ہے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: آخرت کا انکار کرنے والوں کا کیا نظریہ ہے؟ ۱: اصل زندگی تو دنیا کی ہے۔ ہم خود ہی جیتے اور مرتے ہیں۔ ہمیں زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

۲: اللہ ﷻ نے آخرت کے باطل نظریہ پر کیا جواب دیا؟ ۲: اُن کے پاس ان کے نظریہ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ صرف گمان کر رہے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حدیثِ قدسی ہے اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے "ابن آدم مجھے دکھ پہنچاتا ہے جب وہ دہر (زمانہ) کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ دہر (زمانہ) میں خود ہوں۔ تمام معاملات اور اختیارات میرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ میں ہی رات اور دن پھیر کر لاتا ہوں" (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۲۵: ۱: اللہ ﷻ کی آیات کو سننے پر کفار کی کیا دلیل ہوتی تھی؟ ۱: وہ کہتے کہ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

۲: باپ دادا کو زندہ کر کے لانے کی دلیل کا مطالبہ کس بات پر کیا گیا؟ ۲: جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کو آخرت کے برے انجام سے ڈرایا اور فرمایا کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ جس میں تمام انسان زندہ کر کے اللہ ﷻ کے حضور حاضر کر دیئے جائیں گے تو وہ کہتے کہ لے آؤ ہمارے سامنے ہمارے اُن باپ دادا کو جو مر چکے ہیں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: اللہ ﷻ نے کفار کے اس عقیدے پر کہ "ہم خود ہی جیتے ہیں اور خود ہی مرتے ہیں" کیا حقیقت بیان فرمائی ہے؟ ۱: اللہ ﷻ ہی زندگی دیتا ہے اور اللہ ﷻ ہی موت دیتا ہے پھر روزِ قیامت اللہ ﷻ انسانوں کو جمع کرے گا۔ یعنی جب انسان کچھ نہ تھا تو اللہ ﷻ ہی نے اسے پیدا فرمایا تھا۔ جو پہلی مرتبہ پیدا فرما سکتا ہے وہ ہی موت دے کر دوبارہ زندہ فرمانے پر بھی قادر ہے۔ ۲: انسانوں کی اکثریت کیا نہیں جانتی؟ ۲: قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: آسمانوں اور زمین کا اصل مالک کون ہے؟ ۱: اللہ ﷻ ۲: انسان کی زمین پر کیا حیثیت ہے؟ ۲: انسان اللہ ﷻ کا خلیفہ یعنی نائب ہے۔ یعنی اللہ ﷻ کے احکامات کو عملی طور پر نافذ کرنے والا۔ ۳: قیامت کے دن کون نقصان اُٹھائیں گے؟ ۳: باطل کا ساتھ دینے والے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: روزِ قیامت ہر گروہ کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: گھٹنوں کے بل گرا ہوگا۔ قیامت کے مناظر کی دہشت اس قدر زیادہ ہوگی کہ مجرم کھڑے نہ رہ سکیں گے اور گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے اور سہمے ہوئے اس انتظار میں ہوں گے کہ ان کے حق میں کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے اس وقت تکبر کرنے والوں کی سب اکڑ ختم ہو جائے گی۔

۲: ہر گروہ کو کس طرف بلایا جائے گا؟ ۲: ان کے نامۂ اعمال کی طرف جو دنیا میں کیئے گئے اعمال پر مبنی ہوگا۔

۳: ہر انسان کو روزِ قیامت کس کا بدلہ دیا جائے گا؟ ۳: اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: انسان کے نامۂ اعمال کی کیا کیفیت بیان ہوئی؟ ۱: وہ انسان کے احوال سچ سچ بیان کرے گا۔

۲: انسان کے نامۂ اعمال کا اندراج کیسے اور کس کے حکم پر ہوتا ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کے حکم سے دو فرشتے انسان کے تمام اچھے بُرے اعمال اور الفاظ کو لکھ لیتے ہیں۔

علمی بات: لکھنے اور لکھوانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی کاغذ پر قلم اور روشنائی کے ساتھ کچھ تحریر کیا جائے۔ انسان خود ایسی ایجادات کر چکا ہے جس سے کسی کے اعمال، حرکات و سکنات، گفتگو اور لب و لہجہ سب کچھ دوسروں کے سامنے آجاتا ہے اور دوسرے اسے دیکھ اور سن سکتے ہیں مثلاً موبائل فون، اور کیمرہ وغیرہ پر ہونے والی ریکارڈنگ اور سکیورٹی کیمرہ کے ذریعہ ریکارڈنگ کہ کون کس وقت کس انداز میں داخل ہوا وغیرہ۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: اللہ ﷻ کن کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا؟ ۱: ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو۔ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کی کوشش اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو طلب کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

علمی بات: کوئی شخص صرف اپنے اعمال کی بنیاد پر جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جب تک کہ اللہ ﷻ کی رحمت شامل نہ ہو۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل کر کے جہنم سے نجات نہیں دلا سکتا جب تک کہ اللہ ﷻ کا فضل و کرم نہ ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ﷺ کو بھی نہیں؟ فرمایا مجھے بھی نہیں سوائے اس کے کہ میرا رب مجھے اپنی مغفرت اور رحمت سے ڈھانپ لے"۔ (صحیح مسلم)

۲: اصل کامیابی کیا ہے؟ ۲: روزِ قیامت اللہ ﷻ انسان کو اپنی رحمت کے سائے میں لے کر اُسے جنت میں داخل کر دے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: کفار سے اللہ ﷻ روزِ قیامت کیا فرمائے گا؟ ۱: کیا دنیا میں میری آیات تمہیں سنائی نہ جاتی تھیں؟ ۲: کفار نے کیا جرم کیا؟ ۲: اللہ ﷻ کی آیات سے تکبر کیا یعنی جانتے بوجھتے غرور اور گھمنڈ کر کے حق کو جھٹلایا۔ ۳: اللہ ﷻ کی آیات سے تکبر کے کیا معنیٰ ہیں؟ ۳: اللہ ﷻ کی آیات کو مان کر اُن پر عمل نہ کرنا۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: کفار کو دنیا میں کیا سمجھایا جاتا تھا؟ ۱: بے شک اللہ ﷻ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت واقع ہو کر رہے گی۔

۲: کفار کا دنیا میں حق کو سننے کے بعد کیا جواب ہوتا تھا؟ ۲: ہم نہیں جانتے قیامت کے بارے میں، بلکہ ہمیں قیامت سے متعلق گمان ہے کہ شاید ہو شاید نہ ہو اور ہم یقین کرنے والے نہیں۔ **علمی بات:** اہل ایمان قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ ۲: آیت: ۴)

۳: آخرت پر یقین کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ۳: انسان کا آخرت پر یقین جتنا بڑھے گا اتنا اس کا عمل درست ہوتا چلا جائے گا۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: روزِ قیامت بدکاروں پر کیا ظاہر کر دیا جائے گا؟ ۱: اُن کے بُرے اعمال۔ یعنی جب قیامت آئے گی تو ان کی تمام بدکاریاں اور ان کے نتائج سامنے آجائیں گے اور عذاب کی دھمکیوں کا جو مذاق اڑایا کرتے تھے وہ سب ان پر ظاہر ہو جائے گا۔

۲: قیامت سے متعلق کفار کی کیا روش بیان کی گئی ہے؟ ۲: وہ قیامت کا مذاق اڑاتے تھے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں شیطان کے راستہ پر چل کر ہم وہ اعمال تو نہیں کر رہے جو کل قیامت میں ہمارے لئے عذاب کا باعث بن جائیں گے۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: قیامت کے دن کفار کے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟ ۱: i۔ اللہ ﷻ انہیں بے سہارا چھوڑ دے گا۔ ii۔ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ iii۔ کوئی مددگار نہ ہو گا۔

۲: کفار کو اللہ ﷻ روزِ قیامت کیوں بے سہارا چھوڑ دے گا؟ ۲: کیوں کہ انہوں نے قیامت کے دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: کفار کو اللہ ﷻ روزِ قیامت کیوں بھلا دے گا؟ ۱: i۔ اللہ ﷻ کی آیات کو مذاق بنایا۔ ii۔ دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

۲: اللہ ﷻ کی آیات کا مذاق اڑانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: i۔ اللہ ﷻ کی آیات کو نہ سننا۔ ii۔ اللہ ﷻ کی آیات کا جان بوجھ کر مفہوم بگاڑ دینا۔ iii۔ اللہ ﷻ کی آیات پر عمل نہ کرنا۔ ۳: دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ۳: دھوکے کا سامان ہے اور امتحان کی جگہ ہے۔ اللہ ﷻ نے دنیا میں کشش رکھی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ کشش انسان کی آزمائش کے لئے ہے کہ وہ اس سے متاثر ہو کر اسی کو سب کچھ سمجھتا ہے یا اس کی حقیقت کو جان کر اصل زندگی آخرت کی تیاری کرتا ہے۔ ۴: روزِ قیامت کفار کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ ۴: i۔ آگ سے نہ نکالے جائیں گے۔ ii۔ نہ توبہ کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: تمام تعریف اور شکر کس کے لئے ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کے لئے۔ ۲: حمد کا معنیٰ و مفہوم کیا ہے؟ ۲: کسی کی خوبیوں پر تعریف و ثناء کرنا، چاہے اس نے تعریف کرنے والے پر اپنی نعمتوں کا کوئی احسان کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی نعمتوں اور احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے

اس کا شکر ادا کرنا۔

۳: اللہ ﷻ کس کا رب ہے؟ ۳: آسمانوں، زمینوں، تمام جہانوں اور جہان والوں کا۔

۴: رب کے کیا معنی ہیں؟ ۴: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے یعنی اللہ ﷻ حقیقی رب ہے جو کل مخلوقات کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچاتا ہے۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: اصل بڑائی (کبریائی) کس کے لئے ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کے لئے۔ گویا کبریائی اور تکبر ایسی صفت ہے جو صرف اللہ ﷻ ہی کے لئے جائز اور روا ہے۔ ایک مومن کبھی متکبر نہیں ہو سکتا۔ تکبر اور ایمان ایک دوسرے کی ضد ہیں جو کسی ایک انسان میں جمع نہیں ہو سکتے۔

۲: اللہ ﷻ کی کن دو صفات کا ذکر ہے؟ ۲: عزیز اور حکیم۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) جاثیہ کے معنی کیا ہیں؟

(الف) ہاتھ جوڑنے والی (ب) ماتھا ٹیکنے والی ✓(ج) گھٹنے ٹیکنے والی

(۲) بنی اسرائیل کے آپس کے اختلاف کی وجہ کیا تھی؟

(الف) مال ✓ (ب) آپس کی ضد (ج) نسل پر فخر

(۳) اس سورت کے دوسرے رکوع میں قرآنِ حکیم کی کیا صفات بیان ہوئی ہیں؟

(الف) نور و شفاء (ب) وعظ و نصیحت ✓(ج) ہدایت و رحمت

(۴) زندگی اور موت کے حوالے سے صحیح تصور کیا ہے؟

(الف) ہم خود زندہ ہوتے ہیں خود مرتے ہیں ✓(ب) اللہ ﷻ ہمیں زندہ کرتا ہے اور اللہ ﷻ ہی ہمیں موت دیتا ہے

(ج) زمانہ ہمیں زندگی دیتا ہے اور زمانہ ہی ہمیں مارتا ہے۔

(۵) آخرت کو بھلانے والوں کا کیا انجام ہو گا؟

✓ (الف) اللہ ﷻ انہیں نظر انداز کر دے گا (ب) اللہ ﷻ انہیں زنجیروں میں جکڑ دے گا

(ج) اللہ ﷻ انہیں آگ کا لباس پہنا دے گا

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں اللہ ﷻ کی آیات کو نظر انداز کرنے والوں پر عذاب کی کیا قسمیں بیان ہوئی ہیں؟

عذابٌ الیمٌ (آیت: ۸) عذابٌ مُّهینٌ (آیت: ۹) عذابٌ عظیمٌ (آیت: ۱۰) عذابٌ من رجزٍ الیم (آیت: ۱۱)

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۲۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں اللہ ﷻ کی کن نشانیوں کا ذکر ہے؟

آسمان، زمین، انسان، جاندار، رات، دن، بارش، نباتات، ہوائیں۔

۳۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں سمندر کے کیا فوائد بیان کیئے گئے ہیں؟

کشتیاں چلانا، رزق تلاش کرنا، یعنی مچھلیاں پکڑنا، موتی نکالنا، سامان اور سواری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔

۴۔ اس سورت کے تیسرے رکوع میں خواہش نفس کی پیروی کرنے والوں کا کیا انجام بیان ہوا ہے؟

علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا ہے، کان و دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور آنکھوں پر پردے ڈال دیئے جاتے ہیں یعنی ہدایت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ اس سورت کے چوتھے رکوع کے مطابق نامۂ اعمال کے بارے میں کوئی تین نکات لکھیں؟

(i)۔ ہمارا ہر قول و عمل نامۂ اعمال میں لکھا جا رہا ہے۔ (ii)۔ قیامت کے دن نامۂ اعمال ہمیں دے دیئے جائیں گے۔

(iii)۔ نیک لوگوں کو دائیں اور بُرے لوگوں کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ ۴۔ نامۂ اعمال روزِ قیامت حق بات بیان کرے گا۔

عملی سرگرمی:

ا۔ آیت: ۱۲ کے ضمن میں طلبہ سے سمندر کی منظر کشی کرائیں اور رنگ بھروائیں۔ اس کے اوپر باکس میں اِس آیت کا ترجمہ لکھوائیں۔ پھر سمندر سے حاصل ہونے والے فوائد تصاویر کے ساتھ تحریر کروائیں۔

نکات: مثلاً۔ سمندروں سے انسان کئی طرح کے فوائد حاصل کرتا ہے۔ ان سے موتی اور جواہرات نکالتا ہے۔ آبی جانوروں کا شکار کر کے گوشت حاصل کرتا ہے۔ تجارتی سفر کر کے روزی کماتا ہے اور خشکی کے ایک حصہ سے منتقل ہو کر زمین کے کسی دوسرے حصہ میں جا کر آباد ہوتا ہے۔ دنیا میں کشتیوں اور بحری جہازوں کے کاروبار کے ساتھ لاکھوں، کروڑوں انسان وابستہ ہیں جو کشتیوں کے ذریعے محنت مزدوری کرتے ہیں اور سمندر سے مچھلیاں اور ہیرے جواہرات نکال کر اربوں، کھربوں روپے کما رہے ہیں۔

۲۔ آیت: ۱۸ کے ضمن میں طلبہ کو بتائیں کہ اللہ ﷻ نے شریعت نعمت کے طور پر عطا فرمائی ہے۔ شرعی احکامات مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج، حقوق والدین، پڑوسی، رشتہ داروں کے حقوق اور جھوٹ کی ممانعت وغیرہ کے فوائد پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔

نکات: نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے، وقت کی پابندی سکھاتی ہے، اللہ ﷻ کی یاد کا ذریعہ ہے، روزہ ہمیں بھوک اور پیاس کو برداشت کرنا، اور صبر کرنا سکھاتا ہے، اسی طرح غریبوں اور مسکینوں کی بھوک کا احساس دلاتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتا ہے، زکوۃ مال کی محبت دل سے نکالتی ہے اور مال کو پاک کرتی ہے، حج ہمیں اجتماعیت، اتحاد اور اتفاق، کا درس دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

سُوْرَۃُ قٓ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۱۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱۷تا۴۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ کفار کو تعجب کس بات پر تھا؟

۲۔ آسمان میں اللہ ﷻ کی کیا نشانیاں ہیں؟

۳۔ اللہ ﷻ نے زمین پر پہاڑ کیوں نصب کیئے؟

۴۔ زمین میں اللہ ﷻ کی قدرت کی اور کیا کیا نشانیاں ہیں؟

۵۔ رجوع کرنے والے سے کیا مراد ہے؟

۶۔ برکت والے پانی کا کیا مطلب ہے؟

۷۔ اللہ ﷻ نے بذریعہ بارش زمین کو زندہ کرنے کی مثال کیوں دی؟ ۸۔ اصحابُ الرَّس کون تھے؟

۹۔ شہ رگ سے کیا مراد ہے؟

۱۰۔ موت سے متعلق انسان کے کس عمومی طرزِ عمل کا ذکر کیا گیا ہے؟

۱۱۔ صور کیا ہے اس کی کتنی اقسام ہیں؟

۱۲۔ نامۂ اعمال سے کیا مراد ہے؟

۱۳۔ نامۂ اعمال کیوں لکھا جاتا ہے؟

۱۴۔ روزِ قیامت انسان اور شیطان کا کیا جھگڑا ہو گا؟

۱۵۔ جہنم کی ہولناکیوں کو کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

۱۶۔ لفظ اَوّاب کا مفہوم کیا ہے؟

۱۷۔ جنت کی نعمتوں کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

۱۸۔ سابقہ قوموں کا شہروں میں پھرنے سے کیا مراد ہے؟

۱۹۔ نصیحت حاصل کرنے کے لئے کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟ ۲۰۔ تخلیق کائنات کے بارے میں اللہ ﷻ کی قدرت کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

۲۱۔ سجدوں کے بعد تسبیح و حمد سے کیا مراد ہے؟

۲۲۔ کفار کی بد کلامی پر نبی کریم ﷺ کو کیا تسلی دی گئی؟

۲۳۔ قرآنِ حکیم کے حوالہ سے اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو کیا نصیحت فرمائی؟

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE EMPOWERMENT FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WILL ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

ربطِ سورت: سورۃ ق سے پہلے ''سورۃ الحجرات'' ہے جس میں بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب واحترام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی وہ عظیم بارگاہ ہے جہاں محض آواز بلند کرنے پر عمر بھر کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں لہذا آپ ﷺ کا مکمل طور پر ادب واحترام ضروری ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی مکمل اطاعت اور اہل ایمان کے باہمی تعلقات کی درستگی اور ہر قسم کی دل آزاری سے بچنے کا حکم ہے۔ سورۃ ق میں انبیاء ورسل علیہم السلام کی تکذیب وتوہین کرنے والوں کے عبرت ناک انجام کو بیان کر کے فکر آخرت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ سورۃ الحجرات میں ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کے تمام اعمال سے واقف ہے۔ سورۃ ق میں ہے کہ انسان کا ہر قول وفعل بھی محفوظ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ دلوں میں آنے والے خیالات کو بھی خوب جانتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں ہے کہ سچے اہل ایمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد پھر کسی شک میں مبتلا نہیں ہوتے اور سورۃ ق میں کفار کی دل آزار باتوں پر صبر کرنے کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کی تلقین ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: حروف مقطعات قرآن حکیم میں کون کون سے استعمال ہوئے ہیں؟ ۱: ا، ح، ر، س، ص، ط، ع، ق، ک، ل، م، ن، ھ، ی۔ ۲: کسی ایک آیت میں استعمال ہونے والے حروف مقطعات کی زیادہ سے زیادہ تعداد کتنی ہے؟ ۲: پانچ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ ۳: قرآنِ مجید کی۔ ۴: مجید کا کیا معنی ہے؟ ۴: ''مجید'' کا لفظ عربی زبان میں دو معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ i۔ بلند مرتبہ اور باعظمت۔ ii۔ کریم اور بہت نفع پہنچانے والا۔ قرآن حکیم کے لئے یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال فرمایا گیا ہے۔ قرآن اس لحاظ سے عظیم ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کے مقابلے میں نہیں لائی جاسکتی۔ اور اس لحاظ سے وہ کریم ہے کہ انسان جس قدر زیادہ اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسی قدر زیادہ وہ اس کو رہنمائی دیتا ہے اور قرآن حکیم کے فوائد ومنافع کی کوئی حد نہیں ہے۔ ۵: اس آیت میں قسم کس بات پر فرمائی جارہی ہے؟ ۵: مشرکین نبی کریم ﷺ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ماننے سے انکار کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے برحق رسول ہونے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے قسم فرمائی جارہی ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: کفار کو تعجب کس بات پر تھا؟ ۱: کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں میں سے رسول بنا کر بھیجا۔ کفار کا اعتراض یہ تھا کہ رسول انہی میں سے کیوں ہے؟ ان کا اعتراض یہ بھی تھا کہ ڈرانے کے لئے کوئی رسول کیوں بھیج دیا گیا پھر انہیں اس بات پر بھی تعجب تھا کہ ڈرانے والا اگر آیا ہے تو کوئی غیر انسان یا فرشتہ کیوں نہیں آیا؟

آیت نمبر ۳: ۱: کفار نے قیامت کو کس بنیاد پر جھٹلایا؟ ۱: کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں اور دوبارہ ہمیں زندہ کر دیا جائے۔ یہ تو نہ سمجھ آنے والی بات ہے۔

عملی پہلو: آخرت کا انکار یا آخرت سے غفلت انسان کو سرکشی پر آمادہ کرتی ہے اور آخرت کی فکر اور جواب دہی کا تصور انسان کو نیکیوں پر آمادہ کرتا ہے۔

آیت نمبر ۴: ۱: کفار کے قیامت کے دن کو جھٹلانے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا جواب دیا؟ ۱: i۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین ان کے جسموں کو کتنا کم کرتی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم کتنا وسیع ہے اور وہ کتنی باریکی سے ہر شے کو جانتا ہے۔ ii۔ ہمارے پاس ہر چیز ایک کتاب میں لکھی ہوئی محفوظ ہے۔

آیت نمبر ۵: ۱: کفار نے کس کو جھٹلایا؟ ۱: حق کو یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کو۔
۲: کفار کس معاملے میں الجھے ہوئے تھے؟ ۲: نبی کریم ﷺ کی رسالت اور قرآن حکیم کے حق ہونے میں۔ کبھی کہتے کہ یہ قرآن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب نہیں کبھی کہتے کہ یہ محمد (ﷺ) کسی سے لکھوا کر لے آتے ہیں، کبھی آپ ﷺ کو ساحر (جادوگر) کہتے، کبھی مجنون کہتے اور کبھی شاعر کہتے۔ (معاذاللہ)

علمی بات: معاذاللہ کا مطلب ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ۔

آیت نمبر ۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کن نشانیوں سے کفار کو توحید کی دعوت دی؟ ۱: آسمان، اس کی سجاوٹ اور اس کا بے عیب ہونا۔
۲: آسمان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کیا نشانیاں ہیں؟ ۲: i۔ اتنی بڑی چھت بغیر ستونوں کے۔ ii۔ آسمان میں کوئی شگاف نہیں۔ iii۔ آسمان کو ستاروں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزین کیا۔

علمی بات: اسی بات کو سورۃ الملک ۶۷، آیات: ۳، ۴ میں بیان کیا گیا۔ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ ہے جس نے سات آسمان اوپر نیچے پیدا کیئے تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھو گے تو نگاہ ڈال کر دیکھ لو کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ پھر بار بار غور کرو اور دیکھو تمہاری نگاہ نامراد اور عاجز ہو کر تمہاری طرف لوٹ آئے گی"۔

آیت نمبر ۷: ۱: اس آیت میں کن نشانیوں کا ذکر ہے۔ ۱: زمین، پہاڑ اور خوش نما پودے۔

۲: زمین کی کس خاصیت کا ذکر ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو پھیلایا اور اس میں خوش نما پودے اُگائے۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو کیوں پھیلایا؟ ۳: تاکہ انسان اس میں آرام سے چل پھر کر اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کر سکے اور اس کی زندگی برقرار رہ سکے۔

۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین پر پہاڑ کیوں نصب کیئے؟ ۴: پہاڑوں کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو توازن دیا کہ کہیں وہ اِدھر اُدھر جھک نہ جائے تاکہ زمین انسانوں اور دیگر مخلوقات کی رہائش کے قابل ہو سکے۔ ۵: زمین میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی اور کیا کیا نشانیاں ہیں؟ ۵: زمین کا ٹکڑا ایک ہی ہوتا ہے۔ پانی بھی ایک جیسا، آب و ہوا اور موسم بھی ایک ہی لیکن کہیں پودے اگ رہے ہیں جن میں سے کسی کا پھل میٹھا، کسی کا کڑوا ہوتا ہے۔ طرح طرح کی فصلیں اور مختلف رنگوں اور اقسام کے درخت اُگ رہے ہیں۔ جن میں بعض پھل دار ہیں اور بعض خار دار۔ اور کہیں رنگ برنگ کے خوشنما اور خوشبو دار پھول اُگ رہے ہیں۔

آیت نمبر ۸: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ان نشانیوں میں کیا فائدے ہیں؟ ۱: نصیحت اور بصیرت۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی اس حکمتوں بھری کائنات کو طرح طرح کے ایسے عجائب اور کرشموں سے بھر دیا ہے، جو آنکھوں کو نورِ بصیرت سے نوازنے اور دلوں کو غفلت ولا پرواہی کے پردوں سے نکال کر ان میں تذکیر و یاد دہانی پیدا کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ ۲: بصیرت اور نصیحت کن کے لئے ہے؟ ۲: جو بندے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۳: رجوع کرنے والے سے کیا مراد ہے؟ ۳: "جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے وہ تو (حقیقتاً) اللہ کی طرف سچا رجوع کرتا ہے"۔ (سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۷۱)

علمی بات: نبی اکرم ﷺ خطا سے معصوم ہونے کے باوجود کمال عاجزی کے اظہار اور تعلیم امت کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بے شمار دعائیں مانگا کرتے تھے جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جو ہمیں بھی پڑھنی چاہیئے۔ "اے میرے پروردگار! مجھے اپنا فرمانبردار بنا اور اپنے لئے رونے و گڑگڑانے والا بنا اور اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو دے اور میرے دل کو راہ راست پر رکھنا۔" (ابن ماجہ)

عملی پہلو: ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتے ہوئے ہر وقت یہ دعا مانگتے رہنا چاہیئے تاکہ وہ ہمیں اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا دے۔

۴: ان نشانیوں میں نصیحت کا کیا سامان ہے؟ ۴: ان نشانیوں کو دیکھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۹: ۱: اس آیت میں کن نشانیوں کا ذکر ہے؟ ۱: بارش کا برسنا، باغات، اناج۔ ۲: برکت والے پانی سے کیا مراد ہے؟

۲: جس زمین پر بارش ہوتی ہے وہ بذات خود مٹی اور مردہ ہوتی ہے اور جو پانی برستا ہے وہ بھی بے جان ہوتا ہے۔ تاہم برکت والا اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ ایسا پاک پانی ہوتا ہے جس سے زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات فائدہ اُٹھاتی ہیں۔ جس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں زندگی آجاتی ہے اور زمین سے مخلوق کے فائدے کے لئے کھیتیاں اور پھل وغیرہ اُگتے ہیں۔ اس پانی کو انسان، جانور پینے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں اور کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: اس آیت میں کس نشانی کا ذکر ہے؟ ۱: کھجوروں کا جو لمبی لمبی ہوتی ہیں اور جن کے خوشے تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں۔

علمی بات: باغات میں کھجور کا پھل بھی آجاتا ہے۔ لیکن اسے الگ سے بطور خاص ذکر کیا، جس سے کھجور کی وہ اہمیت واضح ہے جو اسے عرب میں حاصل ہے۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رزق کس کے لئے ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندوں کے لئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے اس کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھائیں اور پھر اس کا شکر بھی ادا کریں۔ ۲: رزق کے اصل معنی کیا ہیں؟ ۲: ہر وہ نعمت جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کو دے رزق ہے۔ مثلاً مال، جان، بولنے کی صلاحیت، لکھنے کی صلاحیت وغیرہ۔ ۳: بارش کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا کرتا ہے؟ ۳: بنجر زمین کو زندہ کرتا ہے۔

۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بارش کے ذریعہ زمین کو زندہ کرنے کی مثال کیوں دی؟ ۴: انسان کو یہ سمجھانے کے لئے کہ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو گئی اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں موت دے گا تم زمین میں مٹی مٹی ہو جاؤ گے اور پھر روزِ قیامت اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: کن قوموں کا تذکرہ کیا گیا ہے؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، اصحاب الرس اور قوم ثمود۔ ۲: ان قوموں کا جُرم کیا تھا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسولوں کو جھٹلانا۔ ۳: اصحابُ الرس کون تھے؟ ۳: الرس کنویں کا نام ہے یعنی کنویں والے۔ یہ قوم ثمود کا کوئی قبیلہ تھا جنہوں نے اپنے نبی علیہ السلام کو جھٹلایا اور کنویں میں پھینک کر شہید کر دیا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان لوگوں پر بھی عذاب نازل ہوا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کنوئیں سمیت اس بستی کو زمین میں دھنسادیا۔ ۴: قوم ثمود کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس رسول کو بھیجا؟ ۴: حضرت صالح علیہ السلام۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اس آیت میں کن قوموں کا تذکرہ کیا گیا ہے؟ ۱: قوم عاد، آلِ فرعون، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم۔

۲: قوم عاد کی طرف کس رسول کو بھیجا گیا؟ ۲: حضرت ھود علیہ السلام۔ ۳: آلِ فرعون کی طرف کس رسول کو بھیجا گیا؟ ۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: اس آیت میں کن قوموں کا تذکرہ ہے؟ ۱: اصحابُ الایکہ اور قوم تبع۔ ۲: اصحابُ الایکہ سے کون سی قوم مراد ہے؟ ۲: قوم شعیب علیہ السلام۔

۳: قوم تبع کون تھے؟ ۳: "تُبع" لقب تھا یمن کے بادشاہ کا جیسے مصر کے باشاہ فرعون اور روم کے بادشاہ قیصر کہلاتے تھے۔ "تُبع" بہت گزرے ہیں ان کی حکومت سبا اور حضرموت کے علاقوں پر تھی۔ ۴: تمام قوموں کا جرم کیا تھا؟ ۴: اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ ۵: ان قوموں کے جرم کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب آیا۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: اس آیت میں مشرکین کی کس جہالت اور گمراہی کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح ہم کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اتنی بڑی کائنات پیدا کرنے کے بعد تھک چکا ہے۔ لہذا وہ دوسری بار کیسے لوگوں کو زندہ کرے گا؟

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی اس جہالت و گمراہی کا کیا جواب دیا؟ ۲: یہاں یہ جواب دیا گیا ہے کہ اصل بات یہ نہیں۔ یہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو تھکا ماندہ اور عاجز سمجھتے ہیں بلکہ ان کی عقل یہ بات قبول نہیں کرتی کہ انہیں دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ اس سلسلہ میں شک ہی میں مبتلا رہتے ہیں۔

۳: کیا مخلوق اور کائنات کو دوبارہ پیدا کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے مشکل ہے جیسا کہ کفار کا گمان تھا؟ ۳: ہرگز نہیں۔ قرآن میں مختلف مقامات پر یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارے نزدیک بھی ایک چیز کو دوسری بار بنانا پہلی بار سے آسان تر ہوتا ہے تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے دوسری بار زندہ کرنا کیسے مشکل ہوگا؟ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: "اور وہ (اللہ) وہی تو ہے جو پہلی بار پیدا فرماتا ہے مخلوق کو پھر وہی اس کو دوبارہ لوٹائے گا اور یہ اس کے لئے کہیں زیادہ آسان ہے"۔ (سورۃ الروم ۳۰، آیت: ۲۷)

آیت نمبر ۱۶: ۱: انسان کا خالق کون ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔

۲: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کی وسعت کا اظہار کیسے کیا گیا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان کے دل میں آنے والے خیالات سے بھی واقف ہے۔

عملی پہلو: ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب دل میں آنے والے خیالات سے بھی واقف ہے تو ہمارے اقوال اور اعمال بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں ہیں۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان سے کتنا قریب ہے؟ ۳: انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ ۴: شہ رگ سے کیا مراد ہے؟ ۴: رگِ گردن، رگِ جان (بڑی شریان) جو گلہ کے سامنے کی طرف ہوتی ہے جس کے ذریعہ خون جسم میں پہنچتا ہے جس کے کاٹنے سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس کو Aorta بھی کہتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: اس آیت میں کن فرشتوں کا ذکر ہے؟ ۱: انسانی اقوال و اعمال کو لکھنے والے فرشتے۔ جنہیں کراماً کاتبین یعنی معزز لکھنے والے بھی کہا گیا۔ (سورۃ الانفطار ۸۲، آیت: ۱۱)

۲: لکھنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: لکھنے سے مراد ریکارڈ میں لانا مراد ہے۔ اس کے لئے تمام ممکنہ طریقے استعمال ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ آج کے انسان نے اس کے کئی طریقے اور آلات ایجاد کر لیئے ہیں فرشتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس کام پر معمور ہیں ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری سوچ سے بھی بڑھ کر ذرائع اور طریقے عطا فرمانے والا ہے۔ ۳: یہ فرشتے کتنے ہیں اور کہاں بیٹھے ہوتے ہیں؟ ۳: دو فرشتے ہیں اور انسان کے دائیں اور بائیں کاندھے پر۔

۴: یہ دونوں فرشتے کیا لکھ رہے ہوتے ہیں؟ ۴: دایاں فرشتہ انسان کے نیک اقوال و افعال اور بایاں فرشتہ انسان کے بُرے اقوال و افعال لکھ رہا ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: نگران فرشتہ کس بات کے لئے تیار رہتا ہے؟ ۱: انسان کے ایک ایک لفظ کو لکھ کر محفوظ کرنے کے لئے۔

زبان کی حفاظت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ: ۱۔ "انسانوں کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی شے یہ زبان ہے"۔ (جامع ترمذی)

۲۔ "دو چیزیں ہیں جن کے شر سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی کو بچالے تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک تو وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان ہے اور ایک وہ چیز جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے"۔ (مسند احمد) ۳۔ "مومن کی نجات زبان کی حفاظت میں ہے"۔ (مسند احمد)

۴۔"تم میں سے جو اللہ ﷻ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا اسے چاہیئے کہ خاموش رہے"۔(صحیح بخاری)

آیت نمبر ۱۹: ۱: آیت میں کس حقیقت کا ذکر ہے؟ ۱: موت کی سختی کا جو آ کر رہے گی۔

۲: موت سے متعلق انسان کے کس عمومی طرزِ عمل کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: موت سے بھاگتا ہے۔

علمی بات: اکثر لوگ دنیاوی زندگی میں کھو جاتے ہیں اور غافل ہو کر موت کو بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ موت سے بھاگنا ممکن نہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "تم جہاں کہیں ہوگے موت تمہیں آ ہی پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو"۔ (سورۃ النساء ۴، آیت:۷۸)

آیت نمبر ۲۰: ۱: صور کیا ہے؟ ۱: سینگ نما آلہ ہے جس میں پھونکنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ ۲: صور میں کون پھونکے گا؟ ۲: اللہ ﷻ کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام۔ ۳: صور کتنی قسم کا ہوگا؟ ۳: تین قسم کا ہوگا: i۔ نفخۃ الفزع۔(سورۃ النمل ۲۷، آیت:۸۷) ii۔ نفخۃ الصعق۔ iii۔ نفخۃ القیام (سورۃ الزمر ۳۹، آیت:۶۸) ۴: نفخۃ الفزع کیا ہے؟ ۴: پہلی دفعہ صور میں پھونکنا جس سے گھبراہٹ طاری ہو جائے گی۔ ۵: نفخۃ الصعق کیا ہے؟

۵: دوسری دفعہ صور میں پھونکنا جس سے تمام جانداروں پر موت طاری ہو جائے گی۔ بعض مفسرین نے نفخۃ الفزع اور نفخۃ الصعق کو ایک ہی نفخہ شمار کیا ہے۔

۶: نفخۃ القیام کیا ہے؟ ۶: تیسری مرتبہ صور میں پھونکنا جس سے تمام انسان دوبارہ جی اُٹھیں گے۔ اور اپنے رب کے سامنے حاضر کیئے جائیں گے۔

۷: انبیاء علیہم السلام انسانوں کو کس دن سے ڈراتے رہے؟ ۷: آخرت کے دن سے۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: ہر انسان کے ساتھ روزِ قیامت کتنے فرشتے ہوں گے؟ ۱: دو فرشتے۔

۲: روزِ قیامت ہر انسان کے ساتھ کون سے دو فرشتے ہوں گے؟ ۲: ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: آخرت سے متعلق انسان کے کس رویہ کا ذکر ہے؟ ۱: آخرت کو بھلا دینا اور دنیا ہی کو مقصود بنا لینا۔

۲: اس آیت میں پردے سے کیا مراد ہے؟ ۲: آخرت سے غافل ہو جانا اور اس کی تیاری نہ کرنا۔

عملی پہلو: آخرت سے غفلت کا لازمی نتیجہ نیکیوں سے دوری ہے۔ لہٰذا ہمیں اللہ ﷻ سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔ اسی طرح قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے "اور انہیں اس رنج و افسوس کے دن کا ڈر سنا دیجیئے جبکہ کام انجام کو پہنچا دیا جائے گا۔ اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے"۔(سورۃ مریم ۱۹، آیت:۳۹)

۳: اس آیت میں قیامت کے دن کی کس کیفیت کا بیان ہے؟ ۳: انسان اپنی آنکھوں سے آخرت کے مناظر کو دیکھ رہا ہوگا اور تمام حقائق اس کی آنکھوں کے سامنے موجود ہوں گے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: روزِ قیامت ساتھی فرشتے کے پاس کیا ہوگا؟ ۱: ہر شخص کا نامۂ اعمال ۲: نامۂ اعمال سے کیا مراد ہے؟ ۲: انسان کی پوری زندگی کا ریکارڈ جو وہ پوری زندگی کرتا رہا۔ خواہ نیت ہو یا قول یا عمل۔ ۳: نامۂ اعمال کون تیار کرتا ہے؟ ۳: کراماً کاتبین فرشتے اللہ ﷻ کے حکم سے تیار کرتے ہیں۔

۴: نامۂ اعمال کیوں لکھا جاتا ہے؟ ۴: تاکہ قیامت کے دن انسان کے تمام اعمال اس کے سامنے بطورِ ثبوت پیش کیئے جاسکیں۔

عملی پہلو: قیامت کے دن ہر شخص اپنے تمام اعمال کو دیکھ لے گا جیسا کہ سورۃ الزلزال ۹۹، آیت:۷،۸ میں ہے "پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا"۔ ہمیں یہ حقیقت ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: اللہ ﷻ کے نافرمانوں کا کیا انجام ہوگا؟ ۱: جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ ۲: قیامت کے دن اللہ ﷻ کے حکم پر کون مجرموں کو جہنم میں پھینکیں گے؟ ۲: وہ ہی دو فرشتے جو انسان کے ساتھ ہوں گے۔ ۳: اہلِ جہنم کی کن بُرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: i۔ کفر کرنا۔ ii۔ سرکشی کرنا۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: اہلِ جہنم کی مزید کن بُرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: i۔ بھلائی سے منع کرنا۔ ii۔ حد سے بڑھنا۔ iii۔ دین میں شک کرنا

علمی بات: لغوی اعتبار سے دین کا مفہوم ہے قانون اور طریقہ اور اصطلاحی اعتبار سے دین کا مفہوم ہے "اللہ کا مخلوق کے لئے عطا کردہ قانون اور طریقہ زندگی۔"

عملی پہلو: ہمیں ایسے لوگوں اور ان بُری صفات سے خود بھی بچنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی بچانا چاہیئے۔ ایسے لوگ نہ صرف خود بھی بھلائی کے کاموں سے رکے رہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی روکتے رہتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں بھلائی کہیں پھیلنے نہ پائے۔

آیت نمبر۲۶: ۱: اہلِ جہنم کی مزید کن بُرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: شرک کرنا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور خوشخبری دی کہ جو شخص اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا"۔ (جامع ترمذی) ۲: قیامت کے دن مندرجہ بالا بُرائیاں کرنے والوں کا کیا انجام ہو گا؟ ۲: سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں گے۔

آیت نمبر۲۷: ۱: اس آیت میں ساتھی سے کون مراد ہے؟ ۱: شیطان۔ جو دنیا میں انسان کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ (سورۃ الزخرف ۴۳، آیت: ۳۶)

۲: شیطان قیامت کے دن انسان کی گمراہی کی کیا وجہ بیان کرے گا؟ ۲: میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود راستے سے بھٹکا ہوا تھا۔

آیت نمبر۲۸: ۱: اس آیت میں کس جھگڑے کی طرف اشارہ ہے؟ ۱: انسان اور شیطان کے درمیان جھگڑے کا ذکر ہے جو ایک دوسرے کو قصوروار ٹھہرا رہے ہوں گے۔ جیسا کہ ان کے جھگڑے کا ذکر سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت: ۲۲ میں ہے کہ "شیطان کہے گا کہ تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو"۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے جھگڑے پر کیا فرمائے گا؟ ۲: میرے سامنے جھگڑا مت کرو۔ ۳: آخرت کے دن مجرم جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے جو عذر پیش کریں گے وہ قبول کیوں نہیں ہوں گے؟ ۳: کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی آخرت کے عذاب سے ڈرایا تھا۔

آیت نمبر۲۹: ۱: "اللہ کے ہاں بات بدلی نہیں جاتی" اس سے کیا مراد ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے طے فرمادیا کہ نافرمانوں کے لئے عذاب ہے اور فرمانبرداروں کے لئے اجر ہے اور یہ بات کسی کے لئے بدلی نہیں جاتی۔ ۲: اس آیت میں کیا بیان فرمایا گیا ہے؟ ۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں پر قطعاً ظلم نہیں فرمائے گا۔

جیسا کہ ارشاد ہے "یقیناً نیک لوگ (جنت کی) نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔" (سورۃ لانفطار: آیت: ۱۳، ۱۴)

آیت نمبر۳۰: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہنم سے روزِ قیامت کیا پوچھے گا؟ ۱: کیا تو بھر گئی؟ یہ انداز مجرموں کو ڈرانے کا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "یقیناً میں جہنم کو جنّوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ (سورۃ السجدہ ۳۲: آیت: ۱۳) ۲: جہنم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوال پر کیا جواب دے گی؟ ۲: کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہ انداز جہنم کی وسعت کو بیان کرنے کا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو دوزخ یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی ہے تاآں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھ دے گا اس وقت وہ کہے گی، بس بس (میں بھر گئی)" (صحیح بخاری، مسند احمد)

آیت نمبر۳۱: ۱: روزِ قیامت متقین پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کس نعمت کا ذکر ہے؟ ۱: جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ مراد یہ ہے کہ جنت میں داخلہ کے لئے اب کوئی انتظار یا مشقت نہ ہو گی۔

آیت نمبر۳۲: ۱: نیک لوگوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا وعدہ فرمایا ہے؟ ۱: جنت کا وعدہ۔

۲: اہلِ جنت کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۲: i۔ توبہ کرنے والے۔ ii۔ حفاظت کرنے والے۔

۳: اس آیت میں لفظ اوّاب استعمال ہوا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ ۳: اس سے مراد ایسا شخص ہے جس نے نافرمانی اور خواہشات نفس کی پیروی کا راستہ چھوڑ کر اطاعت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضاجوئی کا راستہ اختیار کر لیا ہو، جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ناپسند ہے، اور ہر اس چیز کو اختیار کرلے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پسند ہے۔

۴: یہاں حفاظت کرنے والے سے کیا مراد ہے؟ ۴: جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور ان سے استغفار کرے۔ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ کا حکم بجالائے۔

آیت نمبر۳۳: ۱: اہلِ جنت کی کیا مزید صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: i۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنا۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا دل لانا۔

۲: رجوع کرنے والے دل سے کیا مراد ہے؟ ۲: ایسا دل جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد رکھے۔

عملی پہلو: یہ آیت مومن کی دو بنیادی خوبیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک یہ کہ وہ محسوس نہ ہونے اور نظر نہ آنے کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت رحمت سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود گناہوں پر بہادر نہیں ہوتا۔ یہی دو خوبیاں اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں عزت کا مستحق بناتی ہیں۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: مندرجہ بالا صفات رکھنے والے نیک لوگوں کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

۲: سلامتی کے ساتھ داخل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ۲: ایک معنی ہیں سلامتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے رنج و غم اور فکر و آفات سے محفوظ ہو کر اس جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور دوسرے معنی ہیں سلام اس کا مطلب ہے کہ آؤ اس جنت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کی طرف سے تم کو سلام ہے۔ جیسا کہ جنتیوں کو کہا جائے گا: "سلام ہو (تم پر) مہربان رب کی طرف سے"۔ (سورۃ یٰسین ۳۶، آیت: ۵۸)

۳: ہمیشہ رہنے کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۳: اس دن جسے جو چیز ملے گی وہ ہمیشہ کے لئے ہو گی۔ جنت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوں گی۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: جنت کی کن نعمتوں کا ذکر ہے؟ ۱: انسان جو چاہے گا وہ اُسے ملے گا۔ اس کے علاوہ مزید نعمتیں بھی ہوں گی۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حدیث قدسی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک آیا ہے"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

آیت نمبر ۳۶: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نافرمانوں کو کس بات سے عبرت دلائی؟ ۱: پچھلی قوموں کی ہلاکت سے۔

۲: اہل مکہ کا سابقہ قوموں سے کس لحاظ سے تقابل کیا گیا؟ ۲: سابقہ قومیں قوت میں مشرکین مکہ سے کہیں بڑھ کر تھیں۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب آنے پر نافرمان قوموں کی کس بے بسی کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: شہروں میں چلنے پھرنے اور طاقت و قوت ہونے کے باوجود عذاب سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائی۔

۴: شہروں میں پھرنے سے کیا مراد ہے؟ ۴: یہ قومیں اتنی طاقتور اور جنگجو تھیں کہ انہوں نے اپنے ملک پر ہی اکتفا نہیں کیا تھا۔ بلکہ اردگرد کے بھی کئی ملکوں پر حکمرانی کی۔ پھر جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب آیا تو انہیں کہیں بھی پناہ کی جگہ نہ مل سکی۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: سابقہ نافرمان قوموں کے حالات قرآنِ حکیم میں کیوں ذکر کیئے گئے؟ ۱: تاکہ نصیحت و عبرت حاصل کی جا سکے۔ مزید یہ کہ بُرے لوگوں کے حالات سے واقف ہو کر ان بُرائیوں سے بچنے کی کوشش کی جائے جن کی وجہ سے اُن پر عذاب آئے۔

۲: نصیحت حاصل کرنے کے لئے کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟ ۲: i۔ قلب سلیم رکھنے والا ہو۔ ii۔ حاضر دماغی کے ساتھ غور سے سننے والا ہو۔

مراد یہ ہے کہ دل میں ہدایت کی تڑپ ہو تو انسان حق بات کو سمجھ لیتا ہے یا کم از کم توجہ سے سمجھانے والے کی بات کو سنے تو حق بات کو پا سکتا ہے۔

علمی بات: ہدایت (نصیحت) ان ہی لوگوں کو فائدہ دیتی ہے جو ہدایت کے طالب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور وہ اپنی طرف راستہ دکھا دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے"۔ (سورۃ شوریٰ ۴۲، آیت: ۱۳)

آیت نمبر ۳۸: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کس تخلیق کا ذکر ہے؟ ۱: کائنات کا۔ سادہ انداز میں آسمان اور زمین کے الفاظ عموماً پوری کائنات کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

۲: آسمان اور زمین کے درمیان کیا ہے؟ ۲: پوری کائنات ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کائنات کو کتنے دنوں میں تخلیق فرمایا؟ ۳: چھ دنوں میں۔

تاہم اس سے مراد ہمارے ۲۴ گھنٹوں کے چھ دن نہیں ہیں۔ ان چھ دنوں کی حقیقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ ایک مقام پر ان دنوں کی کچھ وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔ "اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے چار دنوں میں زمین اور دو دنوں میں آسمان بنائے"۔ (سورہ حٰم السجدہ ۴۱، آیات: ۹ تا ۱۲)

۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے کس گمراہ کن تصور کی نفی کی ہے؟ ۴: یہود و نصاریٰ کا تصور ہے کہ کائنات کی تخلیق کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ معاذ اللہ تھک گیا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ساتویں دن آرام کیا۔ یہاں وضاحت کی گئی ہے کہ کائنات کی تخلیق کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو تھکن نے چھُوا تک نہیں۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کفار کے طرزِ عمل پر کیا تلقین فرمائی؟ ۱: i۔ آپ ﷺ صبر کیجیے اس پر جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں۔

ii۔ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجیے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرنے سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور مشکلات کو برداشت کرنے کی ہمت بڑھتی ہے

۲: تسبیح اور حمد آپ ﷺ کو کن اوقات میں کرنے کی رہنمائی کی گئی ہے؟ ۲: i۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے یعنی تہجد اور فجر کی نماز ہے۔

ii۔ سورج غروب ہونے سے پہلے یعنی ظہر اور عصر کی نماز ہے۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: آپ ﷺ کو کن اوقات میں تسبیح اور حمد کرنے کا حکم فرمایا گیا؟ ۱: رات کے اوقات میں یعنی مغرب اور عشاء کی نماز۔

۲: سجدوں کے بعد تسبیح و حمد سے کیا مراد ہے؟ ۲: سجدوں کی بعد کی تسبیحات سے مراد اذکارِ مسنونہ اور نوافل ہیں۔

عملی پہلو: نبی کریم ﷺ نے نمازوں کے بعد کے اذکار بھی ہمیں سکھائے ہیں۔

علمی بات: نماز کے بعد مسنون اذکار کا صفحہ اس سورت کے نکات کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن ان مسنون اذکار کے ساتھ یہ خیال بھی رکھا جائے کہ جو ذکر بھی کیا جائے اس کے معنی اچھی طرح سمجھ لینے چاہئیں اور پھر معنی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اِن کو پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: پکارنے والے سے کون مراد ہیں؟ ۱: صُور پھونکنے والے یعنی اسرافیل علیہ السلام ۲: قریب کی جگہ سے کیا مراد ہے؟ ۲: پوری دنیا میں آواز یکساں سنائی دے گی۔ ہر شخص محسوس کرے گا کہ آواز اس کے پاس ہی سے آرہی ہے۔ موجودہ سائنسی ایجادات کی موجودگی میں اس بات کو سمجھنا اب بہت آسان ہو گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: سخت چیخ کی آواز سے کیا مراد ہے؟ ۱: نفخۃ القیام یعنی صور کی آواز۔

۲: صور کی اس آواز کا نتیجہ نکلے گا؟ ۲: صور کی آواز سن کر سارے مُردے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: اس آیت میں کس حقیقت کا بیان ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زندگی عطا فرماتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی موت دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: قیامت کے دن کا کیا نقشہ کھینچا گیا ہے؟ ۱: زمین پھٹ جائے گی اور انسان زندہ ہو کر اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

۲: آخرت کے واقع ہونے کی کیا دلیل دی گئی ہے؟ ۲: یہ کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے بہت آسان ہے۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: کفار کی بد کلامی پر نبی کریم ﷺ کو کیا تسلی دی گئی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جو یہ کہہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا کام پیغام پہنچانا ہے زبردستی منوانا نہیں ہے۔ پھر جس کے دل میں ذرا بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف ہو گا وہ تو یقیناً اس نصیحت کو قبول کرلے گا اور جو لوگ قرآن سننا بھی گوارا نہ کریں تو ان کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہے اور آپ ﷺ پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۲: آپ ﷺ قرآن حکیم کے ذریعہ سے نصیحت فرمایئے۔ نبی کریم ﷺ قرآن حکیم کے ذریعہ تبلیغ فرماتے تھے۔ (سورۃ المائدہ ۵، آیت: ۶۷) آپ ﷺ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ لوگوں کو دین حق کی دعوت دی اور ان تک قرآن حکیم کے احکام واضح طور پر پہنچائے اور اپنے ارشادات و عمل سے ان کی مکمل وضاحت فرمائی۔

عملی پہلو: ہمیں بھی قرآنِ حکیم کو سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ (صحیح بخاری)

۳: نصیحت سے فائدہ کون اُٹھائیں گے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے والے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) قرآنِ حکیم میں کل کتنی منزلیں ہیں؟

(الف) چھ ✓ (ب) سات (ج) آٹھ

(۲) اس سورت کے پہلے رکوع میں کتنی قوموں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا؟

(الف) دو (ب) چار ✓ (ج) آٹھ

(۳) قیامت کے دن ہر انسان کے ساتھ کون سے دو فرشتے ہوں گے؟

(الف) جبرائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام (ب) ہاروت علیہ السلام اور ماروت علیہ السلام ✓ (ج) ہانکنے والا اور گواہی دینے والا

(۴) قیامت کے دن جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ جہنم سے پوچھے گا کیا تو بھر چکی تو جہنم کیا جواب دے گی؟

(الف) میں بھر گئی (ب) میں نہیں بھری ✓ (ج) کیا کچھ اور بھی ہے؟

(۵) سورت کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنِ حکیم کے ذریعہ نصیحت کرنے کا حکم کن لوگوں کے لئے دیا گیا ہے؟

(الف) آخرت سے غفلت برتنے والوں ✓(ب) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے والوں

(ج) آخرت کے عذاب سے بے خوف رہنے والوں۔

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱- اس سورت کے پہلے رکوع میں رسالت و آخرت کے بارے میں مشرکین مکہ کے کن اعتراضات کا ذکر کیا گیا ہے؟

i۔ رسول انسان نہیں ہو سکتا۔ ii۔ کیسے ممکن ہے کہ ہم مر کر مٹی ہو جائیں اور پھر زندہ کیئے جائیں۔

۲- اس سورت کے پہلے رکوع میں بارش کے کیا فوائد بیان کیئے گئے ہیں؟

آسمان سے نازل ہونے والے بابرکت پانی سے باغات، نباتات اور کھجوروں کے درخت اُگتے ہیں جو روزی کا ذریعہ ہیں۔ اسی طرح بارش کا پانی بنجر اور ویران زمینوں کی زرخیزی کا باعث بھی بنتا ہے۔

۳- اس سورت کے پہلے رکوع میں اہلِ جہنم کے کیا جرائم بیان کیئے گئے ہیں؟

کفر، سرکشی، نیکی سے روکنا، حد سے بڑھنا، شک کرنا، شرک کرنا۔

۴- قرآنِ حکیم سے نصیحت حاصل کرنے کی کیا شرائط ہیں؟ اس سورت کے تیسرے رکوع کی روشنی میں بیان کریں۔

قلبِ سلیم یعنی حق کو قبول کرنے والا نرم دل، کان لگا کر سننا، توجہ دینا۔

۵- اس سورت کے تیسرے رکوع میں کن اوقات میں تسبیح کرنے کا حکم ہے؟

سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے۔ رات کے اوقات میں اور سجدوں یعنی نمازوں کے بعد۔

عملی سرگرمی:

ا۔ آیت: ۱۰ کے ضمن میں طلبہ کو کھجوروں کی اہمیت کے بارے میں بتائیں اور عجوہ کھجور کی فضیلت تحریر کروائیں۔

نکات: کھجور میں دوسرے پھلوں کی نسبت زیادہ غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں۔ کھجور اور پانی دو چیزیں مل کر مکمل غذا بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "بعض دفعہ ہمارے گھر میں دو دو ماہ تک چولہا نہیں جلتا تھا اور ہمارا گزارا صرف دو کالی چیزوں (کھجور اور مٹکے کے پانی) پر ہوتا تھا"۔ (صحیح بخاری)

عجوہ کھجور مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ایک قسم ہے، جو مائل بہ سیاہی ہوتی ہے، یہ قسم مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سب سے عمدہ اور اعلیٰ ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عجوہ جنت کے میووں میں سے ہے اور اس میں شفا ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔" (جامع ترمذی)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی ہر صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھالے تو اس دن کوئی زہر اور جادو اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" (صحیح بخاری)

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کے بعد مسنون اذکار

☆ اَللّٰہُ اَکْبَرُ — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (صحیح بخاری)

اللہ سب سے بڑا ہے۔ — میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں — میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں — میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں

☆ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ (مسلم ابوداوٗد)

اے اللہ! تو ہی ''السلام'' ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے تو بہت بابرکت ہے اے صاحب جلالت وعزت!

☆ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ (ابوداوٗد)

اے میرے ربّ! میری مدد فرما اپنے ذکر اور شکر پر اور (اس پر کہ) میں تیری عبادت اچھے طریقے سے کرتا رہوں

☆ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ اکیلا ہے۔ نہیں ہے کوئی شریک اس کا۔ اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری) (ابوداوٗد)

اے اللہ! نہیں کوئی روک سکتا اس چیز کو جو تو دے اور نہیں کوئی دے سکتا اس کو جسے تو روک لے اور نہیں نفع دے سکتی کسی صاحب حیثیت کو تجھ سے اس کی حیثیت

☆ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ اکیلا ہے۔ نہیں ہے کوئی شریک اس کا۔ اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ

نہیں ہے گناہ سے بچنے کی ہمت اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ اور نہیں ہم عبادت کرتے مگر صرف اسی کی۔

الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (مسلم) (نسائی)

اُسی کا (ہم پر) احسان ہے اور اسی کا فضل اور وہی مستحق ہے اچھی تعریف کا۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ہی ہم اسی کی خالص بندگی کرتے ہیں خواہ برا سمجھیں کافر

☆ سُبْحَانَ اللّٰهِ 33 مرتبہ — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ 33 مرتبہ — اَللّٰهُ اَكْبَرُ 33 مرتبہ

پاک ہے اللہ — سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے — اللہ سب سے بڑا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ایک مرتبہ (مسلم)

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ اکیلا ہے۔ نہیں ہے کوئی شریک اس کا۔ اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیۃ الکرسی: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ایک مرتبہ مکمل (نسائی)

☆ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورۃ مکمل — قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سورۃ مکمل — قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سورۃ مکمل

ظہر، عصر اور عشاء کے بعد ایک ایک مرتبہ — فجر اور مغرب کے بعد تین تین مرتبہ (ابوداوٗد نسائی)

دی علم فاؤنڈیشن

سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۳۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۳۴ تا ۶۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قیامت کے واقع ہونے کے لئے کون سے دلائل بیان کیئے گئے ہیں؟

۲۔ بادلوں میں اللہ ﷻ کی کیا قدرت نظر آتی ہے؟

۳۔ "آسمان راستوں والا ہے" سے کیا مراد ہے؟

۴۔ اہل جنت کی کون سی صفات بیان کی گئی ہیں؟

۵۔ سحر کے اوقات میں استغفار کی کیا اہمیت ہے؟

۶۔ ہمارا رزق آسمان میں ہونے سے کیا مراد ہے؟

۷۔ انسانوں اور جنّات کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟

ربطِ سورت: گزشتہ سورت "سورۃ قٓ" میں اللہ ﷻ کی قدرتوں کے بیان کے ذریعہ آخرت کے عقیدہ پر زور دیا گیا تھا۔ سورۃ الذاریات میں آخرت کے جھٹلانے والوں پر آنے والے دنیاوی عذابوں کو بیان کر کے عبرت دلائی گئی ہے۔ سورۃ قٓ میں آخرت کے جھٹلانے والوں کا مختصر ذکر تھا۔ سورۃ الذاریات میں جھٹلانے والی قوموں کا تفصیلی بیان ہے۔ سورۃ قٓ کے آخر میں قرآنِ حکیم سے یاد دہانی اور نصیحت کرانے کا ذکر تھا۔ سورۃ الذاریات میں فرمایا گیا ہے کہ یاد دہانی اور نصیحت اہل ایمان کو نفع دیتی ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: قسم کیوں کھائی جاتی ہے؟ ۱: بات میں وزن اور تاکید پیدا کرنے کے لئے۔ ۲: کن ہواؤں کی قسم کھائی گئی ہے؟ ۲: جو ذرات اُڑا کر بکھیر دیتی ہیں۔

آیت نمبر ۲: ۱: بوجھ سے کیا مراد ہے؟ ۱: بادل۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی کتنی بڑی قدرت ہے کہ پانی سے بھرے ٹنوں وزنی بادل آسمان و زمین کے درمیان معلق ہیں اور ہوائیں اللہ ﷻ کے حکم سے انہیں اُٹھائے پھرتی

ہیں۔ نہ زمین کی کشش ثقل انہیں اپنی طرف کھینچ پاتی ہے اور نہ وہ اُڑ کر خلاؤں میں کھو جاتے ہیں۔ پھر یہ بادل اللہ ﷻ کے حکم سے جہاں وہ چاہتا ہے برستے ہیں۔

آیت نمبر۳: ۱: اس آیت میں کس چیز کی قسم فرمائی گئی ؟ ۱: کشتیوں کی جو اللہ ﷻ کے حکم سے چلتی ہیں۔

۲: کشتیوں اور ہواؤں کا آپس میں کیا تعلق ہے ؟ ۲: پہلے زمانے میں جب کہ انجن دریافت نہیں ہوئے تھے تو کشتیوں کی آمدورفت کا انحصار ہواؤں کے چلنے پر تھا اور بڑے بادبانوں کے ذریعے کشتیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا کرتی تھیں۔

آیت نمبر۴: ۱: اس آیت میں کس چیز کی قسم فرمائی گئی ؟ ۱: فرشتوں کی جو مختلف کاموں پر مقرر کیئے گئے ہیں مثلاً موت، عذاب، بارش اور رزق وغیرہ پر مامور فرشتے۔ ۲: اللہ ﷻ کے حکم سے کس چیز کی تقسیم کا ذکر ہے ؟ ۲: بارش۔

علمی بات: اس دنیا میں ہر کام اللہ ﷻ کی مشیت و ارادہ سے ہوتا ہے۔ بارش کہاں ہو گی؟ کب ہو گی؟ کتنی ہو گی؟ یہ حقیقی علم اور اِس کا اختیار اللہ ﷻ کے پاس ہے۔ (سورۃ القمان ۳۱، آیت: ۳۴) ۳: قسموں کے ذریعہ کیا بات سمجھائی جارہی ہے ؟ ۳: یہ سمجھایا جارہا ہے جو اللہ ﷻ یہ سارے کام کر رہا ہے جو بظاہر مشکل اور ناممکن نظر آتے ہیں وہ اللہ ﷻ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ اپنی پیدا فرمائی ہوئی مخلوق کو فنا کر کے قیامت کے روز دوبارہ زندہ فرمائے۔

آیت نمبر۵: ۱: ابتدائی آیات میں قسم کس بات پر فرمائی گئی ہے ؟ ۱: ایک سچے وعدے پر۔ ۲: سچا وعدہ کیا ہے ؟ ۲: آخرت کا دن جو واقع ہونے والا ہے۔

آیت نمبر۶: ۱: بدلے کے دن سے کیا مراد ہے ؟ ۱: آخرت کا دن جس میں نیک لوگوں کو اچھا بدلہ اور بُرے لوگوں کو بُرا بدلہ ملے گا۔ ۲: یہاں ہواؤں اور بارش کے نظام کے بعد قسم کھا کر بدلہ کے دن کا ذکر کیوں کیا گیا ہے ؟ ۲: ہواؤں اور بارش کا نظام گواہ ہے کہ آخرت کا وعدہ سچا ہے اور انصاف ہونا ضروری ہے۔ جب اس دنیا میں ہوا تک بے نتیجہ نہیں چلتی تو کیا اتنا بڑا نظامِ زندگی یوں ہی بے نتیجہ چل رہا ہے؟ یقیناً نہیں۔ گویا لازماً اس کے انجام کا فیصلہ ہو گا وہ ہی آخرت ہے۔

آیت نمبر۷: ۱: آسمان کی کیا صفت بیان کی گئی ہے ؟ ۱: آسمان جو راستوں والا ہے۔

۲: راستوں سے کیا مراد ہے ؟ ۲: i۔ فرشتوں کی گزر گاہیں۔ ii۔ ستاروں کی گردش کے راستے۔ ان ستاروں کی گردش سے انسان بھی راستہ تلاش کرتے ہیں۔

آیت نمبر۸: ۱: لوگ کس کے بارے میں مختلف رائے رکھتے تھے ؟ ۱: آخرت کے دن کے بارے میں۔ ۲: قیامت کے بارے میں اختلاف رائے کیا تھا؟ ۲: اکثر لوگ سمجھتے تھے کہ آخرت کا واقع ہونا ناممکن ہے۔ کچھ لوگ آخرت کا صاف انکار کرتے ہیں۔ کچھ اس کے بارے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ کچھ لوگ اس کا انکار تو نہیں کرتے لیکن باطل گمان رکھتے ہیں کہ ان کے جھوٹے معبود ان کو قیامت کے دن اللہ ﷻ کے عذاب سے بچالیں گے۔

آیت نمبر۹: ۱: قیامت کا انکار کون لوگ کرتے ہیں؟ ۱: ہٹ دھرمی کرنے والے اور جھوٹے لوگ جو زمین و آسمان کی بامقصد تخلیق پر غور نہ کر کے خود بے مقصد زندگی گزارتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں۔

آیت نمبر۱۰: ۱: آخرت کا انکار کرنے والوں کی کیا بُرائیاں بیان کی گئی ہیں؟ ۱: بے سند اور بغیر دلیل کے باتیں کرنے والے ہیں۔

۲: بے سند باتیں کرنے والوں کی مذمت کیسے کی گئی ہے ؟ ۲: ایسے لوگوں کو ہلاکت کی بُری خبر سنائی گئی۔

۳: بے سند باتیں کرنے والوں سے کون مراد ہے ؟ ۳: وہ لوگ جن کے پاس آخرت کو جھٹلانے کی کوئی دلیل نہ ہو۔

آیت نمبر۱۱: ۱: آخرت کا انکار کرنے والوں کی کیا بُرائی بیان کی گئی ہے ؟ ۱: آخرت کو بھُلا دینا۔ ۲: آخرت کو بھلا دینے سے کیا مراد ہے ؟ ۲: جان بوجھ کر آخرت کے بارے میں غفلت برتنا۔ یعنی آخرت کی کوئی تیاری نہ کرنا اور اس خیال میں رہنا کہ مرنے کے بعد نہ کوئی دوسری زندگی ہو گی اور نہ ہی کوئی حساب و کتاب۔

آیت نمبر۱۲: ۱: آخرت کے انکار کرنے والوں کے کس طرزِ عمل کا ذکر ہے؟ ۱: دنیا کی دلچسپیوں میں مست ہیں۔ آخرت سے بالکل بے فکر اور بے نیاز ہو کر طنزاً سوال کرتے ہیں کہ وہ کب قائم ہو گی؟

آیت نمبر۱۳: ۱: آخرت کے انکار کرنے والوں کے سوال کا کیا جواب دیا گیا ہے ؟ ۱: آخرت کا دن وہ ہو گا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔ کفار کا یہ سوال کہ روزِ جزا کب آئے گا، علم حاصل کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ طنزاً اور مذاق اڑانے کے لئے تھا۔ اس لئے ان کو سخت انداز سے جواب دیا گیا۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: آخرت کا انکار کرنے والوں کو کیا تنبیہ کی جائے گی؟ ۱: i۔ چکھو اپنے کیئے کی سزا۔ ii۔ اسی کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: متقین کو کیا نعمتیں دی جائیں گی؟ ۱: جنت اور چشمے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: متقین کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ خوشی خوشی وصول و قبول کر رہے ہوں گے جو کچھ ان کا رب انہیں عطا فرمائے گا۔

۲: متقین کو یہ نعمتیں عطا کیئے جانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۲: وہ دنیا میں نیک زندگی گزارنے والے تھے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: جنت میں لے جانے والے کون سے کام بیان کیئے گئے ہیں؟ ۱: رات کو کم سونا۔

۲: رات کو کم سونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارنا یعنی تہجد کی نماز کا اہتمام کرنا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، سلام پھیلاؤ اور رات کو اُٹھ کر نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔ (مسند احمد)

عملی پہلو: ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی راتوں کو اُٹھ کر اللہ ﷻ کی عبادت کا اہتمام کریں۔ نمازِ تہجد کا اہتمام کرنے والوں کی نمازِ فجر کی پابندی ہو ہی جاتی ہے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: جنت میں لے جانے والے کس کام کا ذکر ہے؟ ۱: سحر کے اوقات میں استغفار کرنا۔

۲: سحر کے وقت سے کیا مراد ہے؟ ۲: رات کا آخری حصہ یعنی صبح صادق سے پہلے کا وقت۔

علمی بات: سحر کا وقت قبولیتِ دعا کے بہترین اوقات میں سے ہے

فرمانِ نبوی ﷺ: جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ ﷻ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ندا فرماتا ہے کہ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں کوئی سائل ہے کہ میں اس کے سوال کو پورا کردوں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۱۹: ۱: جنت میں لے جانے والے کس کام کا ذکر ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کی راہ میں باقاعدگی سے مال خرچ کرنا۔ ۲: اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے کا کیا طریقہ بیان کیا گیا ہے؟ ۲: سوال کرنے والوں اور محروم لوگوں پہ خرچ کرنا۔ ۳: یہاں کون سے مال خرچ کرنے کا ذکر ہے؟ ۳: زکوۃ کے علاوہ مال خرچ کرنے کا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حصہ مقرر ہے"۔ (جامع ترمذی)

۴: سائل کسے کہتے ہیں؟ ۴: اپنی ضرورت کے لئے دوسروں سے مانگنے والا۔

۵: محروم کسے کہتے ہیں؟ ۵: وہ لوگ جو مانگتے نہیں ہیں لیکن محتاج اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: زمین میں کس کے لئے نشانیاں ہیں؟ ۱: یقین کرنے والوں کے لئے۔ ۲: نشانیوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کی پہچان کی علامات۔

۳: زمین میں اللہ ﷻ کی کیا نشانیاں ہیں؟ ۳: زمین میں اللہ ﷻ کی بے شمار نشانیاں ہیں مثلاً اس کا اپنا وجود اور ساخت، سورج سے ایک خاص فاصلے پر اور ایک خاص زاویئے پر رکھا جانا، اس پر حرارت اور روشنی کا انتظام، مختلف موسموں کی آمد و رفت، ہوا، پانی کی فراہمی، طرح طرح کے بے شمار خزانوں کا مہیا کیا جانا، اس کی زرخیزی، قسم قسم کی بے حساب نباتات، اس کے اندر خشکی، تری اور ہوا کے جانوروں کی بے شمار نسلیں جاری کرنا، ہر نوع کی زندگی کے لئے مناسب حالات اور موزوں خوراک کا انتظام کرنا۔ یہ سب زمین میں یقین رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: اللہ ﷻ کی نشانیاں زمین کے علاوہ اور کہاں ہے؟ ۱: ہماری اپنی ذات اللہ ﷻ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ ہمارا نظام ہاضمہ، نظام تنفس، دل اور دماغ اور جگر کا نظام، سننے، دیکھنے اور بولنے کا نظام، جسمانی ساخت اور تخلیق کے مراحل اس کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں اشرف المخلوقات ہونا وغیرہ غرض یہ کہ سر سے لیکر پاؤں تک انسان کا پورا وجود اور اس کے سارے نظاموں میں اللہ ﷻ کی قدرت کی کئی نشانیاں ہیں۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: رزق سے کیا مراد ہے؟ ۱: رزق سے مراد وہ سب کچھ جو دنیا میں انسان کو جینے اور کام کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

۲: ہمارا رزق آسمان میں ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ بارش ہے، آسمان سے بارش برستی ہے جن کے ذریعے فصلیں اُگتی ہیں

جو ہمارے رزق کا ذریعہ بنتی ہیں۔ نیز ہر علاقے میں جتنی بارش ہونا مقدر ہو اس کا حکم آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ ہر انسان کو کتنا رزق ملے گا یہ آسمانوں پر لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ مزید یہ کہ ہر بات کا حکم اوپر سے ہی اُترتا ہے۔ ۳:اس آیت میں اللہ ﷻ کے کس وعدہ کا ذکر ہے؟ ۳:قیامت کے ہونے کا وعدہ۔ یعنی جزا و سزا، اور جنت و دوزخ جن کے رونما ہونے کا وعدہ تمام کتب آسمانی میں اور اس قرآن میں کیا جاتا رہا ہے۔

عملی پہلو: انسان کو یہ سمجھایا جارہا ہے کہ جس طرح انسان کے رزق کا فیصلہ آسمانوں پر اللہ ﷻ کے ہاں سے ہوتا ہے اسی طرح یہ فیصلہ بھی وہیں سے ہو گا کہ اسے کب حساب کتاب اور اعمال کا بدلہ دینے کے لئے بلایا جائے۔ اس لئے ہمیں اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے رزق کو استعمال کرتے ہوئے آخرت کی فکر رکھنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: آسمان و زمین کی قسم ذکر فرما کر کس بات کی یقین دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: قیامت کے دن موت کے بعد زندہ کیئے جانے کی۔

۲:موت کے بعد زندہ کیئے جانے کی کیا دلیل دی گئی ہے؟ ۲: ہمارے بولنے کو بطور دلیل ذکر کیا گیا ہے۔

۳:ہمارا بولنا قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے کی دلیل کیسے بنتا ہے؟ ۳:جس طرح انسان کو اپنے بولنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا ویسے ہی اس کلام میں بھی کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ قیامت ضرور قائم ہو گی۔ ہمارے بولنے میں بھی زندگی و موت ہے۔ جب بولتے ہیں تو زندگی، جب خاموش ہوتے ہیں تو گویا موت ہے۔ جس طرح ہم خاموش ہونے کے بعد دوبارہ بول سکتے ہیں اسی طرح اللہ ﷻ موت کے بعد دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱:اس آیت میں کس واقعہ کا ذکر ہے؟ ۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی آمد کا ذکر ہے۔ ۲:حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲:معزز مہمان۔ ۳:معزز مہمان کون تھے؟ ۳:بعض مفسرین کے نزدیک یہ تین فرشتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام جو انسانی شکلوں میں آئے تھے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱:جب مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر پہنچے تو سب سے پہلے کیا کیا؟ ۱:حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا۔

۲:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سلام کرنے پر کیا کہا؟ ۲:سلام کا جواب دیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ”ملاقات کے وقت پہلے سلام کرنا چاہیئے اور اس کے بعد بات چیت کرنی چاہیئے سلام کرنے سے پہلے بات چیت شروع کر دینا اچھا نہیں“۔ (جامع ترمذی) کھانا کھلانا اور سلام کو عام کرنا جنت میں داخل کرنے والے اعمال ہیں۔ جیسا کہ قرآن و حدیث میں بیان ہوا ہے: اسی طرح سورۃ الدھر میں کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (سورۃ الدھر ۷۶، آیات:۸،۹) ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحمٰن کی عبادت کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے“۔ (جامع ترمذی)

فرمانِ نبوی ﷺ: ہمیں سلام کو عام کرنا چاہیئے: ”نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اسلام میں سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ ﷻ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ (اور) جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کو دیکھ کر کیا محسوس فرمایا؟ ۳:اُنہیں اجنبی محسوس کیا۔

آیت نمبر ۲۶: ۱:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے آنے پر کیا کیا؟ ۱:ان کی مہمان نوازی کا انتظام کیا اور ان کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے مہمانوں کا اکرام کرے“۔ (صحیح بخاری)

عملی پہلو: ہمیں مہمانوں اور مسافروں کی مہمان نوازی کرنی چاہیئے کیوں کہ یہ دینی آداب میں سے ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان نوازی کا حق کیسے ادا فرمایا؟ ۱: بھنا ہوا بچھڑا مہمانوں کے سامنے لا کر رکھا اور ان سے کھانے کا اصرار کیا۔

آیت نمبر ۲۸: ۱:حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دل میں اُن سے خوف کیوں محسوس فرمایا؟ ۱: i۔ کیوں کہ وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے تھے۔ حالانکہ وہ اجنبی تھے اور کسی دور علاقے سے آئے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انتہائی مہمان نواز تھے آپ علیہ السلام نے حسب معمول مہمان نوازی کا اہتمام فرمایا۔

ii۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گمان ہوا کہ یہ کسی بُرے ارادے سے آئے ہیں جب ہی میرے ہاں کھانا نہیں کھا رہے۔
۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف زدہ ہونے پر مہمانوں نے کیسے تسلی دی؟ ۲: انہوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں۔
۳: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے والے مہمانوں کی حقیقت کیا تھی؟ ۳: وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے تھے جو انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔ ۴: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا خوشخبری سنائی؟ ۴: ایک لڑکے کی خوشخبری دی۔
۵: لڑکے کی کیا صفت بیان کی گئی؟ ۵: بڑے علم والا، دانشمند۔ ۶: بڑے علم والے لڑکے سے کون مراد ہیں؟ ۶: حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

آیت نمبر ۲۹: ا: اس آیت میں کن خاتون کا ذکر ہے؟ ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ سلام علیہا کا۔
۲: حضرت سارہ سلام علیہا نے اولاد کی بشارت پانے پر کس ردعمل کا اظہار کیا؟ ۲: انہیں بہت تعجب ہوا۔
۳: حضرت سارہ سلام علیہا کو اس خوشخبری پر تعجب کیوں ہوا؟ ۳: کیوں کہ وہ بوڑھی اور بانجھ یعنی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم تھیں۔

آیت نمبر ۳۰: ا: حضرت سارہ سلام علیہا کی حیرت پر فرشتوں نے انہیں کیسے تسلی دی؟ ا: فرشتوں نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا یعنی اُن کے ہاں اولاد ہوگی اور یہی آپ کے رب کا فرمان ہے۔ یہ ہمارا کہنا نہیں۔ ۲: رب کی کیا صفات بیان ہوئی ہیں؟ ۲: وہ حکیم اور علیم ہے۔
۳: یہاں رب نے اپنی صفات حکیم اور علیم بیان کرکے کیا بات سمجھائی ہے؟ ۳: یہ سمجھایا جارہا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے کام کی حکمتوں کو خود ہی خوب جانتا ہے کہ کسی کو کیا کچھ کب عطا فرمائے جیسا کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اپنی نوازشات فرمائی ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں ایسی باکمال اولاد دی جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ دنیا میں کوئی دوسرا انسان ایسا نہیں ہے جس کی نسل میں کم و بیش چار ہزار انبیاء کرام علیہم السلام پیدا ہوئے ہوں۔ وہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے جن کے ہاں کئی پشتوں تک نبوت چلتی رہی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی ان کی نسل میں پیدا ہوئے۔

آیت نمبر ۳۱: ا: خوف دور ہونے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے کیا سوال کیا؟ ا: تم کس مقصد کے لئے بھیجے گئے ہو؟

آیت نمبر ۳۲: ا: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال کا کیا جواب دیا؟ ا: ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔
۲: مجرم قوم سے کون مراد ہیں؟ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم۔

آیت نمبر ۳۳: ا: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر کس عذاب کا ذکر ہے؟ ا: پکی مٹی کے پتھروں کی بارش کا ذکر ہے۔ یہی بات سورۃ ہود کی آیت: ۸۲ میں بھی بیان ہوئی۔

آیت نمبر ۳۴: ا: عذاب کے ان پتھروں کی کیا صفت بیان کی گئی؟ ا: نشان زدہ تھے۔ ۲: پتھروں کے نشان زدہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس بات کا طے ہونا کہ کونسا پتھر کس مجرم کو لگے گا۔ ۳: سزا کے مستحق کون لوگ بیان کیئے گئے ہیں؟ ۳: حد سے بڑھ جانے والے۔ ۴: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کس معاملہ میں حد سے بڑھ گئی تھی؟ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مقرر کردہ دینی، اخلاقی، قانونی اور طبعی حدود سے بڑھ گئی تھی۔ ۵: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا جرم کیا تھا؟ ۵: ہم جنس پرستی۔

آیت نمبر ۳۵: ا: عذاب نازل کرنے سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس بستی میں رہنے والے مومنین کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ا: تمام اہل ایمان کو اس بستی سے نکال لیا۔

آیت نمبر ۳۶: ا: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کہاں آباد تھی؟ ا: عمورہ اور سدوم کی بستیوں میں آباد تھی۔ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں میں اہل ایمان کے کتنے گھر تھے؟ ۲: صرف ایک گھر جو حضرت لوط علیہ السلام کا گھر تھا۔ ۳: حضرت لوط علیہ السلام کے رشتہ داروں میں سے کون اسلام لایا تھا؟
۳: صرف ان کی بیٹیاں۔

آیت نمبر ۳۷: ا: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟ ا: ان پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ عبرت کا نشان بنادیئے گئے۔
۲: اس آیت میں نشانی سے کیا مراد ہے؟ ۲: i۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا پورا واقعہ ہمارے لئے عبرت کا نشان ہے۔ ii۔ بحیرۂ مردار (Dead Sea) جس کا جنوبی علاقہ آج بھی ایک عظیم تباہی کے آثار پیش کر رہا ہے۔ جو سطح سمندر سے چار سو کلو میٹر نیچے چلا گیا اور اس کے اوپر کالا پانی چڑھ آیا۔ جو ایک سمندر کی شکل اختیار کرگیا۔ پانی کے اس ذخیرہ کو بحر میّت یا بحیرۂ مُردار کہا جاتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں ان جگہوں سے اور ان قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور اللہ ﷻ کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ کیوں بیان کیا گیا ہے؟ ۱: پڑھنے والوں کے لئے سبق ونشانی کے طور پر۔ ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس کی طرف بھیجا گیا تھا؟ ۲: فرعون کی طرف۔ ۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا دے کر بھیجا گیا تھا؟ ۳: واضح دلائل یعنی نشانیاں۔ ۴: واضح دلائل سے کیا مراد ہے؟ ۴: معجزات یعنی ایسے معجزات (نشانیاں) جن سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واقعتاً اللہ ﷻ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ۹ نشانیاں عطا فرمائیں۔ ۱۔ عصا کا سانپ بن جانا۔ ۲۔ ہاتھ کا چمکتا ہوا ہو جانا۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰، آیات: ۲۰، ۲۲) اور کئی قسم کے عذاب آلِ فرعون پر نشانی کے طور پر بھیجے جیسے: ۳۔ پھلوں کا نقصان ۴۔ قحط سالی۔ ۵۔ طوفان۔ ۶۔ ٹڈیاں۔ ۷۔ جوئیں۔ ۸۔ مینڈک۔ ۹۔ خون۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیات: ۱۳۰، ۱۳۳)

آیت نمبر ۳۹: ۱: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا کیا جواب دیا؟ ۱: وہ اکڑ گیا اور نہ مانا۔

۲: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا تہمت لگائی؟ ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام جادوگر ہیں یا مجنون ہیں۔ (معاذ اللہ)

۳: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر یا مجنون کیوں کہا؟ ۳: جادوگر کہہ کر وہ اپنی قوم کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بس جادو کے کرشمے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ مجنون اس لئے کہتا تھا کہ آپ علیہ السلام نے فرعون جیسے جابر اور طاقت ور بادشاہ سے کھلے الفاظ میں بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا تھا۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: فرعون اور اس کے لشکروں کا کیا انجام ہوا؟ ۱: اللہ ﷻ نے انہیں پکڑ لیا اور سمندر میں غرق کر دیا۔ ۲: فرعون کا ذکرِ عبرت کن الفاظ میں کیا گیا؟ ۲: وہ ملامت زدہ ہو کر رہ گیا۔ ۳: ملامت زدہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۳: یعنی جب یہ ظالم و جابر حکمران اپنے لشکروں سمیت غرق ہو گیا تو کسی نے ان کی تباہی پر آنسو نہ بہائے۔ ہر کوئی انہیں ملامت کرتا اور برے لفظوں سے یاد کرتا تھا کہ اللہ ﷻ کا شکر ہے کہ ایسے ظالم سے جان چھوٹی۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: قوم عاد کا ذکر کیوں کیا گیا؟ ۱: تاکہ وہ پڑھنے والوں کے لئے ایک سبق اور نشانی بن جائے۔

۲: قوم عاد کا کیا انجام ہوا؟ ۲: اللہ ﷻ نے خیر سے نہایت خالی ایک ہوا (آندھی) بھیج کر ان سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

آیت نمبر ۴۲: ۱۔ قوم عاد پر بھیجی جانے والی ہوا کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱۔ آندھی سے بھی زیادہ تیز جو بے قابو ہوئی جارہی تھی۔ جس چیز پر سے بھی وہ ہوا گزرتی اس چیز کو بوسیدہ و برباد کر کے رکھ دیتی تھی۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: قوم ثمود کا ذکر کرنے کی کیا وجہ تھی؟ ۱: تاکہ لوگوں کے لئے ایک سبق اور عبرت کا ذریعہ بن جائے۔

۲: قوم ثمود کے کفر و شرک اور نافرمانی پر انہیں کیا تنبیہ کی گئی؟ ۲: تھوڑی مدت اور فائدہ اُٹھالو۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: قوم ثمود کا کیا جرم بیان کیا گیا؟ ۱: انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔

۲: قومِ ثمود کا کیا انجام ہوا؟ ۲: ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انہیں بجلی کی کڑک نے آپکڑا۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: قوم ثمود کی بے بسی کا ذکر کیسے کیا گیا؟ ۱: ان میں نہ کھڑا ہونے کی سکت رہی اور نہ ہی وہ بدلہ لینے والے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ قوم بڑے مضبوط جسم والی اور اپنی طاقت و قوت پر فخر کرنے والی تھی۔ جب ان پر عذاب نازل ہوا تو نہ ان میں کھڑا ہونے کی طاقت رہی اور نہ ہی بدلہ لینے کی ہمت رہی۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیوں کیا گیا؟ ۱: لوگوں کے لئے سبق و عبرت کے طور پر۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کن قوموں سے پہلے گزری ہے؟ ۲: قومِ عاد، قوم ثمود، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور آلِ فرعون سے بھی پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم گزری ہے۔

۳: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کیسے لوگوں پر مشتمل تھی؟ ۳: اللہ ﷻ کے نافرمان لوگوں پر مشتمل تھی۔

عملی پہلو: ہمیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ جس قوم نے بھی اللہ ﷻ کے حکم سے سرکشی کی اور اکڑ دکھائی اس کا انجام تباہی و بربادی کی صورت میں ہوا۔ یہ تاریخی واقعات ان کے اسباب اور نتائج اس لئے سنائے جارہے ہیں تاکہ باقی لوگ خود ہی سمجھ جائیں کہ اگر وہ بھی حق کی مخالفت سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کس نشانی کا بیان ہے؟ ۱: آسمان کا۔ ۲: آسمان کو اللہ ﷻ نے کیسے بنایا؟ ۲: اپنے ہاتھوں سے۔

۳: اللہ ﷻ کے ہاتھوں سے کیا مراد ہے؟ ۳: علماء نے اس سے مراد اللہ ﷻ کی قدرت اور قوت لی ہے اور اس کی اصل کیفیت اور تفصیل اللہ ﷻ ہی کے علم میں ہے۔

۴: "اللہ وسعت دینے والا ہے" سے کیا مراد ہے؟ ۴: i۔ اللہ ﷻ اپنی مشیت و حکمت کے مطابق مسلسل کائنات میں توسیع فرما رہا ہے۔ آج کی سائنسی ایجادات بھی اس بات کی تصدیق کر رہی ہیں کہ کائنات میں لحہ بہ لحہ توسیع ہو رہی ہے۔ مثلاً (Expanding of Universe) کائنات کے پھیلاؤ کا تصور۔

ii۔ آسمانوں سے بارش برسا کر اس زمین کے رزق میں وسعت دینے والا ہے۔ انسان جو اس کائنات کا سب سے اعلیٰ شاہکار ہے اس کی نسل بڑھ رہی ہے اور تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ iii۔ آسمان سے بڑھ کر بھی اللہ ﷻ وسیع چیزیں پیدا کرنے والا ہے۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: اللہ ﷻ کی کس نشانی کا بیان ہے؟ ۱: زمین کا۔ ۲: زمین کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: زمین کو بطور فرش بچھایا۔

علمی بات: اللہ ﷻ نے زمین کو جانداروں کا گھر بنایا۔ اسی زمین سے ان کی غذا کا بندوبست فرمایا اور اسی سے ان کی تمام ضروریات مثلاً لباس، رہائش، سواری سب کا انتظام فرمایا۔ مرنے کے بعد زمین کو ہی اجسام کے ٹھکانہ لگانے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ ﷻ نے کائنات میں زمین کو نہایت مناسب مقام پر رکھا۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اگر یہ زمین سورج سے تھوڑی سی قریب ہوتی تو شدید گرمی سے ہر چیز جھلس جاتی اور تھوڑی دور ہوتی تو ہر چیز ٹھٹھر کر برف کی طرح جم جاتی۔

آیت نمبر ۴۹: ۱: اس آیت میں مخلوقات کی کس صفت کا ذکر فرمایا؟ ۱: اللہ ﷻ نے تمام مخلوقات جوڑوں کی صورت میں پیدا کیں۔ مثلاً مرد اور عورت کا جوڑا، حیوانات میں نر اور مادہ، نباتات میں جوڑے حتیٰ کے ایٹم میں الیکٹران اور پروٹان کے جوڑے ہیں۔ ۲: اللہ ﷻ نے تمام نشانیوں کا ذکر کیوں فرمایا؟ ۲: نصیحت حاصل کرنے کے لئے۔ ۳: اللہ ﷻ کا ہر چیز کو جوڑوں میں پیدا کرنا ہمارے لئے کیسے نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے؟ ۳: اللہ ﷻ نے ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ: i۔ ان جوڑوں میں غور و فکر کرنے سے اللہ ﷻ کی قدرتِ کاملہ سے متعلق بہت سے اسباق ملتے ہیں اور اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

ii۔ جس اللہ ﷻ نے انسانوں کے جوڑے بنائے۔ اسی نے دنیا اور آخرت کو بھی بنایا ہے۔

iii۔ ان سب جوڑوں کا پیدا کرنے والا صرف ایک اللہ ﷻ ہے، اس کا کوئی شریک، جوڑ، مدمقابل نہیں ہے جس کو معبود مانا جائے۔

آیت نمبر ۵۰: ۱: اللہ ﷻ کی نشانیوں کو جان کر انسان کا کیا ردِ عمل ہونا چاہیئے؟ ۱: اسے اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ ۲: رسالت کی حقیقت کن الفاظ میں بیان کی گئی ہے؟ ۲: تمام پیغمبر اللہ ﷻ کی طرف سے واضح ڈر سنانے والے ہوتے ہیں۔ جو نافرمانوں کو اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

آیت نمبر ۵۱: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ نے کس چیز کا حکم فرمایا؟ ۱: اللہ ﷻ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بناؤ۔

علمی بات: مشرک وہ نہیں جو اللہ ﷻ کا انکار کرے بلکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ ﷻ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو معبود قرار دے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کی ذات وصفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔

۲: رسالت کی کس صفت کو نمایاں کیا گیا ہے؟ ۲: تمام انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ ﷻ کی طرف سے واضح طور پر بُرے انجام سے ڈرانے والے ہوتے ہیں۔ جو نافرمانوں کو اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: تمام رسولوں پر ان کے نہ ماننے والوں کی اکثریت نے کیا الزام عائد کیا؟ ۱: جادوگر یا مجنون ہیں۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۵۳: ۱: انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنے والوں کی کس روش کو بیان کیا گیا؟ ا۔ ہر دور میں حق کے مخالفین موجود رہے ہیں اور اُن کی مخالفت سے ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو انبیاء و رُسل علیہم السلام کی مخالفت کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں۔

۲: انکار کرنے والوں کا ایک دوسرے کو کس بات کی وصیت کرنے کا ذکر ہے؟ ۲: انبیاء و رُسل علیہم السلام کو ساحر و مجنون کہنے کی۔ (معاذ اللہ)

علمی بات: تمام کافروں میں چند باتیں مشترک تھیں مثلاً آبائی مذہب سے محبت، عصبیت، ہٹ دھرمی، اکڑ اور شریعت کی پابندیوں سے آزادی کی خواہش۔ جو انہیں اس بات پر مجبور کر دیتی ہیں کہ پیغمبروں کی مخالفت میں انہیں بُرے القاب سے پکار کر ان کا مذاق اڑائیں۔

۳: ہر نبی کو ساحر اور مجنون کیوں کہا جاتا رہا ہے؟ ۳: کفار رسولوں کو ساحر تو اس لحاظ سے کہتے تھے کہ کبھی کفار کے مطالبہ پر اور بعض دفعہ مطالبہ کے بغیر پیغمبروں سے ایسے واقعات رونما ہوتے تھے جو خلافِ عادت ہوتے تھے۔ جنہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ کفار ان کو جادو کہہ دیتے تا کہ لوگ رسولوں کو نہ مانیں۔
مجنوں اس لحاظ سے کہتے تھے کہ پیغمبر جو دعوت پیش کرتے وہ ساری قوم کے مزاج اور اعتقاد کے خلاف ہوتی تھی اور پیغمبر یہ دعوت پیش کر کے ساری قوم کی مخالفت مول لے لیتے تھے۔ اور یہی بات لوگوں کی نگاہ میں دیوانگی ہوتی تھی۔

عملی پہلو: آج بھی دین پر چلنے والوں اور اس کی خاطر قربانیاں دینے والوں کو پاگل، بے وقوف کہہ کر اس راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہمیں ایسے لوگوں کے طعنوں کو خاطر میں نہیں لانا چاہیئے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا مبارک طرزِ عمل سامنے رکھنا چاہیئے۔

۴: اللہ ﷻ نے انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنے والوں کا اصل جرم کیا بیان کیا گیا ہے؟ ۴: وہ سرکش لوگ تھے۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کو نافرمان لوگوں کے حوالے سے کیا نصیحت فرمائی؟ ۱: آپ ﷺ ان سے رخ پھیر لیں۔

۲: رخ پھیرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: نافرمانوں کے پیچھے اپنے آپ کو شدید مشقت میں نہ ڈالیں۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰، آیت: ۲)

۳: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کی کیسے دلجوئی فرمائی؟ ۳: لوگوں کی نافرمانی، سرکشی اور کفر کا آپ ﷺ پر کوئی الزام نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ اور دعوت کا حق ادا کر دیا اور تمام دلائل کے ساتھ اللہ ﷻ کا پیغام ان تک پہنچا دیا۔ اب وہ خود ہی ہدایت کے طالب نہیں تو آپ ﷺ پر اس کا کوئی الزام نہیں۔

عملی پہلو: اس آیت میں دین کی تبلیغ کا ایک قاعدہ بیان فرمایا گیا ہے کہ ایک داعیٔ حق جب کسی شخص کے سامنے معقول دلائل کے ساتھ اپنی دعوت صاف صاف پیش کر دے اور اس کے شبہات و اعتراضات اور دلائل کا جواب بھی دے دے تو حق واضح کرنے کا جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا۔ اس کے بعد بھی اگر وہ شخص اپنے عقیدہ و نظریہ پر جما رہے تو اس کی کوئی ذمہ داری داعیٔ حق پر عائد نہیں ہوتی۔ اب لازمی نہیں کہ وہ اسی شخص کے پیچھے پڑا رہے، اب اپنی گمراہی کا وہ شخص خود ذمہ دار ہے۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: اللہ ﷻ نے نبی کریم ﷺ کو کس بات کا حکم دیا؟ ۱: نصیحت کرنے کا۔

۲: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو نصیحت کرنے کا حکم کیوں دیا؟ ۲: کیوں کہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

علمی بات: اس آیت میں تبلیغ کا دوسرا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ دعوتِ حق کا اصل مقصد ان لوگوں تک ایمان کی نعمت پہنچانا ہے جو اس نعمت کے قدر شناس ہوں اور اسے خود حاصل کرنا چاہیں۔

عملی پہلو: ہمیں چاہیئے کہ ہم دین کی دعوتِ عام کا سلسلہ برابر جاری رکھیں تا کہ جہاں جہاں بھی ایمان قبول کرنے یا اپنی اصلاح کرنے والے افراد موجود ہوں وہاں دین کا پیغام پہنچ جائے اور وہ حق قبول کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں۔

آیت نمبر ۵۶: ۱: جنات اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد اللہ ﷻ نے کیا بیان فرمایا؟ ۱: تا کہ جنات اور انسان اللہ ﷻ کی عبادت کریں۔ ۲: عبادت سے کیا مراد ہے؟
۲: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔

عملی پہلو: عبادت صرف اللہ ﷻ ہی کا حق ہے۔ یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے۔ ”اور آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو“ (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۲۳)۔ البتہ اللہ ﷻ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اور زندگی کے تمام گوشوں اور شعبہ جات میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور طریقہ کے مطابق دل کی پوری آمادگی کے ساتھ عمل کرنا ہی عبادت شمار ہوتا ہے جس پر اللہ ﷻ اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

یعنی زندگی اللہ ﷻ کی بندگی کے لئے ہے۔ وہ زندگیاں جو اللہ ﷻ کی بندگی سے خالی ہوں گی روزِ قیامت شرمندگی کا باعث ہوں گی۔

آیت نمبر ۵۷: ۱: اللہ ﷻ اپنی مخلوق سے کیا چاہتا ہے؟ ۱: کہ وہ اس کی فرمانبرداری کریں۔ دنیا کے آقا اور مالک اپنے غلاموں سے کام کاج کرانے کے محتاج ہوتے ہیں جب کہ اللہ ﷻ تو بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ مزید کہ اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کا فائدہ بندے ہی کو ہوتا ہے۔

۲: اللہ ﷻ کیوں نہیں چاہتا کہ اسے رزق دیا جائے؟ ۲: کیوں کہ وہ اللہ ﷻ ہی تمام جہانوں کا رازق ہے اور انہیں کھلانے والا ہے۔

آیت نمبر ۵۸: ا: اللہ ﷻ کی کون سی شان بیان کی گئی ہے؟ ا: وہ رازق ہے۔ بڑی قوت والا ہے اور مضبوط ہے۔

آیت نمبر ۵۹: ا: ظالموں کا کیا انجام ہوگا؟ ا: ویسا ہی عذاب دیا جائے گا جیسے ان سے پہلے نافرمانوں کو دیا گیا۔

۲: اللہ ﷻ نے نافرمانوں کو کس بات سے ڈرایا ہے؟ ۲: وہ عذاب چاہنے میں جلدی نہ کریں۔

۳: عذاب کی جلدی چاہنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: انبیاء علیہم السلام کے ڈرانے کے باوجود اپنے ظلم و کفر پر ڈٹے رہنا اور ہٹ دھرمی کرتے ہوئے عذاب کا مطالبہ کرنا۔

آیت نمبر ۶۰: ا: کفار کو کس چیز سے ڈرایا گیا؟ ا: ہلاکت اور بربادی سے ڈرایا گیا۔ ۲: ہلاکت کا کیا وقت بیان کیا گیا؟ ۲: ایک وعدہ کا دن۔

۳: وعدہ کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۳: وعدہ کے دن سے مراد عذاب کے واقع ہونے کا دن ہے۔ یہ ان کی موت اور بدر کا دن بھی ہو سکتا ہے اور قیامت کا دن بھی جس دن سب سے بڑا عذاب ہوگا۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) اللہ ﷻ نے سورت کے آغاز میں کس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے قسمیں بیان فرمائی ہیں؟

(الف) بارش کی نعمت کے لئے (ب) آندھی کے عذاب کے لئے ✓(ج) قیامت کے دن کے لئے

(۲) فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر داخل ہوتے ہی کیا کیا؟

(الف) کھانا کھایا ✓ (ب) سلام کیا (ج) بیٹے کی بشارت دی

(۳) فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے کہاں گئے؟

✓ (الف) حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف (ب) قومِ عاد کی طرف (ج) قومِ ثمود کی طرف

(۴) قومِ عاد پر اللہ ﷻ نے کیا عذاب بھیجا؟

(الف) پانی کا طوفان ✓(ب) آندھی کا عذاب (ج) زلزلہ کا عذاب

(۵) جنّوں اور انسانوں کو اللہ ﷻ نے کیوں پیدا فرمایا؟

(الف) پڑھنے کے لئے (ب) کاروبار کے لئے ✓ (ج) عبادت کے لئے

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

ا۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں متقین کی کون سی صفات بیان ہوئی ہیں؟

i۔ نیکی کرنے والے۔ ii۔ رات میں کم سونے والے یعنی راتوں کو عبادت کرنے والے۔ iii۔ سحر کے وقت استغفار کرنے والے۔

iv۔ ضرورت مندوں پر مال خرچ کرنے والے۔ (آیات ۱۶ تا ۱۹)

۲۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں کن افراد اور قوموں کا ذکر ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پاس آنے والے فرشتے، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم، آلِ فرعون، قومِ عاد، قومِ ثمود اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم۔

COPYRIGHTS® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آلِ فرعون نے کیا الزام لگائے؟

آپ علیہ السلام (معاذ اللہ) جادوگر اور دیوانہ ہیں۔

۴۔ آیت نمبر: ۵۰ میں حکم دیا گیا کہ "دوڑو اللہ کی طرف" اس پر کیسے عمل کیا جائے؟

گناہوں سے توبہ کی جائے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی فرماں برداری اختیار کی جائے۔

۵۔ عبادت سے کیا مراد ہے؟

شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا۔ اور اس سے مراد ہے ساری زندگی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنا۔

عملی سرگرمی:

ا۔ آیت ۲۵ کے ضمن میں ایک دن "آؤ سلام عام کریں" کے عنوان سے کلاس میں ایک آگاہی مہم (Awareness Program) کا انعقاد کریں اور اگر ممکن ہو سکے تو اس مہم کو اسکول کی سطح تک پہنچائیں۔ سلام کی اہمیت واضح کرنے کے لئے مندرجہ ذیل احادیث بھی سنائی جاسکتی ہیں۔

نکات: ا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ملاقات کے وقت پہلے سلام کرنا چاہیئے اور اس کے بعد بات چیت کرنی چاہیئے سلام کرنے سے پہلے بات چیت شروع کر دینا اچھا نہیں"۔ (جامع ترمذی)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "رحمٰن کی عبادت کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔ (جامع ترمذی)

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اسلام میں سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بندوں کو کھانا کھلاؤ (اور) جس سے جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس سے جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

COPYRIGHTS© RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ الطُّوْر

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۳۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۳۳ تا ۴۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ طور پہاڑ کی اہمیت کیا ہے؟

۲۔ بیت المعمور کیا ہے؟

۳۔ قیامت کے دن آسمان اور پہاڑوں کی کیا کیفیت ہوگی؟

۴۔ ہر شخص کے اپنے اعمال کے بدلے رہن ہونے سے کیا مراد ہے؟

۵۔ اہل جنت کی کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

۶۔ کون سے رشتہ دار جنّت میں ساتھ ہوں گے؟

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرتوں کا جلالی انداز میں کس طرح ذکر کیا گیا ہے؟

۸۔ سورت کے آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استقامت کے لئے کیا تلقین فرمائی؟

۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی کن الفاظ میں فرمائی؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الذاریات" میں آخرت کے جھٹلانے والوں پر دنیا میں آنے والے عذابوں کا ذکر تھا۔ سورۃ الطور میں سوالیہ انداز میں قیامت کے واقع ہونے کے دلائل کا بیان ہے۔ سورۃ الذاریات اور سورۃ الطور دونوں میں قسموں کے کھانے کے بعد قیامت کے واقع ہونے کا بیان ہے۔ دونوں سورتوں میں مشرکین کے سرداروں کی سرکشی کا ذکر ہے۔ دونوں سورتوں میں متقین اہل ایمان کو جنت میں خاص اعزاز و اکرام سے نوازے جانے کا ذکر ہے۔ سورۃ الذاریات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیا کرام علیہم السلام کی عظمت اور ان کو جھٹلانے والوں کے عبرت ناک انجام کو بیان کیا گیا، اور سورۃ الطور میں بھی کفار و مشرکین کی ہلاکت و بربادی کے ذکر کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کہہ کر دلجوئی اور عظمت بیان فرمائی گئی کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کی ایذا رسانیوں سے رنجیدہ نہ ہوں آپ ہمارے مرکزِ محبت ہوتے ہوئے ہماری حفاظت و نگہبانی میں ہیں۔

COPYRIGHTS® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT PRIOR AUTHORIZATION ENTAILS CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبرا: ا: کس چیز کی قسم فرمائی گئی؟ ا: طور کی قسم فرمائی گئی ہے۔ ۲: طور کیا ہے؟ ۲: پہاڑ کا نام ہے۔ ۳: اس پہاڑ کی اہمیت کیا ہے؟

۳: طور وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی اور نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی عزت اور شرف کی وجہ سے اس پہاڑ کی قسم فرمائی ہے۔ ۴: کوہ طور کا دوسرا نام کیا ہے؟ ۴: طور سینا (سورۃ التین ۹۵، آیت: ۲)

آیت نمبر۲: ا: کس کی قسم فرمائی گئی؟ ا: کتابِ مسطور کی ۲: کتاب مسطور سے کیا مراد ہے؟ ۲: i- تورات۔ ii- زبور۔ iii- انجیل۔ iv- قرآنِ حکیم

آیت نمبر۳: کتاب کی کیا صفت بیان ہوئی ہے؟ ا: کھلے اور کشادہ اوراق میں ہے۔ یعنی جن کا پڑھنا اور سمجھنا آسان ہے۔

آیت نمبر۴: ا: کس چیز کی قسم کھائی گئی ہے؟ ا: بیت المعمور کی قسم فرمائی گئی ہے۔ ۲: بیتِ معمور کے کیا معنی ہیں؟ ۲: بیت کے معنی ہیں گھر اور معمور کے معنی ہی آباد اور بھرے ہوئے کے ہیں یعنی بھرا ہوا آباد گھر۔ ۳: بیت المعمور کیا ہے؟ ۳: بیت المعمور، ساتویں آسمان پر وہ عبادت خانہ ہے جس میں فرشتے عبادت کرتے ہیں، یہ عبادت خانہ فرشتوں سے اس طرح بھرا ہوتا ہے کہ روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے آتے ہیں جن کی پھر دوبارہ قیامت تک باری نہیں آتی۔ جیسا کہ معراج کے بیان پر مبنی احادیث معراج میں بیان کیا گیا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

آیت نمبر۵: کس چیز کی قسم فرمائی گئی؟ ا: سقف المرفوع کی۔

۲: سقف المرفوع سے کیا مراد ہے؟ ۲: اونچی چھت یعنی آسمان۔ اور یہ آسمان دنیا بھی ہو سکتا ہے اور عرش عظیم بھی جو تمام آسمانوں کے اوپر ہے۔

علمی بات: آسمان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۳۲ میں آسمان کو محفوظ چھت قرار دیا۔ آسمان زمین کے لئے چھت کی مانند ہے اور تابکاری مادوں اور زہریلی گیسوں سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

آیت نمبر۶: ا: کس چیز کی قسم کھائی گئی؟ ا: اُبلتے ہوئے سمندر کی۔ ۲: اُبلتے ہوئے سمندر سے کیا مراد ہے؟ ۲: مختلف آراء ہیں۔ i- زیرِ عرش پانی جس سے قیامت کے دن بارش ہو گی اور مردہ جسم زندہ ہو جائیں گے۔ ii- وہ سمندر جن میں قیامت کے دن آگ بھڑک اُٹھے گی۔ جیسے سورۃ التکویر ۸۱، آیت: ۶ میں بیان ہوا ہے۔

علمی بات: پانی میں دو گیسیں شامل ہیں یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن۔ آکسیجن کے اندر آگ بھڑکانے کی صلاحیت ہے جب کہ ہائیڈروجن میں خود بھڑکنے کی صلاحیت ہے۔ ان دونوں کی ترکیب سے پانی جیسا مادہ پیدا کیا گیا ہے جو آگ بجھانے والا بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ پانی کی اس ترکیب کو بدل دے۔ اور یہ دونوں گیسیں ایک دوسرے سے الگ ہو کر بھڑکنے اور بھڑکانے والی ہو جائیں۔

۳: آیات: ا تا ۶ میں کن چیزوں کی قسمیں فرمائی گئیں؟ ۳: تین روحانی نعمتوں یعنی کوہِ طور، لکھی ہوئی کتاب، اور بیت المعمور کی اور دو مادی نعمتوں کی قسمیں کھائی گئیں یعنی آسمان اور سمندر۔

آیت نمبر۷: ا: مندرجہ بالا آیات میں موجود قسمیں کس بات پر فرمائی گئیں؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔

۲: واقع ہونے والے عذاب سے کیا مراد ہے؟ ۲: قیامت جو نافرمانوں کے لئے باعث عذاب ہو گی۔

آیت نمبر۸: ا: قیامت کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ا: کوئی قیامت کو روکنے والا نہیں۔ جیسا کہ سورۃ الشوریٰ ۴۲، آیت: ۴۷ میں ہے "اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے وہ دن آجائے جس کا ہٹ جانا ناممکن ہے، تمہیں اس روز نہ تو کوئی پناہ کی جگہ ملے گی نہ چھپ کر انجان بن جانے کی"۔

آیت نمبر۹: ا: قیامت کے دن آسمان کی کیا کیفیت ہو گی؟ ا: آسمان کانپ کر لرز اُٹھے گا۔ مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ وسیع و عریض آسمان جس کو اپنے مقام سے کبھی بال برابر سرکتے نہیں دیکھا گیا، وہ اس روز ایک معمولی اور ہلکی چیز کی مانند ڈول رہا ہو گا اور جھول رہا ہو گا۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: قیامت کے دن پہاڑوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر اُڑتے پھریں گے۔ (سورۃ القارعۃ ۱۰۱، آیت: ۵) دوسرے الفاظ میں زمین کی کشش ثقل (Gravitational Force) جس نے پہاڑوں کو جما رکھا ہے، ڈھیلی پڑ جائے گی اور وہ اپنی جڑوں سے اکھڑ کر فضا میں اس طرح اڑنے لگیں گے جیسے بادل اڑتے پھرتے ہیں یا پھر دھنی ہوئی روئی۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: آخرت کا دن جھٹلانے والوں کے لئے کیسا ہو گا؟ ۱: ہلاکت کا باعث بنے گا۔

۲: جھٹلانے والوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: جو نبی ﷺ کی تعلیمات کو جھٹلاتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: جھٹلانے والوں کی کس بُرائی کا ذکر ہے؟ ۱: فضول باتوں میں پڑ کر کھیلنے کا ذکر ہے۔ (سورۃ الزخرف ۴۳، آیت: ۸۳)

عملی پہلو: ہمیں بھی فضول باتوں اور کاموں سے بچنا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۱۳: ۱: قیامت کے دن جھٹلانے والے لوگوں کا کیا حال ہو گا؟ ۱: دھکے دے کر جہنم کی آگ کی طرف دھکیلا جائے گا یعنی نافرمان جہنم کی طرف جانے کو تیار نہ ہوں گے تو انہیں دھکے مار مار کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جیسا کہ دنیا میں قیدیوں کے ساتھ جیل میں ڈالتے وقت سلوک کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: جہنم پر پہنچا کر جھٹلانے والوں سے کیا کہا جائے گا؟ ۱: یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: جہنم کی حقیقت کو جہنم والوں پر کیسے واضح کیا گیا ہے؟ ۱: یہ جادو نہیں بلکہ حقیقت ہے جو تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ جس طرح نافرمان دنیا میں پیغمبروں کو جادوگر کہا کرتے تھے ان سے روزِ قیامت پوچھا جائے گا کہ بتاؤ! کیا یہ بھی کوئی جادو کا کرتب ہے؟ یا جس طرح تم دنیا میں حق کے دیکھنے سے اندھے تھے یہ عذاب بھی تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے؟

آیت نمبر ۱۶: ۱: جہنم والوں کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: اُن سے کہا جائے گا کہ اس میں جھلس جاؤ ۲: جہنم والوں کو کیا تنبیہ کی جائے گی؟ ۲: اب تم صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے برابر ہے۔ ۳: اہل جہنم کو سزا کیوں دی جائے گی؟ ۳: یہ ان کے بُرے کاموں کا بدلہ ہو گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

علمی بات: نافرمانوں نے دنیا میں یہ طے کر لیا تھا کہ جو کچھ بھی ہو وہ کبھی دعوت حق قبول نہیں کریں گے اور پھر وہ اپنی اس ہٹ دھرمی پر ڈٹ گئے تھے۔ اسی طرح روزِ قیامت ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی چاہے وہ چیخیں چلائیں یا صبر کر کے عذاب برداشت کرتے جائیں۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: متقین کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: وہ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: متقین کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ ۲: اہل جنت کو جنت کی نعمتیں کون عطا فرمائے گا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ۳: متقین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کس چیز سے بچا لے گا؟ ۳: جہنم کے عذاب سے

علمی بات: پس جو شخص جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ (سورۃ آل عمران ۳، آیت: ۱۸۵)

آیت نمبر ۱۹: ۱: اہل جنت کی مہمان نوازی کیسے کی جائے گی؟ ۱: ان سے کہا جائے گا کھاؤ پیو مزے لے کر۔

۲: اہل جنت کو جنت کی نعمتیں کیوں حاصل ہوں گی؟ ۲: اُن اچھے اعمال کے بدلے میں جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔

علمی بات: اسی بات کو سورۃ الحاقۃ ۶۹، آیت: ۲۴ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ "مزے سے کھاؤ، پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے"۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: اہل جنت کی محفلوں کا کن الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے؟ ۱: وہ ساتھ ساتھ بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اس انداز کی نشست اطمینان و خوشی اور مہمان کے اعزاز و اکرام کو ظاہر کرتی ہے۔ ۲: اہل جنت کا نکاح کن سے کیا جائے گا؟ ۲: حوروں سے

۳: حوروں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۳: وہ بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: اہل جنت کی اولاد میں سے کن لوگوں کو جنت میں اُن کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومن اولاد کو بھی نیک والدین کے ساتھ جنت

کے اعلیٰ درجہ میں ساتھ ملا دے گا۔ ۲: اہل جنت پر اللہ ﷻ کے کس احسان کا ذکر ہے؟ ۲: اعلیٰ درجات والے جنتی کے درجات کو کم نہیں کیا جائے گا۔

عملی پہلو: جنت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت قریبی رشتہ داروں کا ساتھ نصیب ہونا ہوگا۔ جس کی شرط ایمان اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے یعنی اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت واطاعت۔ اللہ ﷻ فضل فرمائے گا اور وہ جنتی جو اونچے درجات پر ہوں گے ان کی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کو اللہ ﷻ ان کے ساتھ اعلیٰ درجات عطا فرما کر ان کے ساتھ فرما دے گا۔ اعلیٰ درجات والے جنتی کے درجات کو کم نہیں کیا جائے گا۔

۳: صاحب ایمان والدین کو اولاد کے حوالہ سے کیا خوشخبری دی گئی ہے؟ ۳: اگر ان کی اولاد مومن ہے تو اسے اپنے نیک آباء واجداد کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے گا۔ ۴: بُرے لوگ جنت میں کیوں نہیں جاسکیں گے؟ ۴: کیوں کہ ہر شخص اپنے عمل کے بدلے میں رہن ہے۔ اس بات کو سورۃ مدثر ۷۴، آیت: ۳۸ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ۵: رہن کسے کہتے ہیں؟ ۵: کسی کو قرض دیتے ہوئے اس کی کوئی قیمتی چیز بطورِ ضمانت بدلے میں رکھ لینے کو رہن کہتے ہیں۔ ۶: ہر شخص کے اپنے اعمال کے بدلے رہن ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۶: i۔ یعنی وہ جیسا اچھا یا بُرا عمل کرے گا ویسا ہی اچھا بدلہ یا بُری سزا پائے گا۔ ii۔ یعنی جس طرح کوئی شخص قرض ادا کیئے بغیر رہن رکھی چیز نہیں چھڑا سکتا اسی طرح کوئی شخص ایمان کے تقاضوں پر عمل کیئے بغیر اپنے آپ کو اللہ ﷻ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: اہل جنت پر اللہ ﷻ کی کس عنایت کا بیان ہے؟ ۱: اللہ ﷻ انہیں مسلسل نعمتیں عطا فرمائے گا۔
۲: اہل جنت کو کون سی نعمتیں دی جائیں گی؟ ۲: طرح طرح کے میوے، مرغوب گوشت اور جو وہ چاہیں گے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: جنت کی کس نعمت کا ذکر ہے؟ ۱: پاکیزہ شراب۔ ۲: اہل جنت کی کس کیفیت کا ذکر ہے؟ ۲: اہل جنت باہمی خوشی ودوستی میں ایک دوسرے سے شراب کے پیالے چھینتے اور جھپٹ کر لے رہے ہوں گے۔ ۳: جنت کی شراب کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۳: جنت کی شراب پی کر نہ کوئی بہکے گا کہ بے ہودہ بات کرے اور نہ کوئی گناہ کرے گا۔ (سورۃ الواقعہ ۵۶، آیت: ۱۹)

آیت نمبر ۲۴: ۱: اہل جنت کی خدمت کرنے کے لئے کون مقرر کیئے جائیں گے؟ ۱: نوعمر نوجوان لڑکے۔ دوسرے مقامات پر بھی اسے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً (سورۃ الواقعہ ۵۶، آیت: ۱۷، سورۃ الدھر ۷۶، آیت: ۱۹) ۲: اہل جنت کے خادموں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۲: وہ اہل جنت کے ارد گرد ان کی خدمت کے لئے پھرتے رہیں گے۔ ایسے خوبصورت جیسے موتی، جسے ڈھک کر رکھا گیا ہو، تاکہ ہاتھ لگنے سے اس کی چمک دمک ماند نہ پڑے۔ وہ خدمت گزار بدوضع اور اکھڑ مزاج نہیں ہوں گے بلکہ بہت خوبصورت، صاف ستھرے اور اطاعت گزار ہوں گے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: اہل جنت کی کس کیفیت کا بیان ہے؟ ۱: وہ اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر دنیا کے حالات کے بارے میں پوچھیں گے کہ انہوں نے دنیا میں کیسے زندگی گزاری کیا اعمال کیا کرتے تھے؟ جیسا کہ جب بے تکلف دوست کسی دعوت میں شرکت کرتے ہیں تو کھانا کھا کر چلے نہیں جاتے بلکہ اس کے بعد مل بیٹھتے ہیں۔ ہر ایک اپنے دل کی بات کہتا ہے اور دوسرے کی سنتا ہے۔ جنت میں جنتی بھی کھانے پینے سے فارغ ہو کر اسی طرح مل بیٹھیں گے اور سلسلہ گفتگو شروع ہوگا۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: اہل جنت دنیا میں رہتے ہوئے اپنے کس طرزِ عمل کا ذکر کریں گے؟ ۱: وہ دنیا میں اپنے گھر والوں میں رہتے ہوئے اللہ ﷻ سے ڈرتے رہتے تھے۔
۲: "گھر والوں میں ڈرتے رہتے" سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی دنیا میں گزرے ہوئے ایام کی یاد تازہ کرنا چاہیں گے اور کہیں گے ہمیں تو ہر وقت یہی خوف لگا رہتا تھا کہ ہم سے کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جس پر اللہ ﷻ کے ہاں ہماری پکڑ ہو۔ یہاں خاص طور پر اپنے گھر والوں کے درمیان ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے انسان دنیا میں بہت سے گناہ کے کام محض اہل وعیال کی خاطر کرتا ہے۔ مثلاً مال ودولت کی ہوس کی وجہ سے اسے مال کمانے میں بعض اوقات حرام وحلال کی تمیز بھی نہیں رہتی۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: اہل جنت اللہ ﷻ کے کس احسان کو یاد کریں گے؟ ۱: اللہ ﷻ نے انہیں گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔ اس گرم ہوا "سموم" یعنی لُو جو دوزخ سے اُٹھ رہی ہوگی کا ذکر سورۃ الواقعہ ۵۶، آیت: ۴۲ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: اہل جنت کی کس صفت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: وہ دنیا میں اس اللہ ﷻ ہی سے دعا مانگا کرتے تھے۔

COPYRIGHT © RESERVED THE ILM-UL-QURAN ... [watermark]

عملی پہلو: ہمیں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خوف کے ساتھ ساتھ جہنم کے عذاب سے اس کی پناہ مانگنی چاہیئے اور اس کے فضل و کرم کی دعا مانگنی چاہیئے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن صفات کا بیان ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب احسان فرمانے والا اور خوب رحم فرمانے والا ہے۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا حکم فرمایا؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت کرتے رہیئے۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسے دلجوئی فرمائی؟

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاہن ہیں اور نہ مجنون۔ ۳: کاہن کسے کہتے ہیں؟ ۳: وہ شخص جس کے پاس کوئی جن خبر پہنچا دے۔

۴: مجنون کسے کہتے ہیں؟ ۴: ایسا شخص جو ذہنی توازن کھو چکا ہو جسے عموماً پاگل یا دیوانہ کہتے ہیں۔

۶: مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) کاہن اور مجنون کیوں کہتے تھے؟ ۶: یہ ان کی ہٹ دھرمی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ماننے کے لئے وہ تیار نہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نبی ماننے کے بجائے کاہن اور مجنون کہہ کر بہتان لگاتے تھے معاذ اللہ۔ ان کے اعتراضات کے جواب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نوٹ: سورۃ الذاریات کے نکات میں آیت: ۵۳ میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو کاہن اور مجنون کہنے کی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مشرکین مکہ کیا بہتان لگاتے تھے؟ ۱: وہ کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شاعر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیگر شاعروں کی طرح موت سے ہمکنار ہونے کے بعد بھلا دیئے جائیں گے۔ (معاذ اللہ) ۲: مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کس بات کے منتظر تھے؟

۲: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور دین بھی مٹ جائے گا۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۳۱: ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کو کیا جواب دیا؟ ۱: تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں یعنی تم دیکھ لوگے کہ بالآخر غلبہ اور دائمی کامیابی کسے حاصل ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: نافرمانوں کی عقلیں انہیں کیا سکھاتی ہیں؟ ۱: کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اُڑاتے رہیں اور ان کی دعوت کا انکار کرتے رہیں۔

۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کی کس خرابی کا ذکر ہے؟ ۲: اُن کی سرکشی کا۔ ۳: سرکشی سے کیا مراد ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو پار کرنا۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسولوں کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی چلانا۔ انسان کی سرکشی کا ذکر سورۃ العلق ۹۶، آیات: ۶ تا ۸ میں بھی آیا ہے۔

علمی بات: کفار و مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاہن، جادوگر اور شاعر محض عقل کی بنا پر نہیں کہتے تھے جیسا کہ ان کو اپنے عقلوں پر بہت ناز تھا۔ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صرف ایک الزام لگاتے۔ مختلف الزامات لگانا صرف ہٹ دھرمی، بغض، شرارت اور سرکشی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ حقیقت میں وہ سب کچھ جان چکے ہیں۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نافرمانوں کی طرف سے لگائے گئے کس الزام کا ذکر ہے؟ ۱: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے۔ (معاذ اللہ)

۲: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹا الزام لگانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۲: وہ لوگ قرآن حکیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر ایمان نہیں لا رہے تھے۔ اس سے اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ اپنے اس الزام کی صحت پر انہیں قطعاً یقین نہیں۔ کیونکہ وہ عربی جانتے تھے نیز جانتے تھے کہ یہ بندوں کا کلام نہیں ہے۔ لہٰذا وہ غلط بات کہہ رہے ہیں لیکن چونکہ انہوں نے طے کر رکھا تھا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے کوئی نہ کوئی عذر اپنے ایمان نہ لانے کا تلاش کرتے رہتے تھے۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے جھٹلانے والوں کو کیا چیلنج دیا؟ ۱: اگر وہ اپنی بات اور دعوے میں سچے ہیں تو اس جیسا قرآنِ کریم بنا کر لے آئیں۔

علمی بات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنِ حکیم کی صورت میں معجزہ عطا فرمایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والوں کو چیلنج دیا گیا کہ وہ قرآنِ کریم جیسا کلام لا کر دکھائیں۔

(سورۂ یونس ۱۰، آیت ۳۸، سورۂ ہود ۱۱، آیت: ۱۳، سورۂ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۸۸، سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۲۳)

آیت نمبر ۳۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو خالق تسلیم کرنے کے لئے کیا سوچنے کی دعوت دی گئی ہے؟ ۱: i۔ کیا وہ بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئے ہیں۔ ii۔ کیا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں۔

علمی بات: کوئی چیز بیک وقت خالق اور مخلوق نہیں ہو سکتی یعنی خود ہی بننے والی ہو اور خود ہی بنانے والی ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو بنانے والا یا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ بنی ہوئی چیز اپنے بنانے والے کے ہاتھوں بے بس ہوتی ہے وہ اس کے سامنے اکڑ نہیں سکتی، پھر لوگ کیسے اپنے خالق کے حکم سے سرکشی کرتے ہیں؟

آیت نمبر۳۶: ا: کیاان نافرمانوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے ؟ ا: اللہ ﷻ کو خالق تسلیم کرنے کے لئے کیا سوچنے کی دعوت دی گئی ہے ؟

۲: اللہ ﷻ کو خالق نہ ماننے کی اصل وجہ کیا بیان کی گئی ہے ؟ ۲: وہ ہٹ دھرمی کی وجہ سے یقین نہیں رکھتے۔ وہ محض اعتراف کرتے ہیں کہ وہ زمین وآسمان کو پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر یقین ہوتا تو وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول کا انکار کبھی نہ کرتے۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی قدرت پر یقین کامل انسان کو ایمان باللہ کی دعوت دیتا ہے۔

آیت نمبر۳۷: ا: رب کے خزانوں سے کیا مراد لیا گیا ہے؟ ا: i۔ رزق۔ ii۔ نبوت ۲: اس اسلوب میں مشرکین سے بات کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ۲: اُنہیں سمجھایا جارہا ہے کہ رب کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ نہ مشرکین ان کے مالک ہیں اور نہ نگران ہیں۔ اللہ ﷻ اپنے خزانوں سے جسے چاہتا ہے نواز تا ہے۔

علمی بات: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں سورۃ الطور کی تلاوت فرمارہے تھے میں کان لگائے سن رہا تھا جب آپ ﷺ آیت اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَ (سورۃ الطور ۵۲، آیت:۳۷) تک پہنچے تو میری حالت یہ ہوگئی کہ گویا میرا دل اُڑا جارہا ہے"۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) بدری قیدیوں میں ہی یہ جبیر رضی اللہ عنہ آئے تھے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یہ کافر تھے قرآن حکیم کی ان آیتوں کا سننا ان کے لئے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بن گیا۔

آیت نمبر۳۸: ا: مشرکین کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی کی طرح خود بھی وحی لاسکتے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیا گیا؟ ا: کیاان کے لئے کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ آسمان سے باتیں سن لیتے ہیں۔ اگر وہ اپنی بات میں سچے ہیں تو وہ اپنے دعوے کی واضح دلیل اور ثبوت لائیں۔

آیت نمبر۳۹: ا: مشرکین مکہ نے اللہ ﷻ کے ساتھ کس کو شریک ٹھہرایا؟ ا: فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیا۔

۲: اس آیت میں مشرکین کے شرک پر کیا طنزیہ انداز اختیار کیا گیا؟ ۲: مشرکین نے ایک تو اللہ ﷻ کے لئے اولاد کا تصور گھڑا اور دوسرا اللہ ﷻ کے ساتھ اُسے پسند کیا جسے وہ خود پسند نہیں کرتے تھے یعنی انہیں خود بیٹے پسند تھے لیکن اللہ ﷻ کے لئے بیٹیاں پسند کیں۔

آیت نمبر۴۰: ا: اللہ ﷻ نے مشرکین مکہ کے کفر اور ایمان لانے سے انکار کرنے پر ان کی کس نادانی کو ذکر فرمایا؟ ا: اے نبی (ﷺ)! آپ ان سے کوئی تاوان تو نہیں مانگ رہے کہ جسے یہ بوجھ سمجھ رہے ہیں۔

۲: نبی کریم ﷺ کی دعوت کی کیا صفت بیان کی گئی ہے ؟ ۲: آپ ﷺ کی دعوت بے لوث تھی آپ ﷺ اس پر کسی اجر کا مطالبہ نہیں فرمارہے تھے۔

آیت نمبر۴۱: ا: مشرکین کے کفر کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے ؟ ا: ان کے پاس کوئی ایسا علم نہیں ہے جو انہیں بتاتا ہو کہ آخرت نہیں آئے گی۔ اور نہ وہ ان الزامات کی دلیل بتاتا ہو جو انہوں نے اللہ ﷻ کے بارے میں قائم کر رکھے ہیں۔ ۲: علم غیب کس کے پاس ہے ؟ ۲: کل علم غیب صرف اللہ ﷻ کے پاس ہے البتہ اللہ ﷻ اپنے رسولوں کو اپنے غیب سے آگاہ فرماتا ہے۔ جنہیں اللہ ﷻ نے غیب بتانے کے لئے پسند فرمایا۔ جیسا کہ سورۃ آلِ عمران: آیت:۱۷۹، اور سورۃ جن: آیات:۲۶، ۲۷ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر۴۲: ا: نبی کریم ﷺ کی دعوت کے رد عمل پر کفار کی کس کیفیت کا ذکر ہے ؟ ا: وہ آپ ﷺ کے خلاف کوئی چال چلنا چاہتے تھے۔

۲: نبی کریم ﷺ کے خلاف چال چلنے والے کفار کا کیا انجام ہوا؟ ۲: وہ کفر کرکے خود ایسی چال میں پھنس گئے جس کے نتیجے میں ان کی دنیا اور آخرت تباہ برباد ہوگئی۔

آیت نمبر۴۳: ا: مشرکین کے شرک پر اللہ ﷻ نے کیا تبصرہ فرمایا؟ ا: ان کے لئے اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

۲: اللہ ﷻ کے واحد معبودِ حقیقی ہونے کا کیسے اظہار کیا گیا ہے ؟ ۲: اللہ ﷻ پاک ہے ہر اس چیز سے جسے وہ اللہ ﷻ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

آیت نمبر۴۴: ا: اہل مکہ کی ہٹ دھرمی اور توحید سے انکار کی شدت کا کیسے اظہار کیا گیا ہے ؟ ا: وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتے ہوئے دیکھ کر بھی اسے معجزہ نہیں مانیں گے اور ایمان نہیں لائیں گے۔

علمی بات: کفار و مشرکین اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں اتنا آگے بڑھ گئے تھے کہ ان کے مطالبے کے مطابق بھی کوئی معجزہ دکھایا جاتا تو وہ اس میں تو کوئی نہ کوئی تاویل کرکے اس کو جھٹلا دیتے اور اس کو جادو قرار دیتے۔ جیسے کہ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا: "اور اگر ہم ان کے لئے آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیں اور یہ

وہاں چڑھ جائیں تب بھی یہ تو یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے"۔(سورۃ الحجر ۱۵، آیات: ۱۴، ۱۵)

آیت نمبر ۴۵: ۱: آپ ﷺ کو ایسے کفار کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنے کا فرمایا گیا؟ ۱: پس آپ ﷺ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔

۲: قیامت کے دن کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۲: قیامت کے دن کی شدت سے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: قیامت کے دن کفار کا کیا حال ہو گا؟ ۱: i۔ نہ کفار کی چالیں ان کے کام آئیں گی۔ ii۔ نہ کوئی ان کی مدد کرے گا۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: ظالموں کو آخرت کے عذاب کے علاوہ اور کس عذاب سے ڈرایا گیا ہے؟ ۱: دنیا میں ملنے والے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

سورۃ السجدہ ۳۲، آیت: ۲۱ میں بھی دنیا میں آنے والے عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲: اکثر ظالم کس بات سے واقف نہیں ہوتے؟ ۲: اللہ ﷻ ان کے ظلم کی سزا اس دنیا میں بھی دے دیتا ہے۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: آپ ﷺ کو اللہ ﷻ نے کیا تلقین فرمائی؟ ۱: i۔ آپ ﷺ ان کی زیادتیوں پر صبر فرمایئے۔ ii۔ تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ جب آپ ﷺ مجلس سے اُٹھا کریں۔ ۲: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کی دلجوئی کن الفاظ میں فرمائی؟ ۲: پس آپ ﷺ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ ہر وقت اللہ ﷻ کی حفاظت میں رہے اور اس کی محبت کا مرکز ہیں۔

علمی بات: راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بڑے بڑے بہادر میدان سے بھاگ جاتے ہیں۔ اس لئے صبر کا حکم دینے کے بعد تلقین فرمائی کہ اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح میں ہر وقت مشغول رہا کریں۔ ذکرِ الٰہی سے ایسی قوت پیدا ہوتی ہے کہ انسان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں اور وہ اُف تک نہیں کرتا۔

آیت نمبر ۴۹: ۱: آپ ﷺ کو کن اوقات میں اللہ ﷻ کی تسبیح کرنے کا حکم فرمایا گیا؟ ۱: کچھ حصہ رات میں اور ستاروں کے ڈوبتے وقت۔

۲: ستاروں کے ڈوبنے کا وقت کیا ہے؟ ۲: فجر کا وقت جب کچھ ہی دیر میں سورج نکل آتا ہے اور ستارے چھپ جاتے ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) بیت المعمور سے کیا مراد ہے؟

(الف) زمین پر موجود خانہ کعبہ ✓ (ب) آسمان پر موجود فرشتوں کا عبادت خانہ (ج) فلسطین میں بیت المقدس

(۲) طور پہاڑ پر کس نبی علیہ السلام سے اللہ ﷻ نے کلام کیا؟

(الف) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام ✓ (ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(۳) عذاب السموم سے کیا مراد ہے؟

(الف) آگ کا عذاب (ب) ہتھوڑوں کا عذاب ✓ (ج) گرم ہوا کا عذاب

(۴) اس سورت میں قیامت کے دن آسمان کی کیا کیفیت بیان ہوئی؟

(الف) آسمان پھٹ جائے گا (ب) آسمان دروازے دروازے ہو جائے گا ✓ (ج) آسمان لرزنے لگے گا

(۵) جنت میں مومن والدین سے اولاد کا ملاپ کس بنیاد پر ہو گا؟

(الف) خونی رشتے کی وجہ سے ✓ (ب) ایمان کی وجہ سے (ج) والدین کی دعا کی وجہ سے

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ ﷻ نے قیامت کے واقع ہونے پر کن چیزوں کی قسمیں ذکر فرمائی ہیں؟

طور پہاڑ، قرآنِ حکیم، لوح محفوظ، بیت المعمور، آسمان، سمندر۔

۲۔ متقین کو جنت میں کیا نعمتیں عطا کی جائیں گی؟ اس سورت کے پہلے رکوع کی روشنی میں بیان کریں؟

باغات، کھانے پینے کی چیزوں کی فراوانی، قیمتی تخت، حوریں، جنت میں والدین واولاد کا اکٹھا کر دیا جانا، میوے، گوشت، پاکیزہ شراب، خدمت گار خوبصورت لڑکے۔ (آیات ۱۷ تا ۲۴)

۳۔ اس سورت کے پہلے رکوع میں اہل جنت کی آپس میں کس گفتگو کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

اللہ ﷻ سے ڈر کر اپنے گھر میں زندگی گزارتے تھے، اللہ ﷻ نے ہمیں آگ سے بچا کر احسان کیا۔ ہم دنیا میں بھی اللہ ﷻ کی ہی بندگی کرتے تھے۔ (آیات ۲۶ تا ۲۸)

۴۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں مشرکین کے اعتراضات میں سے کوئی تین اعتراضات بیان کریں؟

(معاذاللہ) آپ ﷺ شاعر ہیں، آپ ﷺ نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے، اللہ ﷻ کے ساتھ دوسرے بھی شریک ہیں، فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں۔

۵۔ اس سورت کے آخر میں نبی کریم ﷺ کو کیا تلقین فرمائی گئی ہے؟

صبر کریں، تسبیح بیان کریں۔ (آیات ۴۸ اور ۴۹)

سوال ۳: ذیل میں دی گئی خالی جگہیں پُر کیجیے: (جواب کے لئے درسی کتاب مطالعۂ قرآنِ حکیم (حصّہ سوم)، سورۃ الطور کی آیات ۲۱ تا ۲۸ ملاحظہ فرمائیں۔)

عملی سرگرمی:

۱۔ آیت: ۳۷ کا شانِ نزول بیان کرتے وقت حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرنے کے بعد طلبہ کو گروپس میں تقسیم کر کے ہر گروپ سے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کروائیں۔ مثلاً

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا۔

COPYRIGHTS® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WILL ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ النَّجْم

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۲۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۴ تا ۶۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ واقعہ معراج کے بارے میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

۲۔ وحی کسے کہتے ہیں؟

۳۔ وحی جلی اور وحی خفی میں کیا فرق ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ سے آپ ﷺ کی ہم کلامی اور ملاقات کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟

۵۔ اُفق سے کیا مراد ہے؟

۶۔ "سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی" کی حقیقت کیا ہے؟

۷۔ جنت الماویٰ کیا ہے؟

۸۔ آپ ﷺ نے رب کی کن بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا؟

۹۔ لات، عُزیٰ اور منات سے کون مراد ہے؟

۱۰۔ شرک کی نفی کس طرح کی گئی ہے؟

۱۱۔ شفاعت کا صحیح عقیدہ کیا ہے؟

۱۲۔ فرشتوں کی سفارش کن لوگوں کے لئے ہوگی؟

۱۳۔ بڑے اور چھوٹے گناہوں میں کیا فرق ہے اور اس میں عملی پہلو کیا ہے؟

۱۴۔ انسان کی محنت کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

۱۵۔ اللہ ﷻ کے ہنسانے اور رُلانے سے کیا مراد ہے؟

۱۶۔ ہمیں خوشی اور غم کے موقع پر کیا کرنا چاہیئے؟

۱۷۔ غنی اور فقیر کسے کہتے ہیں؟

۱۸۔ زندگی اور موت کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟

۱۹۔ "شعریٰ ستارے" کا ذکر کیوں فرمایا گیا ہے؟

۲۰۔ مشرکین کے غلط عقیدے کی اصلاح کیسے فرمائی گئی ہے؟

ربطِ سورت: گزشتہ سورت "سورۃ الطور" میں قیامت کے واقع ہونے کے دلائل اور ایمان والوں کی عظمت کا ذکر تھا۔ سورۃ النجم میں بتایا گیا ہے کہ آخرت میں نجات کے لئے اللہ ﷻ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار اور اعمال صالحہ ضروری ہیں۔ سورۃ الطور میں فرشتوں کی عبادت گاہ بیت المعمور کا ذکر ہے اور سورۃ النجم میں ان کے مقام رفعت و پرواز کی انتہائی حد سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر ہے۔ سورۃ الطور میں حضور نبی کریم ﷺ کی اس عظمت کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کی حفاظت و نگرانی میں ہیں اور سورۃ النجم میں اس مقام محبت و قرب کے اظہار کے لئے عالم بالا کی سیر و مشاہدات اور اللہ ﷻ سے آپ ﷺ کی ہم کلامی و ملاقات کا ذکر ہے سورۃ الطور کے آخر میں بھی نوازشات ربانی کے شکر کے لئے اللہ ﷻ کی حمد و ثنا اور بندگی اختیار کرنے کا حکم ہے اور سورۃ النجم کے آخر میں بھی رب کائنات کی عبادت کرنے اور اس کے حضور سجدہ شکر بجالانے کی تلقین ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: کس چیز کی قسم فرمائی گئی؟ ۱: ستارے کی۔ ۲: ستارے کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: گرنے والا یا ڈوبنے والا۔

آیت نمبر ۲: ۱: صاحب سے کون مراد ہے؟ ۱: رسول اللہ ﷺ۔ ۲: رسول اللہ ﷺ کو صاحب بتا کر کیا بات سمجھائی جارہی ہے؟

۲: یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ رسول ﷺ جو تمہارے دن رات کے صاحب ہیں تمہارے لئے کوئی اجنبی نہیں ہیں۔ تم ان کے ماضی و حال اور اخلاق و کردار سے اچھی طرح واقف ہو۔ ۳: قسم کس بات پر فرمائی گئی ہے؟ ۳: نبی کریم ﷺ کے سیدھے راستے پر قائم و دائم رہنے پر۔

۴: کفار آپ ﷺ پر کیا الزام لگا رہے تھے؟ ۴: آپ ﷺ بھول گئے ہیں اور راہِ حق سے بھک گئے ہیں۔ (معاذ اللہ)

۵: اللہ ﷻ نے کفارِ مکہ کے الزام کا کیا جواب دیا؟ ۵: آپ ﷺ نہ راہِ حق کو بھولے ہیں اور نہ بھٹکے ہیں۔

آیت نمبر ۳: ۱: آپ ﷺ کے اقوال کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟ ۱: آپ ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔

علمی بات: یہاں یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ کوئی غلط قدم اٹھانا، کسی باطل عقیدہ کو اپنانا تو دور کی بات، نبی کریم ﷺ کا عالم تو یہ ہے کہ ان کی زبان پر کوئی ایسی بات بھی نہیں آتی جو ان کی ذاتی خواہشات پر مبنی ہو۔

آیت نمبر ۴: ۱: آپ ﷺ کے اقوال کی اہمیت کو کیسے واضح کیا گیا؟ ۱: آپ ﷺ وہی ارشاد فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کی طرف اللہ ﷻ وحی فرماتا ہے۔

۲: وحی کسے کہتے ہیں؟ ۲: لغوی اعتبار سے پوشیدہ طریقہ سے خبر دینے کو وحی کہتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وحی اللہ ﷻ کا وہ کلام ہے جو اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے کسی طریقے سے کیا ہو۔ ۳: وحی کی بنیادی طور پر کتنی اقسام ہیں؟ ۳: i۔ وحی جلی / وحی متلو۔ ii۔ وحی خفی / وحی غیر متلو۔ ۴: وحی جلی اور وحی خفی میں کیا فرق ہے؟ ۴: وحی جلی یعنی قرآنِ حکیم جس کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے۔ جب کہ وحی خفی یعنی حدیث جس کی نماز میں تلاوت نہیں کی جاتی۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی ہے"۔ (مسند احمد، ابو داود) یہ آیت حدیث کی اہمیت کو واضح کرتی ہے کہ جس طرح قرآن محفوظ ہے اور ہمارے لئے حجت و دلیل ہے اسی طرح حدیث بھی محفوظ ہے اور ہمارے لئے حجت و دلیل ہے۔ کیونکہ احادیث مبارکہ دراصل قرآنِ حکیم کی ہی تفسیر اور وضاحت کرتی ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں قرآن حکیم کی طرح نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ پر بھی عمل کرنا چاہیئے۔ آپ ﷺ کے پاکیزہ و بلند اخلاق و کردار کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵: ۱: آپ ﷺ کی کس سے ملاقات کا ذکر ہے؟ ۱: اللہ ﷻ سے۔ ۲: آپ ﷺ اور اللہ ﷻ کی ملاقات کا ذکر کن آیات میں ہے؟

۲: آیات: ۵ تا ۱۵ میں۔ ۳: آپ ﷺ کو کس نے تعلیم دی؟ ۳: اللہ ﷻ نے جو زبردست قوت والا ہے۔

COPYRIGHT © SAEED AHMED ... ENGLISH BOOK ...

آیت نمبر ۶: ا: اللہ ﷻ کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ا: اللہ ﷻ جو قوت والا ہے اس نے اپنی شان کے لائق عرش پر استوا فرمایا یعنی جلوہ فرما ہوا۔

علمی بات: کفار مکہ رسول اللہ ﷺ پر الزام لگاتے تھے کہ کوئی عجمی شخص اسے قرآن کی باتیں سکھا جاتا ہے۔ پھر یہ ہم کو سنا کر کہتا ہے کہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ ﷻ نے فرمایا سب قوتوں والی بے مثل ذات رب رحمٰن خود اسے تعلیم فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۷: ا: آپ ﷺ کو یہ شرف ملاقات کہاں نصیب ہوا؟ ا: افق اعلیٰ میں یعنی آسمان کے بلند کنارے پر۔

۲: اُفق کا مطلب کیا ہے اور افق اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟؟ ۲: اُفق (Horizon) کسی شے کے کنارے کو کہتے ہیں اور اس سے مراد ہے آسمان وزمین کے وہ اطراف جہاں نظر کی انتہا ہو جائے۔ افق اعلیٰ سے مراد ہے آسمانوں کے اوپر وہ بلندی جہاں عالم امکان کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں۔

آیت نمبر ۸: ا: اللہ ﷻ سے آپ ﷺ کے قرب ولقاء کی کیا کیفیت بیان کی گئی؟ ا: اللہ ﷻ اپنی شان کے مطابق اپنے لطف ورحمت کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ کے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔

آیت نمبر ۹: ا: اللہ ﷻ اور آپ ﷺ کے اس قرب کی کیا حد بیان کی گئی؟ ا: دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم۔ کمان کے دو کنارے۔

علمی بات: قوسین عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جسے جانبین میں کامل یگانگت کے اظہار کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس کی تفصیل تفاسیر میں موجود ہے۔ اس محاورے میں جس قرب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ پس "او ادنیٰ" کے لفظ سے یہاں اس قرب اور یگانگت سے بھی بڑھ کر قرب کی بات کی جارہی ہے۔ پس یوں کہا جاسکتا ہے کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنی انتہا کو پہنچی۔

آیت نمبر ۱۰: ا: اس ملاقات کے موقع پر کیا ہوا؟ ا: اللہ ﷻ نے اپنے بندے یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف وحی فرمائی۔

آیت نمبر ۱۱: ا: اللہ ﷻ سے آپ ﷺ کے قرب و دیدار کی حقیقت کو کیسے واضح کیا گیا ہے؟ ا: سید عالم ﷺ نے آنکھ سے جو کچھ دیکھا، دل نے اسے جھٹلایا نہیں بلکہ اس کی تصدیق کی، اور اس رویت ومعرفت میں شک اور تردد نے راہ نہ پائی۔ جمہور مفسرین کے مطابق صحیح بات یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔ جہاں ایک طرف حسن، شان صمدیت اور شان بندہ نوازی ہے اور دوسری طرف عشق ونیاز ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں کیا تم تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رویت باری تعالیٰ کا شرف حاصل ہو۔

آیت نمبر ۱۲: ا: مشرکین آپ ﷺ سے کس بات پر جھگڑتے تھے؟ ا: مشرکین آپ ﷺ کی نبوت کے منکر ہونے کی بنا پر آپ ﷺ سے اس بات پر جھگڑتے تھے کہ اتنے مختصر وقت میں اتنا طویل سفر اور مشاہدات کیسے ممکن ہیں حالانکہ یہ بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ اور باری تعالیٰ سے ملاقات اور ہمکلامی کا شرف حاصل ہونا کوئی جھگڑنے کی بات نہیں کیونکہ یہ اسراء ومعراج اللہ ﷻ کی قدرت کی بھی دلیل ہے۔

آیت نمبر ۱۳: ا: دوسری مرتبہ دیکھنے سے کیا مراد ہے؟ ا: یہ نعمت دیدار فقط ایک بار نصیب نہیں ہوئی بلکہ واپس آتے ہوئے دوسری مرتبہ بھی نصیب ہوئی۔

آیت نمبر ۱۴: ا: آپ ﷺ دوسری مرتبہ کس مقام پر رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے؟ ا: سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

۲: سدرۃ المنتہیٰ کے کیا معنی ہیں؟ ۲: سدرۃ سے مراد بیری کا درخت ہے اور منتہیٰ سے مراد انتہائی سرا ہے یعنی بیری کا وہ درخت جو انتہائی سرے پر واقع ہے۔

۳: سدرۃ المنتہیٰ کی حقیقت کیا ہے؟ ۳: سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان کے اوپر وہ مقام ہے جس کے اوپر عرش باری تعالیٰ ہے جو آخری حد ہے۔ اس کے اوپر کوئی فرشتہ نہیں جاسکتا۔ فرشتے اللہ ﷻ کے احکام بھی یہیں سے وصول کرتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کی حقیقی کیفیت ونوعیت کا علم صرف اللہ ﷻ کو ہے۔

علمی بات: جس طرح جنت کے انگور، انار وغیرہ کو دنیا کے پھلوں اور میووں پر قیاس نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اس بیری کے درخت کو بھی یہاں کی بیریوں پر قیاس نہ کیا جائے اللہ ﷻ ہی جانتا ہے کہ وہ بیری کس طرح کی ہوگی۔

آیت نمبر ۱۵: ا: سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کیا ہے؟ ا: جنت الماویٰ ہے۔ ۲: جنت الماویٰ کیا ہے؟ ۲: وہ جنت جو مومنوں کی قیام گاہ بننے والی ہے۔ اسے جنت الماویٰ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ماویٰ یعنی ٹھکانا اور مسکن یہی تھا۔ ایک رائے ہے کہ روحیں یہاں آکر جمع ہوتی ہیں۔

آیت نمبر۱۶: ۱: سدرۃ پر کیا چھا رہا تھا؟ ۱: ایسی تجلیات جن کا تصور کرنا اور جن کا انسانی زبان میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک تجلیات سے مراد اللہ ﷻ کی ذاتِ مبارکہ کے انوارات تھے اور بعض کی رائے یہ ہے کہ فرشتوں کی نورانی تجلیات مراد ہیں۔

آیت نمبر۱۷: ۱: آپ ﷺ کے ان تجلیات کے مشاہدے کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: آپ ﷺ کا مشاہدہ حق و یقین پر مبنی تھا اور ہر کمزوری و عیب سے پاک تھا۔
۲: نگاہ کی کن کمزوریوں کا بیان ہے؟ ۲: نگاہ کا مطلوبہ مقام سے ہٹ کر غیر اہم مقامات کی طرف بھٹکنا اور مطلوبہ چیزوں پر نگاہ کا مرکوز نہ رہنا۔ یعنی ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے کمال تحمل کا حال یہ تھا کہ ایسی زبردست تجلیات کے سامنے بھی آپ ﷺ کی نگاہ میں کوئی چکا چوند پیدا نہ ہوئی اور آپ ﷺ پورے سکون کے ساتھ اُسے دیکھتے رہے۔ دوسری طرف آپ ﷺ کے ضبط اور یکسوئی کا کمال یہ تھا کہ آپ ﷺ نے ایک تماشائی کی طرح ہر طرف نگاہیں دوڑانا نہیں شروع کیں بلکہ صاحب عزت و کرامت مہمان ہونے کی حیثیت سے اپنی نگاہوں کو مشاہدہ جمال حق پر ہی مرکوز رکھا۔

نوٹ: اہل سنت کے نزدیک اس دنیا میں تو رویتِ باری تعالیٰ عموماً ممکن نہیں ہے البتہ آخرت میں اہل جنت اللہ ﷻ کے دیدار سے مشرف ہوں گے، جب کہ حضور نبی کریم ﷺ کا شبِ معراج رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہونا آپ ﷺ کی خصوصی و امتیازی شان تھی۔ صحیح احادیث مبارکہ میں واضح بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" بے شک تم لوگ اپنے رب کا بالکل واضح طور پر دیدار کرو گے جیسا کہ تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو، تمہیں اپنے رب کے دیدار میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد) جبکہ اس حوالہ سے اہل تشیع مکتبہ فکر کے نزدیک دنیا اور آخرت دونوں میں رویتِ باری تعالیٰ ممکن نہیں۔

آیت نمبر۱۸: ۱: آپ ﷺ نے معراج کے موقع پر اپنے رب کی کن نشانیوں کا مشاہدہ فرمایا؟ ۱: بڑی بڑی نشانیوں کا۔ ۲: رب کی بڑی بڑی نشانیوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: رب کی بڑی بڑی نشانیوں کی اصل تفصیل اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ البتہ ان کی کچھ وضاحت احادیث معراج میں بیان کی گئی ہے۔ مثلاً: i۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں۔ ii۔ جبرائیل علیہ السلام سمیت ملائکہ کا مشاہدہ۔ iii۔ جنت و جہنم کا مشاہدہ۔ iv۔ سدرۃ المنتہیٰ پر چھانے والی تجلیات اور انوارات کا مشاہدہ۔

آیت نمبر۱۹: ۱: لات سے کون مراد ہے؟ ۱: مشرکین کا بت تھا۔ یہ بت طائف میں تھا۔ قبیلہ بنو ثقیف کے لوگ اس کے خاص معتقد تھے۔ ۲: عُزیٰ سے کون مراد ہے؟ ۲: یہ بھی مشرکین مکہ کا بت تھا۔ یہ بت مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں حراض کے مقام پر واقع تھا۔ یہ قبیلہ قریش اور بنی کنانہ کی خاص دیوی تھی۔
۳: ان پر غور و فکر کی دعوت کن کو دی جا رہی ہے؟ ۳: مشرکین مکہ اور قرآن پڑھنے والوں کو۔ ۴: مشرکین مکہ نے اپنے بتوں کے نام مونث کیوں رکھے؟
۴: کیوں کہ وہ فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور اپنے خیال کے مطابق ان ہی کے بت بنا کر اُن کی پوجا کرتے تھے۔

آیت نمبر۲۰: ۱: منات سے کون مراد ہے؟ ۱: یہ مشرکین مکہ کا تیسرا بت تھا۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے قدید کے مقام پر واقع تھا۔ بنو خزاعہ، اوس اور خزرج کے لوگ اس کے معتقد تھے۔ اس کا باقاعدہ حج اور طواف کیا جاتا تھا۔ اس پر قربانی اور نذر کے جانور قربان کیئے جاتے تھے۔

علمی بات: اگرچہ ان بتوں اور دیویوں کے مخصوص مندر مختلف مقامات پر تھے۔ لیکن انہی ناموں کے بت کعبے میں بھی رکھے ہوئے تھے اور دوسرے بتوں کی طرح ان کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔ ان بتوں کو پوجنے والوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے (معاذاللہ) اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں اور بت جنّیات کا مسکن ہیں اور یہ جنیات بھی اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں (معاذاللہ)

آیت نمبر۲۱: ۱: اللہ ﷻ نے ان مشرکانہ عقائد پر کیا فرمایا؟ ۱: تمہارے لئے بیٹے ہوں اور اللہ ﷻ کے لئے بیٹیاں ہوں۔ گویا یہ ایک مذمت کا انداز ہے۔

علمی بات: یہاں کفارِ مکہ سے یہ کہا جا رہا ہے کہ جو تمہارے نزدیک ایسی بُری چیز ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ بگڑ جاتا ہے اور رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے حتیٰ کہ تم بیٹیوں کو زندہ در گور کر ڈالتے ہو پھر بھی اللہ ﷻ کی بیٹیاں بتاتے ہو۔
(سورۃ الزخرف ۴۳، آیات: ۱۶ تا ۱۹، سورۃ النحل: آیات: ۵۸ اور ۵۹)

آیت نمبر۲۲: ۱: اللہ ﷻ نے ان مشرکانہ عقائد پر کیا فرمایا؟ ۱: اللہ ﷻ نے اسے بڑی ناانصافی والی تقسیم قرار دیا۔
۲: اللہ ﷻ نے اس تقسیم کو بے انصاف کیوں قرار دیا؟ ۲: i۔ اللہ ﷻ کے لئے بیٹے یا بیٹی کا تصور شرک ہے اور شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔
(سورۃ لقمان ۳۱، آیت: ۱۳) ii۔ انہوں نے اللہ ﷻ کے لئے وہ پسند کیا جو وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے تھے یعنی بیٹیاں۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت کو کیسے کھولا گیا؟ ۱: یہ تمہارے گمراہ باپ دادا کے گھڑے ہوئے نام ہیں۔ان کی کوئی حقیقت نہیں اور اس شرک کی کوئی دلیل اللہ ﷻ نے نہیں اُتاری۔ ۲: یہاں دلیل سے کیا مراد ہے؟ ۲: عقلی یا نقلی دلیل۔ ۳: شرک کے لئے عقلی دلیل نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۳: عقل اس کا انکار کرتی ہے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ کوئی اور بھی صاحبِ اختیار ہستی ہو سکتی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو کائنات میں ہی فساد نظر آتا۔ ۴: شرک کے لئے نقلی دلیل سے کیا مراد ہے؟ ۴: شرک کے لئے کسی الہامی کتاب سے کوئی دلیل نہیں دی جا سکتی جس سے یہ ثابت کیا جا سکے کہ کوئی اور ہستی بھی اللہ ﷻ کی ذات وصفات میں شامل ہے۔ ۵: کوئی دلیل نہ ہونے کے باوجود لوگ شرک کیوں کرتے ہیں؟ ۵: صرف اپنے گمان اور نفس کی پیروی کرنے کے لئے۔ ۶: شرک کا کیا علاج ہے؟ ۶: الھدیٰ کی پیروی کرنا۔ ۷: الھدیٰ سے کیا مراد ہے؟ ۷: الھدیٰ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت بھی ہے جو سراپا ہدایت ہے اور جسے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا اور قرآن حکیم بھی جسے اللہ ﷻ نے لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: باطل تمناؤں کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟ ۱: یعنی مشرکین جو آرزوئیں اپنے باطل معبودوں سے رکھتے ہیں وہ پوری ہونے والی نہیں ہیں۔ ایک اور مطلب یہ ہے کہ کیا انسان کو یہ حق ہے کہ جس کو چاہے معبود بنا لے؟

آیت نمبر ۲۵: ۱: کیا انسان اس پر قادر ہے کہ وہ جو آرزو کرے وہ اسے مل جائے؟ ۱: نہیں بلکہ دنیا اور آخرت میں تمام امور اللہ ﷻ کی مشیت و مرضی کی مطابق ہوں گے۔ ۲۔ دنیا و آخرت اللہ کے لئے ہے، سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ دنیا و آخرت کا مالک اللہ ﷻ ہے اور کوئی کام بھی اللہ ﷻ کی مشیت و ارادہ کے بغیر نہیں ہوتا تو عبادت کا مستحق بھی وہی ہے صرف اسی کی عبادت و بندگی ہونی چاہیئے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ایسا نہیں ہوا کرتا کہ انسان جو چاہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے۔ کچھ امیدیں پوری ہوتی ہیں اور کچھ نہیں۔ ہر چیز اللہ ﷻ کے اختیار میں ہے۔ اس دنیا میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مشیت و ارادہ سے ہو رہا ہے اور عالمِ آخرت میں جو کچھ ہو گا اس کے حکم سے ہو گا۔ دونوں جہانوں کی بادشاہی اسی کے لئے مخصوص ہے۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: شفاعت کسے کہتے ہیں؟ ۱: کسی کے حق میں سفارش کرنا۔ ۲: شفاعت کا غلط عقیدہ کیا ہے؟ ۲: یہ عقیدہ رکھنا کہ کفار و مشرکین اللہ ﷻ کی بجائے جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ ان کی شفاعت کر کے اللہ ﷻ کی سزا سے ہر صورت انہیں بچا لیں گے۔ ۳: شفاعت کا صحیح عقیدہ کیا ہے؟ ۳: آخرت میں شفاعت ہو گی لیکن جسے اللہ ﷻ شفاعت کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا اور جس کے حق میں شفاعت کی اجازت دے گا۔ (سورۃ طٰہٰ ۲۰، آیت: ۱۰۹)

۴۔ جب قیامت میں اللہ ﷻ نے ہی بخشنا ہے تو شفاعت کی ضرورت کیا ہے؟ ۴: شفاعت اس لئے ہو گی کیونکہ اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ اور دیگر محبوب و مکرم بندوں کی شفاعت قبول فرما کر ان کی عظمت کو ظاہر فرمائے گا۔ ۵: فرشتوں کی سفارش کن لوگوں کے لئے ہو گی؟ ۵: فرشتوں کی سفارش تو اہلِ ایمان کے لئے ہو گی جیسا کہ اہلِ ایمان کے لئے ان کی دعاؤں کا ذکر سورۃ المومن کی آیت: ۷ میں ہے: ”پس انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچا لے“۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: مشرکین مکہ کی کن دو بُرائیوں کا ذکر ہے؟ ۱: i۔ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ii۔ فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کے مونث نام رکھتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: مشرکین مکہ کے پاس اپنے غلط عقائد کی کیا کوئی دلیل تھی؟ ۱: نہیں بغیر علم رکھے محض گمان کی وجہ سے شرک کرتے تھے۔ ۲: گمان اور حق کا کیا موازنہ کیا گیا ہے؟ ۲: گمان حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتا۔ یعنی نظریہ، عقیدہ اور عمل کے لئے ٹھوس علمی دلیل ہونی چاہیئے محض گمان کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کو کن لوگوں سے اعراض فرمانے کا حکم دیا گیا ہے؟ ۱: جو اللہ ﷻ کی یاد سے منہ موڑے اور وہ دنیاوی زندگی کا طلب گار ہو۔

علمی بات: ذکر سے مراد قرآن بھی ہو سکتا ہے، محض نصیحت بھی مراد ہو سکتی ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ﷻ کا ذکر سننا ہی جسے گوارا نہیں ہے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل لوگوں کے علم کی انتہا کیا ہے؟ ۱: صرف دنیاوی زندگی کی عیش و عشرت میں مگن رہنا۔ ۲: اس آیت میں اللہ ﷻ

کی صفت علم کا اظہار کس طرح کیا گیا ہے؟ ۲: اللہ ﷾ خوب جانتا ہے ان کو جو اس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی جانتا ہے۔

۳: جو دنیاوی زندگی کا طلب گار ہو ایسے شخص کا کیا انجام ہو گا؟ ۳: ایسے شخص کا انجام سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ کی آیت ۱۸ میں بیان کیا گیا ہے: ”جو کوئی فوری فائدہ (اسی دنیا میں) چاہتا ہے تو ہم جسے (دینا) چاہیں (اور) جتنا دینا چاہیں اسی (دنیا) میں اسے دے دیتے ہیں، پھر (آخر کار) ہم نے اس کے لئے جہنم (تیار) کر رکھی ہے جس میں وہ جھلسے گا بدحال اور ٹھکرایا ہوا“۔ ۴: جو آخرت کا طلب گار ہو ایسے شخص کا کیا انجام ہو گا؟ ۴: ایسے شخص کا انجام سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۱۹ میں بیان کیا گیا ہے: ”اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لئے ہونی چاہیئے، وہ کرتا بھی ہو اور وہ ایمان والا بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدر کی جائے گی“۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: اللہ ﷾ کی شان ملکیت کا اظہار کس طرح کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷾ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک ہے۔

۲: اللہ ﷾ کی صفت علم اور شان ملکیت کو ماننے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ ۲: وہ اللہ ﷾ جو سب علم رکھنے والا ہر چیز کا مالک ہے وہ بُرے لوگوں کو ان کی بداعمالیوں پر سزا اور نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنے اعمال پر توجہ کرنی چاہیئے چاہے وہ ایک چھوٹی سی نیکی یا برائی ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سورۃ الزلزال ۹۹ کی آیات: ۷ اور ۸ میں بیان کیا گیا ہے: ”پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔“

آیت نمبر ۳۲: ۱: نیک لوگوں کی کن صفات کا ذکر ہے؟ ۱: جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں۔

۲: بڑے اور چھوٹے گناہوں میں کیا فرق ہے؟ ۲: بڑے گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے جبکہ چھوٹے گناہوں میں سے جو اللہ ﷾ چاہے بغیر توبہ کے بھی معاف فرما دیتا ہے۔ مزید برآں نیکیوں سے بھی چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ ہود ۱۱، آیت: ۱۱۴)

عملی پہلو: ہمیں چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیئے اور اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو جلد از جلد اللہ ﷾ سے اس کی مغفرت مانگتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا عہد کرنا چاہیئے۔

۴: گناہ ہونے پر ہمارا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیئے؟ ۴: اللہ ﷾ سے معافی مانگنی چاہیئے اور سچی توبہ کرنی چاہیئے۔ ۵: اللہ ﷾ سے معافی کیوں مانگنی چاہیئے۔

۵: اللہ ﷾ وسیع مغفرت والا ہے۔ ۶: کیا ہم اپنی بداعمالیاں اللہ ﷾ سے چھپا سکتے ہیں؟ ۶: نہیں کیوں کہ اللہ ﷾ ہم سے خوب واقف ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی پیدائش کے آغاز، رحم مادر میں اس کی تشکیل پانے اور اس کی زندگی کے ایک ایک جزئیات سے واقف ہے۔ ۸: زمین سے پیدا کرنے سے کیا مراد ہے؟

۸: ہمارا وجود اور اس کے تمام اجزاء اسی زمین سے تشکیل پاتے ہیں۔ انسان کو وجود میں لانے والا نطفہ اس کے والدین کے جسموں میں اسی زمین کی خوراک کھانے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر انسان پیدائش کے بعد زمین سے پیدا ہونے والی غذا استعمال کرتا ہے جو اس کے جسم وجان کا حصہ بن جاتی ہے۔ ان معنیٰ میں انسان زمین سے پیدا کیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم) ۹: انسان کو کس دعویٰ سے روکا گیا ہے؟ ۹: اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھو اور نہ اپنی پاکیزگی بیان کرو۔

۱۰: انسان کی پرہیزگاری سے حقیقی واقفیت کون رکھتا ہے؟ ۱۰: اللہ ﷾ ہی خوب جانتا ہے۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: اس آیت میں کیسے شخص کا ذکر ہے؟ ۱: اس آیت میں آخرت سے غافل شخص کا بیان ہے۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں ولید بن مغیرہ کا ذکر ہے۔ جو قریش کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا۔ ۲: آخرت سے غافل انسان کی کن بُرائیوں کا ذکر ہے؟ ۲: حق سے منہ پھیرنا۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: آخرت سے غافل انسان کی کن بُرائیوں کا ذکر ہے؟ ۱: تھوڑا خرچ کر کے رک جانا۔

علمی بات: آخرت پر یقین نہ ہو تو انسان بنیادی اخلاقیات کا مظاہرہ نہیں کرتا اور مال خرچ کرنے سے رک جاتا ہے۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: آخرت سے غافل شخص کے بارے میں اللہ ﷾ نے کیا تبصرہ فرمایا؟ ۱: کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے یا مستقبل کو دیکھ رہا ہے کہ یہ حرکتیں کر رہا ہے۔ یعنی کیا وہ غیب کی بات دیکھ آیا ہے کہ آئندہ اس کو کفر کی سزا نہیں ملے گی اور دوسرے کو اپنی جگہ پیش کر کے چھوٹ جائے گا۔

شانِ نزول: آیات: ۳۳ تا ۳۵ میں بعض مفسرین کی نزدیک ولید بن مغیرہ کا ذکر ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی دعوت سے متاثر ہو کر ایمان لانے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن اس کے ایک مشرک دوست نے کفر پر رہنے پر اسے تیار کیا کہ قیامت کے دن وہ ولید بن مغیرہ کی جگہ سزا بھگتے گا اور ولید بن مغیرہ کی طرف سے اس کے ساتھ ایک معاوضہ بھی طے کر لیا گیا۔ لیکن معاہدے کے بعد ولید بن مغیرہ نے اسے تھوڑی سی رقم ادا کی اور پھر روک لی۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

آیت نمبر ۳۶: ا: حقیقت کا علم کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے؟ ا: الہامی کتابوں کے ذریعے۔

۲: حقیقت کا علم قرآن کے علاوہ اور کن کتابوں میں بیان کیا گیا ہے؟ ۲: صحفِ موسیٰ میں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں سے مراد تورات ہے۔

آیت نمبر ۳۷: ا: حقیقت کا علم قرآن کے علاوہ اور کن کتابوں میں بیان کیا گیا ہے؟ ا: صحفِ ابراہیم میں بیان کیا گیا ہے۔

علمی بات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے تو آج دنیا میں کہیں موجود نہیں ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں میں بھی ان کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔ صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جس میں دو مقامات پر صحفِ ابراہیم کی تعلیمات کے بعض اجزاء نقل کیئے گئے ہیں، ایک یہ مقام، دوسرے سورۃ الاعلیٰ کی آخری آیات۔

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کن الفاظ میں بیان کی گئی ہے؟ ۲: جنہوں نے عہد پورا کیا۔ ۳: عہد سے کیا مراد ہے؟

۳: ہر امتحان میں ثابت قدمی اور ہر حکم کے آگے سراپا اطاعت اور پیکر تسلیم ورضا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۱۳۱ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرزِ عمل کو بیان کیا گیا ہے: "اور جب ان کے رب نے ان سے فرمایا: (میری اطاعت و فرمانبرداری میں) گردن جھکا دو تو عرض کرنے لگے: میں نے سارے جہانوں کے رب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا"۔ یعنی فرمانبرداری اختیار کی۔

آیت نمبر ۳۸: ا: گناہوں کے بوجھ کے بارے میں کیا حقیقت بیان کی گئی ہے؟ ا: قیامت کے دن کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ ہر شخص اپنا جواب دہ خود ہو گا۔ "اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے"۔ (سورہ مریم ۱۹، آیت: ۹۵)

علمی بات: اس آیت میں تین بڑے اصول بیان کیئے گئے ہیں: پہلا یہ کہ ہر شخص خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک شخص کے فعل کی ذمہ داری دوسرے پر نہیں ڈالی جا سکتی سوائے اس کے کہ اس فعل کے واقع ہونے میں اس کا اپنا کوئی حصہ ہو۔ تیسرا یہ کہ کوئی شخص اگر چاہے بھی تو کسی دوسرے شخص کے فعل کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لے سکتا، نہ اصل مجرم کو اس بنا پر چھوڑا جا سکتا ہے کہ اس کی جگہ سزا بھگتنے کے لئے کوئی اور آدمی اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے۔ اس سے یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ آیت کریمہ شفاعت کی نفی کر رہی ہے کیونکہ شفاعت کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سفارش کرتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اس کی شفاعت قبول کر کے اس گناہ گار کو بخش دیتا ہے۔ جس کے حق میں شفاعت کی جاتی ہے۔

آیت نمبر ۳۹: ا: انسان کو کن اعمال کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا؟ ا: انسان کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے خود کیئے ہوں گے یا وہ اعمال جن کی طرف اس نے دوسروں کو راغب کیا ہو گا یا صدقہ جاریہ جیسے اعمال جن میں انسان کی اپنی کوشش بھی شامل ہو گی ان کا اجر ان کو ملے گا۔ اسی طرح ان امور خیر کا اسے اجر ملے کا جو اس کی طرف سے کیئے جائیں گے۔ البتہ یہ ممکن نہیں ہو گا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی نیکیاں از خود لے لے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئی، میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بول سکتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ہاں"۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی وصیت کو پورا کرنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا جس کا خاتمہ کفر پر ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا تم اس کی طرف سے صدقہ کرتے یا تم اس کی طرف سے کوئی حج کرتے تو اسے یہ ثواب پہنچ جاتا۔ (مشکوٰۃ شریف، ابوداؤد)

آیت نمبر ۴۰: ا: انسان کے اعمال کا نتیجہ کب نکلے گا؟ ا: عنقریب یعنی قیامت کے دن۔ دوسرے مقام پر قیامت کے منظر کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"اور (ہر ایک کے سامنے) اَعمال نامہ رکھ دیا جائے گا پس (اے محبوب ﷺ) آپ مجرموں کو دیکھیں گے (وہ) ان سے خوفزدہ ہوں گے جو اس (اَعمال نامہ) میں درج ہوں گے اور کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! اس اَعمال نامہ کو کیا ہوا ہے اس نے نہ کوئی چھوٹی (بات) چھوڑی ہے اور نہ کوئی بڑی مگر اس نے (ہر بات کو) شمار کر لیا ہے اور وہ جو کچھ کرتے رہے تھے حاضر پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ فرمائے گا"۔ (سورۃ الکھف ۱۸، آیت:۴۹)

آیت نمبر ۴۱: ۱: آخرت میں انسانی اعمال کا کیسا بدلہ دیا جائے گا؟ ۱: پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ۲: انسان کے بُرے اعمال کا پورا بدلہ دنیا میں کیوں نہیں دیا جاتا؟ ۲: دنیا میں پورا بدلہ دینا ممکن نہیں ہے جتنا ممکن ہے شریعت اس کا حکم دے دیتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے ۱۰ افراد کو قتل کیا تو قاتل کو ۱۰ جانوں کے بدلے ۱۰ مرتبہ مارنا چاہیئے جو کہ دنیا میں ممکن نہیں۔ آخرت میں مجرموں کو ان کے جرائم کا پورا بدلہ دینا ممکن ہو گا۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: اس آیت میں فرماں برداروں اور نافرمانوں کو بیک وقت کیا پیغام دیا گیا ہے؟ ۱: یہ آیت فرماں برداروں کے لئے بشارت ہے کہ وہ دنیا میں نیکی کے راستے میں جو بھی تکلیفیں اُٹھارہے ہیں تو وہ ختم ہونے والی ہیں اور بالآخر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ اس آیت میں نافرمانوں کے لئے تنبیہ ہے کہ جو وہ گناہ اور زیادتیاں کر رہے ہیں تو انہیں عنقریب اپنے رب کے پاس پہنچ کر ان کی سزا بھگتنی ہو گی۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن صفات کا ذکر ہے؟ ۱: وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہنسانے اور رُلانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی خوشی اور غمی کے اسباب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں وہ جسے چاہتا ہے راحت، سکون اور خوشی عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے غم، صدمات اور مصائب سے دوچار کر دیتا ہے۔

۳: ہمیں خوشی اور غم کے موقع پر کیا کرنا چاہیئے؟ ۳: ہمیں خوشی اور غمی کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنا چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "مجھے تو مومن کے معاملات پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کے معاملے میں سراسر خیر ہی خیر ہے اور یہ سعادت مؤمن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے کہ اگر اسے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے جو کہ اس کے لئے سراسر خیر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی سراسر خیر ہے"۔ (مسند احمد)

آیت نمبر ۴۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن صفات کا ذکر ہے؟ ۱: وہی مارتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے۔

۲: اس آیت کی کیا اہمیت ہے؟ ۲: اس آیت میں دنیا پرستی کا توڑ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا انکار کرنے والوں اور دنیا پرستوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام خود بخود یا حادثاتی طور پر نہیں ہوتا اور نہ وہ خود جینے اور مرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے جو زندگی اور موت دینے والا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں وسائل و اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے کامل امید و یقین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر رکھنا چاہیئے جس نے یہ تمام اسباب ہمارے لئے پیدا فرمائے۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت تخلیق کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ ہے جس نے ہر زندہ شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا یعنی نر اور مادہ چاہے حیوانات ہوں یا نباتات۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت تخلیق کی اور کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ ہے جو ایک ناپاک پانی کی بوند یعنی نطفہ سے انسان کو تخلیق فرما دیتا ہے۔

۲: آخرت میں دوبارہ اُٹھائے جانے کی کیا دلیل ہے؟ ۲: وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو ایک نطفہ سے انسان بنا سکتا ہے وہ ایک انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن مُردوں کو زندہ فرمائے گا۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن صفات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ غنی کرتا ہے اور دولت و ثروت عطا فرماتا ہے۔

۲: غنی کسے کہتے ہیں؟ ۲: غنی اس شخص کو کہتے ہیں جو بے پروا ہو کیونکہ دولت انسان کے اکثر مسائل حل کر دیتی ہے اس لئے دولت مند شخص کو بھی غنی کہتے ہیں۔

۳۔ فقیر کسے کہتے ہیں؟ ۳: وہ شخص جو زندگی کی بنیادی ضروریات کا محتاج ہو۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام حاجات سے پاک ہے، وہی سب کی حاجتوں کو پورا فرمانے والا ہے۔ لہذا ہمیں اپنی تمام تر حاجات کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

آیت نمبر۴۹: ۱: اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بڑائی کا کیسے بیان فرمایا گیا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ شعریٰ کا رب ہے۔ ۲: شعریٰ سے کیا مراد ہے؟ ۲: شعریٰ ایک بہت بڑا ستارہ ہے۔ ۳: "شعریٰ ستارے" کا ذکر کیوں فرمایا گیا ہے؟ ۳: دراصل مشرکین عرب تین مشہور دیویوں لات، منات اور عزیٰ کے علاوہ آسمان کے دیوتاؤں میں سے شعریٰ ستارہ کی بھی پرستش کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عالم کے احوال میں اس کی بہت بڑی تاثیر ہے۔

۴: مشرکین کے غلط عقیدے کی اصلاح کیسے فرمائی گئی ہے؟ ۴: مشرکین کو بتایا گیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تمہاری قسمتوں کا مالک ہے جو شعریٰ ستارے کا بھی مالک اور رب ہے۔ کائنات کے تمام معاملات اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ "شعریٰ" بھی اس کا حکم بجا لاتا ہے۔ اس میں مستقل تاثیر کچھ بھی نہیں۔

آیت نمبر۵۰: ۱: مجرم قوموں کو کس نے ہلاک کیا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے۔ ۲: کس قوم کے ہلاک کرنے کا ذکر ہے؟ ۲: عاد اُولیٰ کو۔

۳: عاد اُولیٰ سے کون سی قوم مراد ہے؟ ۳: عاد اُولیٰ سے مراد عادِ ارم ہے جو قدیم قوم عاد ہے جس کی طرف حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے۔

۴: قوم عاد کس جرم کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئی؟ ۴: یہ قوم شرک کرنے اور حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلانے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئی۔

آیت نمبر۵۱: ۱: اس میں کس قوم کے ہلاک کرنے کا ذکر ہے؟ ۱: قوم ثمود کو۔

۲: قوم ثمود سے کون مراد ہیں؟ ۲: قوم ثمود کا آغاز ان لوگوں سے ہوا جو حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے بچ گئے لیکن بعد میں شرک میں مبتلا ہو گئے ان کی نسل کو تاریخ میں عاد اُخریٰ اور عاد ثانی بھی کہتے ہیں۔ قوم ثمود ان ہی بقایا میں سے تھے۔ ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔

آیت نمبر۵۲: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو کس نے ہلاک کیا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے۔ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کن سے پہلے گزرے ہیں؟ ۲: عاد، ثمود سے بہت پہلے گزرے ہیں۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا کیا جرم تھا؟ ۳: شرک اور نوح علیہ السلام کو جھٹلانا۔ ۴: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی کس بُرائی کا ذکر ہے؟ ۴: وہ سب لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور آخرت کے منکر تھے۔ ظالم اور حد سے بڑھنے والے سرکش تھے۔ انہوں نے اپنے رسولوں کو سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان سب کو تباہ کر ڈالا اور آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا۔

علمی بات: تمام قوموں کے مشترکہ جرائم انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانا، شرک، ظلم، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے بغاوت و سرکشی تھے۔ جن کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیئے گئے۔

عملی پہلو: ہمیں سابقہ قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی سے باز رہنا چاہیئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر۵۳: ۱: اس آیت میں کن کو تباہ کرنے کا ذکر ہے؟ ۱: الٹی ہوئی بستیوں کو۔ ۲: الٹی ہوئی بستیوں سے کون سی قوم مراد ہے؟ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم۔ ۳: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا کیا جرم تھا؟ ۳: شرک کرنا اور ہم جنس پرستی۔ ۴: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟ ۴: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم پر پہلے ان کی آنکھیں ایسے مٹا دیں گویا ان کے چہروں پر آنکھوں کے نشان تک بھی نہ تھے اور بعد ازاں ان کی بستیوں کو اُٹھا کر پٹخ دیا اور تباہ و برباد کر دیا۔

آیت نمبر۵۴: ۱: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو کس شے نے ڈھانپ لیا؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب نے۔ ان پر پتھروں کی بارش ہوئی اور اس نے ان کو ڈھانپ دیا اور ہلاک کر دیا۔

آیت نمبر۵۵: ۱: انسان کی کس کوتاہی کا ذکر ہے؟ ۱: وہ اپنے رب کی نعمتوں میں شک کرتا ہے۔

۲: نعمتوں میں شک کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: انسان کی ناشکری اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اسے رب کی نعمتوں اور نشانیوں پر یقین کامل نہیں کیونکہ اگر انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو حقیقتاً جان لے کہ وہی نعمتیں عطا فرمانے والا اور ان کو واپس لینے والا ہے تو وہ کبھی بھی اس کی نافرمانی اور ناشکری نہ کرے۔

۳: یہاں نعمتوں اور نشانیوں کا ذکر کر کے کیا بات سمجھائی جارہی ہے؟ ۳: ظالم قوموں کی تباہی بھی بنی نوع انسان کے لئے نعمت ہے۔ اللہ ﷻ نے ظالم اور سرکش قوموں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر کے انسانیت پر احسان فرمایا تاکہ باقی لوگوں کو ان کے ظلم و ستم سے نجات ملے اور وہ دنیا میں چین سے زندگی بسر کر سکیں۔ اللہ ﷻ نے اپنی اس نعمت کا ذکر سورۃ البقرۃ ۲، آیت: ۲۵۱ میں بھی فرمایا ہے۔

۴: نافرمان قوموں پر عذاب بھیجنے کے ذکر کو نعمت باری تعالیٰ کیوں فرمایا گیا؟ ۴: قرآنِ حکیم میں نافرمان قوموں کے بُرے انجام کا ذکر کرنا بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے تاکہ ہم اللہ ﷻ کی نافرمانی سے دور رہیں اور عذاب سے بچ سکیں۔

عملی پہلو: تاریخ سے اتنی مثالیں پیش کرنے کے بعد اللہ ﷻ نے ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ کیا اس بات میں کچھ شک رہ جاتا ہے کہ جس قوم نے بھی اللہ ﷻ کے احکام کے سامنے سرکشی دکھائی اسے آخر تباہی سے دوچار ہونا پڑا۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ لوگ اپنے نبیوں سے جھگڑا کرتے رہے کیا ہم بھی اللہ ﷻ اور رسولِ کریم ﷺ کے احکامات کی بجاآوری میں بحث ومباحثہ کرتے رہیں گے؟

آیت نمبر ۵۶: ۱: آپ ﷺ کی کس صفت کو ظاہر فرمایا گیا؟ ۱: آپ ﷺ بھی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح نذیر ہیں۔ قرآنِ حکیم میں متعدد جگہ پر آپ ﷺ کی اس صفت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ الاحقاف ۴۶، آیت: ۹، سورۃ سبا ۳۴، آیت: ۴۶ وغیرہ ۲۔ نذیر کسے کہتے ہیں ۲۔ بُرے انجام سے ڈرانے والا۔ ۳: آپ ﷺ نے لوگوں کو کس بات سے ڈرایا؟ ۳: کفر و نافرمانی کرنے والوں کو اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرایا۔ ۴: آپ ﷺ کو پہلے ڈرانے والوں میں سے ڈرانے والا کیوں کہا گیا؟ ۴: کیونکہ اللہ ﷻ انسانوں کو ہدایت عطا فرمانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجتا رہا اور آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے اس سلسلے کے آخری نبی خاتم الانبیاء ہیں۔

۵: پہلے ڈرانے والوں سے کون مراد ہے؟ ۵: آپ ﷺ سے پہلے آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک۔

آیت نمبر ۵۷: ۱: اٰزِفَۃُ "آنے والی گھڑی" سے کیا مراد ہے؟ ۱: قیامت کی گھڑی جو قریب پہنچنے والی ہے۔ یہ قیامت کا صفاتی نام ہے۔

۲: قیامت کا یہ نام ذکر کر کے اللہ ﷻ نے ہمیں کیا سمجھایا ہے؟ ۲: یعنی یہ نہ سمجھو کہ قیامت یا موت کی گھڑی ابھی بہت دور ہے اور سوچنے سمجھنے کے لئے ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ انسان کو تو ایک پل کی بھی خبر نہیں اور جس کو موت آگئی بس اس کی قیامت تو اسی وقت قائم ہوگئی۔

عملی پہلو: ہمیں ہر وقت موت کو یاد رکھنا چاہیئے اور اس آنے والی قیامت کی گھڑی کے لئے تیاری کرتے رہنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۸: ۱: قیامت کے دن کی کس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کے سوا کوئی قیامت کو ظاہر فرمانے والا نہیں ہے۔

۲: "قیامت کو اللہ ہی ظاہر فرمانے والا ہے" اس سے کیا سمجھایا جارہا ہے؟ ۲: یعنی قیامت قریب ہی آلگی ہے جس کا ٹھیک وقت اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں بتاسکتا۔ اور جب وقت معین آجائے تو کوئی طاقت اس کو دفع نہیں کر سکتی۔

آیت نمبر ۵۹: ۱۔ اس آیت میں "بات" سے کیا مراد ہے جس پر کفار تعجب کررہے تھے؟ ۱: اس سے مراد وہ ساری تعلیم ہے جو رسول اللہ ﷺ قرآنِ حکیم کے ذریعہ سے پیش فرمارہے تھے۔ ۲: اس آیت میں انسانوں کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ ۲: کیا تم قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں قرآنی تعلیمات پر حیرت کرتے ہو؟ ۳: کفار و مشرکین قرآن حکیم کی تعلیمات پر کیوں تعجب کررہے تھے؟ ۳: دراصل تعجب سے مراد وہ تعجب ہے جس کا اظہار آدمی کسی انوکھی اور ناقابل یقین بات کو سن کر کیا کرتا ہے۔ کفار و مشرکین آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایسے تعجب اور حیرت سے دیکھتے کہ گویا کوئی بڑی عجیب، انوکھی اور نرالی باتیں انہیں سنائی جارہی ہیں۔ جب کہ آپ ﷺ بھی سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح انہیں قیامت سے ڈرارہے تھے۔

آیت نمبر ۶۰: ۱: انسانوں کی آخرت کے بارے میں کس غفلت کا بیان ہے؟ ۱: اپنے گناہوں اور عذاب سے ڈر کر رونے کے بجائے غفلت میں پڑے ہنستے رہتے ہیں اور حق و صداقت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم بھی آخرت سے غافل تو نہیں؟ لہٰذا ہمیں حق و صداقت کی راہ پر چلنے والوں کا ساتھ دینا چاہیئے اگرچہ لوگ اپنی جہالت اور سرکشی کی وجہ سے ہمارا مذاق اُڑارہے ہوں۔

آیت نمبر ۶۱: ا: آخرت سے غافل انسان کی کس روش کا ذکر ہے؟ ا: وہ کھیل کود اور گانے بجانے میں اس قدر مصروف ہے کہ آخرت کی فکر سے غافل ہے اور آخرت میں کامیابی کے لئے کوئی محنت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

آیت نمبر ۶۲: ا: آخرت میں کامیابی کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کا حکم فرمایا؟ ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سجدہ کرنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم فرمایا۔ سجدہ عاجزی اور بندگی کے اظہار کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ ۲: سجدہ سے کیا مراد ہے؟ ۲: سجدہ کا لغوی معنی ہے تذلل اور خضوع کے ساتھ جھکنا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور عاجزی اختیار کرنا۔ اس کی انتہا زمین پر پیشانی کا رکھ دینا ہے۔ سجدہ کا شرعی معنی ہے عبادت کے قصد سے پیشانی کو زمین پر رکھنا۔

۳۔ عبادت سے کیا مراد ہے؟ ۳: شرعی اصطلاح میں عبادت کا مفہوم ہے معبود کے سامنے اپنے آپ کو انتہائی عاجز جاننا اور اس کے لئے انتہائی تعظیم کو تسلیم کرتے ہوئے عاجزی کا اظہار کرنا، اور اس سے مراد ہے ساری زندگی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنا۔

علمی بات: یہ نزول کے اعتبار سے پہلی آیت تھی جس پر سجدۂ تلاوت لازم ہوتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے"۔ ایک اور جگہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب انسان سجدہ والی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اور ہائے افسوس کہتا ہوا اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے" اور دوسری روایت میں ہے شیطان کہتا ہے ہائے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم کیا گیا تو وہ سجدہ کر کے جنت کا مستحق ہو گیا اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں سجدے کا انکار کر کے جہنمی ہو گیا"۔ (صحیح مسلم)

عملی پہلو: ہمیں ساری زندگی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مکمل عبادت میں گزارنی چاہیئے۔ ہر معاملے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(ا) اس سورت کے آغاز میں آپ ﷺ کے کس سفر کا ذکر ہے؟

✓ (الف) سفر معراج   (ب) سفر طائف   (ج) سفر شام

(۲) نبی کریم ﷺ ہمیشہ کس کے مطابق بات کرتے تھے؟

(الف) فرشتوں کی خواہشات کے مطابق   (ب) لوگوں کی خواہش کے مطابق   ✓ (ج) وحی کے مطابق

(۳) قیامت کے دن انسان کس کا بوجھ اُٹھائے گا؟

(الف) دوسروں کا   ✓ (ب) صرف اپنا   (ج) رشتہ داروں کا

(۴) شِعریٰ کیا ہے؟

✓ (الف) ستارہ   (ب) فرشتہ   (ج) جن

(۵) اہل ایمان کو سورت کے آخر میں کیا تلقین کی گئی؟

(الف) نماز اور روزہ ادا کرو   (ب) صبر اور شکر کرو   ✓ (ج) سجدہ اور عبادت کرو

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK ENTAIL CRIMINAL ACTION.

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیئے:

۱- مشرکین مکہ جن بتوں کو پوجتے تھے اُن کے نام پہلے رکوع کی روشنی میں تحریر کریں؟ لات، عُزّیٰ، منات (آیات:۱۹، ۲۰)

۲- اس سورت کے پہلے رکوع میں بتوں کی کیا حقیقت بیان فرمائی گئی ہے؟ یہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے والدین نے گھڑ لیئے ہیں۔ (آیت: ۲۳)

۳- اس سورت کے دوسرے رکوع میں آخرت کا انکار کرنے والوں کی کن بُرائیوں کا ذکر ہے؟ حق سے منہ موڑنا، لوگوں پر خرچ نہ کرنا۔ (آیات: ۳۳، ۳۴)

۴- اس سورت کے تیسرے رکوع میں اللہ ﷻ کی بیان کردہ قدرتوں میں سے کسی تین کا ذکر کریں؟

وہی ہنساتا ہے اور رُلاتا ہے، وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے، اُسی نے نر اور مادہ بنائے، وہی غنی اور سرمایہ دار بناتا ہے۔

۵- اس سورت کے تیسرے رکوع میں ہلاک ہونے والی کن قوموں کا ذکر ہے؟

قومِ عاد، قومِ ثمود، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم۔ (آیات: ۵۰، ۵۳)

عملی سرگرمی: ۱۔ طلبہ کے گروپس بنا کر اُن سورتوں کی ایک فہرست بنوائیں جن کے نام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔

نکات: مثلاً سورۃ یونس، سورۃ نوح، سورۃ ابراہیم وغیرہ۔ جن کے نام چیزوں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ **نکات:** مثلاً سورۃ الحدید، سورۃ القلم، سورۃ النجم وغیرہ۔ جن کے نام شخصیات کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ **نکات:** مثلاً سورۃ لقمان، سورۃ اللھب وغیرہ۔ جن کے نام جانوروں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں **نکات:** مثلاً سورۃ البقرہ، سورۃ النمل، سورۃ العنکبوت وغیرہ۔ جن کے نام مناظر پر رکھے گئے ہیں۔ **نکات:** مثلاً سورۃ القیامہ، سورۃ الزلزال وغیرہ۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ الْقَمَرْ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۲۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۷تا۵۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ شق القمر کا واقعہ کیا ہے؟
۲۔ شق القمر کے معجزہ کے بارے میں مشرکین کا رویّہ کیا تھا؟
۳۔ روزِ قیامت مجرمین کی بُری حالت کی کیا کیفیت ہوگی؟
۴۔ گناہ گاروں کو روزِ قیامت قبروں سے کس طرح نکالا جائے گا؟
۵۔ قرآنِ حکیم کو اللہ ﷻ نے کس اعتبار سے آسان بنادیا ہے؟
۶۔ قرآنِ حکیم نصیحت حاصل کرنے کے لئے کس طرح آسان ہے؟
۷۔ گزشتہ نافرمان قوموں پر کون کون سے عذاب آئے؟
۸۔ مجرمین کے ساتھ جہنم میں کیا بُرا سلوک ہوگا؟
۹۔ روزِ قیامت پرہیزگاروں کا حسین انجام کیسا ہوگا؟
۱۰۔ مجرموں کو عموماً فوری سزا کیوں نہیں دی جاتی؟

ربطِ سورت: گزشتہ سورت "سورۃ النجم" میں نافرمان قوموں کی ہلاکت کا مختصر ذکر تھا۔ سورۃ القمر میں پانچ نافرمان قوموں کی ہلاکت کا تفصیلی بیان ہے۔ سورۃ النجم میں قرآنِ حکیم کے بارے میں شبہات کو دور کیا گیا تھا۔ سورۃ القمر میں چار مرتبہ ذکر ہے کہ قرآنِ حکیم نصیحت کے حصول کے لئے آسان ہے۔ سورۃ النجم میں نافرمانوں کی بدترین اور فرماں برداروں کی اچھی صفات کا ذکر تھا۔ سورۃ القمر میں نافرمانوں کے عبرت ناک اور فرماں برداروں کے بہترین انجام کا بیان ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: قیامت کے قریب آجانے سے کیا مراد ہے؟ ۱: یعنی قیامت آنے کا وقت بہت قریب آچکا ہے جو کہ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہونے سے ثابت ہو رہا ہے۔

۲: قیامت کی کس نشانی کا ذکر ہے؟ ۲: شق القمر یعنی چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہوجانا جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

علمی بات: شق القمر کا واقعہ مِنٰی میں پیش آیا جب آپ ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بہت سے مشرکین مکہ کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ مشرکین نے آپ ﷺ سے معجزے کا مطالبہ کیا اس پر آپ ﷺ نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا نیچے آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "دیکھو اور گواہ رہنا"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

آیت نمبر ۲: ۱: معجزہ دیکھ کر مشرکین مکہ کا کیا ردعمل ہوا؟ ۱: انہوں نے ایمان لانے کے بجائے منہ موڑ لیا اور اپنے کفر پر قائم رہے۔ ۲: مشرکین مکہ نے اس معجزے کو دیکھ کیا کہا؟ ۲: انہوں نے کہا کہ یہ ہمیشہ سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔ ابو جہل اس موقع پر کہنے لگا کہ پہلے ان کا جادو زمین پر چلتا تھا اب آسمان پر بھی چلنے لگا ہے۔ (معاذاللہ)
۳: "ہمیشہ سے چلا آتا ہوا جادو" سے کیا مراد ہے؟ ۳: دراصل مشرکین مکہ یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بھی ایسے جادو کے کرشمے دکھاتے رہے ان کا جادو بھی چل بسا اور وہ خود بھی چل بسے۔ اسی طرح یہ نبی اور اس کے کرشمے بھی عنقریب ختم ہو جائیں گے۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۳: ۱: چاند کے پھٹنے کا معجزہ دیکھ کر مشرکین کا کیا طرزِ عمل رہا؟ ۱: انہوں نے جھٹلایا اور حقیقت کی جگہ انہوں نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی۔
۲: مشرکین مکہ کو معجزے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے جھٹلانے پر فوری سزا کیوں نہ دی گئی؟ ۲: کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا ہے جس کے آنے پر وہ کام کیا جاتا ہے۔ اس طرح مشرکین مکہ کی سزا کا بھی وقت مقرر تھا۔
علمی بات: اس بات کا ذکر سورۃ النحل ۱۶ کی آیت ۶۱ میں بھی ہے کہ "اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں"۔
۳: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کے انکار کی وجہ کیا تھی؟ ۳: وہ ایمان لا کر اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح نہیں کرنا چاہتے تھے اور اپنی خواہشات کے مطابق ہی من چاہی زندگی گزارنا چاہتے تھے۔
علمی بات: قرآن حکیم میں ایسے شخص کے لئے جنت کی بشارت ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش کی پیروی سے روکا ہوگا۔ (سورۃ النازعات ۷۹، آیات: ۴۰ تا ۴۱)

آیت نمبر ۴: ۱: کفار کو کس بات سے ڈرایا گیا؟ ۱: انہیں ان کے کفر اور نافرمانی پر عذابِ الٰہی سے ڈرایا گیا۔
۲: کفار کے پاس تنبیہ آمیز خبروں سے کیا مراد ہے؟ ۲: سابقہ نافرمان قوموں کی خبریں جن کو ان کے کفر کی وجہ سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا اور آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شدید عذاب آئے گا۔ مثلاً قومِ عاد، ثمود وغیرہ۔ ۳: سابقہ قوموں کی خبریں کفار کو کیوں دی گئیں؟ ۳: تاکہ وہ کفر و نافرمانی سے باز آکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔
عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سابقہ قوموں کی تباہی و بربادی کا متعدد بار ذکر فرما کر ہمیں بھی ڈرایا ہے کہ ہمیں اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے ورنہ ہمارا حال بھی کہیں ان جیسا نہ ہو۔ لہٰذا ہمیں ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۵: ۱: اس آیت میں قرآنِ حکیم کی کس صفت کا بیان ہے؟ ۱: قرآنِ حکیم مکمل حکمت کی بات ہے۔ ۲: حکمت کسے کہتے ہیں؟
۲: وہ باطنی بصیرت جس کے ذریعے چیزوں کی حقیقت پہچانی جائے نیز صحیح اور غلط میں تمیز ہو۔ سورۃ البقرۃ ۲ کی آیت: ۲۶۹ میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ "وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی عطا فرماتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں"۔
۳: کفار کی کس محرومی کا ذکر ہے؟ ۳: کفار قرآنِ حکیم جیسے پُر حکمت کلام کے متنبہ کرنے اور ڈرانے سے بھی فائدہ نہ اُٹھا پائے۔

آیت نمبر ۶: ۱: کفر پر اڑے رہنے والوں کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا تلقین فرمائی گئی؟ ۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار سے رخ پھیر لینے کی تلقین فرمائی گئی۔
۲: اس آیت میں کس دن کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: قیامت کے دن کا۔ ۳: بلانے والے شخص سے کون مراد ہے؟ ۳: اکثر مفسرین کے نزدیک بلانے والے سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ ۴: حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن لوگوں کو کیسے بلائیں گے؟ ۴: وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے صُور پھونکیں گے۔ جس سے تمام جاندار مر جائیں گے پھر دوبارہ صور پھونکیں گے اس کے نتیجے میں تمام لوگ زندہ ہو کر میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔ ۵: حضرت اسرافیل علیہ السلام کس چیز کی طرف بلائیں گے؟ ۵: ایک ناگوار چیز کی طرف۔ ۶: ناگوار چیز سے کیا مراد ہے؟ ۶: حساب کتاب جو ہر شخص کو دینا پڑے گا۔

آیت نمبر ۷: ۱: قیامت کے دن انسانوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: آنکھیں جھکائے اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ ۲: انسانوں کی آنکھیں کیوں جھکی ہوں گی؟ ۲: قیامت کی ہولناکی دیکھ کر اور اپنے جرائم پر شرمندگی کی وجہ سے۔ ۳: قبر سے کیا مراد ہے؟ ۳: مٹی کا گڑھا جس میں انسان کی لاش کو دفنایا جاتا

ہے یا زمین کا حصّہ جہاں کہیں انسانی جسم کے ذرات موجود ہوں۔ ۴: قیامت کے دن انسانوں کے جمع ہونے کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۴: انسان ایک بڑی تعداد میں میدانِ حشر کی طرف بڑھ رہے ہوں گے جیسے کہ ٹڈی دل بکھری ہوئی ٹڈیاں۔

آیت نمبر ۸: ۱: حشر کے دن لوگ کس طرف بڑھ رہے ہوں گے؟ ۱: بلانے والے یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرف۔ ۲: قیامت کا دن کیسے لوگوں پر کٹھن ہوگا؟ ۲: کفار پر کٹھن ہوگا۔ ۳: کفار قیامت کے بارے میں کیا کہیں گے؟ ۳: یہ بڑا سخت دن ہے۔

آیت نمبر ۹: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟ ۱: ۹ تا ۱۷ آیات میں۔ ۲: اہل مکہ کو درس عبرت دینے کے لئے ان سے پہلے کی کس نافرمان قوم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے جرائم کیا تھے؟ ۳: انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا انہیں مجنون کہا۔ ۴: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا دھمکیاں دیں؟ ۴: رَجم کرنے اور قتل کرنے کی دھمکی کی۔ (سورۃ ھود ۱۱، آیت: ۱۱۶)

آیت نمبر ۱۰: ۱: قوم کے جھٹلانے اور دھمکیاں دینے پر حضرت نوح علیہ السلام نے کیا کیا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی۔
۲: حضرت نوح علیہ السلام نے کیا دعا کی؟ ۲: اے اللہ! میں مغلوب ہوں تو ہی بدلہ لے لے۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا کیا نتیجہ نکلا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم پر عذاب نازل کیا۔
۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر کیا عذاب نازل کیا؟ ۲: آسمان سے موسلا دھار بارش کا عذاب نازل کیا۔
۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کیوں قبول کی؟ ۳: سورۃ الصّٰفّٰت کی آیات: ۱۷۱ تا ۱۷۳ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسولوں سے وعدہ کا ذکر ہے کہ "اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لئے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناً وہ ہی مدد کیئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا"۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس انداز سے اس قوم کو عذاب دیا؟ ۱: زمین سے چشموں کی صورت میں پانی جاری فرما دیا۔
۲: پانی کے عذاب کی کیا کیفیت تھی؟ ۲: آسمان پانی برسا رہا تھا۔ زمین پانی اُگل رہی تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دونوں پانیوں کو ملا دیا۔ اس کام کے لئے جو مقرر ہو چکا تھا۔
۳: "مقرر ہونے والے کام" سے کیا مراد ہے؟ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب جو مقرر ہو چکا تھا۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس عذاب سے کیسے بچایا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کشتی میں سوار کرا کر اس عذاب سے بچا لیا۔
۲: کشتی کس چیز سے بنی تھی؟ ۲: لکڑی کے تختوں اور کیلوں سے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ کشتی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نگہبانی میں چل رہی تھی گویا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حفاظت میں تھی۔
۳: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے طوفان کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۳: یہ حضرت نوح علیہ السلام کے جھٹلانے کا بدلہ تھا جو اس نافرمان جھٹلانے والی قوم سے لیا گیا۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کو بطور نشانی کے چھوڑ دیا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو نشانی کے طور پر۔ بعض مفسرین کے نزدیک نشانی سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا پورا واقعہ ہے جو عبرت کا باعث ہے۔ ۲: نشانی سے نصیحت حاصل کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کفر و شرک سے توبہ کرے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مان کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرماں برداری کرے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب اور اس کا ڈرانا کیسا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نافرمانوں کو اچھی طرح ڈرانے کے بعد ان پر عذاب نازل فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس اعتبار سے آسان بنا دیا ہے؟ ۱: نصیحت حاصل کرنے کے لحاظ سے آسان بنا دیا ہے۔ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے، جو لفظ بہ لفظ یاد کر لی جاتی ہے ورنہ چھوٹی سی کتاب کو بھی اس طرح یاد کر لینا اور اسے یاد رکھنا نہایت مشکل ہے۔ مزید یہ کہ بنیادی ہدایت کے حصول کے لئے یہ بہت آسان ہے۔ انسان کا خالق کون ہے؟ انسان کا مقصدِ زندگی کیا ہے؟ اصل زندگی کون سی ہے؟ اس زندگی کی تیاری کے لئے کیا کرنا ہے؟ وغیرہ۔ قرآنِ حکیم ان تمام بنیادی سوالات کے جوابات عطا کرتا ہے اور ہر انسان کو سیدھی راہ بھی بتاتا ہے۔ ۲: قرآنِ حکیم نصیحت حاصل کرنے کے لئے کس طرح آسان ہے؟

۲: کیونکہ قرآنِ حکیم میں واقعات، مثالیں اور فطرت سے قریب رہ کر باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ نیز قرآنِ حکیم کا انداز سادہ بھی ہے اور ہر انسان سے خطاب بھی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الکھف کی آیت: ۱ میں بیان ہوا ہے کہ "ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے مطالب صاف صاف بیان کرتی ہے نہ اس کے مطالب میں کوئی پیچیدگی اور مشکل ہے اور نہ اس کے انداز بیان میں کسی قسم کا الجھاؤ ہے۔ تاہم یاد رہے کہ قرآنِ حکیم سے احکامات سمجھنا اور اخذ کرنا مفسرین اور علماء کرام کا کام ہے اور وہی اس کے اہل ہیں۔ لہٰذا احکامات اور مسائل میں رہنمائی کے لئے اُن سے ہی رجوع کیا جائے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: کس نافرمان قوم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: قوم عاد۔ ۲: قوم عاد کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟ ۲: آیات: ۱۸ تا ۲۲ میں آیا ہے۔

۳: قوم عاد کی طرف کسے رسول بنا کر بھیجا گیا؟ ۳: حضرت ہود علیہ السلام۔ ۴: قوم عاد کا جرم کیا تھا؟ ۴: شرک اور رسول کو جھٹلانا۔

۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب اور ڈرانے کا معاملہ کیسا ہوتا ہے؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نافرمانوں کو اچھی طرح ڈرانے کے بعد پھر ان پر سخت عذاب نازل کرتا ہے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: قوم عاد پر بھیجا جانے والا عذاب کیا تھا؟ ۱: سخت آندھی کا عذاب جو آٹھ دن اور سات راتوں تک جاری رہا۔ (سورۃ الحاقہ ۶۹، آیت: ۷)

۲: عذاب کس دن نازل کیا گیا؟ ۲: مسلسل نحوست والے دن نازل ہوا۔

عملی پہلو: تمام دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور کوئی منحوس نہیں ہوتا۔ نحوست اصل میں کفر اور بُرے اعمال ہیں جن کی وجہ سے کوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں کسی دن کو منحوس نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: عذاب نے قوم عاد کی کیا حالت بنادی؟ ۱: آندھی نے لوگوں کو ایسے اُٹھا کر پھینک دیا جیسے وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔

عملی پہلو: ہمیں کبھی بھی اپنی طاقت پر کوئی گھمنڈ اور تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت تھی کہ "قوم عاد" کے لوگ جو بڑے قد آور اور زور آور تھے، لیکن ہوا کا جھکڑ ان کو اٹھا کر اس طرح زمین پر پھینک دیتا تھا جیسے کھجور کا تنا جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا جائے۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب اور اس سے ڈرانے کا معاملہ کیسا ہوتا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے جو نافرمانوں کو ڈرانے کے بعد ان پر نازل کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس اعتبار سے آسان بنادیا ہے؟ ۱: نصیحت حاصل کرنے کے لحاظ سے آسان بنادیا ہے۔

۲: قرآن حکیم نصیحت حاصل کرنے کے لئے کس طرح آسان ہے؟ ۲: کیونکہ قرآن میں واقعات، مثالیں اور فطرت سے قریب رہ کر باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ نیز قرآنِ حکیم کا انداز سادہ بھی ہے اور ہر انسان سے خطاب بھی ہے۔ (مزید وضاحت اسی سورت کی آیت: ۱۷ میں دیکھ لیں)

آیت نمبر ۲۳: ۱: کس نافرمان قوم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: قومِ ثمود کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۲: قومِ ثمود کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟ ۲: ۲۳ تا ۳۲ آیات میں ہے۔

۳: قومِ ثمود کی طرف کسے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا؟ ۳: حضرت صالح علیہ السلام کو۔ ۴: قومِ ثمود کا جرم کیا تھا؟ ۴: شرک اور رسول کو جھٹلانا۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی بات کیوں نہ مانی؟ ۱: کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے ہی میں سے ایک معمولی آدمی کی پیروی کیوں کریں۔

۲: قومِ ثمود کے کفر و گمراہی کا اندازہ کس بات سے ہوتا ہے؟ ۲: وہ اپنے رسول کی پیروی کرنے کو گمراہی اور جنون سمجھتے تھے۔

۳: انہیں حضرت صالح علیہ السلام پر کیا اعتراض تھا؟ ۳: ایک عام سے معمولی آدمی ہیں۔ نہ سردار ہیں نہ مالدار ہیں۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: قوم نے حضرت صالح علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟ ۱: جھوٹا اور شیخی خورہ ہونے یعنی خود اپنے آپ کو بڑا کہنے اور حضرت صالح علیہ السلام کو کم تر کہنے کی جسارت کی۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس الزام کا کیا جواب دیا؟ ۱: انہیں دنیا میں آنے والے عذاب کے دن یا قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا اور شیخی خورہ ہے۔

۲: شیخی خورہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: خود پسندی، اپنی بڑائی بیان کرنا، اپنے آپ کو بہت بڑا عقل مند ظاہر کرنا، اپنی تعریفیں کرنا اور ایسے کام کرنا جس سے اپنے آپ کو بڑا منوانا مقصود ہو اور ان سب کے ساتھ دوسروں کو حقیر اور کم تر سمجھنا۔

علمی بات: قریش مکہ پہلی قوموں کی طرح بالکل اسی طرح کے الزام نبی کریم ﷺ پر لگا کر آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کر رہے تھے۔ گویا تمام انبیاء و رسل علیہم السلام پر تقریباً ملتے جلتے الزام ہی لگائے گئے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: حضرت صالح علیہ السلام کو کیا معجزہ دیا گیا؟ ۱: قوم کے مطالبے پر پہاڑ میں سے زندہ اونٹنی معجزانہ طور پر نکالی گئی۔ ۲: معجزہ دکھانے کا مقصد کیا تھا؟ ۲: قوم ثمود کو آزمانا یا امتحان لینا۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ انتظار کیجیے کہ قوم اونٹنی کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔

عملی پہلو: ہمیں بھی ہر حال میں صبر کرنا چاہیئے۔ سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۱۵۳ میں ہے کہ " اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت بھی یہی رہی ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے الفاظ سورۂ یوسف میں آتے ہیں کہ "صبر ہی بہتر ہے"۔ (سورۃ یوسف ۱۲، آیت: ۸۳)

آیت نمبر ۲۸: ۱: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو اونٹنی کے سلسلے میں کیا سمجھایا؟ ۱: چونکہ قوم ثمود کے لئے پانی حاصل کرنے کی ایک ہی جگہ تھی لہٰذا حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا کہ پانی کے لئے ایک دن اونٹنی کی باری ہے اور ایک دن قوم کی۔ لہٰذا تم اپنی باری پر پانی حاصل کرو۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: قوم نے اونٹنی کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۱: انہوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہہ کر اونٹنی کو ہلاک کرادیا۔

۲: اونٹنی کو کیسے ہلاک کیا گیا؟ ۲: اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ہلاک کیا گیا۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب اور اس سے ڈرانے کا معاملہ کیسا ہوتا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نافرمانوں کو اچھی طرح ڈرانے کے بعد ان پر عذاب نازل فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: قوم ثمود پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا عذاب بھیجا؟ ۱: ایک زوردار چیخ کا عذاب تھا۔ قرآنِ حکیم میں دوسری جگہوں پر زلزلے کا بھی ذکر ہے۔

۲: چیخ سے کیا مراد ہے؟ ۲: اکثر مفسرین کے نزدیک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری

۳: عذاب نے قوم ثمود کا کیا حشر کیا؟ ۳: وہ لوگ باڑ لگانے والے کی روندھی باڑ کی طرح اُجڑ گئے۔

نوٹ: حضرت صالح علیہ السلام کے قصّہ کی دیگر تفصیلات مطالعہ ٔقرآن حکیم کے حصّہ اول اور اس کے رہنمائے اساتذہ کے نکات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کس اعتبار سے آسان بنادیا ہے؟ ۱: نصیحت حاصل کرنے کے لحاظ سے آسان بنادیا ہے۔

۲: قرآن حکیم نصیحت حاصل کرنے کے لئے کس طرح آسان ہے؟ ۲: کیونکہ قرآن میں واقعات، مثالیں اور فطرت سے قریب رہ کر باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ نیز قرآنِ حکیم کا انداز سادہ بھی ہے اور ہر انسان سے خطاب بھی ہے (مزید وضاحت اسی سورت کی آیت: ۱۷ میں دیکھ لیں)

آیت نمبر ۳۳: ۱: کس نافرمان قوم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم۔ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟ ۲: آیات: ۳۳ تا ۴۰ میں ہے۔ ۳: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کہاں آباد تھی؟ ۳: جنوبی فلسطین۔ عمورہ اور سدوم کی بستیوں میں۔ ۴: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا کیا جرم تھا؟ ۴: شرک، ہم جنس پرستی اور رسولوں کو جھٹلانا۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: حضرت لوط علیہ السلام کو جھٹلانے کا کیا انجام ہوا؟ ۱: ان پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب آیا۔ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا عذاب کس شکل میں آیا؟ ۲: پتھر برسانے والی آندھی کی صورت میں عذاب آیا تھا۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے کون بچا؟ ۳: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والے یعنی ان کی بیٹیاں۔ ۴: حضرت لوط علیہ السلام اس بستی سے کب نکلے؟ ۴: رات میں سحر سے پہلے پہلے۔ ۵: بستی والوں پر عذاب کب شروع ہوا؟ ۵: سحر ختم ہوتے ہی۔ ۶: سحر کسے کہتے ہیں؟ ۶: رات کے آخری حصے کو۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: عذاب سے بچا لیا جانا بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہے۔ یہ اس کی خاص رحمت اور نعمت ہے جو ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ۲: شکر کرنے والوں کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا معاملہ فرماتا ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ساتھ اچھا معاملہ فرماتا ہے اور ان کو عذاب سے بچا لیتا ہے۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب کب آیا؟ ۱: حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب آیا۔ ۲: قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کے ڈرانے پر کیا کیا؟ ۲: وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور لوط علیہ السلام کے عذاب سے ڈرانے پر شک کرتے رہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۴۵ میں ہے کہ جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں جب برُائیوں کے انجام سے متنبہ کیا جائے تو ہمیں بحث ومباحثہ میں پڑ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب کو دعوت نہیں دینی چاہیئے بلکہ اپنے آپ کو برائیوں سے الگ کر لینا چاہیئے۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کون مہمان آئے؟ ۱: عذاب کے فرشتے خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں آئے تھے۔ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے آپ سے مہمانوں کے بارے میں کیا مطالبہ کیا؟ ۲: قوم نے حضرت لوط علیہ السلام سے آپ کے مہمانوں کی سپردگی کا مطالبہ کیا تاکہ انہیں بھی وہ حسب عادت اپنی ہوس کا نشانہ بنائیں۔ ۳: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا کیا انجام ہوا؟ ۳: اس مطالبہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی آنکھیں ایسے مٹا دیں گویا ان کے چہروں پر آنکھوں کے نشان تک بھی نہ تھے اس کے بعد ان پر نشان زدہ پتھروں کی بارش کی گئی اور ان کی بستیوں کو زمین سے اٹھا کر پٹخ دیا گیا جس کی تفصیل سورۂ ہود اور سورۂ حجر میں ہے۔ ۴: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟ ۴: تاکہ نافرمان قوم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ڈراوے اور عذاب کا مزہ چکھے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کس وقت نازل ہوا؟ ۱: صبح سویرے۔
۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم عذاب کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۲: ان کی ہلاکت تک قائم رہنے والا عذاب تھا۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۱: تاکہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ڈراوے کا مزہ چکھیں۔

نوٹ: حضرت لوط علیہ السلام کے قصّہ کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآن حکیم کے حصّہ چہارم اور اس کے رہنمائے اساتذہ کے نکات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: قرآنِ حکیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس اعتبار سے آسان بنا دیا ہے؟ ۱: نصیحت حاصل کرنے کے لحاظ سے آسان بنا دیا ہے۔
۲: قرآن حکیم نصیحت حاصل کرنے کے لئے کس طرح آسان ہے؟ ۲: کیونکہ قرآن میں واقعات، مثالیں اور فطرت سے قریب رہ کر باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ نیز قرآنِ حکیم کا انداز سادہ بھی ہے اور ہر انسان سے خطاب بھی ہے۔ (مزید وضاحت اسی سورت کی آیت: ۱۷ میں دیکھ لیں)

علمی بات: اس سورت میں اس آیت کا بار بار ذکر کرنے سے مقصود یہ بھی ہے کہ یہ قرآن اور اس کے فہم وحفظ کو آسان کر دینا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ اس کے شکر سے انسان کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: اس آیت میں کس نافرمان قوم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: آلِ فرعون کا۔
۲: آلِ فرعون کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟ ۲: آیات: ۴۱ اور ۴۲ میں۔ ۳: آلِ فرعون کہاں آباد تھی؟ ۳: مصر میں۔
۴: آلِ فرعون کو ڈرانے کے لئے کسے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا؟ ۴: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیوں سے کیا مراد ہے؟ ۱: وہ معجزات اور عذاب جو آلِ فرعون کو پے در پے دکھائے گئے۔ ۲: آلِ فرعون کا جرم کیا تھا؟ ۲: انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تمام نشانیوں اور رسولوں کو جھٹلایا۔ ۳: آلِ فرعون کا کیا انجام ہوا؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔
۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ کیسی ہوتی ہے؟ ۴: ایک زبردست صاحب قدرت کی پکڑ ہوتی ہے جس سے کوئی ظالم بچ نہیں سکتا۔

نوٹ: آلِ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّہ کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآن حکیم کے حصّہ دوم اور اس کے رہنمائے اساتذہ کے نکات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کا خطاب کس سے ہے؟ ۱: کفارِ مکہ سے۔ ۲: کفار مکہ کو اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرانے کی کیا وجوہات بیان کی گئی ہیں؟ ۲: نہ تو کفار مکہ اللہ ﷻ کی نظر میں سابقہ کافروں سے اچھے ہیں اور نہ ہی ان کے لئے سابقہ آسمانی کتابوں میں نجات کا کوئی وعدہ کیا گیا ہے۔ جب وہ اپنے کفر کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے، تو یہ کفارِ مکہ عذاب سے سلامتی کی امید کیوں رکھتے ہیں۔ اس لئے انہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: کفار مکہ کے ایمان نہ لانے کی ایک اور وجہ کیا بیان کی گئی ہے؟ ۱: کفار مکہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں پر غالب آجانے یعنی فتح پانے والی جماعت ہیں۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: کفار مکہ کی اس خوش فہمی کا کیا جواب دیا گیا؟ ۱: عنقریب وہ شکست کھا کر پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے جیسا کہ غزوہ بدر سے ثابت ہوا۔

علمی بات: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن آپ ﷺ ایک خیمہ میں مقیم تھے۔ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: یا اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں، یا اللہ! اگر تو چاہے تو (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کر دے) تو پھر آج کے بعد کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا: یارسول اللہ! اب بس کیجئے، آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے التجا کرنے میں حد کر دی۔ آپ ﷺ اس دن زرہ پہنے ہوئے چل پھر رہے تھے۔ آپ ﷺ خیمہ سے باہر نکلے تو یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ"۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۴۶: ۱: کفار پر حتمی عذاب کا مقررہ وقت کیا ہے؟ ۱: قیامت ان پر عذاب کے وعدے کا مقررہ وقت ہے۔
۲: قیامت کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۲: قیامت بڑی شدید، سخت اور تلخ ہے۔

علمی بات: قرآن حکیم میں کئی مقامات پر قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ سورۃ عبس کی آیات: ۳۴ تا ۳۷ میں بھی اس حوالے سے ذکر آتا ہے کہ: اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے۔ ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہو گا جو اسے (مصروفیت کے لئے) کافی ہو گا۔ یعنی اس دن ہر شخص کو اپنی نجات کی فکر ہو گی اور کفار و مشرکین اور بدکاروں میں سے کوئی عزیز اپنے کسی عزیز کے کام نہ آئے گا اور نہ اس سے ہمدردی کر سکے گا۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: سُعُرْ کا کیا مطلب ہے؟ ۱: سُعُرْ کا لغوی معنی آگ کا بھڑکنا اور شعلے نکلنا۔ اس سے مراد ایسی دیوانگی ہے کہ کسی بات پر انسان فوراً مشتعل ہو کر غلط کام کرنے لگے اور اس کی عقل صحیح کام نہ کرے۔ ۲: مجرموں کے لئے سُعُرْ کا لفظ استعمال کر کے کیا سمجھایا گیا ہے؟ ۲: یعنی ان مجرموں کی کیفیت یہ ہے کہ ہدایت کی کسی بات پر غور کرنے سے پہلے ہی مشتعل ہو کر غصے میں ایسی حرکتیں کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے ان کے پاس عقل و دانش نام کی کوئی چیز ہی نہیں۔ گویا پاگل مجنون ہیں۔ ۳: مجرموں کا دنیا میں کیا انجام ہوتا ہے؟ ۳: مجرم لوگ سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے اور صحیح عقل سے دور یعنی مجنون ہیں۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: مجرموں کا آخرت میں کیا انجام ہو گا؟ ۱: آگ میں منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ جہنم کا مزہ چکھو۔ جیسا کہ سورۃ الرحمٰن ۵۵ آیت: ۴۱ میں آیا ہے کہ: "مجرم لوگ اپنے چہروں کی سیاہی سے پہچان لیئے جائیں گے پس انہیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر کھینچا جائے گا۔"

آیت نمبر ۴۹: ۱: مجرموں کو عموماً فوری سزا کیوں نہیں دی جاتی؟ ۱: کیونکہ اللہ ﷻ نے ہر چیز کو ایک اندازے کے ساتھ بنایا ہے۔ مجرموں کو عذاب بھی اللہ ﷻ کے مقررہ اندازے پر دیا جائے گا۔

علمی بات: ہر چیز کی ایک تقدیر ہے جس کے مطابق وہ ایک مقررو وقت پر بنتی ہے، ایک خاص شکل اختیار کرتی ہے، ایک خاص حد تک نشوونما پاتی ہے، ایک خاص مدت تک باقی رہتی ہے، اور ایک خاص وقت پر ختم ہو جاتی ہے۔ اسی عالمگیر ضابطہ (Universal Truth) کے مطابق خود اس دنیا کی بھی ایک تقدیر ہے جس کے مطابق ایک وقت خاص تک یہ چل رہی ہے اور ایک وقت خاص ہی پر اسے ختم ہونا ہے۔ جو وقت اس کے خاتمہ کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے نہ اس سے ایک گھڑی پہلے یہ ختم ہو گی، نہ اس کے ایک گھڑی بعد یہ باقی رہے گی۔

آیت نمبر ۵۰: ۱: اللہ ﷻ کے حکم کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کا حکم اتنی تیزی اور آسانی سے پورا ہوتا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا۔

علمی بات: قیامت برپا کرنے کے لئے اللہ ﷻ کو کوئی بڑی تیاری نہیں کرنی ہو گی اور نہ اسے لانے میں کوئی بڑی مدت صرف ہو گی۔ اللہ ﷻ کی طرف سے بس ایک حکم صادر ہونے کی دیر ہے۔ اس کے صادر ہوتے ہی پلک جھپکاتے وہ برپا ہو جائے گی۔

اس بات کا ذکر سورۃ یٰسٓ کی آیت: ۸۲ میں ہے کہ "اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے"۔

آیت نمبر ۵۱: ۱: اللہ ﷻ کے نافرمانوں کو کس بات سے ڈرایا گیا؟ ۱: اللہ ﷻ پچھلی امتوں کے نافرمانوں کو ہلاک کر چکا اور تمہیں بھی تمہاری نافرمانی پر ہلاک کر سکتا ہے۔

۲: سابقہ نافرمانوں کی ہلاکت کا ذکر کیوں فرمایا گیا؟ ۲: تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور اپنی اصلاح کر کے اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ جائیں۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: آخرت کے انجام سے کیسے ڈرایا جا رہا ہے؟ ۱: جو کچھ ہم کر رہے ہیں ہمارے نامۂ اعمال میں لکھا جا رہا ہے۔

آیت نمبر ۵۳: ۱: نامۂ اعمال میں کیسے اعمال لکھے جاتے ہیں؟ ۱: ہر چھوٹا اور بڑا عمل لکھا جاتا ہے۔ اس بات کا ذکر سورۃ الکھف کی آیت: ۴۹ میں بھی آتا ہے کہ: "اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ پس تم دیکھو گے کہ گناہگار اس کی تحریر سے خوفزدہ ہو رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی! یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا گناہ احاطہ کیئے بغیر باقی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا"۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: متقین کا کیا انجام بیان کیا گیا ہے؟ ۱: متقین باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: متقین کو کیا مقام حاصل ہو گا؟ ۱: عظیم قدرت والے باشاہِ حقیقی کی قربت میں عزت والے اعلیٰ مقام میں ہوں گے۔ جہاں سب کے سب لوگ سچے ہوں گے۔ انہیں اپنی سچائی کی بدولت اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے سچے وعدوں کے مطابق یہ مقام حاصل ہو گا۔

علمی بات: سورۃ المائدہ ۵، آیت: ۱۱۹ میں ہے کہ: "اس دن (یعنی روزِ قیامت) سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی"۔ اور سورۃ التحریم آیت ۸ میں ہے۔ اس دن اللہ ﷻ نہ اپنے نبی کو رسوا کریگا اور نہ آپ پر ایمان لانے والوں کو (بلکہ ان کی شان یہ ہو گی کہ) ان کے آگے اور ان کے دائیں ان کا نور دوڑ تا ہو گا۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) چاند کے پھٹ جانے کا معجزہ دیکھ کر کفار نے کیا کہا؟

(الف) یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے (ب) یہ اتفاقی واقعہ ہے ✓ (ج) یہ جادو ہے

(۲) قرآنِ حکیم کو اللہ ﷻ نے کس حوالے سے آسان فرما دیا ہے؟

(الف) پڑھنے کے لئے (ب) یاد رکھنے کے لئے ✓ (ج) نصیحت حاصل کرنے کے لئے

(۳) قومِ ثمود نے اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟

(الف) پاگل اور مجنون ہونے کا ✓ (ب) جھوٹا اور شیخی خورا ہونے کا (ج) کاہن اور جادوگر ہونے کا

(۴) حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ ﷻ کا عذاب کس وقت نازل ہوا؟

(الف) رات ہوتے ہی ✓ (ب) صبح ہوتے ہی (ج) دوپہر ہوتے ہی

(۵) قیامت کا قائم کرنا اللہ ﷻ کے لئے ایسے ہی آسان ہے جیسے کہ؟

(الف) تالی بجانا ✓ (ب) پلک جھپکنا (ج) ہاتھ سے اشارہ کر دینا

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱۔ اس سورت کے پہلے رکوع کی روشنی میں بیان کیجیے کہ آخرت کے دن انسانوں کا کیا حال ہوگا؟
آنکھیں جھکی ہوں گی، قبروں سے نکلیں گے، بکھری ہوئی ٹڈیوں کی طرح بھاگ رہے ہوں گے اسرافیل علیہ السلام کی طرف۔ (آیات ۷، ۸)

۲۔ اس سورت میں کن نافرمان قوموں کا ذکر کیا گیا ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، قوم عاد، قوم ثمود، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور آلِ فرعون۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟ "اے اللہ! میں مغلوب ہوں تو ہی بدلہ لے لے"۔ (آیت: ۱۰)

۴۔ اس سورت کے آخری رکوع میں مجرموں کا کیا انجام بیان ہوا ہے؟ مُنہ کے بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے۔ (آیات: ۴۸، ۴۷)

۵۔ سورت کے آخر میں متّقین کا کیا انجام بیان ہوا ہے؟ جنت اور نہروں میں عزت کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہوں گے۔ (آیات: ۵۳ تا ۵۵)

عملی سرگرمی:

۱۔ طلبہ سے "فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ" اور "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" کی خطاطی ترجمہ کے ساتھ کروائیں اور طلبہ سے اس بات کی بھی تحقیق کروائیں کہ یہ دونوں آیات اس سورت میں کتنی بار آئی ہیں؟ ان آیات کے نمبر بھی تحریر کروائیں۔

نکات: "فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ" (آیات: ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۳۰) چار مرتبہ "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" (آیات: ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰) چار مرتبہ

اس کے بعد طلبہ سے "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" پر گفتگو کریں کہ اس آیت میں ہمارے لئے کیا پیغام ہے اور ہمارا قرآن سے تعلق کیسا ہے؟ سیکھنے کے ذرائع کیا ہیں؟ طلبہ کس طرح سیکھ رہے ہیں؟ ہمارے لئے قرآن کس طرح آسان ہے؟

نکات: سیکھنے کے ذرائع اور قرآن سے تعلق: (درسِ قرآن، دینی محافل / پروگرام، ٹی وی کے دینی پروگرام، تفسیرِ قرآن کا مطالعہ کرنا، فہم قرآن اور تفسیر قرآن کورس میں شرکت، نیٹ سے قرآنی مواد کا مطالعہ، قرآنی لیکچر پر مشتمل Cd,Dvd سے سننا اور سیکھنا) وغیرہ

والدین سے، دوستوں سے، کمرۂ جماعت میں، مسجد میں، تراویح میں، خود سے تلاوت کرنا، ترجمہ کا مطالعہ کرنا وغیرہ۔ پڑھنے، نصیحت حاصل کرنے اور یاد کرنے کے لحاظ سے آسان ہے۔ کم سن حفاظ اور شخصیات کی مثالیں جن کی زندگیاں اس کے مطالعہ کے بعد تبدیل ہو گئیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے لگے۔

سُورَۃُ الرَّحمٰن

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۳۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۳۳تا۷۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر کیا ہے؟

۲۔ ہماری صلاحیتوں کا بہترین استعمال کیا ہے؟

۳۔ اس سورت میں ۳۱ بار دہرائے جانی والی آیت کون سی ہے؟

۴۔ یہ آیت کب کب اور کس حوالے سے دہرائی گئی ہے؟

۵۔ اس آیت کے پڑھنے یا سننے کے بعد کیا جواب دینا چاہیئے؟

۶۔ اس سورت میں کن دو مخلوقات سے خطاب ہے؟

۷۔ دو مشرقوں اور دو مغربوں سے کیا مراد ہے؟

۸۔ دو سمندروں کے درمیان آڑ کا کیا مطلب ہے؟

۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہر آن نئی شان میں ہونے سے کیا مراد ہے؟

۱۰۔ پھلوں کی دو دو قسمیں ہونے سے کیا مراد ہے؟

۱۱۔ مجرمین کا انجام کیسے بیان کیا گیا ہے؟

۱۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنے والوں کا کیا حسین انجام ہوگا؟

۱۳۔ جنت کی نعمتوں کا ذکر کس کس انداز سے کیا گیا ہے؟

۱۴۔ جنتی عورتوں کی کون سی خصوصیات بیان کی گئی ہیں؟

۱۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت وجلال کے حوالہ سے آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے نماز کے بعد کون سے عمل کی رہنمائی ملتی ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ القمر" میں ذکر تھا کہ قرآنِ حکیم نصیحت کے لئے آسان ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں بتایا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے طفیل عطا کیا گیا ہے۔ سورۃ القمر میں پانچ نافرمان قوموں کی تکذیب یعنی حق کو جھٹلانے کا ذکر تھا۔ سورۃ الرحمٰن میں جنّات اور انسانوں سے ۳۱ مرتبہ سوال کیا گیا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائیں گے۔ سورۃ القمر میں نافرمانوں پر آنے والے عذابوں کا ذکر زیادہ ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں جنّت کے انعامات کی تفصیل زیادہ بیان کی گئی ہے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE FEDERAL GOVT. ENTIRE SALE OF THIS BOOK WITHOUT CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: الرحمٰن کے کیا معنی ہیں؟ ۱: سب پر بے پناہ رحمت فرمانے والا۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کتنے اسماء حسنیٰ ہیں؟ ۲: یوں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ بے شمار ہیں البتہ ۹۹ اسمائے حسنیٰ مشہور ہیں جو کتب احادیث میں مذکور ہیں۔

علمی بات: مسلم شریف کی ایک روایت کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رحمت کے ۱۰۰ حصے فرمائے ایک حصہ دنیا میں رکھا۔ مخلوقات میں جو رحمت و محبت کے جذبات ہیں وہ اسی ۱۰۰/۱ حصہ کا اثر ہیں اور باقی ۹۹ حصے رحمت کے آخرت کے لئے رکھے ہیں۔

۳: الرحمٰن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کیسا اسم گرامی ہے؟ ۳: الرحمٰن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا صفاتی اسم ہے۔

۴: اسمائے حسنیٰ میں کتنے اسماء صفاتی ہیں؟ ۴: اسم "اللہ" کے علاوہ جو کہ اسم ذات ہے باقی ۹۸ اسمائے حسنیٰ صفاتی ہیں۔

آیت نمبر ۲: ۱: الرحمٰن کا تعارف کیسے کرایا گیا؟ ۱: الرحمٰن وہ ہے جس نے قرآن سکھایا۔

۲: قرآنِ حکیم کیا ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وہ کلام ہے جو امین فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اقدس پر نازل کیا گیا جو قیامت تک کے لئے محفوظ ہے اور جس کا پڑھنا باعثِ ثواب ہے اور جس میں تمام انسانوں کے لئے مکمل ہدایت ہے۔

علمی بات: قرآنِ حکیم کا نازل ہونا محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمانیت ہی کا تقاضا نہیں ہے، بلکہ اس کے خالق ہونے کا بھی لازمی اور فطری تقاضا ہے۔ خالق اپنی مخلوق کی رہنمائی نہ کرے گا تو اور کون کرے گا؟ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق جس چیز کو وجود میں لائے اسے اپنے وجود کا مقصد پورا کرنے کا طریقہ نہ سکھائے۔

آیت نمبر ۳: ۱: انسان کو کس نے پیدا کیا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی انسان کو پیدا فرمایا۔

۲: انسان کیا ہے؟ ۲: انسان اشرف المخلوقات ہے۔ (سورۃ التین ۹۵، آیت: ۴) اور زمین پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۳۰)

۳: یہاں انسان سے مراد کون سی ذات مبارک لی گئی ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حبیبِ مکرم، سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آیت نمبر ۴: ۱: انسان کی کس صلاحیت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: بیان کرنے یعنی بولنے کی صلاحیت کا۔

۲: انسان کو بیان کی صلاحیت کس نے عطا کی؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ۳: آیات: ۱ تا ۴ کا باہمی ربط کیا ہے؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ بے پناہ رحمت فرمانے والے نے بہترین مخلوق کامل انسان حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظیم کتاب قرآن سکھایا۔ تو ہمیں چاہیئے کہ اپنی بہترین صلاحیتوں کو قرآن حکیم کو سیکھنے اور سکھانے کے لئے استعمال کریں۔

علمی بات: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (متفق علیہ) "تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے"۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق بنائے اور ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت نمبر ۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن نعمتوں کا بیان ہے؟ ۱: سورج اور چاند کا بیان ہے۔ ۲: سورج اور چاند کے چلنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: تمام اجرام فلکی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے اپنے اپنے مدار میں ایک حساب سے گردش کر رہے ہیں۔ چاند ۲۸ دن میں زمین کے گرد چکر مکمل کرتا ہے جس سے مہینے اور سال کا حساب بنتا ہے۔ اسی طرح سورج بھی اپنے پورے خاندان solar system کے ساتھ ایک حساب سے گردش کر رہا ہے۔ زمین سورج کے گرد ۳۶۵ دنوں میں ایک چکر مکمل کرتی ہے۔

آیت نمبر ۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کن نعمتوں کا ذکر ہے؟ ۱: بیلوں اور درختوں کا بیان ہے۔ ۲: بیلوں اور درختوں کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سجدہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت۔ سجدہ ریز ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طبعی قوانین ان کے لئے مقرر کر دیئے ہیں ان کی نافرمانی نہیں کرتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ فی الواقع اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہوں۔ لیکن انسان اس کیفیت اور ماہیت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ نیز انسان ان سے جو بھی فائدہ اٹھانا چاہے وہ اس میں رکاوٹ نہیں بنتے۔

علمی بات: اسی بات کا ذکر سورۃ الحج ۲۲، کی آیت: ۱۸ میں بھی آیا ہے کہ: "کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد اللہ کے حضور سربسجود ہے"۔

آیت نمبر ۷: ۱: اللہ تعالیٰ کی کن نعمتوں کا بیان ہے؟ ۱: آسمان اور میزان کا۔ ۲: آسمان کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند فرمایا۔

۳: آسمان کیا ہے؟ ۳: آسمان فرشتوں کا مسکن اور اہل عالم کے لئے فیض و برکات کا منبع ہے۔ جب کہ قرآن سات آسمانوں کا ذکر کرتا ہے۔ "وہ (اللہ) ہے جس نے تہ بہ تہ (اوپر نیچے) سات آسمان پیدا فرمائے"۔ (سورۃ الملک ۶۷: آیت: ۳) سائنس سات آسمانوں کی حقیقت کو ابھی تک نہیں پا سکی ہے۔ جس میں آسمانِ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے ستاروں سے سجایا ہے۔ "اور ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو (ستاروں سے) سجا دیا۔ (سورۃ الحجر، آیت: ۱۶)

۴: میزان کیا ہے؟ ۴: میزان ترازو یا توازن کو کہتے ہیں۔ ۵: میزان یا ترازو قائم کرنے سے کیا مراد ہے؟

۵: یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں تمام چیزوں کے درمیان ایک عادلانہ توازن (Cosmic Balance) قائم فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۸: ۱: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس بات کا حکم دیا؟ ۱: تولنے میں زیادتی نہ کریں۔

۲: تولنے میں زیادتی نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: چیزوں کا عدل کے مطابق وزن کرنا اور ناپنا ہوتا ہے۔ نہ زیادتی کی جائے اور نہ کمی۔

علمی بات: اس سے مراد وہ حقوق و فرائض بھی ہیں جو ہمارے ایک دوسرے پر عائد ہوتے ہیں اور جن کے درمیان عدل نہ کرنا ظلم کا باعث ہوتا ہے۔

عملی پہلو: عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو حق و عدل کی بنیاد پر اعلیٰ درجہ کے توازن و تناسب کے ساتھ قائم فرمایا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بندے بھی عدل قائم رکھیں۔ تمام معاملات میں انصاف کی ترازو کو اٹھنے یا جھکنے نہ دیں۔

آیت نمبر ۹: ۱: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسے وزن کرنے کا حکم دیا؟ ۱: انصاف کے ساتھ وزن کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲: اللہ تعالیٰ نے کس میں کمی کرنے سے منع فرمایا ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے تولنے میں کمی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں ہمیشہ انصاف سے وزن کرنا چاہیئے کم تول کر دوسروں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پوری قوم یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو کم تولنے کے جرم پر تباہ و برباد فرمایا۔ جس کا ذکر قرآن حکیم کی کئی سورتوں میں موجود ہے۔ سورۃ المطففین ۸۳، آیت: ۳ میں بھی کم تولنے والوں کے لئے روزِ قیامت ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کس نعمت کا ذکر ہے؟ ۱: نعمتِ زمین کا ذکر ہے۔

۲: زمین کی کس صفت یا خاصیت کو نمایاں کیا گیا ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے زمین کو اپنی مخلوق کے لئے بچھایا جس میں انواع و اقسام کی بے شمار مخلوقات بستی ہیں۔

علمی بات: زمین آگ کا ایک کرّہ تھا۔ جس کی سطح کو اللہ تعالیٰ نے ٹھنڈا کر کے زندہ حیات کے لئے موزوں ترین بنا دیا۔ زمین ہی ہمارا گھر ہے۔ زمین ہی سے ہماری خوراک پھلوں، سبزیوں کی صورت میں پیدا ہوتی ہے اور اسی سے ہمیں لباس، لکڑی، دھاتیں، شیشہ، پیٹرول، پانی اور زندگی گزارنے کے تمام دیگر اسباب حاصل ہوتے ہیں۔ یہی زمین موت کے بعد ہمارا ٹھکانا ہو گی۔ اسی سے ہمیں دوبارہ قیامت کے دن اُٹھا کھڑا کیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: زمین سے حاصل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی کن نعمتوں کا ذکر ہے؟ ۱: پھل اور کھجوریں۔ ۲: کھجوروں پر غلاف اور پھلوں پر چھلکا ہونے کی کیا حکمت ہے؟ ۲: یہ قدرتی غلاف (Packing) ہے جس میں یہ نازک پھل محفوظ رہتے ہیں غلاف اور چھلکوں کی رنگت سے ان کے کچے یا پکے ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو پھلوں کی خوبصورتی اور پہچان کا باعث بنتے ہیں۔ ۳: پھلوں کے ساتھ کھجور کا الگ ذکر کرنے کی کیا حکمت ہے؟ ۳: اس لئے کہ کھجور میں دوسرے پھلوں کی نسبت زیادہ غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اور کھجور اور پانی دو چیزیں مل کر مکمل غذا بن جاتی ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "بعض دفعہ ہمارے گھر میں دو دو ماہ تک چولہا نہیں جلتا تھا اور ہمارا گزارہ صرف دو کالی چیزوں (کھجور اور مٹکے کا پانی) پر ہوتا تھا"۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۱۲: ۱: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی کن نعمتوں کا ذکر ہے؟ ۱: بھوسے والا غلہ اور خوشبودار پھول۔

علمی بات: غلہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ، جو انسانوں کی غذا ہے اور بھوسہ جو جانوروں کے لئے ہے۔ اور بعض چیزیں زمین میں وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام نہیں آتیں لیکن ان کی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے مثلاً مختلف انواع واقسام کے خوشبودار پھول۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کس سے مخاطب ہے؟ ۱: انسانوں اور جنات سے۔

علمی بات: یہ دونوں مخلوقات اللہ ﷻ کی عبادت کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ (سورۃ الذاریات ۵۱، آیت: ۵۶) نیز روزِ قیامت خاص کر ان دونوں سے حساب کتاب ہوگا۔

۲: انسانوں اور جنوں سے اللہ ﷻ کیا پوچھ رہا ہے؟ ۲: انسان اور جن اللہ ﷻ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائیں گے۔ ۳: اللہ ﷻ کی ہم پر کتنی نعمتیں ہیں؟ ۳: بے شمار نعمتیں ہیں۔ جیسا کہ سورۃ النحل ۱۶، آیت: ۱۸ میں اس بات کا ذکر آتا ہے کہ "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے"۔ ۴: نعمتوں کے بارے میں کیوں سوال کیا جا رہا ہے؟ ۴: انسانوں اور جنوں کو اللہ ﷻ کی نعمتوں کی یاد دہانی کرانے کے لئے۔

۵: یہ آیت اس سورت میں کتنی دفعہ دہرائی گئی ہے؟ ۵: ۳۱ مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ ۶: یہ آیت کب کب اور کس حوالے سے دہرائی گئی ہے؟

۶: یہ آیت ۸ مرتبہ اللہ ﷻ کی قدرت تخلیق کے بعد، ۷ مرتبہ جہنم کے ذکر کے بعد اور ۸ مرتبہ اصحابِ یمین (عام اہل جنت) کی جنتوں کے ذکر کے بعد ۸ مرتبہ مقربین کی جنتوں کے ذکر کے بعد دہرائی گئی ہے۔ ۷: جہنم کے ذکر کے بعد یہ کیوں پوچھا گیا کہ تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۷: جہنم کا پیشگی ذکر کرنا تاکہ انسان جہنم سے بچنے کی تیاری کر سکے یہ بھی ایک نعمت ہے۔ ۸: اس آیت کا نبی کریم ﷺ نے ہمیں کیا جواب سکھایا ہے؟ ۸: لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔ "اے ہمارے رب! ہم تیری کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلاتے پس سب تعریف تیرے ہی لئے ہے"۔ (جامع ترمذی)

عملی پہلو: اللہ ﷻ کی ہم پر بے شمار نعمتیں ہیں ہمیں ان نعمتوں کا احساس اور ان کی قدر کرنی چاہیئے اور ان نعمتوں پر اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔

۹: اٰلاء کے کیا معنی ہیں؟ ۹: اس کے معنی نعمت، قدرت اور نشانِ عظمت ہیں۔ ۱۰: رب کے کیا معنی ہیں؟ ۱۰: رب وہ ہے جو کسی شے کو آہستہ آہستہ منصب کمال تک پہنچائے۔ حقیقی رب اللہ ﷻ ہے جو تمام مخلوقات کی تمام ضروریات کو پورا فرماتا ہے۔ ۱۱: جنات کون ہیں؟

۱۱: جنات اللہ ﷻ کی مخلوق ہیں۔ جنہیں اللہ ﷻ نے آگ سے بنایا ہے۔ انہیں اللہ ﷻ نے انسانوں کی طرح ہی مکلف (ذمہ دار) ٹھہرایا ہے۔ ان میں بھی مذکر مونث، نیک اور بد ہوتے ہیں۔ ۱۲: اللہ ﷻ کی نعمتوں کو جھٹلانے سے کیا مراد ہے؟ ۱۲: اللہ ﷻ کی نعمتوں کو جھٹلانا دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک زبان سے جھٹلانا یعنی تکذیب قولی اور دوسرا نعمتوں کا غلط استعمال کرنا جو تکذیب عملی کہلاتا ہے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: انسانوں کو کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ ۱: بجنے والی پکی مٹی سے۔

علمی بات: مٹی سے انسان (آدم) کی تخلیق کا مرحلہ قرآن میں مندرجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے۔ تُرَابٌ "خشک مٹی سے" (سورۃ المومن ۴۰، آیت: ۶۷) اَرْض "عام مٹی یا زمین" (سورۃ نوح ۷۱، آیت: ۱۷) طِيْن "گیلی مٹی یا گارا" (سورۃ الانعام ۶، آیت: ۲) طِيْنٍ لَّازِبٍ "لیس دار اور چپک دار مٹی" (سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیت: ۱۱) حَمَاٍ مَّسْنُوْن "بدبودار کیچڑ" (سورۃ الحجر ۱۵، آیت: ۲۶) صَلْصَال "ٹھیکرا یا حرارت سے پکائی ہوئی مٹی" (سورۃ الحجر: آیت: ۲۶) صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ "ٹھیکری کی طرح بجنے والی (پکی) مٹی"۔ (سورۃ الرحمٰن ۵۵، آیت: ۱۴)

آیت نمبر ۱۵: ۱: جنات کو کس سے پیدا کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے جنات کو Invisible Flame آگ کے شعلے کی لپٹ جو نظر نہ آئے اس سے پیدا فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۱۶: آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: دو مشرقوں اور دو مغربوں سے کیا مراد ہے؟ ۱: دو مشرقوں سے مراد ایک تو وہ مقام ہے جب سورج موسم گرما کے سب سے بڑے دن میں طلوع ہوتا ہے اور دوسرا وہ مقام ہے جہاں سے سورج موسم سرما کے سب سے چھوٹے دن طلوع ہوتا ہے۔ یہی دونوں مغربوں کا حال ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہر روز اس کا مشرق اور مغرب مختلف ہوتا رہتا ہے جس کے لئے سورۃ المعارج ۷۰، آیت: ۴۰ میں "رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ" (مشرقوں اور مغربوں

کارب) کے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں۔ اسی طرح زمین کے ایک نصف کُرّے (Eastern Hemisphere) میں جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے اسی وقت دوسرے نصف کُرّے (Western Hemisphere) میں وہ غروب ہوتا ہے۔ یوں بھی زمین کے دو مشرق اور دو مغرب بن جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۸: آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کس نعمت کا ذکر ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے اپنی قدرت سے دو سمندروں میٹھے اور کھاری کو ملا دیا کہ وہ باہم مل کر چلتے ہیں مگر آپس میں مل کر ایک دوسرے کی خاصیت کو زائل نہیں کرتے۔

سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۵۳ میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ: "اور وہی (اللہ) ہے جس نے دو دریا ملے ہوئے رواں کیئے، ایک (کا پانی) میٹھا مزیدار، دوسرا کھاری کڑوا اور دونوں کے درمیان (اپنی قدرت سے) ایک پردہ اور آڑ (حائل) کر دی (جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے)"۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: دو سمندروں کے درمیان کس چیز کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: برزخ کا ذکر ہے۔ ۲: برزخ کسے کہتے ہیں؟ ۲: برزخ آڑ یا پردے کو کہتے ہیں۔

۳: دو سمندروں کے درمیان آڑ سے کیا مراد ہے؟ ۳: جہاں دو مختلف سمندر آپس میں ملتے ہیں وہاں ان کے درمیان آڑ یعنی Pycnocline Zone ہوتا ہے۔ جس کی کثافت مسلسل گھٹتی بڑھتی ہے اور جو پانی کی مختلف پرتوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھتی ہے۔ اس بات کا مشاہدہ دنیا کے کئی مقامات پر کیا جا سکتا ہے جہاں میٹھے اور کھاری پانی آپس میں باہم مل کر چلتے ہیں۔

علمی بات: بنگال میں اس طرح کے دریا پائے جاتے ہیں۔ "ارکان سے چاٹگام" تک دو دریا بالکل الگ تھلگ نوعیت کے نظر آتے ہیں۔ ایک کا پانی سفید ہے اور دوسرے کا سیاہ اور دونوں کے بیچ ایک دھاری چلی گئی ہے۔ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا۔ اس طرح بنگال کے ضلع "باریسال" میں دو ندیاں ایک ہی دریا سے نکلی ہیں، ایک کا پانی کھاری اور کڑوا اور دوسرے کا میٹھا ہے۔ خلیج فارس اور بحرین کے قریب بھی سمندر کی تہہ سے بہت سے چشمے نکلے ہیں جن سے لوگ میٹھا پانی حاصل کرتے ہیں۔

عملی پہلو: تفاسیر کے مطالعہ سے اس آیت سے جہاں اللہ ﷻ کی حکمت اور عظمت و کبریائی کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ مفہوم اور سبق بھی ملتا ہے کہ میٹھے پانی سے مراد حق ہے اور کڑوے پانی سے مراد باطل ہے باطل اپنی ساری کثرت اور شوکت کے باوجود حق کو مٹا نہیں سکتا۔ گمراہی کے اندھیروں اور طوفانوں کے باوجود حق کا عَلَم لہراتا رہے گا۔

آیت نمبر ۲۱: آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: سمندر سے نکلنے والی اللہ ﷻ کی کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: موتی اور مرجان۔ ۲: موتی کیا ہے؟ ۲: سب موتی پتھروں کی قسم ہوتے ہیں۔ جو سمندروں اور دریاؤں سے نکالے جاتے ہیں اور زیورات کے طور پر استعمال کیئے جاتے ہیں۔ ۳: مرجان کیا ہیں؟ ۳: مرجان پتھروں کی ایک قسم ہے جو نباتات کی طرح بڑھتا ہے۔ اس کی شاخیں بھی ہوتی ہیں۔ یہ کئی شکلوں اور رنگوں کا ہوتا ہے اور زیورات و زیبائش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۲۳: آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: سمندر میں چلنے والے بحری جہاز جو اللہ ﷻ کی بڑی نعمت ہیں۔

۲: بحری جہازوں کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۲: سمندر میں ایسے اونچے کھڑے ہیں جیسے پہاڑ۔

علمی بات: اللہ ﷻ نے پانی میں یہ خوبی پیدا کر دی ہے کہ وہ لاکھوں ٹن بوجھ اٹھائے رہتا ہے۔ اس نے ایسی چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن سے کشتیاں اور جہاز بنتے ہیں۔ بھاری بھرکم ہونے کے باوجود ڈوبتے نہیں بلکہ تیرتے چلے جاتے ہیں اور اسی نے انسان کو وہ سمجھ عطا فرمائی جس سے اس نے جہاز سازی (Shipping) کی صنعت میں کمال حاصل کیا۔

آیت نمبر ۲۵: آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: مخلوقات کے بارے میں کس حقیقت کا بیان کیا گیا ہے؟ ۱: تمام مخلوقات فنا ہونے والی ہیں۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: خالق کے بارے میں کس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کی ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

۲: اللہ ﷻ کی کن صفات کو بیان کیا گیا ہے؟ ۲: اللہ ﷻ جلال والا اور کرم والا ہے۔ ۳: اللہ ﷻ کی جلال کی صفت کن کے لئے ہے؟

۳: نافرمان بندوں کے لئے۔ ۴: اللہ ﷻ کی صفتِ کرم کن کے لئے ہے؟ ۴: فرماں بردار بندوں کے لئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "دعا مانگتے وقت یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ضرور کہا کرو"۔

آیت نمبر ۲۸: **آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔**

آیت نمبر ۲۹: ۱: اہل آسمان اور اہل زمین کس سے مانگتے ہیں؟ ۱: اللہ ﷻ سے۔ ۲: اہل آسمان اور اہل زمین اللہ ﷻ سے کیسے مانگتے ہیں؟ ۲: اپنے حال سے بھی اور زبان سے بھی۔ یعنی مخلوقات کھانے پینے، سردی گرمی سے بچاؤ اور سانس لینے جیسی ان گنت نعمتوں کی محتاج ہیں اور اس حال میں ان کا پیدا کیا جانا ان مخلوقات کی محتاجی کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ ﷻ ہر ایک کی ضرورت پوری فرماتا ہے۔ اسی بات کا ذکر سورۃ محمد ۴۷، کی آیت: ۳۸ میں ہے کہ "اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج"۔

۳: اللہ ﷻ کے ہر آن نئی شان میں ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۳: ہر آن کا مطلب ہے ہر وقت، ہر لمحہ اور شان کے معنی ہیں کام یا معاملہ یعنی ہر وقت اللہ ﷻ کسی کو زندگی دے رہا ہے اور کسی کو موت، کسی کو شفا دے رہا ہے تو کسی کو بیماری، کسی کو خوشحالی دے رہا ہے تو کسی کو تنگی وغیرہ۔

آیت نمبر ۳۰: **آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔**

آیت نمبر ۳۱: ۱: "ہم عنقریب تمہاری طرف اے جن وانس توجہ فرمائیں گے" سے کیا مراد ہے؟ ۱: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ محاورہ ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ ہم جلد تمہارا احساب لیں گے۔ کیونکہ اللہ ﷻ بیک وقت ہر طرف توجہ فرما سکتا ہے کوئی چیز اس کو روکنے والی نہیں ہے۔

۲: ثقلان سے کیا مراد ہے؟ ۲: ثقلان سے مراد دو بوجھ، وزن یا جماعتیں ہیں۔ یہاں مراد انسان اور جن ہیں۔ جنہیں ان کی کثیر تعداد کی وجہ سے یا ان کی کثیر تعداد کے مجرم ہونے کی وجہ سے بوجھ کہا گیا ہے۔ یا ان پر شریعت کا بوجھ ہونے کی وجہ سے انہیں ثقلان کہا گیا ہے۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: **آیت نمبر ۱۳ کے سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔**

۲: حساب کتاب کیے جانے کو نعمت کیوں کہا گیا؟ ۲: حساب کتاب کا ہو جانا بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ تاکہ نیکوکاروں کو اجر مل سکے اور مجرم لوگوں کو سزا۔ اور پیشگی حساب کتاب کی خبر دینا بھی نعمت ہے تاکہ انسان و جن اپنے آپ کو بُرے انجام سے بچا سکیں۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: انسانوں اور جنوں کی بے بسی کا کیسے ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۱: انسان اور جن اللہ ﷻ کی پکڑ سے بچنے کے لئے زمین اور آسمان کی حدود سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔ ۲: سلطان سے کیا مراد ہے؟ ۲: شدید قوت اور طاقت۔ اس کا اطلاق دنیا پر کیا جائے تو مراد ہو گی کہ کائنات کے کناروں تک پہنچنے کے لئے شدید قوت اور طاقت کی ضرورت پڑے گی اور اگر اس کا اطلاق آخرت پر کیا جائے تو اللہ ﷻ کے حساب کتاب سے بچنے کے لئے اللہ ﷻ ہی کی شدید قوت و طاقت کی ضرورت پڑے گی۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی؟ ۱: عظیم الشان کائنات کی نعمت جس کی حدود سے کوئی نہیں نکل کر بھاگ سکتا۔ اور اللہ ﷻ کی عظیم قوتیں اور طاقتیں بہت بڑی نعمت ہیں۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: مجرموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ ۱۔ ان پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔

۲: آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑنے کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ ۲: مجرم انسان اور جن ان سے اپنا بچاؤ نہیں کر سکیں گے۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: آخرت کا ذکر بھی ایک نعمت ہے کہ انسان و جن خود کو آخرت میں بُرے انجام سے بچا سکیں۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: اس آیت میں کس حقیقت کا ذکر ہے؟ ۱: قیامت کے دن آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔

۲: قرآن حکیم میں اور کن مقامات پر ”آسمان کے پھٹ جانے“ کا ذکر ہے؟ ۲: سورۃ الحاقہ ۶۹، آیت: ۱۶، سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۲۵ اور سورۃ الانشقاق ۸۴، اور سورۃ الانفطار ۸۲، کی آیت: ۱ میں ذکر آتا ہے۔ ۳: قیامت کے دن آسمان پھٹ کر کیسا ہو جائے گا؟ ۳: سرخ گلاب ہو جائے گا۔ سرخ چمڑے کی طرح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہنگامہ عظیم کے وقت جو شخص زمین سے آسمان کی طرف دیکھے گا اسے یوں محسوس ہو گا کہ جیسے سارے عالم بالا پر ایک آگ سی ہے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: قیامت کے دن ظاہر ہونے والی عظیم قدرتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: اہل جہنم کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ۱: آیات: ۳۹ تا ۴۵ میں۔

۲: قیامت کے دن انسانوں اور جنوں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کیوں نہیں کیا جائے گا۔ ۲: اللہ ﷻ کو تمام انسانوں اور جنوں کی نیتوں اور اعمال کا پورا پورا علم ہے اس لئے قیامت کے دن کسی مجرم سے گناہوں کی تحقیق کے لئے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا۔

علمی بات: قیامت کے دن مختلف مواقع پر مجرموں سے مختلف قسم کا سلوک ہو گا۔ ایک موقع پر ان سے ٹھیک طرح باز پرس ہو گی جیسے سورۃ الحجر ۱۵، آیت: ۹۲ میں ذکر آتا ہے کہ ”تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے“ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب مجرم اپنے گناہوں سے مکر جائیں گے۔ اس وقت اللہ ﷻ مجرموں سے نہیں پوچھے گا جیسے سورۃ یٰس ۳۶، آیت: ۶۵ میں ذکر آتا ہے کہ ”ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے“۔ اس طرح ان کے خلاف شہادت قائم ہو جائے گی۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: مجرموں کے انجام کی پیشگی خبر ہونا ایک نعمت ہے۔ اللہ ﷻ کے علم کی وسعت کا اندازہ ہونا بھی ایک نعمت ہے۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: قیامت کے دن مجرم کیسے پہچانے جائیں گے؟ ۱: قیامت کے دن مجرم اپنے چہروں کی علامتوں سے پہچانے جائیں گے۔

۲: مجرموں کے چہروں پر کیا علامات ہوں گی؟ ۲: قرآن حکیم کی دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرموں کے چہرے سیاہ ہوں گے ان کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوں گی۔ ان پر شدید گھبراہٹ طاری ہو گی وغیرہ وغیرہ۔ سورۃ الغاشیہ ۸۸، آیات: ۱ تا ۷ میں تفصیلات دیکھ لیں۔ سورۃ القیامہ ۷۵، آیت: ۷ ”پس جب آنکھیں پتھرا جائیں گی“۔ ۳: مجرموں کو کیسے پکڑا جائے گا؟ ۳: مجرموں کو ان کی پیشانی کے بالوں اور پیروں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: مجرموں کے حشر کی پیشگی اطلاع دی گئی ہے۔ تاکہ انسان و جن اپنے آپ کو بُرے انجام سے بچا سکیں۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: مجرموں سے قیامت کے روز کیا کہا جائے گا؟ ۱: یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے تھے۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: مجرموں کو کیا سزا دی جائے گی؟ ۱: چکر لگا رہے ہوں گے جہنم اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان۔ یعنی جہنم میں بار بار پیاس کے مارے ان کا برا حال ہو گا، بھاگ بھاگ کر پانی کے چشموں کی طرف جائیں گے، مگر وہاں کھولتا ہوا گرم پانی ملے گا جس کے پینے سے کوئی پیاس نہ بجھے گی۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: مجرموں کے سزاؤں کی پیشگی خبر ہونا ایک نعمت ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے اس کی اطاعت و فرماں برداری میں زندگی گزارنی چاہیے تاکہ ہم اللہ ﷻ کے غیظ و غضب اور جہنم کی ہولناک سزاؤں سے بچ سکیں۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: مقربین کی جنت کا بیان کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ۱: آیات: ۴۶ تا ۶۱ تک۔

۲: اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرنے والے کے لئے کیا انعام ہے؟ ۲: ایسے بندوں کے لئے دو باغ ہوں گے۔

علمی بات: جنت کے اصل معنی باغ کے ہیں۔ قرآن حکیم میں کہیں تو اس پورے عالم کو جس میں نیک لوگ رکھے جائیں گے جنت کہا گیا ہے، گویا کہ وہ پورا کا پورا ایک باغ ہے اور کہیں فرمایا گیا ہے کہ ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس بڑے باغ میں بے شمار باغات ہوں گے۔ یہاں ارشاد ہوا ہے کہ ہر نیک شخص کو اس بڑی جنت میں دو دو جنتیں دی جائیں گی جو اسی کے لئے مخصوص ہوں گی۔

آیت نمبر ۴۷: ا:اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ا: i۔ اللہ ﷻ سے ڈرنا۔ ii۔ جنت اور اس کی نعمتیں۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیئے۔ بیہقی شریف کی روایت ہے "رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ "۔یعنی حکمت کی چوٹی اللہ ﷻ کا خوف ہے۔ اسی طرح سورۃ الطور ۵۲، آیات:۲۶ تا ۲۷ میں جنتیوں کی آپس میں گفتگو کا ذکر آتا ہے کہ "کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان بہت ڈرا کرتے تھے۔ پس اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تند و تیز گرم ہواؤں کے عذاب سے بچالیا۔"

آیت نمبر ۴۸: ا:مقربین کی جنتوں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ا:ان جنتوں میں درخت بہت سی شاخوں والے ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۹: ا:اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ا:جنت اور اس کی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۵۰: ا:مقربین کی جنتوں کی کیا تفصیل بیان کی گئی ہے؟ ا:ان دو جنتوں میں دو چشمے جاری ہیں۔

۲:یہ دو چشمے کون سے ہوں گے؟ ۲: تسنیم اور سلسبیل۔ **نوٹ:** دونوں چشموں کی تفصیلات مندرجہ ذیل مقامات پر ملاحظہ فرمائیں۔

(سورۃ المطففین ۸۳، آیات:۲۷، ۲۸) اور (سورۃ الدھر ۷۶، آیات:۱۷، ۱۸)

آیت نمبر ۵۱: ا:اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ا:جنت کی نعمتوں یعنی چشموں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۵۲: ا:مقربین کی جنتوں کے پھلوں کی کیا تفصیل بیان کی گئی ہے؟ ا:ہر پھل کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ ۲: پھلوں کی دو دو قسمیں ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: پھلوں کے رنگ ذائقے اور خوشبو دو الگ الگ طرح کی ہوگی یا معروف (پہچان میں آنے والے) اور غیر معروف (پہچان میں نہ آنے والے) پھل ہوں گے۔ یہ جنتیوں کے حق میں مزید نعمت ہے کیونکہ آدمی کی طبیعت ایسی جدت پسند واقع ہوئی ہے کہ وہ ایک ہی طرح کی چیز کھاتے کھاتے اکتا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۵۳: ا:اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ا:جنت کی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۵۴: ا:اہل جنت کی کس کیفیت کا بیان ہے؟ ا:اہل جنت تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ۲: "تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھنے" سے کیا مراد ہے؟ ۲:وہ لوگ جنھوں نے ڈرتے ڈرتے اپنی ساری عمریں گزار دیں تھیں، یہاں بڑے مطمئن اور پر سکون ہوں گے۔ ہر فکر، پریشانی سے دُور، ہر اندیشہ اور خوف سے بے نیاز۔ ۳:اہل جنت کے بستر کیسے ہوں گے؟ ۳:نہایت شاندار جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے۔ ۴:متقین کی جنت کے پھلوں کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۴:اہل جنت کے قریب پھل جھک رہے ہوں گے۔ ۵: "پھلوں کے قریب جھکنے" سے کیا مراد ہے؟ ۵:اہل جنت کو پھلوں کے حاصل کرنے میں کوئی مشقت نہیں اُٹھانی نہیں پڑے گی اور خواہش کرتے ہی جنت کے پھل ان کے قریب جھک جائیں گے جنہیں اہل جنت آسانی سے توڑ سکیں گے۔

آیت نمبر ۵۵: ا:اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ا:جنت کی نعمتوں اور وہاں کے عیش و آرام کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۵۶: ا:اس آیت میں جنت کی کس نعمت کا ذکر ہے؟ ا:جنت کی ایک نعمت حوروں کا ذکر ہے۔ ۲:حور کسے کہتے ہیں؟ ۲: بڑی آنکھوں والی سفید فام لڑکی کو حور کہتے ہیں۔ ۳:حور اور انسانی عورت میں کیا فرق ہے؟ ۳:حور جنت کی دیگر نعمتوں کی طرح اہل جنت کے لئے ایک نعمت ہوگی۔ جبکہ دنیاوی انسانی عورت اللہ ﷻ کے احکام کی مکلف اور اپنے رب کو جواب دہ ہے۔ ۴:حوروں کی کس صفت کا بیان کیا گیا ہے؟ ۴:نیچی نگاہوں والیاں ہوں گی اور اہل جنت سے پہلے انہیں کسی انسان و جن نے نہ چھُوا ہو گا۔ ۵:نیچی نگاہوں سے کیا مراد ہے؟ ۵: آنکھوں میں شرم و حیا کا ہونا اور بے باک نہ ہونا۔ ۶: "ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہو گا" سے کیا مراد ہے؟ ۶:ان کی پاکیزگی اور حیا کو ظاہر کرتی ہیں۔

علمی و عملی بات: بد نظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی سے بڑے بڑے فواحش اور بے حیائی کے کاموں کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآن حکیم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا۔ یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بد نظری سے بچیں، نگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ (سورۃ النور ۲۴، آیات:۳۰ تا ۳۱)

فرمانِ نبوی ﷺ: حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق "نگاہ شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کی حفاظت کرے گا

میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت (مٹھاس) وہ اپنے دل میں پائے گا"۔ (طبرانی) ہمیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اس حدیث کا مفہوم ہمیشہ ذہن میں تازہ رکھنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۷: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کن نعمتوں کا ذکر ہے؟ ۱: جنت کی حوروں اور ان کی حسن سیرت کی نعمت کا بیان ہے۔

آیت نمبر ۵۸: ۱: حوروں کے حسن کو کس طرح بیان کیا گیا ہے؟ ۱: وہ دیکھنے میں یاقوت و مرجان کی طرح خوبصورت ہوں گی۔

۲: "یاقوت اور مرجان" سے کیا مراد ہے؟ ۲: "یاقوت اور مرجان" سے مراد ہیرے اور موتی ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: جنتی عورتیں اتنی حسین وجمیل ہوں گی کہ اگر ان میں سے ایک عورت اہل ارض کی طرف جھانک لے تو آسمان وزمین کے درمیان کا سارا حصہ چمک اٹھے اور خوشبو سے بھر جائے۔ اور اس کے سر کا دوپٹہ اتنا قیمتی ہو گا کہ وہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری)

عملی پہلو: اصل خوبصورتی سیرت وکردار کی ہوتی ہے۔ یہاں پر بھی حوروں کے حسن سیرت کا ذکر ان کے حسن صورت سے پہلے کر کے اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی صورت سے زیادہ اچھی سیرت کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۹: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: اہل جنت کو ملنے والی اعلیٰ نعمت حوروں کا ذکر ہے۔

آیت نمبر ۶۰: ۱: اس آیت میں آنے والے پہلے احسان سے کیا مراد ہے؟ ۱: بندوں کے بہترین اعمال یعنی نیکیاں اور اطاعت الٰہی مراد ہیں۔

۲: اس آیت میں آنے والے دوسرے احسان سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کی طرف سے بہترین جزا۔ یعنی جنت اور اس کی نعمتیں مراد ہیں۔

۳: احسان کا بدلہ کیا ہے؟ ۳: احسان کا بدلہ احسان ہے۔ یعنی بندوں کے بہترین اعمال پر اللہ ﷻ بہترین جزا عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ السجدہ ۳۲، آیت: ۱۷ میں فرمایا: "کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے یہ ان (اعمالِ صالحہ) کا بدلہ ہو گا جو وہ (زندگی بھر) کرتے رہے تھے"۔

علمی بات: اللہ ﷻ فرض بجالانے والوں، حرام سے بچنے والوں، حق کا ساتھ دینے والوں اور شر کا مقابلہ کر کے خیر کی حمایت کرنے والوں کی محنت اور قربانیوں کو ضائع نہیں فرمائے گا اور بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت نمبر ۶۱: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: نیک اعمال پر اچھا اجر ملنے کی نعمت کا بیان ہے۔

آیت نمبر ۶۲: ۱: اصحاب یمین کی جنت کا بیان کن آیات میں ہے؟ ۱: ۶۲ تا ۷۸ آیات میں۔

۲: مقربین کے دو باغوں کے بعد کن باغوں کا ذکر ہے؟ ۲: اصحاب یمین یعنی عام مومنین کے دو باغوں کا ذکر ہے۔

آیت نمبر ۶۳: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: عام مومنین کو عطا کی جانے والی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۶۴: ۱: اصحاب الیمین کے یہ دو باغ کیسے ہوں گے؟ ۱: سیاہی مائل سبز ہوں گے۔ ۲: سیاہی مائل سبز ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: ایسی گھنی سرسبزی کو کہتے ہیں جو انتہائی شادابی کے باعث سیاہی مائل ہو گئی ہو۔ آیت میں مفہوم یہ ہے کہ ان دونوں باغوں کے درختوں کے پتے اتنے گہرے سبز ہوں گے جیسے سیاہ ہو رہے ہوں۔

آیت نمبر ۶۵: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: عام مومنین کو عطا کی جانے والی نعمتوں میں سے دو سبز باغوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۶۶: ۱: اصحاب الیمین کی جنتوں کی کیا تفصیل بیان کی گئی ہے؟ ۱: ان کی جنتوں میں دو اُبلتے ہوئے چشمے ہوں گے۔

۲: چشموں کے اُبلنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: نَضَخَ کا معنی پانی کا چشمہ سے زور سے پھوٹنا۔ یہ اُبلنے اور جوش مارنے کی وجہ پانی کی کثرت اور دباؤ ہے مفہوم یہ ہے کہ چشموں کے سوراخ تنگ اور پانی کی کثرتِ روانی کی تیزی کی وجہ سے وہ چشمے جوش مارتے ہوئے اُبل رہے ہوں گے۔

آیت نمبر ۶۷: ۱: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: جنت کی نعمتوں یعنی چشموں کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۶۸: ۱: اصحاب الیمین کی جنتوں کی کیا تفصیل بیان کی گئی ہے؟ ۱: ان جنتوں میں میوے کھجور اور انار ہوں گے۔

۲: جنت میں ان میووں کی موجودگی کا ذکر خاص طور پر کیوں گیا ہے؟ ۲: ویسے تو جنت میں ہر قسم کے پھل موجود ہوں گے جو اہل جنت چاہیں گے۔ بلکہ جو مانگیں گے عطا ہو گا۔ (سورۃ حم سجدہ ۴۱، آیت: ۳۱) ان پھلوں کا خاص طور پر ذکر اس لئے فرمایا گیا ہے عرب میں یہ پھل بکثرت پائے جاتے تھے اور اعلیٰ پھل سمجھے جاتے تھے۔ اس لئے ان کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ ﷻ اہل جنت کو ان سے کہیں اعلیٰ درجہ کے پھل عطا فرمائے گا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

آیت نمبر ۶۹: ا۔ اس آیت میں کن نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے؟ ا۔ اہل جنت کو ملنے والے میووں کھجور اور انار کی نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۷۰: ا: جنت کی کس نعمت کا ذکر ہے؟ ا: جنت کی حوروں کا ذکر ہے۔ ۲: حوروں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۲: خوب سیرت اور خوب صورت ہوں گی۔

آیت نمبر ۷۱: ا: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے؟ ا: جنت کی نعمتوں میں سے حوروں کا بیان ہے۔

آیت نمبر ۷۲: ا: حوروں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ا: خیموں میں رہنے والی ہوں گی۔

عملی پہلو: خواتین کا اصل زیور اچھی سیرت و کردار ہے اور پردہ و چاردیواری ان کی حفاظت کے ذرائع ہیں۔ خواتین کو "شمع محفل" بننے کے بجائے "چراغ خانہ" بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسی بات کا ذکر سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت: ۳۳ میں بھی آتا ہے کہ "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اظہارِ زینت کر کے زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو"۔ عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر اور اس کی اولین ذمہ داری گھر کے حوالہ سے ہے۔ اس کو اسی دائرے میں رہ کر اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے چاہئیں، اور گھر سے باہر صرف بقدرِ ضرورت ہی نکلنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۷۳: ا: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے؟ ا: خیموں میں ٹھہرے رہنے والی حوروں کی نعمت کی یاددہانی کرائی ہے۔

آیت نمبر ۷۴: ا: اس آیت میں حوروں کی کس صفت کا بیان ہے؟ ا: اہل جنت سے پہلے انہیں کسی انسان وجن نے نہ چھُوا ہو گا۔

۲: انسان وجن کے نہ چھونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی وہ حوریں کنواری ہوں گی۔

آیت نمبر ۷۵: ا: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے؟ ا: جنت کی ایک نعمت حوروں کی یاددہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۷۶: ا: اہل جنت کی کس کیفیت کا بیان ہے؟ ا: تکیہ لگائے ہوئے اعلیٰ و نادر قالینوں پر بیٹھے ہوں گے۔

۲: اہل جنت کے قالین کیسے ہوں گے؟ ۲: سبز اور نہایت قیمتی اعلیٰ و نفیس ہوں گے۔

آیت نمبر ۷۷: ا: اس آیت میں کن نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے؟ ا: جنت کی نہایت اعلیٰ و نفیس نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۷۸: ا: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کن صفات کا بیان کیا گیا ہے؟ ا: اللہ ﷻ کا نام بابرکت ہے۔ اللہ ﷻ جلال والا اور عزت والا ہے۔

عملی پہلو: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پہلے اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ایک مرتبہ پھر تین بار اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہتے۔ پھر اس کے بعد یہ ذکر فرماتے: اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡکَ السَّلَامُ تَبَارَکۡتَ یَا ذَالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ۔ "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے سلامتی حاصل ہوتی ہے تو بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت والے"۔ (صحیح مسلم)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) اللہ ﷻ نے جنات کو کس چیز سے پیدا فرمایا؟

(الف) مٹی　　(ب) پانی　　✓ (ج) آگ

(۲) اس سورت میں سمندر کا کیا فائدہ بیان کیا گیا ہے؟

(الف) پانی حاصل ہوتا ہے　　✓ (ب) موتی اور مونگے حاصل ہوتے ہیں　　(ج) مچھلیاں حاصل ہوتی ہیں

(۳) قیامت کے دن مُجرموں کو کیسے پہچانا جائے گا؟

✓ (الف) اُن کے چہروں سے　　(ب) اُن کے نامۂ اعمال سے　　(ج) اُن کے اعمال کے وزن سے

(۴) میدانِ حشر میں اللہ ﷻ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرنے والوں کے لئے کیا انعام ہوگا؟

(الف) ایک نہایت سبز جنت　　(ب) دو محل　　✓ (ج) دو جنتیں

(۵) بڑی شان اور عظمت والے اللہ ﷻ کا نام کیسا ہے؟

✓ (الف) بہت برکت والا ہے　　(ب) بہت شان والا ہے　　(ج) بہت خوبصورت ہے

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱- اس سورت کے پہلے رکوع میں میزان (ترازو) کے بارے میں اللہ ﷻ نے کیا فرمایا ہے؟　جواب کے لئے آیات: ۷ تا ۹ ملاحظہ فرمائیں۔

۲- اس سورت کے پہلے رکوع میں اللہ ﷻ کی کئی نعمتوں کا بیان ہے ان میں سے پانچ کو تحریر کریں؟ جواب کے لئے آیات: ۱ تا ۲۶ ملاحظہ فرمائیں۔

۳- اس سورت کے دوسرے رکوع میں جنّات اور انسانوں کی بے بسی کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟　جواب کے لئے آیات: ۳۳ تا ۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

۴- اس سورت کے دوسرے رکوع میں مجرمین کا کیا انجام بیان کیا گیا ہے؟　جواب کے لئے آیات: ۴۱ تا ۴۴ ملاحظہ فرمائیں۔

۵- اس سورت کے تیسرے رکوع میں اہل جنت پر اللہ ﷻ کے انعامات کا بیان ہے۔ کوئی چار انعامات کا ذکر کریں؟
جواب کے لئے آیات: ۴۶ تا ۷۷ ملاحظہ فرمائیں۔

عملی سرگرمی: ۱۔ اس سورت میں اللہ ﷻ کی بہت سی نعمتوں کا بیان ہے۔ طلبہ کو گروپس میں تقسیم کر کے نعمتوں والی آیات سب کو الگ الگ دے دیں اور ان نعمتوں کی تصاویر فوائد کے ساتھ بنوائیں اور پھر Interaction کے انداز میں گفتگو کریں کہ ہم اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ طلبہ کو سورۃ الرحمٰن کی ویڈیو تلاوت اور آیات ۱۹ اور ۲۰ سے متعلق ویڈیو دکھانے کا بھی اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْوَاقِعَة

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۲۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۹ تا ۹۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جا سکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ قیامت کے وقت کے مناظر کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

۲۔ سبقت کرنے والے کون ہیں؟

۳۔ سبقت کرنے والوں کا حسین انجام کیا ہو گا؟

۴۔ دائیں ہاتھ والے کون ہیں؟

۵۔ دائیں ہاتھ والوں کا بہترین انجام کیا ہو گا؟

۶۔ بائیں ہاتھ والے کون ہیں؟

۷۔ بائیں ہاتھ والوں کا بُرا انجام کیا ہو گا؟

۸۔ جنت کی شراب کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

۹۔ دنیا کی شراب میں کیا نقصانات ہیں؟

۱۰۔ زندگی اور موت کے بارے میں اللہ ﷻ کی قدرتوں کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

۱۱۔ آگ اور پانی میں اللہ ﷻ کی کیا قدرتیں ہیں؟

۱۲۔ قرآنِ حکیم کی عظمتوں کا ذکر کس انداز میں کیا گیا ہے؟

۱۳۔ اللہ ﷻ کے ذکر کے بارے میں کس بات کی تلقین کی گئی ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الرحمٰن" کے آغاز میں قرآنِ حکیم کا ذکر تھا۔ سورۃ الواقعہ کے آخر میں قرآنِ حکیم اور اس کے آداب و احترام کا تذکرہ ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں اوّل نافرمانوں پھر عام اہل جنّت اور اس کے بعد خاص اہل جنّت کا ذکر تھا۔ سورۃ الواقعہ میں پہلے مقربین (خاص اہل جنّت) پھر دائیں ہاتھ والوں (عام اہل جنّت) اور پھر بائیں ہاتھ والوں (اہل جہنم) کا بیان ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں بار بار جنّات اور انسانوں سے نعمتوں کے جھٹلانے کے بارے میں سوال تھا۔ سورۃ الواقعہ میں تصدیق کرنے والے دو گروہوں مقربین اور دائیں ہاتھ والوں اور جھٹلانے والے گروہ بائیں ہاتھ والوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT PERMISSION IS A CRIMINAL ACTION. ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: اس سورت میں کس حقیقت کا بیان ہے؟ ۱: قیامت کے آنے کا بیان ہے۔ ۲: قیامت کا کس نام سے ذکر کیا گیا ہے؟

۲: الواقعہ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ ۳: الواقعۃ کے کیا معنی ہیں؟ ۳: واقع ہونے والی۔

علمی بات: قیامت کے واقع ہونے کا ذکر متعدد جگہ پر کیا گیا ہے مثلاً سورۃ المعارج کی آیت: ۱میں آتا ہے کہ "ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔" سورۃ الحاقہ ۶۹، آیت: ۱۵ میں بھی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔ "اس دن واقع ہونے والی واقع ہو کر رہے گی"۔

آیت نمبر ۲: ۱: قیامت کے واقع ہونے کی حقیقت کو کیسے واضح کیا گیا ہے؟ ۱: کوئی قیامت کے واقع ہونے کو جھٹلانے والا نہیں ہو گا۔

۲: "قیامت کے واقع ہونے کو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہو گا" سے کیا مراد ہے؟ ۲: مراد یہ ہے کہ وہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس سے انکار اور فرار ممکن نہیں اور نہ ہی اس کے واقع ہونے کو کوئی روک سکتا ہے۔ اس بات کی وضاحت سورۃ الشوریٰ ۴۲، آیت: ۴۷ میں آتی ہے کہ " اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہو گی اور نہ تم انکار کر سکو گے"۔

آیت نمبر ۳: ۱: قیامت کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: خَافِضَہ (قیامت کسی کو نیچا کرنے والی) اور رَافِعَہ (کسی کو بلند کرنے والی ہو گی)۔

۲: قیامت کی صفت خَافِضَہ کا اطلاق کن لوگوں پر ہو گا؟ ۲: کفار، مشرکین اور اللہ ﷻ کے نافرمانوں کے لئے قیامت ذلت و رسوائی بن کر آئے گی۔

۳: قیامت کن لوگوں کے لئے رَافِعَہ بن کر آئے گی؟ ۳: انبیاء کرام علیہم السلام، مومنین اور اللہ ﷻ کے فرماں بردار بندوں کے لئے قیامت عزت، شرف اور بلندی کا ذریعہ بن جائے گی۔ ۴: "نیچا کرنے والی اور بلند کرنے والی" سے کیا مراد ہے؟ ۴: اس سے مراد ذلت اور عزت ہے۔ یعنی یہ قیامت اللہ ﷻ کے اطاعت گزار بندوں کو بلند اور نافرمانوں کو پست کرے گی، چاہے دنیا میں معاملہ اس کے برعکس ہو۔

آیت نمبر ۴: ۱: قیامت واقع ہونے کی کیفیت کیسے بیان کی گئی ہے؟ ۱: زمین ایک زلزلے کے ساتھ ہلا دی جائے گی۔ اس بات کا ذکر سورۃ الزلزال ۹۹، آیت: ۱میں بھی آتا ہے کہ "جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی"۔

علمی بات: زمین کی دیگر کیفیات کا ذکر بھی قرآن حکیم میں آتا ہے مثلاً یہ کہ "ہر گز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی"۔ (سورۃ الفجر ۸۹، آیت: ۲۱) "اور زمین اپنے سارے بوجھ (خزانے اور جو کچھ اس کے اندر ہے) باہر نکال دے گی"۔ زمین اپنے خزانے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے اُگل دے گی۔ (سورۃ الزلزال ۹۹، آیت: ۲) "اور آپ زمین کو صاف میدان دیکھیں گے"۔ زمین چٹیل میدان (حشر) بنا دے گی۔ (سورۃ الکھف ۱۸، آیت: ۴۷)

آیت نمبر ۵: ۱: قیامت کے دن پہاڑوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔

آیت نمبر ۶: ۱: قیامت کے واقع ہونے کا پہاڑوں پر کیا اثر ہو گا؟ ۱: پہاڑ بکھرے ہوئے غبار کی مانند اُڑ رہے ہوں گے۔

اس بات کا ذکر قرآنِ حکیم کے دیگر مقامات کی طرح سورۃ القارعۃ ۱۰۱، آیت ۵ میں بھی آتا ہے کہ "اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اُون۔"

علمی بات: ہر چیز میں تاثیر اللہ ﷻ کی طرف سے ہے۔ اللہ ﷻ جب چاہے اس کی تاثیر اور کیفیت کو بدل دے۔

عملی پہلو: ہمیں اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فکر کرنی چاہیئے کہ جب اللہ ﷻ پہاڑ جیسی سخت اور مضبوط چیز کو غبار میں تبدیل کر کے ہوا میں اڑا سکتا ہے تو ہم انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا اور قیامت کا قائم فرمانا اس کے لئے کون سا مشکل کام ہو گا۔

آیت نمبر ۷: ۱: قیامت کے دن انسانوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

۲: انسان کن تین گروہوں میں تقسیم ہوں گے؟ ۲: i۔ دائیں ہاتھ والے۔ ii۔ بائیں ہاتھ والے۔ iii۔ سبقت لے جانے والے۔

آیت نمبر ۸: ۱: دائیں ہاتھ والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۱: دائیں ہاتھ والوں سے مراد نیکوکار لوگ ہیں جو آخرت میں کامیاب ہوں گے اور انہیں ان کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ۲: قیامت کے دن دائیں ہاتھ والوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۲: وہ بہت خوب ہوں گے یعنی سکھ، چین اور خوشی میں ہوں گے۔

علمی بات: دائیں ہاتھ والوں کا ذکر قرآنِ حکیم کے دیگر مقامات کی طرح سورۃ الحاقہ ۶۹، آیات: ۱۹ تا ۲۱ میں بھی آتا ہے کہ "تو جس کا (اعمال) نامہ اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لیجیئے میرا نامہ (اعمال) پڑھیے۔ مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔ پس وہ (شخص) پسندیدہ زندگی میں ہوگا"۔ سورۃ الانشقاق کی آیات: ۷ تا ۹ میں بیان کیا گیا کہ "پھر جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور خوش خوش اپنے اہل (وعیال) میں لوٹے گا"۔

آیت نمبر ۹: ۱: بائیں ہاتھ والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۱: بائیں ہاتھ والوں سے مراد بدکار لوگ ہیں جو آخرت میں ناکام ہوں گے اور انہیں ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ۲: بائیں ہاتھ والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۲: وہ بہت بُرے حال میں ہوں گے یعنی ذلت، رسوائی اور غم میں ہوں گے۔

علمی بات: بائیں ہاتھ والوں کا ذکر قرآنِ حکیم کے دیگر مقامات کی طرح سورۃ الحاقہ ۶۹، کی آیات: ۲۵ تا ۲۷ میں بھی آتا ہے کہ "اور جس کا (اعمال) نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی"۔ سورۃ الانشقاق ۸۴، آیات: ۱۰ تا ۱۲ میں بیان کیا گیا "پھر جس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ پیچھے سے دیا گیا۔ تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی جہنم میں جھلسے گا"۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: سبقت لے جانے والوں سے کون مراد ہیں؟ ۱: ہر دور میں ایمان قبول کرنے اور نیک اعمال کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا "جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے؟" لوگوں نے عرض کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا انہوں نے قبول کر لیا، جب ان سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کر دیا، اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا" (مسند احمد)

۲: قیامت کے دن سبقت لے جانے والوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ ۲: وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اجر و انعامات کے حصول میں بھی دوسروں سے سبقت لے جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: سبقت لے جانے والوں کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقرب ہوں گے۔ ۲: مقرب ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے قریب ہوں گے یعنی دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں اعلیٰ مقام و مرتبہ پر ہوں گے۔ قیامت کے دن جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جتنا قریب ہوگا اتنا اعلیٰ مقام و مرتبہ کا حامل ہوگا۔ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ ۳: تقویٰ اختیار کرنا یعنی گناہوں سے بچنا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور دین کی اشاعت کے لئے جدوجہد کرنا جیسا کہ سورۃ المائدہ ۵، آیت: ۳۵ میں ارشاد ہے "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک (پہنچنے اور اس کے قرب کا) وسیلہ تلاش کرتے رہو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: قیامت کے دن سبقت لے جانے والے کس جنت میں ہوں گے؟ ۱: جنت النعیم میں ہوں گے۔ ۲: جنت النعیم سے کیا مراد ہے؟ ۲: نعمتوں بھری جنت۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: سبقت لے جانے والوں کی بڑی تعداد کس طبقہ سے ہوگی؟ ۱: پہلے لوگوں میں سے ہوں گے۔ ۲: پہلے لوگوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: اولین کے بارے میں مفسرین کے تین اقوال ہیں: i۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ سے قبل کے زمانہ تک۔ ii۔ آپ ﷺ کے دور میں سبقت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، تابعین، تبع تابعین۔ iii۔ ہر دور میں ایمان قبول کرنے اور نیک اعمال اختیار کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جانے والے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: "سبقت لے جانے والوں" کی تھوڑی تعداد کس طبقہ سے ہوگی؟ ۱: بعد کے لوگوں میں سے۔

۲: بعد کے لوگوں سے کون مراد ہے؟ ۲: آخرین کے بارے میں مفسرین کے تین اقوال ہیں: i۔ نبی کریم ﷺ سے لے کر قیامت تک ایمان لانے والے۔ ii۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین کے بعد ایمان لانے والے۔ iii۔ ہر دور میں سابقون کے بعد ایمان قبول کرنے اور نیک اعمال اختیار کرنے والے لوگ۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: سبقت لے جانے والوں کی جنتوں کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ۱: آیات: ۱۵ تا ۲۶ میں کیا گیا ہے۔

۲: جنت النعیم کی کس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: جنت النعیم کے تختوں کا بیان کیا گیا ہے۔

۳: جنت کے تختوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۳: جنت النعیم کے تخت سونے کی تاروں سے بُنے ہوئے اُونچے ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: جنت النعیم میں "سبقت لے جانے والوں" کی کس شان کا بیان کیا گیا ہے؟ ۱: وہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

۲: تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھنے سے کس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے؟ ۲: یعنی "سبقت لے جانے والے" نہایت آرام واطمینان اور باہمی محبت اور دوستی کے ساتھ آپس میں ملاقاتیں کریں گے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱۔ "سبقت کرنے والوں" کے خدمت گاروں کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱۔ وہ اہل جنت کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے ہوں گے۔ ۲: "ہمیشہ رہنے والے لڑکوں" سے کیا مراد ہے؟ ۲۔ جنت میں خدمت گار لڑکے بوڑھے نہ ہوں گے نہ ان کے خدوخال اور قد و قامت میں کوئی تغیر ہو گا بلکہ ایک ہی عمر اور ایک ہی حالت پر رہیں گے، جیسے نو عمر لڑکے ہوتے ہیں۔ سورۃ الطور ۵۲، آیت: ۲۴ میں ہے کہ "وہ ایسے (خوبصورت) ہوں گے جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں" اور سورۃ الدھر ۷۶، آیت: ۱۹ میں بھی بیان کیا گیا کہ تم انہیں بکھرے ہوئے موتی خیال کرو گے"۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: ہمیشہ رہنے والے لڑکے اہل جنت کی تواضع کیسے کریں گے؟ ۱: خدمت گار لڑکے اہل جنت کو شراب کے بھرے ہوئے پیالے پیش کریں گے۔

۲: جنت کی شراب کی کیا خوبی بیان کی گئی ہے؟ ۲: جنت کی شراب بہتی نہر کی صورت میں اللہ ﷻ کے حکم سے پیدا ہو گی نہ کہ دنیا کی شراب جو کہ انگوروں کو سڑا کر بنائی جاتی ہے۔ ۳: اس آیت میں جنت کے کن برتنوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: گلاس، جگ اور پیالوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انتہائی قیمتی اور خوبصورت ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: جنت کی شراب کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: جنت کی شراب پینے سے نہ تو سر میں درد ہو گا اور نہ اہل جنت کے ہوش اُڑیں گے۔ قرآنِ حکیم میں دیگر مقامات پر بھی اس شراب کی صفات کا بیان ہے مثلاً سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیات: ۴۵ تا ۴۷ میں بیان کیا گیا ہے کہ: "ان پر جاری شراب کے جام کا دور چل رہا ہو گا۔ سفید رنگ کی پینے والوں کے لذیذ ہو گی۔ نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہو گا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہو گی"۔

۲: دنیا کی شراب میں کیا نقصانات ہیں؟ ۲: دنیا کی شراب شدید بدمزہ اور بدبودار ہوتی ہے۔ پینے سے سر میں درد اور اُلٹیاں آتی ہیں۔ عقل میں فتور آجاتا ہے اور شراب پینے والا ناشائستہ اور نازیبا باتیں کرتا ہے اور بعض دفعہ ناشائستہ حرکات اور گناہ کے کام بھی کر بیٹھتا ہے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: خدمت گار لڑکے اہل جنت کی خاطر تواضع اور کس طرح کریں گے؟ ۱: خدمت گار لڑکے اہل جنت کو وہ پھل پیش کریں گے جو اہل جنت چاہیں گے۔ اس بات کا ذکر سورۃ الزخرف ۴۳، آیت ۷۳ میں بھی آتا ہے کہ "تمہارے لئے وہاں بہت سے پھل ہیں ان میں سے تم کھاؤ گے۔"

آیت نمبر ۲۱: ۱: خدمت گار لڑکے اہل جنت کو شراب اور پھلوں کے علاوہ اور کیا پیش کریں گے؟ ۱: پرندوں کا گوشت جو اہل جنت خواہش کریں گے۔ اس بات کا ذکر سورۃ الطور ۵۲، آیت: ۲۲ میں بھی آتا ہے کہ "اور جس طرح کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم ان کو عطا کریں گے"۔

علمی بات: پرندوں کا گوشت لذت، غذائیت اور قوت تینوں اعتبار سے چوپایوں کے گوشت سے اعلیٰ اور عمدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بالخصوص پرندوں کے گوشت کا ذکر کیا گیا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: سبقت لے جانے والوں کی جنت النعیم کی کس نعمت کا بیان ہے؟ ۱: سبقت لے جانے والوں کی جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: حوروں کی خوبصورتی کو کس مثال سے واضح کیا گیا ہے؟ ۱: وہ موتی کی طرح خوبصورت ہوں گی۔

۲: حوروں کی خوبصورتی کو مزید کس مثال سے واضح کیا گیا ہے؟ ۲: وہ قیمتی موتیوں کی طرح چھپا کر رکھی ہوں گی۔

سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیت: ۴۹ میں بھی ان کی یہ صفت بیان کی گئی کہ: "(وہ سفیدی اور دلکشی میں ایسے لگیں گی) گویا (گرد و غبار سے) محفوظ انڈے (رکھے) ہوں"۔

عملی پہلو: قیمتی اور خوبصورت چیزوں کو چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ انسان کی قدر و قیمت اور خوبصورتی اس کا پاکیزہ سیرت و کردار ہے جس کی حفاظت شرم و حیا اور ستر و حجاب یعنی پردے کے احکامات سے ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: جنت النعیم اور اس کی نعمتیں سبقت لے جانے والوں کو کیوں حاصل ہوں گی؟ ۱: یہ بدلہ ہوگا ان نیک اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: سبقت لے جانے والوں کی جنت النعیم کا ماحول کیسا ہوگا؟ ۱: وہاں وہ اہل جنت نہ کوئی بے کار بات اور نہ ہی کوئی گناہ کی بات سنیں گے۔

۲: "بے کار بات" سے کیا مراد ہے؟ ۲: ایسی بات جس میں نہ ثواب ہو نہ گناہ۔ نہ کوئی فائدہ نہ ہی بظاہر کوئی نقصان یعنی جنت میں وہ کوئی ایسی بات نہ سنیں گے جو اہل جنت کی طبیعت پر گراں گزرے۔

۳: "گناہ کی بات" سے کیا مراد ہے؟ ۳: ایسی بات جو نافرمانی پر مبنی ہے مثلاً بیہودگی، جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان، گالی، مکر و فریب، ہیرا پھیری اور طنز وغیرہ جیسی باتیں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: سبقت لے جانے والوں کی جنت النعیم میں جنتی عموماً کیسی آوازیں سنیں گے؟ ۱: بے کار اور گناہ کی باتوں کے بجائے سلامتی ہی سلامتی کی بات سنیں گے۔

۲: "سلامتی والی بات" سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اہل جنت بھی ایک دوسرے کو سلام کہا کریں گے۔ فرشتے بھی ان کے حق میں سلامتی کی دعا کریں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بھی ان پر سلامتی نازل ہوگی اور سلام بھیجا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں متعدد جگہ پر سلام بھیجنے کا ذکر ہے۔ مثلاً سورۃ الزمر ۳۹، آیت: ۷۳، سورۃ یٰس ۳۶، آیت: ۵۸، سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت: ۴۴، سورۃ قٓ ۵۰، آیت: ۳۴، سورۃ الحجر ۱۵، آیت: ۵۲، سورۃ النحل ۱۶، آیت: ۳۲، سورۃ الرعد ۱۳، آیت: ۲۳، سورۃ ابراہیم ۱۴، آیات: ۲۳، ۲۴۔ وغیرہ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جنتی آپس میں جو بات بھی کریں گے وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور سلامتی پر مشتمل ہوگی۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ۱: آیات ۲۷ تا ۴۰ میں۔ ۲: دائیں ہاتھ والے قیامت کے دن کس حال میں ہوں گے؟ ۲: دائیں ہاتھ والے قیامت کے دن انتہائی قابلِ رشک و قابلِ دید حال میں ہوں گے۔ اور جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت کی کس نعمت کا بیان ہے؟ ۱: دائیں ہاتھ والے بیریوں میں ہوں گے۔

۲: جنت کی بیریوں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: وہ بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوں گی۔

علمی بات: کہتے ہیں کہ بیری کے درخت کے کانٹے جتنے کم ہوں اتنا ہی اس کا پھل اچھا اور مزے دار ہوتا ہے اور جنت کی بیریاں بالکل بے خار ہوں گی۔ یعنی ان بیریوں کا پھل دنیا کی بیریوں جیسا نہیں بلکہ بہت لذیذ ہوگا۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت میں اور کیا نعمتیں ہوں گی؟ ۱: وہاں کیلوں کے درخت ہوں گے۔

۲: جنت کے کیلوں کے درختوں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: وہ تہہ بہ تہہ ہوں گے یعنی بڑی تعداد میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: وہاں کا موسم بڑا دلکش ہوگا۔ اہل جنت وہاں لمبے لمبے سایوں میں ہوں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا انتہائی تیز رفتار گھوڑے کا سوار سو سال تک چل کر بھی اسے طے نہیں کر سکتا"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۳۱: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت کا کیا منظر ہوگا؟ ۱: اہل جنت بہتے ہوئے پانی سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ ۲: بہتے ہوئے پانی سے کیا مراد ہے؟ ۲: جنت کی نہریں جو بہہ رہی ہوں گی اور اہل جنت جہاں چاہیں گے وہاں ان نہروں کو بہا کر لے جائیں گے۔ ۳: جنت میں کتنی قسم کی نہریں بہہ رہی ہوں گی؟ ۳: سورۃ محمد ۴۷، آیت: ۱۵ سے پتا چلتا ہے کہ وہاں چار قسم کی نہریں ہوں گی یعنی پانی، دودھ، شراب اور شہد کی نہریں۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت میں اور کیا نعمتیں ہوں گی؟ ۱: اہل جنت بہت سے پھلوں سے لطف اُٹھا رہے ہوں گے۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: دائیں ہاتھ والوں کی جنت کی کیا شان ہوگی؟ ۱: اہل جنت کے لئے پھل نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا۔ یعنی نہ تو جنت کے پھلوں کی فراوانی اور ترسیل کسی وقت بند ہوگی جس طرح دنیا میں پھل اپنے موسم میں ہی مل سکتے ہیں۔ آگے پیچھے نہیں ملتے۔ اور نہ ہی ان کو حاصل کرنے، توڑنے یا کھانے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش آئے گی۔

آیت نمبر ۳۴:ا: دائیں ہاتھ والے جنت میں کس کیفیت میں ہوں گے؟ ا: وہ جنت میں اونچے اونچے فرشوں پر ہوں گے۔ فُرش، فراش کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں بستر یا فرش۔ فرش کی بلندی اول تو اس لئے ہے کہ یہ مقام خود ہی بلند ہے، دوسرے یہ فرش زمین پر نہیں بلکہ تختوں اور چارپائیوں کے اوپر ہوں گے۔ یہ قدر و منزلت کے اعتبار سے بھی اعلیٰ وارفع ہوں گے، باقی ان کی حقیقت اللہ ﷻ کو ہی معلوم ہے۔

آیت نمبر ۳۵:ا: دائیں ہاتھ والوں کو عطا کیئے جانے والی جنتی عورتوں کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ا: اللہ ﷻ نے انہیں نئے سرے سے پیدا فرمایا ہوگا۔

۲: نئے سرے سے پیدا فرمانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ ﷻ انہیں نوجوان اور نوخیز بنادے گا، وہ کنواری بھی ہوں گی، وہ ہمیشہ خوبصورت اور جوان ہی رہیں گی۔

آیت نمبر ۳۶:ا: دائیں ہاتھ والوں کی حوروں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ا: اللہ ﷻ نے انہیں کنواریاں بنایا ہوگا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: ایک بڑھیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے حق میں جنت کی دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی۔ وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اسے بتاؤ کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوگی۔ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے کہ ہم انہیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں کنواری بنادیں گے۔ (شمائل ترمذی)

آیت نمبر ۳۷:ا: دائیں ہاتھ والوں کی حوروں میں کیا خوبیاں ہوں گی؟ ا: وہ محبت کرنے والیاں اور ہم عمر ہوں گی۔

آیت نمبر ۳۸:ا: یہ ساری نعمتیں کن لوگوں کے لئے ہوں گی؟ ا: دائیں ہاتھ والوں کے لئے۔

آیت نمبر ۳۹:ا: پہلے لوگوں میں سے دائیں ہاتھ والے کتنے ہوں گے؟ ا: وہ ایک بڑا گروہ ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۰:ا: بعد والے لوگوں میں سے دائیں ہاتھ والے کتنے ہوں گے؟ ا: وہ ایک بڑا گروہ ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۱:ا: بائیں ہاتھ والوں کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ا: آیات: ۴۱ تا ۵۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲: بائیں ہاتھ والے قیامت کے دن کس حال میں ہوں گے؟ ۲: بہت ہی بُرے حال میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۲:ا: بائیں ہاتھ والوں کو ملنے والے کن عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ا: وہ سخت گرم ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۳:ا: اہل جہنم کیسے سایوں میں ہوں گے؟ ا: سیاہ دھویں کے سائے میں ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۴:ا: جہنم کے سائے کی کیفیت ہوگی؟ ا: وہ نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ۔

علمی بات: یہ عام مشاہدہ ہے کہ جب انسان کو گرم لُو جھلس دیتی ہے تو وہ پیاس محسوس کرتا ہے۔ ٹھنڈے پانی کی خواہش کرتا ہے اور گھنے سائے کی طرف بھاگتا ہے لیکن بائیں ہاتھ والے جب آتشِ جہنم میں بھونے جائیں گے اور پیاس کی شدت سے تلملانے لگیں گے تو انہیں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے بجائے گرم اور کھولتا ہوا پانی ملے گا اور جب کسی گھنے سائے میں پناہ لینا چاہیں گے تو جہنم سے اٹھتے ہوئے سیاہ دھویں کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ اُنہیں نصیب نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۴۵:ا: اہل جہنم دنیا میں کن حالات میں تھے؟ ا: وہ لوگ دنیا میں بڑے عیش میں تھے یعنی مالدار اور خوشحال لوگوں میں سے تھے۔

آیت نمبر ۴۶:ا: اہل جہنم کو جہنم میں لے جانے کا کیا سبب تھا؟ ا: وہ بھاری گناہ پر اَڑے رہتے تھے۔

۲: بھاری گناہ سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا، انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانا، آخرت کو جھٹلانا وغیرہ جیسا کہ سورۃ النساء ۴، آیت: ۴۸ میں آتا ہے کہ ”اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کردے اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔“

آیت نمبر ۴۷:ا: اہل جہنم کا دنیا میں آخرت کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟ ا: وہ منکرین آخرت تھے۔

۲: انہیں آخرت کے بارے میں کیا اعتراض تھا؟ ۲: وہ کہتے تھے کہ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیسے ممکن ہے کہ پھر زندہ کیئے جائیں۔

علمی بات: منکرین آخرت کے اس طرزِ عمل کو سورۃ یٰسٓ ۳۶، آیات: ۷۷ تا ۸۷ میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ "کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو ایک نطفے سے پیدا کیا پھر بھی وہ کھلم کھلا (حقائق سے منہ موڑتے ہوئے) سخت جھگڑالو بن گیا۔ اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا"؟

آیت نمبر ۴۸: ۱: منکرین آخرت کو کس بات پر تعجب تھا؟ ۱: انہیں تعجب تھا کہ کیا ان کے پچھلے گزرے ہوئے باپ دادا کو بھی زندہ کیا جائے گا؟

آیت نمبر ۴۹: ۱: منکرین آخرت کے اعتراضات کا کیا جواب دیا گیا؟ ۱: یقیناً ان کے پچھلے باپ دادا بھی اور بعد میں مرنے والے بھی سب کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا۔

آیت نمبر ۵۰: ۱: آخرت کے حوالے کس بات کی یقین دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: یقیناً تمام انسان قیامت کے دن زندہ جمع کیئے جائیں گے۔

۲: قیامت کب واقع ہو گی؟ ۲: ایک معین دن کے مقررہ وقت پر۔ ۳۔ قیامت کی گھڑی سے کون واقف ہے؟ ۳۔ اللہ ﷻ۔

علمی بات: قیامت کے واقع ہونے کے وقت کے بارے میں متعدد جگہ پر وضاحت فرمائی گئی ہے مثلاً: "لوگ آپ سے قیامت کے (وقت کے) متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیئے اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ اور (اے مخاطب) تجھے کیا خبر، شاید وہ قریب ہی آ پہنچی ہو"۔ (سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت: ۶۳)

آیت نمبر ۵۱: ۱: قیامت کا دن کیسے لوگوں کے لئے بہت شدید ہو گا؟ ۱: گمراہ اور جھٹلانے والوں کے لئے۔ ۲: گمراہ لوگوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: وہ لوگ جو سیدھے راستے سے بھٹک کر دور ہو گئے ہوں۔ جیسے عیسائی۔ ۳: جھٹلانے والوں سے کون مراد ہیں؟ ۳: وہ لوگ جو حقیقت کا انکار کریں اور حق بات کو تسلیم نہ کریں۔ ۴: تکذیب (جھٹلانے) کی اقسام بیان کریں؟ ۴: تکذیب کے معنی ہیں بات نہ ماننا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: i۔ تکذیب قولی یعنی مسلّمات دین (توحید، رسالت، ارکان اسلام وغیرہ) کا زبان سے انکار کرنا (مثلاً نماز کے فرض ہونے کا انکار کرنا وغیرہ) ii۔ تکذیب عملی یعنی مسلّمات دین پر عقیدہ رکھتے ہوئے ان پر عمل نہ کرنا (مثلاً نماز کو فرض ماننے کے باوجود ادا نہ کرنا)۔ تکذیب قولی کا ارتکاب کفر ہے جبکہ تکذیب عملی کا ارتکاب نافرمانی اور گناہ ہے لہذا ہمیں ہر قسم کی تکذیب سے بچنا چاہیئے۔

عملی پہلو: ہم مسلمانوں کو جو اللہ ﷻ قرآن، رسول اور آخرت کو ماننے والے ہیں۔ زیادہ خطرہ عملی طور پر جھٹلانے کا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا عمل حقائق کے خلاف ہو۔ ہمیں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح پر نظر رکھنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۵۲: ۱: گمراہ اور جھٹلانے والوں کا قیامت کے دن کیا انجام ہو گا؟ ۱: انہیں جہنم میں زقوم کے کانٹے دار درخت کا پھل کھانا ہو گا۔

۲: زقوم کیسا درخت ہے؟ ۲: زقوم جہنم کی تہہ میں پیدا ہونے والا درخت ہو گا ذائقہ میں نہایت زہریلا اور حلق میں پھنسنے والا ہو گا۔ یہ بھی جہنم کے عذابوں میں سے ایک عذاب ہو گا۔ زقوم کی مزید وضاحت سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷ کی آیات ۶۴ تا ۶۶ میں بھی آئی ہے۔ "بے شک وہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔ تو بے شک وہ ضرور اس میں سے کھانے والے ہیں، پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہیں"۔ زقوم کا درخت عرب میں اپنی تلخی کے لئے مشہور تھا اردو میں اسے تھوہر کہتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کے لئے ان کی زندگی برباد کر دے تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کی غذا یہی ہو گی"۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

آیت نمبر ۵۳: ۱: اہل جہنم کو کس چیز سے اپنے پیٹ بھرنے ہوں گے؟ ۱: زقوم کے درخت کے کانٹے دار زہریلے پھل کھا کر پیٹ بھرنے ہوں گے۔

آیت نمبر ۵۴: ۱: اہل جہنم پر کس عذاب کا ذکر ہے؟ ۱: زقوم کے زہریلے پھل کھا کر اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی پینا پڑے گا۔ جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیت: ۶۷ میں ہے۔ "پھر یقیناً اس پر انہیں پینے کو (پیپ ملا) کھولتا ہوا پانی ملے گا"۔

آیت نمبر ۵۵: ۱: اہل جہنم کھولتا ہوا گرم پانی کس طرح پئیں گے؟ ۱: چائے پینے والوں کی طرح چُسکیاں لے لے کر نہیں بلکہ شدید پیاسے اونٹوں کی طرح تیزی سے بڑے بڑے گھونٹ لے کر پئیں گے۔ ھیم ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جسے نہ بجھنے والی پیاس کی بیماری لگی ہو۔ یعنی شدید گرمی کا مارا ہوا اونٹ جیسے پیاس کی

شدت سے ایک دم پانی چڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہ ہی حال دوزخیوں کا ہو گا لیکن وہ گرم پانی جب منہ کے قریب پہنچائیں گے تو منہ کو بھون ڈالے گا، اور پیٹ میں پہنچے گا تو آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! ہمیں آگ (کے عذاب) سے بچا۔

آیت نمبر۵٦: ا: قیامت کے دن کے یہ عذاب کس درجے کے ہوں گے؟ ا: یہ عذاب مجرموں کے ابتدائی مہمان نوازی کے طور پر ہوں گے۔

عملی پہلو: ہمیں جہنم کے تمام عذابوں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیئے۔ نہ کہ ان کی تاویلات میں پڑیں جیسا کہ کفار و مشرکین تھوہر کے درخت کے بارے میں اپنے مفروضے قائم کر کے مذاق اڑایا کرتے تھے۔ جیسے کہ وہ کہتے تھے کہ "زقوم" فلاں لغت میں کھجور اور مکھن کو کہتے ہیں۔ وہ اہل ایمان کو سامنے دیکھ کر ایک دوسرے کو بلاتے کہ آؤ زقوم کھائیں۔

آیت نمبر۵۷: ا: کفار کے کس اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے؟ ا: اعتراض یہ تھا کہ ممکن نہیں کہ ہم دوبارہ آخرت میں کھڑے ہو جائیں گے۔
۲: اعتراض کا جواب کیا دیا گیا ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں جس طرح تخلیق کیا ہے ویسے ہی دوبارہ زندہ کر دیں گے۔

آیت نمبر۵۸: ا: کس چیز کی طرف غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے؟ ا: انسان کو اس کی پیدائش پر غور و فکر کی دعوت دی گئی کہ انسان کچھ نہ تھا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُسے پیدا فرما دیا۔

آیت نمبر۵۹: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کس قدرت کا بیان ہے؟ ا: کہ ہم حقیر پانی کی بوند سے پورے انسان کی تخلیق کرتے ہیں۔ تم جس نطفے کو رحم مادر میں گراتے ہو اس پر غور تو کرو کہ کون ہے جو رحم مادر میں اس نطفہ کو تمام مراحل سے گزارتا ہے۔ وہاں تو کسی کا ظاہری تصرف بھی نہیں چلتا۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ کو بہترین سانچے میں ڈھال کر انسان کی صورت پیدا فرماتا ہے اور اس میں جان ڈالتا ہے۔ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کے بیان سے انسان کو کیا فکر دی گئی؟ ۲: یہ فکر دی جا رہی ہے کہ انسان اپنی حیثیت کو پہچانے کہ وہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی نے اسے اشرف المخلوقات بنا دیا۔ دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ آج اس طرح انسانوں کو پیدا فرما رہا ہے کیا وہ دوبارہ اپنے ہی پیدا کیئے ہوئے ان انسانوں کو زندہ نہیں فرما سکے گا؟

آیت نمبر٦۰: ا: کس حقیقت کا بیان ہے؟ ا: موت کا۔ ۲: موت کی حقیقت کیا ہے؟ ۲: "ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔" (سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت: ۵۷) موت سے دنیاوی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ۳: "موت کا اندازہ ٹھہرانے" سے کیا مراد ہے؟ ۳: موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ جب موت کا وقت آ جائے تو وقت نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ اس شخص کو مہلت دی جا سکتی ہے۔ سورۃ النساء ۴، میں بھی اس حقیقت کا بیان ہے۔ "تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ کر پکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو"۔ (سورۃ النساء ۴، آیت: ۷۸)

عملی پہلو: جب زندگی اور موت کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا کچھ اختیار نہیں تو پھر آخرت کا انکار کرنے والوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ رب العالمین جو چاہے کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔

آیت نمبر٦۱: ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کس بات سے عاجز نہیں؟ ا: کہ لوگوں کو دوسرے لوگوں سے بدل دے۔ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ لوگوں کو دوسروں لوگوں سے کیوں بدل دیتا ہے؟ ۲: ان کی نافرمانی کی وجہ سے۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ لوگوں کو تبدیل کیسے کرتا ہے؟ ۳: اُن پر عذاب نازل کر کے اور دوسری قوموں کو ہدایت دے کر ان پر مسلط کر کے۔ ۴: "انسان کو ایسی صورت میں پیدا کرنا جو وہ نہیں جانتا" سے کیا مراد ہے؟ ۴: یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ قیامت کے دن زندگی کے لئے کچھ دوسرے قوانین بنانے پر قادر ہے یعنی اس دنیا میں زندگی بھی ہے اور موت بھی ہے لیکن وہاں موت نہ ہو گی۔ یہاں بچپن ہے جوانی ہے بڑھاپا ہے وہاں یہ مراحل نہ ہوں گے۔ آج انسان کی کھال اور اعضاء بولتے نظر نہیں آتے لیکن قیامت کے دن بولیں گے۔ (واللہ اعلم)

آیت نمبر٦۲: ا: نشاۃ اولیٰ سے کیا مراد ہے؟ ا: انسان کی پہلی تخلیق۔ ۲: انسان کو کس چیز کی نصیحت کی گئی ہے؟ ۲: اس بات کی نصیحت کی گئی کہ جس طرح تمہیں پہلی بار پیدا کیا گیا کہیں اس سے ہٹ کر کسی اور ہیئت، وضع قطع اور خد و خال میں تمہاری تخلیق کو بدل دے جو تم نہیں جانتے۔ مزید یہ کہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ مردہ بیج کو زندہ کرنے پر قادر ہے وہی مردہ انسان کو زندہ فرمائے گا۔

آیت نمبر ۶۳: ا: کس چیز پر غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے؟ ا: وہ بیج جو انسان زمین میں بوتا ہے اس پر دعوت فکر دی جا رہی ہے کہ جس رزق پر تم پلتے ہو وہ بھی اللہ ﷻ ہی تمہارے لئے پیدا فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۶۴: ا: کس چیز پر غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے؟ ا: انسان کے رزق کی پیداوار میں بھی انسان کی کوشش کا دخل صرف اتنا ہے کہ وہ بیج ڈال دے۔ نہ زمین انسان کی بنائی ہوئی ہے نہ زمین میں روئیدگی انسان پیدا کر سکتے ہیں وہ جو بیج زمین میں ڈالتے ہیں اس کی نشو و نما کے وہ قابل نہیں۔

علمی بات: اس بات کا ذکر سورۃ الانعام کی آیت ۹۵ میں بھی آتا ہے کہ "بے شک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے۔ وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کو جان دار سے نکالنے والا ہے۔ وہی تو اللہ ہے پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔"

آیت نمبر ۶۵: ا: اللہ ﷻ کی کس قدرت کا بیان ہے؟ ا: اگر اللہ ﷻ چاہے تو انسان کی کھیتی کو کوئی عذاب بھیج کر چورا چورا کر دے اور پھر وہ ندامت کرتے ہوئے باتیں بناتے رہ جائیں۔

آیت نمبر ۶۶: ا: اللہ ﷻ کے عذاب پر انسان کے کس ردِ عمل کا بیان ہے؟ ا: ہم تو تاوان میں پڑ گئے۔

آیت نمبر ۶۷: ا: اللہ ﷻ کے عذاب پر انسان کے کس ردِ عمل کا بیان ہے؟ ا: ہم بد نصیب ہیں۔

علمی بات: انسان کے جو ردِ عمل آیات ۶۵ تا ۶۷ میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ ناشکری کے زمرے میں آتے ہیں جس کا ذکر سورۃ الروم کی آیت ۵۱ میں آتا ہے کہ "اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں کہ وہ (اسکے سبب) کھیتی کو دیکھیں (کہ) زرد (ہو گئی ہے) تو اس کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں۔"

عملی پہلو: دنیا میں رزق میں کمی بیشی کا اختیار اللہ ﷻ کے پاس ہے۔ جس میں انسان کی آزمائش ہے۔ رزق میں کمی سے صبر کا امتحان مطلوب ہے اور اضافے سے شکر کا امتحان لینا مقصود ہے۔ جیسا کہ سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت ۶۲ میں آتا ہے کہ "اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔"

آیت نمبر ۶۸: ا: کس حقیقت پر غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے؟ ا: وہ پانی جو انسان پیتا ہے۔

آیت نمبر ۶۹: ا: کس چیز پر غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے؟ ا: پانی نازل کرنے والا اللہ ﷻ ہے۔

علمی بات: سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اُٹھتا ہے۔ پھر ہوائیں اسے لے کر اُٹھتی ہیں۔ پھر وہ بھاپ جمع ہو کر بادل کی شکل اختیار کرتی ہے۔ پھر اللہ ﷻ کے حکم سے بادلوں کی تقسیم ہوتی ہے اور وہ جس زمین کے حصہ میں اس کا پانی مقرر ہونا ہے اس طرح اسے پہنچ جاتا ہے۔ یہ بارش کا نظام (Water Cycle) اللہ ﷻ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔

آیت نمبر ۷۰: ا: اللہ ﷻ کی کس قدرت کا بیان ہے؟ ا: اگر اللہ ﷻ چاہے تو پانی کو پینے کے قابل نہ چھوڑے لیکن اللہ ﷻ انتہائی مہربان ہے کہ نمکین سمندر سے صاف ستھرا پانی اُٹھا کر برساتا ہے۔ ۲: ان نعمتوں کے استعمال پر ہمیں کس چیز کی دعوت دی گئی؟ ۲: اللہ ﷻ کی ان نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا جائے۔

علمی بات: پانی کے اندر اللہ ﷻ نے جو حیرت انگیز خواص رکھے ہیں، ان میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس کے اندر خواہ کتنی ہی چیزیں تحلیل ہو جائیں، جب وہ حرارت کے اثر سے بھاپ میں تبدیل ہوتا ہے تو ساری آمیزشیں نیچے چھوڑ دیتا ہے، اور صرف اپنے کار آمد اجزاء کو لے کر ہوا میں اڑتا ہے۔ یہ خاصیت اگر اس میں نہ ہوتی تو بھاپ میں تبدیل ہوتے وقت بھی وہ سب چیزیں اس میں شامل رہتیں جو پانی ہونے کی حالت میں اس کے اندر تحلیل شدہ تھیں۔ اس صورت میں سمندر سے جو بھاپیں اُٹھتیں ان میں سمندر کا نمک بھی شامل ہوتا اور ان کی بارش تمام روئے زمین کو کڑوا اور خراب کر دیتی۔

آیت نمبر ۷۱: ا: کس نعمت کی طرف اشارہ ہے؟ ا: وہ آگ جو انسان سلگاتا ہے۔

آیت نمبر ۷۲: ا: کس بات پر غور و فکر کی دعوت دی گئی؟ ا: وہ درخت جن کی لکڑیوں کو استعمال کر کے انسان آگ سلگاتے ہیں وہ اللہ ﷻ ہی کی تخلیق ہے یا وہ درخت جن کی ٹہنیوں کو ایک دوسرے پر رگڑ کر وہ آگ پیدا کرتے ہیں وہ بھی اللہ ﷻ کی قدرت کا شاہکار ہے۔

علمی بات: بعض روایات کی بناء پر علماء نے مستحب سمجھا ہے کہ ان آیات میں ہر جملہ استفہامیہ کو تلاوت کرنے کے بعد کہے بَلۡ اَنۡتَ یَارَبِّ "بلکہ تُو نے یارب"۔

آیت نمبر ۷۳: ۱: اللہ ﷻ کی یہ نعمتیں کن مقاصد کے لئے ہیں؟ ۱: ان نعمتوں کو دیکھ کر اللہ ﷻ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مسافروں اور ضرورت مندوں کے لئے یہ نعمتیں ان کی ضرورت پوری کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ۲: آگ "نصیحت کا ذریعہ ہے" سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس آگ کو نصیحت کا ذریعہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جو ہر وقت روشن ہو کر انسان کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتی ہے۔ اگر آگ نہ ہوتی تو انسان کی زندگی حیوان کی زندگی سے مختلف نہ ہو سکتی۔ آگ ہی سے انسان نے حیوانات کی طرح کچی غذائیں کھانے کے بجائے ان کو پکا کر کھانا شروع کیا اور پھر اس کے لئے صنعت و ایجاد کے نئے نئے دروازے کھلتے چلے گئے۔

آیت نمبر ۷۴: ۱: نبی کریم ﷺ کو کیا حکم دیا گیا؟ ۱: اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح بیان کیجیے۔

۲: یہاں تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس بات کا اظہار کرنا کہ اللہ ﷻ ان تمام عیوب سے پاک ہے جو کفار اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۷۵: ۱: کس چیز کی قسم فرمائی گئی؟ ۱: ستاروں کے مواقع کی۔ ۲: مواقع سے کیا مراد ہے؟ ۲: ایک رائے یہ ہے کہ ستاروں کی منزلیں اور ان کے مدار ہیں۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ ہے جس کو جدید سائنس میں Black Holes کے تصور سے جانا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۷۶: ۱: اس قسم کو عظیم کیوں کہا گیا؟ ۱: عظیم اس لئے کہا گیا کہ یہ ستاروں کی گردش اور اپنے مدار میں سفر کرنے کا وہ حیران کن نظام ہے جس میں غور و فکر کرنے سے انسان اس قادرِ مطلق ہستی کی حکمت اور وسعت علم کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر ۷۷: ۱: کس چیز کی عظمت بیان کی گئی ہے؟ ۱: قرآنِ حکیم کی عظمت کہ وہ بڑا عزت والا ہے۔

علمی بات: جس اللہ ﷻ نے وہ نظام بنایا ہے اسی اللہ ﷻ نے یہ کلام بھی نازل کیا ہے۔ کائنات کی بے شمار کہکشاؤں (Galaxies) اور ان کہکشاؤں کے اندر بے شمار ستاروں (Stars) اور سیاروں (Planets) میں جو کمال درجہ کا ربط و نظم قائم ہے۔ بظاہر وہ بالکل بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح یہ کتاب بھی زندگی گزارنے کے لئے ایک مکمل نظام پیش کرتی ہے۔

آیت نمبر ۷۸: ۱: کتاب مکنون سے کیا مراد ہے؟ ۱: لوحِ محفوظ

آیت نمبر ۷۹: ۱: قرآنِ حکیم کو کون چھُو سکتا ہے؟ ۱: پاک لوگ۔

عملی پہلو: ہمیں تلاوتِ قرآن سے پہلے اچھی طرح وضو کرنا چاہیئے۔

۲: پاکیزہ لوگوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: اس بارے میں چند آراء ہیں:

i۔ فرشتے۔ ii۔ جن کے خیالات پاکیزہ ہیں وہی قرآن کے مطالب و مضامین تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ iii۔ قرآنِ حکیم کو پاکیزگی کی حالت میں چھُونا چاہیئے۔

آیت نمبر ۸۰: ۱: قرآنِ حکیم کس کا نازل کردہ ہے؟ ۱: رب العالمین اللہ ﷻ کا۔

آیت نمبر ۸۱: ۱: یہاں حدیث سے کیا مراد ہے؟ ۱: قرآن حکیم۔ ۲: قرآن حکیم سے بے پرواہی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم سے بے پرواہی برتنے کا مطلب ہے اس کو اہمیت نہ دینا۔ اس کو اپنی سنجیدہ توجہ کے قابل نہ سمجھنا۔ اس کی تلاوت کرنے، معانی اور مفاہیم کو سیکھنے سکھانے کی طرف خاص توجہ نہ دینا۔

عملی پہلو: ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں قرآن حکیم کے ساتھ ہمارا رویہ بھی ایسا تو نہیں۔ کیا ہم اس کے یہ پانچ حقوق پورے کر رہے ہیں۔ یعنی i۔ اس پر ایمان لانا۔ ii۔ اس کی تلاوت کرنا۔ iii۔ اس کو سمجھنا۔ iv۔ اس پر عمل کرنا۔ v۔ اسے دوسروں تک پہنچانا۔

آیت نمبر ۸۲: ۱: اس قرانِ حکیم کے حوالے سے کفار کی کس روش کا بیان ہے؟ ۱: قرآنِ حکیم کو جھٹلانا روز مرہ کا معمول بنالیا تھا۔

علمی بات: کفارِ قریش قرآن کی دعوت کو اپنے معاشی مفاد کے لئے نقصان دہ سمجھتے تھے اور ان کا خیال یہ تھا کہ یہ دعوتِ توحید و رسالت اگر کامیاب ہو گئی تو معبودوں کی وجہ سے جو مال ان کو ملتا تھا وہ مارا جائے گا۔ اس لئے ان کو کہا گیا کہ تم نے اس قرآنِ حکیم کی تکذیب کو اپنے پیٹ کا دھندا بنا رکھا ہے۔ تمہارے نزدیک حق اور باطل کا سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

آیت نمبر ۸۳: ۱: کس چیز کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے؟ ۱: انسان کی موت کا۔ اس بات کا ذکر سورۃ ق ۵۰، آیت: ۱۹ میں بھی آتا ہے کہ " اور موت کی بیہوشی حقیقت کھولنے کو طاری ہو گئی (اے انسان) یہی (وہ حالت) ہے جس سے تو بھاگتا تھا "۔

آیت نمبر ۸۴: ۱: کس چیز کا بیان ہے؟ ۱: انسان کی بے بسی کا کہ جب اس کے کسی رشتے دار کی جان حلق تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اتنا بے بس ہے کہ اس کی جان نہیں چھڑا سکتا۔ سورۃ القیامہ ۷۵، آیات: ۲۶ تا ۳۰ میں بھی اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ "جب جان گلے تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی ہے جھاڑ پھونک کرنے والا۔ اور وہ سمجھ جائے گا کہ بے شک یہ جدائی کا وقت ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔ آپ کے رب کی طرف ہی اس دن جانا ہے "۔

آیت نمبر ۸۵: ۱۔ "موت کے وقت دوسروں کے مقابلے میں اللہ مرنے والے کے زیادہ قریب ہوتا ہے" اس کا کیا مطلب ہے؟ ا۔ جو قرب اللہ ﷻ کو حاصل ہے انسان اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ جیسا کہ سورۃ ق ۵۰، آیت: ۱۶ میں آتا ہے کہ "اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں "۔

آیت نمبر ۸۶: ۱: انسان کی کس خرابی کی طرف اشارہ ہے؟ ۱: انسان اپنے آپ کو اللہ ﷻ کا محکوم نہیں بلکہ حاکم سمجھتا ہے اور من مانی کرتا ہے۔

آیت نمبر ۸۷: ۱: انسان کو کس بات کا چیلنج دیا جا رہا ہے؟ ۱: اگر وہ اپنے آپ کو حاکم سمجھتا ہے تو اپنے مرنے والے کی جان کو لوٹا کیوں نہیں لیتا۔

۲: اس بات کے بیان سے انسان کو کیا بتانا مقصود ہے؟ ۲: انسان کی بے بسی کا اظہار مقصود ہے۔

آیت نمبر ۸۸: ۱: کس گروہ کا بیان ہے؟ ۱: مقربین کا۔ ۲: کس کے انجام کا ذکر ہے؟ ۲: مرنے والے کے۔

آیت نمبر ۸۹: ۱: مرنے والے کا تعلق اگر مقربین میں سے ہو تو اس لئے کے کیا نعمتیں ہوں گی؟ ۱: راحت، عمدہ رزق اور نعمتوں والی جنت

۲: مقربین سے کون مراد ہیں؟ ۲: جو اللہ ﷻ کے انتہائی محبوب بندے ہیں۔

آیت نمبر ۹۰: ۱: کس گروہ کا ذکر ہے؟ ۱: اصحاب الیمین کا۔

۲: اصحاب الیمین سے کون مراد ہیں؟ ۲: اللہ ﷻ کے پسندیدہ اور نیک بندے جن کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۹۱: ۱: اصحاب الیمین میں شامل ہونے والوں کے لئے کیا ہے؟ ۱: سلامتی۔

آیت نمبر ۹۲: ۱: کس گروہ کا ذکر ہے؟ ۱: جھٹلانے والے گمراہ لوگوں کا۔

آیت نمبر ۹۳: ۱: جھٹلانے والوں کی مہمان نوازی کس چیز سے کی جائے گی؟ ۱: کھولتے ہوئے پانی سے۔

آیت نمبر ۹۴: ۱: جھٹلانے والے گمراہوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا؟ ۱: ان کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۹۵: ۱: کیا چیز یقینی حق پر مبنی ہے؟ ۱: جنت کی نعمتیں، جہنم کا عذاب اور انسانوں کا اعمال کے اعتبار سے تین گروہوں میں تقسیم ہو جانا۔

آیت نمبر ۹۶: ۱: آپ ﷺ کو کیا نصیحت کی گئی؟ ۱: اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح بیان کیجیے۔

عملی پہلو: جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ "پاک ہے میرا رب عظمت والا ہے" پڑھا کرو۔ (مسند احمد)

فرمانِ نبوی ﷺ: "دو کلمے ہیں جو اللہ ﷻ کو بہت محبوب ہیں۔ زبان سے ادائیگی کے لحاظ سے ہلکے پھلکے مگر میزان اعمال میں بہت وزنی ہیں اور وہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔" (صحیح بخاری)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) آخرین یعنی بعد میں آنے والوں میں سے سبقت لے جانے والوں کی تعداد کتنی ہو گی؟

(الف) بہت سے ✓ (ب) تھوڑے سے (ج) درمیانی تعداد میں

(۲) آخرین یعنی بعد میں آنے والوں میں سے دائیں ہاتھ والوں کی تعداد کتنی ہو گی؟

✓ (الف) بہت سے (ب) تھوڑے سے (ج) درمیانی تعداد میں

(۳) جہنم میں زہریلا درخت کون سا ہے؟

(الف) کیکٹس (ب) کیکر ✓ (ج) زقّوم

(۴) کسے مرنے کے بعد آرام، خوشبو اور نعمتوں بھری جنت ملے گی؟

✓ (الف) سبقت لے جانے والے (ب) دائیں ہاتھ والے (ج) بائیں ہاتھ والے

(۵) مرنے کے بعد کس کی مہمان نوازی کھولتے ہوئے پانی اور جہنم سے کی جائے گی؟

(الف) سبقت لے جانے والوں کی (ب) دائیں ہاتھ والوں کی ✓ (ج) بائیں ہاتھ والوں کی

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱- اس سورت کے آغاز میں قیامت کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ واقع ہونے والی، پست کرنے والی، بلند کرنے والی۔ (آیات: ۱ تا ۳)

۲- دائیں ہاتھ والوں کی جنت کی چند نعمتوں کا ذکر کریں۔ جواب کے لئے ملاحظہ ہو آیات: ۲۷ تا ۴۰۔

۳- دوسرے رکوع میں اہل جہنم کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ جواب کے لئے ملاحظہ ہو آیات: ۴۱ تا ۵۶۔

۴- اس سورت کے آخر میں انسانوں کے تین گروہوں کی موت کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ جواب کے لئے ملاحظہ ہو آیات: ۸۹ تا ۹۵۔

۵- اس سورت کے دوسرے رکوع کے آغاز میں قرآن حکیم کی کیا عظمت بیان کی گئی ہے؟ جواب کے لئے ملاحظہ ہو آیات آیات: ۷۷ تا ۸۲۔

عملی سرگرمی: ۱- آیات ۶۸ تا ۷۰ کے ضمن میں طلبہ کو میٹھے پانی کی اہمیت کے بارے میں بتائیں اور پھر اُن کو گروپس میں تقسیم کر کے ہر گروپ سے تحریر کروائیں کہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں پانی کو کیسے بچایا جاسکتا ہے۔

نوٹ: میٹھے پانی کی اہمیت: اگر خلا سے زمین کی لی گئی تصویر ہم دیکھیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہماری زمین پر خشکی سے زیادہ پانی موجود ہے یہ ہماری زمین کے تقریباً 70 فیصد حصے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ بات حیرت انگیز اور سمجھ سے بالاتر ہے کہ زمین پر موجود پانی کا ۳ فیصد سے بھی کم میٹھا پانی ہے۔ US. Geological Survey کے مطابق اس 3 فیصد پانی کے زیادہ تر حصہ تک رسائی ممکن نہیں۔ اس میٹھے پانی کا 68 فیصد سے بھی اوپر برف کی تہہ (Icecaps) اور گلیشیئرز (Glaciers) پر مشتمل ہے اور 30 فیصد سے اوپر زیرِ زمین پانی پر مشتمل ہے۔ صرف میٹھے پانی 0.3 فیصد حصہ جھیلوں دریاؤں اور دلدل پر مشتمل ہے۔ زمین پر مشتمل تمام پانی کا 99 فیصد حصہ انسانوں اور دوسرے جانداروں کے لئے ناقابلِ استعمال ہے۔ یہ بات حیران کن ہے کہ پانی جس پر تمام انسانوں اور خصوصاً آبی جانداروں کی زندگی منحصر ہے وہ حقیقت میں بہت قلیل ہے۔ اس ہلا دینے والی حقیقت کو جاننے کے بعد ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہمیں پانی کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے پہلا قدم ہماری اپنی تربیت اور آنے والی نسلوں کی تربیت ہے۔

سُوْرَةُ الْمُلْك

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۱۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۰ تا ۳۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ برکت کا کیا مطلب ہے؟

۲۔ اللہ ﷻ نے موت اور زندگی کو کیوں پیدا فرمایا؟

۳۔ اللہ ﷻ کی قدرتوں پر غور و فکر کرنے کی دعوت کس طرح دی گئی ہے؟

۴۔ جہنم کی شدت کو کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

۵۔ کن لوگوں کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے؟

۶۔ اللہ ﷻ کے عذاب سے بے خوف ہونے والوں کو کیسے ڈرایا گیا ہے؟

۷۔ اللہ ﷻ کی طرف سے رزق روکنے سے کیا مراد ہے؟

۸۔ رزق کے حصول میں ہمیں کن باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے؟

۹۔ منہ کے بل اوندھا چلنے کی مثال سے کیا سمجھایا گیا ہے؟

۱۰۔ شکر کیا ہے اور اس کا اصل تقاضا کیا ہے؟

۱۱۔ قیامت کب واقع ہوگی؟

۱۲۔ اللہ ﷻ کی عظیم نعمت پانی کی کیا اہمیت ہے؟

ربطِ سورت:

سورۃ الملک سے پہلے "سورۃ التحریم" ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی محبت بھرے انداز میں دل جوئی کا ذکر اور ازواجِ مطہرات کو خصوصاً اور تمام امت کو بالعموم تنبیہ کی گئی کہ کوئی ایسا عمل نہ کریں جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر گراں ہو خواہ وہ محبت رسول ﷺ کے حصول کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو مزید یہ کہ اہلِ ایمان کو اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کے عذاب سے بچانے کی تلقین کی گئی ہے۔ نیز اہلِ ایمان کو اللہ ﷻ کے حضور سچی توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس بات کی صراحت ہے کہ اللہ ﷻ اپنے نبی اور اہلِ ایمان کو روزِ محشر ہرگز رسوا نہیں فرمائے گا (بلکہ رسول اللہ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز کیا جائے گا) اور اہلِ ایمان کی یہ شان ہوگی کہ ان کے آگے اور دائیں ان کا نور دوڑتا چلتا ہوگا اور اس وقت بھی یہ دعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارے نور مکمل فرمادے اور ہمیں بخش دے نیز کفار و منافقین سے جہاد کرنے اور ان پر سختی فرمانے کا حکم دیا گیا جبکہ سورۃ الملک میں موت و حیات کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے اچھے اعمال کی تلقین اور جہنم کی ہولناکیوں کا ذکر ہے، آخرت کی فکر کو نمایاں کرتے ہوئے بتایا گیا کہ منکرین کو آخرت میں گناہوں کا اعتراف کوئی فائدہ نہیں دے گا البتہ بن دیکھے اللہ ﷻ سے ڈرنے والے مغفرت اور بڑے اجر کے مستحق قرار پائیں گے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE FOUNDATION. ENTERTAINING THIS BOOK WOULD BE CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ا: ا: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کن صفات کا بیان ہے؟ ا: اللہ ﷻ بابرکت ہے۔ مالک ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۲: برکت سے کیا مراد ہے؟ ۲: کسی شے میں غیر محسوس طور پر اضافہ ہونے کو برکت کہتے ہیں۔ ۳: اللہ ﷻ کے بابرکت ہونے سے کیا مراد ہے؟

۳: اللہ ﷻ کل خیر کا پیدا کرنے والا ہے اور ہر خیر کو ظاہر فرمانے والا ہے۔ کل خیر اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

۴: اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۴: اللہ ﷻ ہی ہر شے اور کل کائنات کا تنہا مالک ہے، وہی اس کائنات کا حقیقی مالک ہے۔

جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اصل میں اللہ ﷻ کی دی ہوئی امانت ہے۔ ۵: اللہ ﷻ کی صفت قدرت کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۵: اللہ ﷻ نہ صرف اس پوری کائنات اور اس میں موجود ہر شے کا خالق و مالک ہے بلکہ وہ ہر چیز پر مکمل اختیار رکھتا ہے اور کوئی شے اس کی قدرت سے دور نہیں۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی صفت قدرت کے صحیح ادراک سے بہت سے باطل نظریات کی نفی ہو جاتی ہے مثلاً ایک باطل تصور ہے کہ اللہ ﷻ نے کائنات کو تخلیق کیا اور کچھ طبعی قانون بنا دیئے اب یہ کائنات خود بخود ان اصولوں پر چل رہی ہے جیسے ایک گھڑی ساز گھڑی بنا کر چھوڑ دیتا ہے اور گھڑی خود بخود چلتی رہتی ہے اور گھڑی کا گھڑی ساز سے کچھ تعلق نہیں رہتا، جبکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے کہ اللہ ﷻ نے اس کائنات کو بنایا اور یہ کائنات برقرار رہنے کے لئے اللہ ﷻ کی توجہ کی ہر لمحہ محتاج ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "قرآن کریم میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے وہ سورۃ الملک ہے۔ (مسند احمد، ابو داؤد، نسائی، جامع ترمذی اور ابن ماجہ)۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سونے سے قبل سورۃ الم السجدہ اور سورہ ملک پڑھا کرتے تھے (جامع ترمذی، مسند احمد)

آیت نمبر ۲: ا: اللہ ﷻ کی صفت تخلیق کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ا: اللہ ﷻ نے موت اور زندگی پیدا فرمائی۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۲۸ میں آتا ہے کہ "تم اللہ ﷻ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو۔ حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر تمہیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

علمی بات: ہر زندہ چیز پر موت آکر رہے گی صرف ایک اللہ ﷻ کی ذات ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ اس بات کا ذکر سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت: ۵۷ میں آتا ہے کہ "ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

موت بھی ایک مخلوق ہے، یہ عدم محض (بالکل نہ ہونے) کا نام نہیں، کیونکہ دنیا میں آنے سے پہلے بھی انسان اللہ ﷻ کے علم اور اس کی تقدیر میں موجود تھا اور اس کے دنیا میں آنے کا وقت مقرر تھا مگر روح و جسم کا اتصال نہیں تھا، اسے موت قرار دیا، پھر دنیا میں آنے کے بعد روح جسم سے جدا ہوئی تو اسے بھی موت قرار دیا۔

فرمان نبوی ﷺ "موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا، پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا"۔ اے اہل جنت! "وہ گردن اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ کہے گا: "اسے پہچانتے ہو؟" وہ کہیں گے: "ہاں! یہ موت ہے"۔ وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے، پھر وہ اعلان کرے گا: "اے اہل نار!" وہ گردن اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ کہے گا: "اسے پہچانتے ہو؟" وہ کہیں گے: "ہاں! یہ موت ہے"۔ وہ سب اسے دیکھ چکے ہوں گے۔ تو اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر کہے گا: "اے اہل جنت! (اب تمہارے لئے) ہمیشہ زندہ رہنا ہے، موت نہیں اور اے اہل نار! (تمہارے لئے بھی) ہمیشہ زندہ رہنا ہے، موت نہیں" (صحیح بخاری)

۴: اللہ ﷻ نے موت اور زندگی کو کیوں پیدا فرمایا؟ ۴: بطور امتحان تاکہ اللہ ﷻ ظاہر فرما دے کہ اس کے بندوں میں سے کون اچھا ہے عمل کے اعتبار سے۔

علمی بات: نیند کو وفاتِ صغریٰ اور موت کی بہن بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم روزانہ جیتے اور مرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانعام ۶، آیت: ۶۰ میں آتا ہے کہ "اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ (یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی) معین مدت پوری کر دی جائے پھر تم (سب) کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اس روز) وہ تم کو تمہارے عمل جو کرتے ہو (ایک ایک کر کے) بتائے گا۔"

۵:اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلاً۔ "تم میں سے کون اچھا ہے عمل کے اعتبار سے" فرما کر کیا اہم بات سمجھائی جا رہی ہے؟ ۵:اَحۡسَنُ عَمَلاً میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ ﷻ نے یہ فرمایا کہ ہم آزمائش (کے بعد یہ ظاہر) فرمانا چاہتے ہیں کہ تم میں سے کس کا عمل اچھا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کس کا عمل زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ کے نزدیک کسی عمل کی مقدار کا زیادہ ہونا قابل توجہ نہیں بلکہ عمل کا اچھا اور صحیح و مقبول ہونا معتبر ہے اسی لئے قیامت میں انسان کے اعمال کو گنا نہیں جائے گا بلکہ تولا جائے گا جس میں بعض کا ایک ہی عمل کا وزن ہزاروں اعمال سے بڑھ جائے گا۔

عملی پہلو: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا "کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یہاں تک کہ اَحۡسَنُ عَمَلاً تک پہنچے تو فرمایا کہ (احسن عملاً) وہ شخص ہے جو اللہ ﷻ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو اور اللہ ﷻ کی اطاعت میں ہر وقت تیار ہو"۔

۶:اس آیت میں اللہ ﷻ کے کن اسماء گرامی کا ذکر ہے؟ ۶:العزیز اور الغفور۔

۷:ان اسماء گرامی کا آیت کے موضوع سے کیا تعلق ہے؟ ۷:اللہ ﷻ نے موت اور زندگی کو بطور امتحان بنایا ہے، اللہ ﷻ زبردست ہے یعنی تمام مخلوقات اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ مجرموں کو سزا دینے پر قادر ہے اور وہ الغفور ہے یعنی سزا دینے پر قادر ہونے کے باوجود توبہ کرنے والوں کو بہت بخشنے والا ہے۔

آیت نمبر ۳: ۱:اللہ ﷻ کے کمال تخلیق کی کیا مثال پیش کی گئی ہے؟ ۱:اللہ ﷻ ہی نے سات آسمان اوپر تلے بنائے ہیں۔

۲:آسمان کسے کہتے ہیں؟ ۲:انسانی علم geology اور astronomy ابھی آسمان کو سمجھنے سے قاصر ہے فی الحال ہم بادلوں سے بہت اوپر جو نیل گوں فضاء نظر آتی ہے اسے آسمان کہتے ہیں۔ لیکن قرآن بتاتا ہے کہ اللہ ﷻ نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے اور زمین سے قریب ترین آسمان یعنی آسمانِ دنیا کو سورج، چاند اور ستاروں سے سجایا ہے۔ ۳:اللہ ﷻ کی صفت تخلیق کے کمال کو کیسے واضح کیا گیا؟ ۳:اللہ ﷻ کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں ہے۔ یعنی ساری کائنات نیچے سے اوپر تک ایک قانون، مضبوط اور مربوط نظام میں جکڑی ہوئی ہے اور کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے۔

۴:اللہ ﷻ کی تخلیق "آسمان" کی شان کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟ ۴:آسمان میں ڈھونڈنے سے بھی کوئی رخنہ یا شگاف نظر نہیں آتا۔ یعنی کوئی نقص، کوئی کجی اور کوئی خلل نظر نہیں آتا۔ بالکل سیدھے اور برابر ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا صرف ایک ہی ہے متعدد نہیں۔

علمی بات: بعض دفعہ دوبارہ دیکھنے سے کوئی نقص اور عیب نکل آتا ہے۔ اللہ ﷻ دعوت دے رہا ہے کہ بار بار دیکھو کہ کیا تمہیں کوئی شگاف تو نظر نہیں آتا۔

آیت نمبر ۴: ۱:"اللہ ﷻ کی تخلیق ہر عیب سے پاک ہے" اس حقیقت کو کیسے واضح کیا گیا ہے؟ ۱:اللہ ﷻ کی تخلیق آسمان میں کوئی شگاف تلاش کرنے کے لئے جتنی مرتبہ بھی نظر ڈالی جائے ناکامی ہوگی۔

علمی بات: کائنات کی ہر چیز اپنے مقصد میں دوسری چیزوں سے پوری طرح ہم آہنگ، مربوط اور منظم ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو اس کائنات کا نظام چل ہی نہ سکتا تھا۔ اسی ہم آہنگی سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کائنات کا خالق ایک ہی ہو سکتا ہے۔ پھر اس میں تصرف بھی صرف اسی اکیلے کا چل رہا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ "اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ ﷻ کے سوا دوسرے معبود بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ ﷻ جو عرش کا رب ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں"۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۲۲)

۲:اللہ ﷻ کی تخلیق میں عیب تلاش کرنے والی نظروں کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۲:وہ نظریں ناکام اور تھک کر لوٹیں گی اور انہیں اللہ ﷻ کی تخلیق میں کوئی عیب نہیں ملے گا۔

آیت نمبر ۵: ۱:آسمان دنیا سے کون سا آسمان مراد ہے؟ ۱:اللہ ﷻ نے سات آسمان بنائے ہیں زمین سے قریب ترین یعنی پہلا آسمان 'آسمان دنیا' کہلاتا ہے۔

۲:آسمان دنیا کی کیا پہچان ہے؟ ۲:اللہ ﷻ نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا ہے۔ ۳:چراغوں سے کیا مراد ہے؟ ۳:چراغوں سے مراد ستارے ہیں جن میں جلنے اور روشنی دینے یعنی combustion کا عمل ہو رہا ہے۔ آسمانِ دنیا میں لاتعداد ستارے موجود ہیں جو زمین سے دیکھنے پر چمکتے نظر آتے ہیں۔

۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسمان دنیا پر ستارے کیوں بنائے ہیں؟ ۴: آسمان دنیا کو سجانے کے لئے بنائے ہیں۔ یہ ستارے فرشتوں کی چوکیاں ہیں جہاں سے عالم بالا کی حفاظت کی جاتی ہے اور شیطانوں کو مار بھگایا جاتا ہے۔

علمی بات: اس بات کا ذکر سورۃ حٰم سجدہ ۴۱، آیت: ۱۲ اور سورۃ الحجر ۱۵، آیات: ۱۶، ۱۷ میں بھی آتا ہے۔ "اور ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو سجا دیا، اور محفوظ رکھا ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے"۔

۵: شیطانوں کا کیا انجام ہوگا؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت نمبر ۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نافرمانوں کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ۱: آیات: ۶ تا ۱۱۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟ ۲: وہ جہنم کے عذاب میں ہوں گے۔ ۳: جہنم کیسی جگہ ہے؟ ۳: بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

عملی پہلو: جب بھی عذاب والوں کا ذکر آئے ہمیں یوں عذاب سے بچنے کی دعا کرنی چاہیئے: اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ "اے اللہ! ہمیں ان میں سے نہ کرنا"۔

آیت نمبر ۷: ۱: جہنم کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: جہنمی اس کی خوفناک آوازیں سنیں گے اور جہنم غصہ میں جوش مار رہی ہوگی۔ سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۱۲ میں اس بات کا ذکر یوں آتا ہے کہ "جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی (تو غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اسکے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے"۔

عملی پہلو: ہمیں جہنم کی آگ سے بچنے کی یوں دعا کرنی چاہیئے: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ "اے اللہ! آگ (کے عذاب) سے ہماری حفاظت فرما" یا یہ پڑھنا چاہیئے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔ "اے اللہ! بے شک ہم (جہنم کی) آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں"۔

آیت نمبر ۸: ۱: جہنم کی ہولناکی کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟ ۱: جہنم غصے میں اتنی بپھری ہوگی کہ ایسا محسوس ہوگا کہ جہنم غصے سے پھٹ پڑے گی۔

۲: نافرمانوں کو جہنم میں کیسے ڈالا جائے گا؟ ۲: نافرمانوں کو گروہ در گروہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

۳: جہنم کے نگران اہل جہنم سے کیا پوچھیں گے؟ ۳: کیا تمہارے پاس اس برے انجام سے ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا۔

علمی بات: اس سوال کی اصل نوعیت سوال کی نہیں ہوگی کہ جہنم کے نگران ان لوگوں سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہوں کہ ان کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے کوئی ڈرانے والا آیا تھا یا نہیں، بلکہ اس سوال کا مقصد مزید زجر و توبیخ کرنا اور سختی سے جھڑکنا ہے۔ اس لئے وہ خود ان کی زبان سے یہ اقرار کرانا چاہیں گے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو بے خبر نہیں رکھا تھا، ان کے پاس انبیاء علیہم السلام بھیجے تھے۔

آیت نمبر ۹: ۱: اہل جہنم نگران کو کیا جواب دیں گے؟ ۱: وہ تسلیم کریں گے کہ یقیناً ہمارے پاس برے انجام سے ڈرانے والے آئے تھے۔

۲: ڈرانے والے سے کون مراد ہے؟ ۲: نبی، رسول یا کوئی داعی دین۔ ۳: اہل جہنم اقرار جرم کیسے کریں گے؟ ۳: اہل جہنم خود اقرار کریں گے کہ ہم نے خود ڈرانے والے کو جھٹلایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ وحی (کتاب) کا انکار کیا اور ڈرانے والوں کو گمراہ کہا۔

عملی پہلو: آج ہمیں اگر کوئی نیکی اور بھلائی کی دعوت دے تو ہمیں اس کا انکار کرنے یا اس سے جان چھڑانے کے بجائے اس کی بات کو غور و فکر سے سننا چاہیئے اور پھر عمل کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: اہل جہنم کس بات پر حسرت کریں گے؟ ۱: اہل جہنم حسرت کریں گے کہ اگر ہم ڈرانے والوں کی بات سنتے اور سمجھتے تو جہنم سے بچ جاتے۔

عملی پہلو: اس آیت میں جو انجام بیان ہوا ہے اس سے بچنے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں سوچنے، غور کرنے اور سننے کی جو صلاحیتیں دی ہیں ان کو استعمال کر کے اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالیں۔ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۳۶ میں اس بات کا ذکر آتا ہے کہ "کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے"۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: اہل جہنم کس بات کا اعتراف کریں گے؟ ۱: وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے۔ دراصل جہنم کے نگران کے اس سے پہلے سوال کا مقصد ہی یہی تھا کہ اہلِ جہنم اپنے جرائم کا اعتراف اپنی زبان سے کر لیں تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی گئی۔ انہیں بلاوجہ اس عذاب میں نہیں جھونک دیا گیا۔

۲: یہاں گناہ سے کیا مراد ہے؟ ۲: ان کا کفر و شرک۔ ۳: اہلِ جہنم کے لئے کیا وعید ہے؟ ۳: وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے دور ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: قیامت کے دن کامیاب ہونے والوں کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ دنیا میں اپنے رب کو بغیر دیکھے مانتے اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔

۲: دنیا کی زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟ ۲: ان کے لئے گناہوں کی بخشش اور بہت بڑا اجر ہوگا۔

عملی پہلو: ہمیں ہر حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ انسان کو اگر کوئی چیز گناہوں سے باز رکھ سکتی ہے تو وہ یہی عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ وہ اس کے دل کے خیالات تک سے واقف ہے۔ پھر وہ اس سے باز پرس کرنے اور سزا دینے کی پوری قدرت بھی رکھتا ہے۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کس صفت کا بیان ہے؟ ۱: صفتِ علم باری تعالیٰ کا بیان ہے۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفتِ علم کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے اس کو بھی جو بات ہم چھپاتے ہیں اور اسے بھی جو بات ہم زور سے کہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہمارے سینوں میں چھپے رازوں سے بھی واقف ہے۔

شانِ نزول: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ پر عیب لگاتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو اس کی خبر دیتے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اپنی باتیں آہستہ کرو تاکہ محمد (ﷺ) کا خدا سن نہ لے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عملی پہلو: ہمیں ہر وقت یہ احساس اپنے ذہن میں تازہ رکھنا چاہیئے کہ ہمارے کھلے اور چھپے اقوال و اعمال ہی نہیں، بلکہ ہماری نیتیں ہمارے خیالات تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مخفی نہیں ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۱۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کے کمال کی کیا دلیل ہے؟ ۱: بھلا جو خالق ہو جس نے بنایا اور مخلوق میں تمام صلاحیتیں رکھیں وہ کیسے اپنی مخلوق سے ناواقف ہو سکتا ہے۔ اسے تو خوب پتا ہے کہ اس کی مخلوق میں کیا خوبیاں اور کیا کمزوریاں ہیں۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کن اسماءِ گرامی کا ذکر ہے؟ ۲: اللطیف اور الخبیر۔ ۳: اللطیف کے کیا معنی ہیں؟ ۳: انتہائی باریک بین۔

لطف کے معنی میں دو باتیں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں: i۔ دقتِ نظر۔ ii۔ نرمی۔ یعنی مخلوق کی چھوٹی چھوٹی تکالیف کا علم رکھنا اور پھر ازراہ مہربانی ان کا ازالہ کرتے رہنا۔

۴: الخبیر کے کیا معنی ہیں؟ ۴: نہایت باخبر۔ ۵: ان صفاتِ باری تعالیٰ کا آیت کے موضوع سے کیا تعلق ہے؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اللطیف یعنی باریک بین ہے وہ انسان کے تمام تقاضوں، خوبیوں اور کمزوریوں کو جانتا ہے اور الخبیر ہے یعنی اسے اپنے بندوں کی ایک ایک سوچ، بات اور عمل کی مکمل خبر ہے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کون سی صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زمین کو تخلیق فرمانے کی صفت بیان کی گئی ہے۔

۲: زمین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیسے ہمارے لئے ایک بڑی نعمت بنا دیا ہے؟ ۲: زمین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے پیروں تلے بچھا دیا تاکہ ہم اس کے راستوں پر چلیں پھریں اور زمین سے اناج، سبزیاں اور پھل اگائے تاکہ ہم ان میں سے کھائیں۔ روزی کے حصول کے بے شمار ذرائع اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین میں ہی رکھے۔

۳: زمین پر رہتے ہوئے ہمیں کس حقیقت کو یاد رکھنا چاہیئے؟ ۳: جس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف بالآخر ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ لہٰذا زمین سے فائدے اٹھاتے ہوئے ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ دوسروں کی حق تلفی نہ ہو۔

عملی پہلو: یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین کی نعمتوں کا ذکر فرما کر آخر میں اپنی طرف لوٹنے کا ذکر فرمایا۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ انسان ساری زندگی اس زمین سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور پھر اسی میں دفن ہو جاتا ہے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ بتایا گیا کہ روزِ قیامت اسی زمین سے اُٹھ کر رب کی طرف جانا ہے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: ہمیں کس بات سے ڈرایا جا رہا ہے؟ ۱: ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرایا جا رہا ہے کیونکہ جو لوگ کفر اور نافرمانی کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ ۲: زمین سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب آنے کی کیا کیفیت بیان ہوئی ہے؟

۲: یا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین میں دھنسا دے یا زمین زلزلہ سے ہلا دی جائے۔ جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ (سورۃ القصص ۲۸، آیت: ۸۱)

عملی پہلو: ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان مند ہونا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کی نافرمانیوں کے باوجود عذاب نازل نہیں فرماتا، بلکہ اُن کو نیک اعمال کی مہلت دیتا ہے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: ہمیں کس حقیقت سے بے خوف نہیں رہنا چاہیئے؟ ۱: اس حقیقت سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ناراض کرنے والوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب آتا ہے۔

۲:اللہ ﷻ کے کس عذاب کا بیان ہے؟ ۲:پتھر برسانے والی ہوا کا بیان ہے۔

علمی بات: "زمین میں دھنسانے" اور "پتھر والی ہوا برسانے" کے عذاب کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت:۶۸ میں آتا ہے کہ " تو کیا تم بے خوف ہو گئے کہ وہ تمہیں خشکی کے کنارے دھنسا دے، یا تم پر کوئی پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے، پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز نہ پاؤ"۔

۳:اللہ ﷻ کے ڈرسنانے سے فائدہ نہ اٹھانے والوں کا کیا انجام ہوگا؟ ۳:وہ عنقریب جان لیں گے کہ اللہ ﷻ کا ڈرانا کیسا تھا جبکہ وہ اللہ ﷻ کے عذاب کو نہیں ٹال سکیں گے۔

عملی پہلو: ہمیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ اس زمین پر ہماری بقا اور سلامتی ہر وقت اللہ ﷻ کے فضل پر منحصر ہے۔ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ جو یہاں گزر رہا ہے، اللہ ﷻ کی حفاظت اور نگہبانی کا مرہونِ منت ہے۔ ورنہ سابقہ قوموں پر عذاب کی طرح ہوا کا ایسا طوفان آسکتا ہے جو سب بستیوں کو غارت کر کے رکھ دے۔ لہذا ہمیں اللہ ﷻ کا شکر بھی بجالانا چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱:کن لوگوں پر اللہ ﷻ کے عذاب کی مثال بیان کی گئی ہے؟ ۱:سابقہ نافرمان قوموں کی مثال بطور عبرت بیان کی گئی ہے۔ جن پر اللہ ﷻ کا عذاب آیا تھا۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جن پر پانی کا عذاب آیا، قوم عاد جن پر آندھی کا عذاب آیا اور قوم ثمود جن پر زلزلہ کا عذاب آیا تھا۔(سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت ۴۰)

۲:سابقہ نافرمان اور جھٹلانے والوں پر عذاب کا ذکر کیوں کیا گیا؟ ۲:یعنی گزشتہ زمانے کے منکرین و مکذبین کے انجام سے عبرت و بصیرت لینے کی تعلیم و تلقین فرمائی گئی ہے کہ قوموں کے جرائم پر آخرت سے پہلے اس دنیا میں بھی عذاب آسکتا ہے اور فی الواقع اور بالفعل آچکا ہے۔ پس جو انجام کل کے ان منکروں اور سرکشوں کا ہو چکا ہے وہ آج کے ان منکروں اور سرکشوں کا بھی ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱:اللہ ﷻ کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱:اللہ ﷻ کی پرندوں کو تخلیق فرمانے کی صفت بیان کی گئی ہے۔

۲:اللہ ﷻ نے پرندوں کو کیا صفت عطا فرمائی ہے؟ ۲:وہ اپنے پروں کو پھیلائے اور سکیڑے فضاء میں اڑتے ہیں۔

۳:پرندے جو آسمان و زمین کے درمیان معلق اڑتے ہیں انہیں کون تھامے ہوتا ہے؟ ۳:اللہ ﷻ اپنی قدرت سے پرندوں کو تھامے ہوتا ہے۔

۴:اس آیت میں اللہ ﷻ کی کیا شان بیان ہوئی ہے؟ ۴:اللہ ﷻ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ یعنی کسی بھی چیز کی حرکات و سکنات اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس بات کا ذکر سورۃ النحل ۱۶، آیت: ۷۹ میں بھی آتا ہے کہ: " کیا انھوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا، آسمان کی فضا میں مسخر ہیں، انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں تھامتا۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں"۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ کی مخلوق میں صحیح طور پر غور و فکر سے کام لینا ایک اہم مقصد ہے۔ واضح رہے کہ کائنات اور اس میں پھیلی ہوئی اللہ ﷻ کی قدرت کی نشانیوں کو محض ظاہری آنکھوں سے دیکھنا کافی نہیں کہ اس طرح تو ہر کوئی دیکھتا ہے جانور بھی دیکھتے ہیں بلکہ دل اور باطن کی آنکھوں اور عبرت کی نیت و نگاہ سے دیکھنا چاہیئے تاکہ حق اور حقیقت تک رسائی حاصل ہو اور سیدھی راہ ملے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱:کفار کو کس بات سے ڈرایا گیا ہے؟ ۱:اللہ ﷻ کے مقابلے میں کفار کو کوئی لشکر اور مددگار میسر نہیں ہو سکتا۔

۲:کافر کس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں؟ ۲:کافر اللہ ﷻ کے بجائے اپنے لشکروں اور من گھڑت معبودوں سے امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔

علمی بات: باطل معبودوں اور فرضی دیوتاؤں کی فوج اللہ ﷻ کے عذاب اور آنے والی آفت سے نہیں بچا سکتی، اور یہ بھی ان کے ساتھ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ جیسا کہ سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیت:۲۲ میں آتا ہے کہ: "ظالموں اور ان جیسوں اور ان کے ان معبودوں کو جو اللہ کے سوا تھے جمع کر کے جہنم کا راستہ دکھا دو"۔

آیت نمبر ۲۱: ۱:رازق کون ہے؟ ۱:صرف اللہ ﷻ رازق ہے۔ ۲:اگر اللہ ﷻ اپنا رزق روک لے تو کون ہمیں رزق دے سکتا ہے؟ ۲:کوئی نہیں۔

۳:رزق روکنے سے کیا مراد ہے؟ ۳:یعنی اللہ ﷻ بارش نہ برسائے، یا زمین ہی کو پیداوار سے روک دے یا تیار شدہ فصلوں کو تباہ کر دے، غرض یہ کہ روزی کے حصول کے تمام ذرائع روک دے۔

۴:جب اللہ ﷻ ہی رازق ہے تو کافر اللہ ﷻ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ ۴:کافر سرکشی اور حق سے نفرت میں اڑنے کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کو حقیقتاً اور مستقلاً مدد گار سمجھتے ہوئے اُسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور رزق حاصل کرنے میں حلال و حرام کی تمیز ذہن میں رکھنی چاہیئے کیونکہ اللہ ﷻ ہماری ضرورتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ جیسا کہ سورۃ الطلاق ۶۵، آیت:۳ میں ہے کہ "اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کے لئے کافی ہو گا اللہ اپنے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کر دیتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے"۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: کون زیادہ ہدایت رکھنے والا ہے؟ ۱: جو شخص سیدھے راستے پر صحیح چل رہا ہے۔

۲: منہ کے بل اوندھا چلنے سے کون مراد ہے؟ ۲: محض مادی ضرورتوں اور دنیا کی زندگی ہی کو مقصد بنا کر زندگی گزارنے والا شخص مراد ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) لوگ منہ کے بل چلا کر کس طرح جمع کیئے جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا جس نے پیروں کے بل چلایا ہے وہ منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔ بخاری و مسلم میں بھی یہ روایت ہے۔

عملی پہلو: کامیابی کے حصول کے لئے سیدھے راستے پر چلنا ضروری ہے۔ سب سے بڑی کامیابی جو کہ آخرت کی کامیابی ہے اس کے حصول کے لئے اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنا ضروری ہے جس کی ہم ہر نماز میں دعا مانگتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہمیں اپنا یہ بھی جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ ہم اپنا تمام وقت اور صلاحیتیں صرف دنیا کے حصول کے لئے تو صرف نہیں کر رہے۔ اور صبح و شام اندھا دھند صرف دنیا ہی کو بنانے سنوارنے میں تو نہیں لگے ہوئے؟

آیت نمبر ۲۳: ۱: اللہ ﷻ کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کی صفت تخلیق یعنی انسانوں کو پیدا فرمانے اور ان کو مختلف صلاحیتیں اور نعمتیں عطا فرمانے کی صفت کو بیان کیا گیا ہے۔ ۲: اللہ ﷻ کی عطا کردہ کن جسمانی نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: اللہ ﷻ نے ہمیں کان آنکھیں اور دل عطا فرمائے۔

۳: اللہ ﷻ کی ان نعمتوں پر انسان کا کیا طرز عمل ہوتا ہے؟ ۳: انسان بہت ہی کم اللہ ﷻ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

۴: شکر سے کیا مراد ہے؟ ۴: اللہ ﷻ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا اور احسان مندی کا اظہار کرنا۔

علمی بات: شکر کا اصل تقاضا یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی ان نعمتوں کو اللہ ﷻ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے۔ نہ کہ ان کو اللہ ﷻ کے ہی مقابلہ میں استعمال کیا جائے۔ یعنی اللہ ﷻ نے قوت سماعت، بصارت اور دل و دماغ کی تمام صلاحتیں حق شناسی کے لئے عطا فرمائیں ہیں۔ نہ کہ ناشکری اور کفرانِ نعمت کے لئے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: انسان کو کن حقائق کی یاد دہانی کرائی گئی؟ ۱: اللہ ﷻ ہی نے انسانوں کو زمین پر پھیلایا اور سب انسانوں کو اللہ ﷻ ہی کی طرف جمع کیا جائے گا۔

۲: انسانوں کو اللہ ﷻ کی طرف جمع کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: قیامت کے دن تمام انسانوں کا میدان حشر میں جمع کیا جانا اور حساب و کتاب ہونا مراد ہے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: کفار آپ ﷺ سے کیا سوال کرتے تھے؟ ۱: قیامت کا وعدہ کب پورا ہو گا۔

علمی بات: کفار کا یہ سوال پوچھنے کا مقصد یہ نہ تھا کہ اگر انھیں پتہ چل جائے کہ قیامت کس سال، کس تاریخ کو اور کتنے بجے قائم ہونے والی ہے تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ بلکہ محض مذاق کے لئے وہ یہ سوال کیا کرتے تھے کہ صدیاں گزر گئیں مگر ابھی تک قیامت نہیں آئی۔ اس سلسلے میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ کوئی شخص اگر قیامت کا قائل ہو سکتا ہے تو عقلی دلائل سے ہو سکتا ہے، اور قرآن مجید میں جگہ جگہ وہ دلائل تفصیل سے دیئے گئے ہیں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: قیامت کب آئے گی؟ ۱: قیامت کے آنے کا صحیح علم اللہ ﷻ کے پاس ہے۔ (سورۃ النازعات ۷۹، آیات: ۴۲ تا ۴۴) "اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ" ۔ بے شک اللہ ﷻ کے پاس قیامت کا علم ہے۔ (سورۃ لقمان ۳۱، آیت: ۳۴)

علمی بات: قربِ قیامت اور وقوعِ قیامت کی نشانیاں قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ میں متعدد جگہ پر بیان کی گئی ہیں۔ تفصیلات کے لئے سوۃ التکویر، سورۃ الانفطار، سورۃ الانشقاق کے نوٹس ملاحظہ فرمائیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جس نے قیامت کو قریب سے دیکھنا ہو وہ سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار، سورۃ الانشقاق کو پڑھ لے"۔ (جامع ترمذی)

علمی بات: اس بات کا ذکر سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت ۶۳ میں بھی آتا ہے کہ: "لوگ آپ سے قیامت کے بارے سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے! کہ اس کا علم اللہ ﷻ کو ہے اور (اے مخاطب) تجھے کیا خبر ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔" قیامت کا اصل علم تو اللہ ﷻ کے پاس ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت تک کی بڑی بڑی نشانیاں بیان فرمادی ہیں جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: آپ ﷺ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر فرمایا "میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی بیچ کی انگلی جس قدر آگے نکلی ہوئی ہے میں قیامت سے بس اتنا پہلے آگیا ہوں قیامت بہت قریب لگی چلی آرہی ہے"۔ (مسند احمد)

فرمانِ نبوی ﷺ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ابتداء پیدائش عالم سے خبر دینی شروع کی۔ یہاں تک کہ جنتی اپنی جنتوں میں داخل ہوگئے اور دوزخی اپنے ٹھکانوں میں داخل ہوگئے۔ جس نے یاد رکھا اسے اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا اس کو اس نے بھلا دیا۔" (صحیح بخاری)

۲: انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کا اصل کام کیا تھا؟ ۲: واضح طور پر لوگوں کو ڈرسنانا تا کہ وہ قیامت کے دن ناکامی سے بچ جائیں۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: قیامت کو قریب آتے دیکھ کر کفار کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: کفار کے چہرے خوف اور پریشانی میں بگڑ جائیں گے۔ (سورہ عبس ۸۰، آیات ۴۰ تا ۴۲ اور سورۃ الغاشیہ ۸۸، آیات: ۲ تا ۳) ۲: کفار کو قیامت کے دن کیا خبر سنائی جائے گی؟ ۲: ان سے کہا جائے گا یہی ہے وہ جسے تم (طنزاً) مانگا کرتے تھے۔

عملی پہلو: ہمیں ہر وقت قیامت کی تیاری کی فکر کرنی چاہیئے تا کہ روزِ قیامت اللہ ﷻ ہمیں اپنے فضل سے ان بندوں میں شامل کرے جن کے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے۔ جیسا کہ سورۃ عبس ۸۰، آیات: ۳۸ تا ۳۹ اور سورۃ الغاشیہ ۸۸، آیات: ۸ تا ۹ میں بیان ہوا ہے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: کفار کو کس بات سے ڈرایا جا رہا ہے؟ ۱: قیامت کے دن کفار کو دردناک عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

۲: کفار کو کیا سمجھایا گیا ہے؟ ۲: کفار آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فکر کرنے کے بجائے اپنی فکر کریں۔

علمی بات: کفار مکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی (معاذ اللہ) ہلاکت اور خاتمے کے لئے بد دعائیں کرتے رہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے مختلف حربے استعمال کرنے شروع کیئے۔ حتیٰ کے قتل کے منصوبے بھی سوچے جانے لگے۔ اس پر یہ فرمایا گیا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ خواہ ہم ہلاک ہوں یا اللہ ﷻ کے فضل و رحمت سے زندہ رہیں۔ ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو، بہر حال آخرت میں کامیابی ہمارے لئے ہے کہ اس کے راستہ میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ تمہیں ہمارے انجام سے کیا حاصل ہوگا۔ تم اپنی فکر کرو کہ اللہ ﷻ کے دردناک عذاب سے کیسے بچو گے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کے ہاں دوسروں کے انجام پر تبصرہ کرنے کے بجائے اپنی فکر کرنی چاہیئے اور جواب دہی کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک نے اپنے اعمال کا حساب خود دینا ہے۔ (سورۃ مریم ۱۹، آیت: ۹۵)

آیت نمبر ۲۹: ۱۔ نبی کریم ﷺ کی زبانی کفار کو کیا دعوت دی گئی؟ ۱۔ رحمٰن پر ایمان لانے اور اس پر بھروسہ کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔

عملی پہلو: ایک مومن کا بھروسہ اور اعتماد اپنے اسباب اور صلاحیتوں پر نہیں بلکہ اسباب بنانے والے اللہ ﷻ پر ہونا چاہیے کیونکہ اللہ ﷻ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

۳: کون کھلی گمراہی میں ہے؟ ۳: اللہ ﷻ کو چھوڑ کر باطل معبودوں کو ماننے والے اور اسباب پر بھروسہ کرنے والے کھلی گمراہی میں ہیں۔

علمی بات: یہاں کفار کا جلدی جان لینے سے مراد یہ ہے کافروں پر کوئی دنیوی عذاب بھی ہوسکتا ہے۔ ان کی موت کا وقت بھی اور قیامت کا دن بھی۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: اللہ ﷻ کی کس نعمت کا بیان ہے؟ ۱: پانی کی نعمت کا بیان ہے۔ ۲: اللہ ﷻ کے کس عذاب سے ڈرایا گیا؟ ۲: پینے کا میٹھا پانی زمین میں نیچے اتار کر انسانوں کو اس سے محروم کر دینے کا عذاب۔ ۳: اگر اللہ ﷻ ہمیں پانی سے محروم کر دے تو کون ہمیں زمین پر بہتا پانی لا کر دے سکتا ہے؟ ۳: کوئی نہیں، اس لئے ہمیں اللہ ﷻ کی ناراضگی سے بچتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیئے۔

عملی پہلو: ہمیں یہ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اللہ ﷻ ہی کے قبضہ میں ہیں۔ میٹھا پانی اللہ ﷻ کی بہت بڑی نعمت ہے یہ اللہ ﷻ کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی ہمیں مہیا فرماتا ہے جو زندگی کی بقا کے لئے بہت ضروری ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیئے اور اسے ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسے جسمانی ضرورتوں کے لئے پانی ہے ایسے ہی روحانی ضرورتوں کے لئے قرآن وحدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی جان لینا چاہیئے کہ اللہ ﷻ نے مخلوق پر کمال فضل فرماتے ہوئے ہدایت و معرفت کا نہ خشک ہونے والا چشمہ ہمارے پیارے نبی حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے پاکیزہ و بلند اخلاق و کردار کی صورت میں جاری فرمادیا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس چشمہ سے فیض یاب ہوکر اپنے من کی ویران بستی کو سرسبز وشاداب بنائیں۔

علمی بات: میٹھے پانی کی اہمیت: اگر خلا سے زمین کی لی گئی تصاویر ہم دیکھیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہماری زمین پر خشکی سے زیادہ پانی موجود ہے یہ ہماری زمین کے تقریباً 70 فیصد حصے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ بات حیرت انگیز اور سمجھ سے بالاتر ہے کہ زمین پر موجود پانی کا ۳ فیصد سے بھی کم میٹھا پانی ہے۔

US. Geological Survey کے مطابق 3 فیصد کے زیادہ تر حصہ تک رسائی ممکن نہیں۔ اس میٹھے پانی کا 68 فیصد سے بھی اوپر برف کی تہہ (Icecaps) اور گلیشیئرز (Glaciers) پر مشتمل ہے اور 30 فیصد سے اوپر زیر زمین پانی پر مشتمل ہے۔ صرف میٹھے پانی 0.3 فیصد حصہ جھیلوں دریاؤں اور دلدل پر مشتمل ہے۔ زمین پر مشتمل تمام پانی کا 99 فیصد حصہ انسانوں اور دوسرے جانداروں کے لئے ناقابل استعمال ہے۔ یہ بات حیران کن ہے کہ پانی جس پر تمام انسانوں اور خصوصاً آبی جانداروں کی زندگی منحصر ہے وہ حقیقت میں بہت قلیل ہے۔ اس ہلا دینے والی حقیقت کو جاننے کے بعد ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہمیں پانی کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے پہلا قدم ہماری اپنی تربیت اور آنے والی نسلوں کی تربیت ہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(ا) اللہ ﷻ نے موت اور زندگی کا سلسلہ کیوں شروع کیا؟

(الف) اپنی قدرت کے اظہار کے لئے ✓ (ب) آزمائش کے لئے (ج) جانداروں کی تعداد برقرار رکھنے کے لئے

(۲) مَصابیح سے کیا مراد ہے؟

(الف) بادل (ب) چاند ✓ (ج) ستارے

(۳) جہنم کا نگران اہل جہنم سے کیا سوال کرے گا؟

✓ (الف) کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے؟ (ب) کیا تم نیکیاں نہیں کرتے تھے؟ (ج) کیا تم گناہوں سے نہیں بچتے تھے؟

(۴) کون زیادہ سیدھی راہ پر چلنے والا ہے؟

(الف) اپنی عقل کی پیروی کرنے والا (ب) خواہشات کے پیچھے چلنے والا ✓ (ج) توحید کے راستہ پر چلنے والا

(۵) جہنم کو دیکھ کر کفار کی کیا کیفیت ہو گی؟

(الف) وہ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے ✓ (ب) اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے (ج) اُن کے دل حلق کو آجائیں گے

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱- ستاروں کی تخلیق کے کیا مقاصد ہیں؟

آسمان کی زینت اور شیاطین کو مار بھگانے کی جگہیں۔

۲- جہنمی جہنم میں جانے کی کیا وجوہات بیان کریں گے؟

i۔رسولوں کو جھٹلانا۔ii۔وحی کا انکار کرنا۔iii۔رسولوں کو گمراہ کہنا۔iv۔رسولوں کی بات پر توجہ نہ دینا اور غور و فکر نہ کرنا۔

۳- گناہ گار قوموں کو اللہ ﷻ کے کن عذابوں سے ڈرایا گیا ہے؟

زمین میں دھنسا دینے کا، آسمان سے پتھر برسا دینے کا۔(آیات: ۱۶تا۱۸)

۴- آسمانوں کی تخلیق پر غور و فکر کا کیا نتیجہ نکلنا چاہیے؟

اللہ ﷻ کی تخلیق میں کوئی کمی و نقص نہیں۔

۵- سورت کے اختتام پر اللہ ﷻ نے کن سوالات کے ذریعہ انسانوں کو ایمان لانے کی دعوت دی ہے؟

i۔کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ii۔اللہ ﷻ پر بھروسہ کرنے یا نہ کرنے والوں میں سے کون گمراہی میں ہیں؟iii۔اگر اللہ ﷻ پانی خشک کر دے تو کون تمھیں بہتا پانی دے گا؟(آیات: ۲۸تا۳۰)

عملی سرگرمی:

ا۔آیت ۲۱ کے ضمن میں طلبہ کے درمیان اپنے لنچ باکس کو شیئر کرنے کی ایک سرگرمی کروائیں۔سرگرمی شروع کرنے سے پہلے بورڈ پر اس آیت کا عربی متن اور ترجمہ لکھ کر رزق کے حوالے سے طلبہ سے گفتگو کریں، حلال اور حرام کی تمیز بتائیں۔اس سورت میں اللہ ﷻ کی بادشاہت کا بیان ہے، طلبہ کو سورۃ الملک کی ویڈیو تلاوت دکھانے کا بھی اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

نکات: حلال کھانے سے نیکی کی توفیق ہوتی ہے، اچھے اخلاق جنم لیتے ہیں، بُرائی سے نفرت پیدا ہوتی ہے، گناہ مٹ جاتے ہیں اور اللہ ﷻ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں بندہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔جب کہ حرام کھانے سے نیکی کی توفیق سلب ہوتی ہے، بُرائی آسان لگتی ہے، بُرے اخلاق جنم لیتے ہیں، نیک اعمال قبول نہیں ہوتے اور اللہ ﷻ کی ناراضگی ہوتی ہے۔جس کے نتیجے میں جہنم مقدر بن جاتی ہے۔اسی طرح مذکورہ اسلامی تعلیمات سے حلال کی برکت اور حرام کی بے برکتی واضح ہوتی ہے اور حلال اور حرام کے انسانی زندگی پر اثرات واضح ہو جاتے ہیں۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ الْقَلَمِ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۲۹) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۳۰تا۵۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ اللہ ﷻ نے قلم کی قسم فرما کر کیا سمجھایا ہے؟ ۲۔ قلم کا مفہوم کیا ہے؟

۳۔ قلم کے حوالہ سے حدیث مبارک میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ کی طرف سے آپ ﷺ کے لئے دنیا میں نہ ختم ہونے والے اجر کی کون سی نمایاں مثالیں نظر آتی ہیں؟

۵۔ حدیث مبارک میں آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟ ۶۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ میں ہمارے لئے کیا عملی پہلو ہیں؟

۷۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں طعنہ زنی اور گستاخی کرنے والوں کی بری صفات کا ذکر کیسے کیا گیا؟

۸۔ باغ والوں کا کیا واقعہ ہے اور اس میں کیا عملی پہلو ہیں؟ ۹۔ کیا فرماں بردار اور نافرمان برابر ہو سکتے ہیں؟

۱۰۔ جن لوگوں نے دنیا میں سجدہ نہ کیا روزِ قیامت ان کا کیا معاملہ ہو گا؟ ۱۱۔ مچھلی والے سے کون مراد ہیں؟

۱۲۔ غم کی کیفیت میں کون سی دعا پڑھنی چاہیئے؟

۱۳۔ جب آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی تلاوت فرماتے تو کفار مکہ کیا کرتے تھے؟

ربطِ سورت: گزشتہ سورت "سورۃ الملک" کے آغاز میں اللہ ﷻ کی عظمت و قدرت کا بیان تھا۔ سورۃ القلم کے آغاز میں نبی کریم ﷺ کی شان اور اخلاقِ عظیمہ کا ذکر ہے۔ سورۃ الملک میں انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کے عبرتناک انجام کا ذکر ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد اعتراف کریں گے کہ ہمیں اس سزا کا سامنا ہی اس لئے کرنا پڑا کہ ہم نے رسولوں کی اطاعت کرنے کے بجائے انہیں جھٹلایا اور ان کی توہین کی، سورۃ القلم میں حضور نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے انتہائی قبیح کردار کو بیان کیا گیا جس وجہ سے وہ نعمتِ ایمان سے ہی محروم ہو گیا۔ سورۃ الملک میں ذکر تھا کہ اللہ ﷻ نافرمانوں کو دنیا و آخرت دونوں میں سزا دینے پر قادر ہے۔ سورۃ القلم میں باغ والوں کا ذکر ہے۔ جن کی کنجوسی پر ان کو دنیاوی عذاب میں مبتلا کیا گیا تھا۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: نٓ سے کیا مراد ہے؟ ۱: یہ حروفِ مقطعات میں سے ہیں۔ حروف مقطعات کا علم اللہ ﷻ کے پاس ہے اور یہ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک راز ہے۔ ۲: اللہ ﷻ نے کس کی قسم فرمائی ہے؟ ۲: قلم کی اور جو کچھ قلم لکھتے ہیں۔ ۳: قلم کی قسم کیوں کھائی گئی ہے؟ ۳: قلم یعنی علم کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

علمی بات: حدیث پاک میں ہے "اللہ ﷻ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے کہا "لکھ" قلم نے پوچھا کیا لکھوں، فرمایا کہ تقدیر کو لکھ چنانچہ قلم نے وہ سب کچھ لکھ دیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا تھا"۔ (ترمذی) واضح رہے کہ احادیث مبارکہ میں کئی چیزوں کی اوّلیت (اوّلِ مخلوق ہونے) کا ذکر ہے لیکن محققین کی تحقیق یہ ہے کہ سب سے پہلے روحِ محمدی ﷺ (نورِ محمدی ﷺ) کو تخلیق کیا گیا۔ روحِ محمدی ﷺ (نورِ محمدی ﷺ) اور عرش کے ماسوا باقی چیزوں میں سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا۔

عملی پہلو: موجودہ دور میں وہ تمام ذرائع جو لکھنے اور علم حاصل کرنے میں استعمال ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے وہ قلم کے معنی میں آتے ہیں۔ قرآن حکیم علم پر زور دیتا ہے ہمیں علم کے حصول اور ترویج واشاعت کے لئے اسلامی حدود وقیود کا خیال رکھتے ہوئے یہ تمام ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔

آیت نمبر ۲: ۱: اللہ ﷻ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی دلجوئی کیسے فرمائی؟ ۱: اے نبی! آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ ۲: آپ ﷺ کی دلجوئی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ۲: آپ ﷺ کی قوم یعنی قریش مکہ کے لوگ پہلے آپ ﷺ کی بہت عزت کرتے تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے انہیں قرآن سنانا شروع کیا تو لوگ آپ ﷺ کو (معاذاللہ) شاعر، کاہن، مجنون وغیرہ کہنے لگے جس سے آپ ﷺ کا سینہ غم سے تنگ ہونے لگا۔ اس لئے اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کی دلجوئی فرمائی۔

آیت نمبر ۳: ۱: آپ ﷺ کو اللہ ﷻ کی طرف سے کیا بشارت عطا فرمائی گئی؟ ۱: یقیناً آپ ﷺ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

علمی بات: تمام پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ ﷺ کا نام بلند فرمایا گیا ہے۔ دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و احترام سے آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ اذان، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ ﷻ کے نام مبارک کے بعد آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے اور اللہ ﷻ نے حضور سید عالم ﷺ کی اطاعت واتباع کو ہی اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ (سورۃ النسآء ۴، آیت: ۸۰)

آیت نمبر ۴: ۱: خُلق سے کیا مراد ہے؟ ۱: اخلاقِ حسنہ مراد ہے اور اخلاق جمع ہے خُلق کی۔ ۲: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کیا گواہی دی؟ ۲: یقیناً آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہیں۔

علمی بات: آپ ﷺ کے اخلاق کا بلند ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کفار کا آپ ﷺ کو (معاذاللہ) مجنون کہنا سراسر جھوٹ ہے کیونکہ بلند اخلاق اور جنون ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

اخلاق کے بارے میں چند احادیثِ مبارکہ: ۱۔ "مومن کے اعمال میں سب سے بھاری عمل حسن اخلاق ہے"۔ (جامع ترمذی) ۲۔ "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں"۔ (مسند احمد) ۳۔ کہ اللہ ﷻ نے مجھے مکارمِ اخلاق ومحاسنِ افعال کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا۔ (مؤطا امام مالک) ۴۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا خُلق قرآن ہے۔

عملی پہلو: ہم نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں ہمیں جائزہ لینا چاہیئے کہ ہمارا اخلاق کیسا ہے؟ اور ہمارے کردار کو نبی کریم ﷺ سے کیسی نسبت ہے۔ ہمیں اپنے اخلاق کو آپ ﷺ کی سیرت وکردار سے سنوارنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۵: ۱: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو کیسی تسلی دی؟ اور کفار کو کیسے تنبیہ کی؟ ۱: عنقریب آپ ﷺ دیکھ لیں گے اور کفار بھی کہ حقیقت کیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ان مخالفین حق کا بُرا انجام بھی سامنے آجائے گا اور اُنہیں حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ اصل میں عقل مند کون رہا اور نقصان اور خسارے میں کون مبتلا ہوا۔

COPYRIGHT THE ILM FOUNDATION

آیت نمبر ۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مزید آپ ﷺ کو تسلی اور کفار کو تنبیہ کیسے کی؟ ۱: عنقریب تم سب کو معلوم ہو جائے گا کہ تم میں سے کون مجنون ہے۔

۲: مجنون کسے کہتے ہیں؟ ۲: وہ شخص جس کا ذہنی توازن درست نہ ہو یعنی جو دیوانہ ہو یا وہ شخص جس پر جن سوار ہو گیا ہو۔

۳: یہاں مجنون سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۳: وہ کفار جو اپنے کفر اور شرک کے جنون میں حق سے بیگانے ہیں اور گمراہی میں اڑے ہوئے ہیں۔

علمی بات: اس آیت نے پیش گوئی کے طور پر یہ بتایا کہ یہ بات یوں ہی ڈھکی چھپی رہنے والی نہیں ہے قریب آنے والے وقت میں سب آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ مجنون تھے یا آپ ﷺ کو مجنون کہنے والے پاگل دیوانے تھے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ بات کھل کر دنیا کے سامنے آگئی اور انہیں مجنون کہنے والوں میں سے ہزاروں لوگ اسلام قبول کر کے آپ ﷺ کی اتباع و محبت کو سعادت سمجھنے لگے اور بہت سے بدنصیب جن کو ایمان کی توفیق نہیں ہوئی وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت میں بھی شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آیت نمبر ۷: ۱: وُسعتِ علم باری تعالیٰ کا اظہار کیسے کیا گیا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو خوب جاننے والا ہے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسے خوب جاننے والا ہے؟ ۲: انہیں بھی جو اس کے راستے سے بھٹک گئے اور انہیں بھی جو ہدایت یافتہ ہیں۔

آیت نمبر ۸: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۱: آپ ﷺ جھٹلانے والوں کی بات نہ مانیں۔

۲: جھٹلانے والوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: کفار و مشرکین جو حق بات کو جھٹلاتے ہیں۔

علمی بات: اس آیت میں خطاب اگرچہ آپ ﷺ سے ہے لیکن سنانا دراصل آپ ﷺ کے انہی منکروں کو ہے، جو حق بات کو سننے اور ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس اس طرح کی بُری کوششوں میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح آپ ﷺ ان کی باتوں میں آکر اور ان کا کہا مان کر ان کے طور طریقوں کو اپنالیں۔

آیت نمبر ۹: ۱: جھٹلانے والے آپ ﷺ سے کیا چاہتے ہیں؟ ۱: وہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔

۲: جھٹلانے والے آپ ﷺ سے کس معاملہ میں نرم رویہ چاہتے تھے؟ ۲: وہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ ان کے کفر و شرک اور باطل معبودوں کی مذمت کے بجائے نرم رویہ اختیار کریں۔ یا آپ ﷺ ان کی گمراہیوں کی رعایت کر کے اپنے دین میں کچھ ترمیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو یہ آپ ﷺ کے ساتھ مصالحت کر لیں۔

۳: جھٹلانے والوں کے نرم پڑ جانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: کفار اور مشرکین کا آپ ﷺ اور اسلام کی مخالفت میں نرم رویہ اختیار کرنا۔

۴: کیا آپ ﷺ نے جھٹلانے والوں کا مطالبہ قبول کیا؟ ۴: ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ بھرپور طریقے سے کفر و شرک کی مذمت فرماتے رہے۔

علمی بات: جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ پیش کش کی تھی کہ آپ ﷺ ہمارے معبودوں کو کچھ نہ کہیں ہم آپ ﷺ کے معبود کو مان لیں گے، تاکہ اس طرح "کچھ لو اور کچھ دو" کی پالیسی پر عمل کر کے باہمی سمجھوتہ اور مصالحت کا رویہ اپنالیں اس پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی۔ **نوٹ:** **(مزید تفصیل کے لئے حصہ اوّل کی سورۃ الکافرون ملاحظہ فرمائیں)۔**

آیت نمبر ۱۰: ۱: آیات: ۱۰ تا ۱۶ میں کیسے شخص کا کردار بیان کیا گیا ہے؟ ۱: نبی کریم ﷺ کی شان میں طعنہ زنی اور گستاخی کرنے والے شخص کا برا کردار بیان کیا گیا ہے۔ ۲: یہ کردار کس شخص کا تھا؟ ۲: اکثر مفسرین کے نزدیک آپ ﷺ کے دور میں یہ کردار ولید بن مغیرہ کا تھا جو مکہ کا ایک کافر سردار تھا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ ﷺ کو مجنون کہا۔ (معاذ اللہ)

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسے کافر لوگوں کی بات ماننے سے منع فرمایا۔

۴: رسول اللہ ﷺ کی شان میں طعنہ زنی و بے ادبی کرنے اور آپ ﷺ کو جھٹلانے والے والے رزیل شخص کی کن برائیوں کی نشاندہی کی گئی ہے؟

۴: بہت قسمیں کھانے والا بہت حقیر ہوتا ہے۔ ۵: "بہت قسمیں کھانے والا" اور "بہت حقیر" کا آپس میں کیا ربط ہے؟ ۵: درحقیقت حقیر و ذلیل اور گھٹیا آدمی کی لازمی صفت "بہت قسمیں کھانا" ہے۔ وہ بات بات پر اس لئے قسم کھاتا ہے کہ اسے خود یہ احساس ہوتا ہے کہ لوگ اسے جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس کی بات پر اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک وہ قسم نہ کھائے۔ اس بنا پر وہ اپنی نگاہ میں خود بھی ذلیل ہوتا ہے اور معاشرے میں بھی اس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں ہوتی۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اپنا جائزہ لینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ بات بات پر قسم نہ کھائیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی اس سے منع فرمایا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "کبائر (بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہیں کہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی نفس کا ناحق قتل کرنا، جھوٹی قسم کھانا"۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۱۱: ۱: رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کی کن بُری عادات کا تذکرہ کیا گیا ہے؟ ۱: بہت عیب نکالنا اور چغل خوری کرنا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: چغل خوری سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ "چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ (صحیح مسلم) اسی طرح عیب جوئی سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی عیب گیری کرتا ہے اور جس کی عیب گیری اللہ سبحانہ وتعالیٰ کرنے لگے وہ ذلیل ہو جائے گا"۔ (جامع ترمذی)

آیت نمبر ۱۲: ۱: رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کی کن بُرائیوں کو بیان کیا گیا ہے؟ ۱: بھلائی سے بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گناہ گار۔

۲: "خیر" سے کیا مراد ہے؟ ۲: خیر کے معنی مال و دولت بھی ہیں اور ہر بھلائی کا کام بھی۔ پہلی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ وہ خود بھی کنجوس اور بخیل ہے اور دوسروں کو بھی ایسا ہی سبق دیتا ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ہر بھلائی کے کام سے خود بھی رکتا ہے اور دوسروں کو بھی روکتا رہتا ہے۔

علمی بات: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے معنی میں یہ بھی فرمایا ہے کہ بھلائی سے روکنے سے مقصود اسلام سے روکنا ہے کیونکہ ولید بن مغیرہ اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی اسلام میں داخل ہوا تو میں اسے اپنے مال میں سے کچھ نہ دوں گا۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کی کیا علامات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: بد مزاج ہونا، بدنام یا بدنسب ہونا۔ بدزبان، بد خلق، جھگڑالو ہونا۔

عملی پہلو: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے گستاخ اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کے یہ عیب گنوائے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین کرنے والے کا کتنا عبرت ناک انجام ہوتا ہے اور ہمیں اپنا بھی محاسبہ کرنا چاہیئے کہ کہیں جانے انجانے میں ہم بھی آپ ﷺ کی شان میں کوئی توہین آمیز کلمہ یا لفظ تو نہیں بول رہے اور ہمیں بھی اپنے اخلاق کا جائزہ لینا چاہیئے کہ لوگ بد مزاجی کی وجہ سے ہم سے دور بھاگتے ہیں یا پھر ہماری خوش مزاجی کی وجہ سے ہمارے قریب رہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے بارے میں سورۂ آلِ عمران کی آیت: ۱۵۹ میں آتا ہے کہ "(اے نبی! ﷺ) اللہ کی مہربانی سے آپ ان لوگوں کے لئے نرم دل واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ تند مزاج اور سخت دل ہوتے ہیں تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کر دیں اور ان کے لئے (اللہ سے) مغفرت مانگیں اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کر لیا کریں"۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے اور سرکشی اختیار کرنے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۱: بڑا مال دار ہونا اور اولاد والا ہونا۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں مال و اولاد وغیرہ حاصل ہونے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سرکشی اور بغاوت کے بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شکر گزاری اور فرماں برداری کی روش اختیار کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ سورۃ الشعراء ۲۶، کی آیات: ۸۸ تا ۸۹ آخرت کے حوالے سے ان دونوں چیزوں کی اصل حقیقت بیان کرتی ہیں کہ جس دن کفار و مشرکین اور گمراہوں کو نہ مال کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ ہی اولاد۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے گا۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے پر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو اس کا کیا طرزِ عمل ہوتا ہے؟ ۱: وہ کہتا ہے کہ یہ پچھلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

عملی پہلو: قرآنِ حکیم میں سابقہ اقوام کے احوال عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے بیان کیئے گئے ہیں۔ جبکہ ایک متکبر اور مغرور شخص کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کو سبق لینے اور اصلاح احوال کی طرف متوجہ کرنے کے لئے پہلے گزرے ہوئے متکبروں کے احوال پر مشتمل قرآنی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ سبق لینے کے بجائے ان کو افسانے قرار دے کر ان کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۱۶: ۱: رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کو کیا سزا دی جائے گی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائے گا۔

۲: "ناک پر داغ لگانے" سے کیا مراد ہے؟ ۲: ذلت اور رسوائی یا ایسی علامات جس سے وہ دور سے پہچانا جائے۔ جیسے ولید بن مغیرہ کی ناک پر تلوار کا زخم لگا تھا۔ بعض مال دار نافرمان لوگ اپنی ناک کو اونچا رکھنے کی خاطر کئی ایسے جتن کرتے رہتے ہیں کہ ان کی ناک کو کوئی آنچ نہ پہنچے۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس شخص کی اس بڑی ناک کو پوری طرح ذلیل کر کے چھوڑے گا۔

عملی پہلو: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے ہمیں اچھے اخلاق وعادات اختیار کرنے چاہئیں اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بے ادبی انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: آیات: ۱۷تا۳۳ تک کن لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے؟ ۱: باغ والوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

۲: باغ والے کون تھے؟ ۲: باغ والے تین بھائی تھے جن کے والد نیک اور سخی انسان تھے۔ والد کی وفات کے بعد تینوں بیٹوں نے بخل سے کام لیا جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں سزا دی اور ان کا باغ تباہ برباد ہو گیا۔

۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے باغ والوں کی طرح کن لوگوں کی آزمائش فرمائی؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل مکہ کو بھی قحط اور بھوک سے ایسا ہی آزمایا جیسے باغ والوں کو آزمایا تھا۔

۴: باغ والوں نے کس بات پر قسم کھائی تھی؟ ۴: انہوں نے قسم کھائی کہ ہم صبح ہوتے ہی مسکینوں کے آنے سے پہلے ہی باغ کا سب پھل توڑ لیں گے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: باغ والوں نے ارادہ کرتے ہوئے مزید کیا غلطی کی؟ ۱: انہوں نے ان شاء اللہ بھی نہیں کہا۔

۲: ان شاء اللہ کا کیا مطلب ہے؟ ۲: اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا۔ ۳: ہمیں ان شاء اللہ کیوں کہنا چاہیئے؟ ۳: کیونکہ اس کائنات میں کوئی کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادے کے بغیر نہیں ہوتا۔ لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادے کے بغیر محض ہمارے ارادے سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ سورۃ الکھف ۱۸، آیات: ۲۳ تا ۲۴ میں آتا ہے کہ "اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کر دوں گا۔ مگر (ان شاء اللہ کہہ کر یعنی اگر) اللہ چاہے تو (کروں گا) اور جب اللہ کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی راہ بتائے"۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے باغ والوں کو کیا سزا دی؟ ۱: ان کا باغ تباہ و برباد ہو گیا۔

۲: باغ کیسے تباہ ہوا؟ ۲: باغ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہر سمت سے پھرنے والا ایک عذاب آ گیا۔

۳: عذاب کے وقت باغ والے کیا کر رہے تھے؟ ۳: باغ والے سو رہے تھے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: عذاب کے بعد باغ کا کیا حال ہوا؟ ۱: باغ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: صبح ہوتے ہی باغ والوں نے کیا کیا؟ ۱: وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: باغ والوں نے آپس میں کیا مشورہ کیا؟ ۱: اگر پھل توڑنا ہے تو باغ میں صبح سویرے چلو۔

۲: باغ والے صبح سویرے ہی باغ میں پھل توڑنے کیوں جانا چاہتے تھے؟ ۲: تاکہ مسکینوں اور محتاجوں کے آنے سے پہلے باغ کا سب پھل توڑ سکیں۔

عملی پہلو: ہمیں ہمیشہ مسکینوں اور محتاجوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ باغ والے دوسروں کی محرومی کے لئے منصوبہ بندی اور چالیں چل کے دراصل خود اپنی ہی محرومی کا سامان کر رہے تھے اور اپنے پاؤں پر خود اپنے ہاتھوں سے کلہاڑا مار رہے تھے مگر وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کا باغ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تباہ و برباد کر چکا ہے۔ اسی لئے دین اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے بھلے اور نفع پہنچانے کی فکر و کوشش کرو، تاکہ خود تمہارا بھلا ہو

فرمانِ نبوی ﷺ: "سب سے اچھا انسان وہ ہے جو دوسروں کو سب سے زیادہ نفع اور فائدہ پہنچانے والا ہے"۔ (بیہقی) اسی طرح ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے"۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۲۳: ۱: باغ کی طرف جاتے ہوئے وہ کیا کر رہے تھے؟ ۱: آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے تھے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: باغ والے راستے میں چپکے چپکے آپس میں کیا بات کر رہے تھے؟ ۱: آج تمہارے پاس باغ میں کوئی مسکین داخل نہ ہونے پائے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: باغ والے صبح سویرے کیا گمان کرتے ہوئے گھر سے نکلے؟ ۱: وہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اپنی منصوبہ بندی سے مسکینوں کو روکنے پر قادر ہیں۔

عملی پہلو: انسان جتنے بھی منصوبے بنالے بالآخر ہوتا وہی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ اٰلِ عمران ۳، آیت: ۵۴ میں آتا ہے کہ "اور انھوں نے چال چلی اور اللہ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے"۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: اپنے اجڑے ہوئے باغ کو دیکھ کر باغ والوں نے کیا کہا؟ ۱: ہم ضرور راستہ بھول گئے ہیں۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: اپنے اجڑے ہوئے باغ کو پہچان کر باغ والوں نے اور کیا کہا؟ ۱: ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ ہم تو محروم ہو گئے ہیں۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: باغ والوں میں جو سب سے بہتر تھا اس نے بھائیوں کو کیا توجہ دلائی؟ ۱: میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ اللہ ﷻ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے۔

علمی بات: بُرے سے بُرے معاشرے میں بھی کچھ ایسی نیک بخت اور سعید روحیں موجود ہوتی ہیں جو لوگوں کو ان کی بے راہ روی پر ٹوکتے اور غلط راستے سے روکتے رہتے ہیں، غفلت کے مارے خواہ ان کی بات سنیں یا نہ سنیں، خیر کی بات کو اپنائیں یا نہ اپنائیں، ایسے نیک بخت اور سعادت مند لوگ ان کو حق و ہدایت کی تعلیم و تلقین کرتے رہتے ہیں، سو ایسا ہی اللہ ﷻ کا ایک بندہ ان کے اندر بھی موجود تھا۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: باغ والوں نے توجہ دلانے پر کیا کیا؟ ۱: اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کی اور اپنے ظالم ہونے کا اقرار کیا۔

عملی پہلو: اگر ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر قائم رہنے اور فخر کرنے کے بجائے فوراً اللہ ﷻ سے معافی مانگنی چاہیئے اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں شرمندگی اور ندامت کے اظہار کے ساتھ اللہ ﷻ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے توبہ واستغفار کرنا چاہیئے۔

۲: باغ والوں نے کیا ظلم کیا تھا؟ ۲: بخل اور کنجوسی کرتے ہوئے مسکینوں اور محتاجوں کو کچھ نہ دینے کا ارادہ کیا تھا۔

علمی بات: اس سے معلوم ہوا گناہ کا پکا ارادہ اور اس کے لئے ابتدائی اقدامات بھی گناہ کے ارتکاب کی طرح جرم ہیں جس پر مؤاخذہ یعنی پکڑ ہو سکتی ہے صرف وہ ارادہ معاف ہے جو وسوسے کی حد تک ہو۔

عملی پہلو: وہ بھائی جس نے صحیح بات کہی تھی اگرچہ دوسروں سے بہتر تھا مگر پھر بہر حال اُنہیں کے ساتھ ہو لیا اور انہیں کی غلط رائے پر عمل کے لئے تیار ہو گیا تھا اس لئے حشر اس کا بھی انہیں جیسا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی کسی گناہ سے لوگوں کو روکے مگر وہ نہ رکیں، پھر خود بھی ان کے ساتھ لگا رہے اور گناہ میں شریک رہے تو یہ بھی انہیں کے حکم میں ہوتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ نہیں رکے تو خود اپنے آپ کو اس گناہ سے بچائے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: اُجڑے ہوئے باغ کو دیکھ کر بھائیوں نے کیا کیا؟ ۱: ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔

علمی بات: یہ تنگ ظرف اور جلد باز انسانوں کا طریقہ ہے کہ یہ بازی ہارنے پر اس کا الزام ایک دوسروں کو دینے لگتے ہیں۔

عملی پہلو: آج کل عام قاعدہ بن گیا ہے کہ کہیں اجتماعی نوعیت کا کام کیا جا رہا ہو اور مجموعی عمل کی وجہ سے کوئی ناکامی یا مصیبت پیش آجائے تو اس کا الزام ایک دوسرے پر ڈالنے میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ جب کہ جرم میں کسی نہ کسی لحاظ سے سب شریک ہوتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے پر الزام تراشی کے بجائے اس کے تدارک کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: اُجڑے ہوئے باغ کو دیکھ کر باغ والوں نے کیا کہا؟ ۱: ہائے افسوس ہے ہم پر۔ یہ اعتراف ندامت ان کی توبہ کے قائم مقام تھا اسی بناء پر ان کو اللہ ﷻ سے یہ امید ہوئی کہ اللہ ﷻ انہیں اس باغ سے بہتر باغ عطا فرمادے گا۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اللہ ﷻ سے رحمت کی امید رکھتے ہوئے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ ﷻ سے معافی مانگنی چاہیئے۔

۲: باغ والوں نے باغ کے برباد ہونے کا ذمہ دار کسے ٹھہرایا؟ ۲: اپنی سرکشی کو۔

علمی بات: انسانوں کی اکثریت کی ایک عام خصلت یہ ہے کہ جب کسی کو سیر ہو کر کھانے کو ملنے لگتا ہے اور اس پر خوش حالی کا دور آتا ہے تو وہ اپنے جیسے انسانوں کو تو درکنار اپنے خالق و مالک کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور اس کی سرکشی اور بغاوت پر اتر آتا ہے۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: باغ والوں نے اللہ ﷻ سے کیا امید باندھی؟ ۱: انہوں نے امید کی کہ اللہ ﷻ انہیں اس باغ کے بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے گا۔

ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب ان سب لوگوں نے سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ ﷻ نے ان کو اس سے بہتر باغ عطا فرمادیا جس کے انگوروں کے خوشے اتنے بڑے تھے کہ ایک خوشہ ایک خچر پر لادا جاتا تھا۔ (واللہ اعلم)

۲: باغ والوں نے اپنے کس طرز عمل کا ذکر کیا؟ ۲: ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں اس دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے کہ اے اللہ! ہمارے دلوں کو بھی اپنی طرف رجوع کرنے والا بنادے۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: باغ والوں کے قصہ کا اللہ ﷻ نے کیا نتیجہ ذکر فرمایا؟ ۱: اسی طرح دنیا میں عذاب ہوتا ہے۔

۲: دنیا کے عذاب کے مقابلے میں آخرت کا عذاب کیسا ہے؟ ۲: آخرت کا عذاب یقیناً بہت بڑا ہے۔

۳: لوگوں کی لاعلمی کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: کاش کہ لوگ جانتے کہ یہ دنیا کا عذاب تو ایک چھوٹا سا نمونہ تھا جسے کوئی ٹال نہ سکا۔ بھلا آخرت کی بڑی آفت کو کون ٹال سکتا ہے۔ سمجھنا چاہے تو آدمی کے لئے یہی بات کافی ہے۔ اسی طرح اللہ ﷻ بہت سے لوگوں کو ان کے گناہوں پر ڈر سنانے کے لئے دنیا میں ان پر امراض اور مصائب و آفات مسلط کر دیتا ہے، تاکہ یہ اپنے گناہوں سے باز آجائیں اور آخرت کے بڑے عذاب سے نجات پائیں۔ اس بات کا ذکر سورۃ السجدہ ۳۲، آیت: ۲۱ میں آتا ہے کہ "اور ہم چکھاتے رہیں گے ان کو چھوٹے چھوٹے عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے تاکہ یہ لوگ باز آجائیں (اپنی سرکشی سے)"۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: اللہ ﷻ کے پاس نعمتوں بھرے باغ کیسے لوگوں کے لئے ہیں؟ ۱: متقین کے لئے۔ (تقویٰ کا مطلب ہے اللہ ﷻ کی اطاعت کرنا گناہوں سے بچنا)

آیت نمبر ۳۵: ۱: آخرت کے بارے میں غلط عقائد کی کیا اصلاح کی گئی؟ ۱: اللہ ﷻ فرماں برداروں کو مجرموں کے برابر نہیں کرے گا۔ جس طرح کسی حکومت کے ذمہ دار شہری اور مجرم برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ ﷻ کے فرماں بردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔

علمی بات: اس طرح سوال کرنے کا انداز سورۃ الرعد ۱۳، آیت: ۱۶ میں بھی ملتا ہے کہ "کہو کہ کیا تم نے اللہ کو چھوڑ کر ان کو کارساز بنایا ہے جو خود اپنے نفع و نقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتے؟ (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتا ہے؟"۔ (یقیناً نہیں ہو سکتا)

آیت نمبر ۳۶: ۱: آخرت کے بارے میں غلط عقائد رکھنے والوں کی کیا سرزنش کی گئی ہے؟ ۱: تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو کہ قیامت کے دن تمہیں مسلمانوں سے بڑھ کر اچھا بدلہ ملے گا۔ کیونکہ کفار مکہ نے غرور و تکبر سے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا تھا کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں پر عنایت و بخشش ہو گی تو ہم پر ان سے بہتر اور بڑھ کر ہو گی۔

علمی بات: کفار مکہ مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اللہ ﷻ جو اپنی نعمتوں سے ہمیں نواز رہا ہے یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ہم سے خوش ہے اور تم جو بدحالی میں مبتلا ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم اللہ ﷻ کے مغضوب ہو وہ تم سے ناخوش ہے۔ لہٰذا اگر قیامت واقع ہوئی جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہم وہاں بھی عیش کریں گے اور عذاب جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو تمہارے حصے میں آئے گا۔ اس کا جواب یہاں دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: آخرت سے متعلق منکرین حق کے غلط نظریات کی کیا دلیل طلب کی گئی ہے؟ ۱: کیا تمہارے پاس اللہ ﷻ کی نازل کردہ کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ تمہیں آخرت میں مسلمانوں سے بڑھ کر بدلہ ملے گا۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: منکرین حق کے غلط نظریات کو کیسے رد کیا گیا؟ ۱: اللہ ﷻ نے ایسی کوئی کتاب نازل نہیں فرمائی جس میں یہ حکم ہو کہ تمہارے لئے آخرت میں وہ کچھ ہے جو تم پسند کرو۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: منکرین حق کی خوش فہمیوں کو کیسے دور کیا گیا؟ ۱: کیا تمہیں اللہ ﷻ نے قیامت کے لئے کوئی قسم دے رکھی ہے کہ جو تم چاہو گے وہی ہو گا۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: نبی کریم ﷺ کو کفار سے کیا بات پوچھنے کا کہا گیا؟ ۱: ان کفار میں سے کون اس بات کا ذمہ دار ہے کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ انہیں اچھا بدلہ دے گا۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: منکرین حق کی کس نافرمانی و ظلم کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: وہ اللہ ﷻ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

۲: مشرکین کے جھوٹے معبودوں کا پول کیسے کھولا گیا ہے؟ ۲: اگر یہ مشرکین سچے ہیں تو وہ جنہیں خدائی میں اللہ ﷻ کا شریک سمجھتے ہیں انہیں لے آئیں اور چاہیئے کہ یہ جھوٹے معبود ان کو عذاب سے بچالیں۔ جو ان کے بس میں نہیں۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: قیامت کے دن کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

۲: پنڈلی کھولنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: بعض مفسرین کے نزدیک پنڈلی کھولنے سے مراد اللہ ﷻ کی ایک خاص تجلی ہے۔ جب کہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ ایک محاورہ ہے جو نہایت سخت ترین معاملات کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے گھمسان کی جنگ کے موقع پر کہا جاتا ہے کہ جنگ نے پنڈلی کھول دی (واللہ اعلم)۔

۳: قیامت کے دن پنڈلی کھولنے پر لوگوں کو کس کام کے لئے بلایا جائے گا؟ ۳: اللہ ﷻ کو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا۔
۴: اس وقت مومنین کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۴: مومنین اللہ ﷻ کو سجدہ کریں گے۔
۵: اس وقت کفار کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۵: کفار چاہنے کے باوجود اللہ ﷻ کو سجدہ نہ کر سکیں گے۔

عملی پہلو: ہمیں آج نماز میں اور زندگی کے ہر معاملے میں اللہ ﷻ کے حکم کے سامنے جھک جانا چاہیئے ورنہ کل ذلت ہوگی کہ اللہ ﷻ جھکنے کا حکم دے گا مگر بندہ جھک نہ سکے گا۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: روزِ قیامت کفار کا کیا حال ہوگا؟ ۱: ان کی آنکھیں خوف سے جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ ۲: کفار قیامت کے دن اللہ ﷻ کو سجدہ کیوں نہیں کر سکیں گے؟ ۲: ان کی کمر تختہ کی مانند کر دی جائے گی اور انہیں سجدہ کرنے سے روک دیا جائے گا کیونکہ وہ دنیا میں اللہ ﷻ کو سجدہ نہیں کرتے تھے حالانکہ وہ صحیح سالم تھے اور انہیں سجدہ کے لئے بلایا جاتا تھا۔ ۳: دنیا میں اللہ ﷻ کو سجدہ کرنے کے لئے لوگوں کو کون بلاتا ہے؟ ۳: مؤذن دن میں پانچ بار اذان دے کر لوگوں کو حَیّ عَلَی الصَّلٰوۃ آؤ نماز کی طرف پکار کر لوگوں کو اللہ ﷻ کو سجدہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: اللہ ﷻ نے منکرین قرآن کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۱: آپ ﷺ منکرین قرآن کو اللہ ﷻ کے حوالے کر دیں اللہ ﷻ ان سے خود نمٹ لے گا۔ ۲: منکرین قرآن کا کیا انجام ہوا؟ ۲: اللہ ﷻ انہیں آہستہ آہستہ جہنم کی طرف لے جائے گا کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوگا۔

علمی بات: اللہ ﷻ اپنی آیات کے جھٹلانے والوں کو اپنی حکمت و رحمت کی بناء پر فوراً نہیں پکڑتا بلکہ آہستہ آہستہ تدریجاً پکڑتا ہے جس کی ان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس بات کا ذکر سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۱۸۲ میں بھی ملتا ہے۔
"اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم ان کو بتدریج اس طریقے سے پکڑیں گے کہ ان کو معلوم ہی نہ ہوگا"۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: اللہ ﷻ منکرین قرآن کو فوراً سزا کیوں نہیں دیتا؟ ۱: دنیا میں اللہ ﷻ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور سنبھلنے اور اصلاح کا موقع بھی دیتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں غفلت میں پڑنے، اور لاپرواہی برتنے کے بجائے اپنی روش کی اصلاح کر لینی چاہیئے قبل اس کہ تلافی و تدارک کی یہ فرصت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ سچے دل سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

علمی بات: اللہ ﷻ انسان کی گزشتہ تمام کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف کر کے اسکو اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیتا ہے، کیونکہ جس طرح اسکی پکڑ اور گرفت بڑی سخت ہے، اسی طرح اس کی رحمت و عنایت بھی بڑی وسیع ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحجر ۱۵ کی آیات: ۴۹ تا ۵۰ میں آتا ہے کہ "(اے نبی ﷺ!) میرے بندوں کو بتا دیجیئے کہ میں بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بھی درد دینے والا عذاب ہے"۔
۲: کیا کوئی مجرم اللہ ﷻ کی پکڑ سے بچ سکتا ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کی تدبیر بہت مضبوط ہے اور کوئی اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔ سورۃ الاعراف ۷ کی آیت: ۹۹ میں اللہ ﷻ کی تدبیر کا کچھ یوں ذکر ہے کہ "پھر کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں، تو اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو خسارہ اٹھانے والے ہیں"۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: کفار کی ہٹ دھرمی پر آپ ﷺ کو کیسے تسلی دی گئی ہے؟ ۱: کیا آپ ﷺ ان سے اجر مانگتے ہیں کہ وہ تاوان کے بوجھ سے دَبے جا رہے ہیں۔ بالکل یہی الفاظ سورۃ الطور ۵۲، آیت: ۴۰ میں بھی آئے ہیں۔

علمی بات: جتنے انبیاء ورُسل علیہم السلام تشریف لائے سب نے اپنی قوموں سے یہی فرمایا: "اے میری قوم! میں (تبلیغ کے) اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو بس اسی ذات (اقدس) کے ذمہ (کرم میں) ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے، کیا پھر بھی تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟"۔ (سورۃ ہود ۱۱، آیت: ۵۱)

آیت نمبر ۴۷: ۱: کفار کی ضد پر کیسے ملامت کی گئی ہے؟ ۱: کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ رہے ہیں اور اسی لئے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کر رہے ہیں۔ بالکل یہی الفاظ سورۃ الطور ۵۲، آیت: ۴۱ میں بھی آئے ہیں۔ ۲: علم غیب کس کے پاس ہے؟ ۲: کل علم غیب صرف

اللہ ﷻ کے پاس ہے البتہ اللہ ﷻ اپنے رسولوں کو اپنے غیب سے آگاہ فرماتا ہے۔ جنہیں اللہ ﷻ نے غیب بتانے کے لئے پسند فرمایا۔ جیسا کہ سورۃ آلِ عمران: آیت: ۱۷۹، اور سورۃ جن: آیات: ۲۶، ۲۷ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو کس بات کی تلقین فرمائی؟ ۱: (اے محبوب ﷺ) آپ اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کیجئے۔ ۲: رب کا حکم آنے سے کیا مراد ہے؟

۲: یعنی رب کی طرف سے فتح و نصرت آنے تک صبر کیجئے۔ ۳: اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو کس بات سے منع فرمایا؟ ۳: (اے محبوب ﷺ) آپ صبر کیجئے اور مچھلی والے کی طرح جلدی نہ کیجئے۔ ۴: مچھلی والے سے کون مراد ہیں؟ ۴: حضرت یونس علیہ السلام جنہیں اہل نینوا یعنی عراق کے شمال مغربی علاقہ موصل کے رہنے والوں کی طرف بھیجا گیا تھا جو اپنی قوم کو برے انجام سے ڈرا کر نینویٰ شہر سے دور چلے گئے جب کہ اللہ ﷻ کی طرف سے آپ علیہ السلام کو اپنی قوم کو چھوڑ کر جانے کی ابھی باقاعدہ اجازت نہیں دی گئی تھی، مگر اللہ ﷻ سے مضبوط تعلق کی بنا پر حضرت یونس علیہ السلام یہ اُمید کرتے ہوئے جلدی چلے گئے کہ اللہ ﷻ کی طرف سے اجازت عطا ہو جائے گی اور انہیں ایک مچھلی نے اللہ ﷻ کے حکم سے نگل لیا تھا۔ ۵: غم کی حالت میں حضرت یونس علیہ السلام نے کیا کیا؟ ۵: وہ اللہ ﷻ کو ان الفاظ کے ساتھ پکارتے رہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ "تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور میں ہی نقصان کاروں میں سے ہوں"۔ (سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۸۷)

عملی پہلو: ہمیں بھی مشکل اور پریشانی میں یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۴۹: ۱: حضرت یونس علیہ السلام کی پکار کا اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا؟ ۱: آپ علیہ السلام کے پکارنے پر اللہ ﷻ کے فضل نے انہیں سنبھال لیا۔

۲: اگر یونس علیہ السلام کو اللہ ﷻ کی رحمت نہ سنبھال لیتی تو وہ کس حال میں ہوتے؟ ۲: تو وہ یقیناً چٹیل میدان میں ڈال دیئے جاتے اس حال میں کہ وہ الزام دیئے ہوئے ہوتے۔

آیت نمبر ۵۰: ۱: حضرت یونس علیہ السلام کا اللہ ﷻ کے ہاں کیا مقام ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے آپ علیہ السلام کو پسندیدہ و منتخب فرمایا اور انہیں قرب خاص کے ساتھ صالحین میں سے کر دیا، یعنی آپ علیہ السلام کا اور زیادہ رتبہ بڑھایا اور آپ علیہ السلام کو فرائض رسالت کی انجام دہی کے لئے دوبارہ ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔

نوٹ: (قصّہ حضرت یونس علیہ السلام کی مزید تفصیلات کے لئے مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل ملاحظہ فرمائیں)۔

آیت نمبر ۵۱: ۱: جب آپ ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے تو کفار مکہ کیا کرتے تھے؟ ۱: کفار مکہ آپ ﷺ کو گھور گھور کر دیکھتے تا کہ آپ ﷺ کو قرآن کی تبلیغ سے پھسلا دیں۔

شانِ نزول: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب کفار نے آپ ﷺ کو نظر بد لگانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو نظر بد لگائی۔ قریش کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا ہم نے آپ جیسا اور آپ کے استدلال جیسا نہیں دیکھا۔ اللہ ﷻ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اس نظر بد سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ نظر بد کا رواج بنو اسد کے قبیلے میں بہت زیادہ تھا۔

عملی پہلو: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نظر کا لگ جانا اور اس کا دوسروں پر اثر انداز ہونا حق ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں اس سے بچنے کے لئے دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں اور یہ بھی تاکید کی گئی ہے کہ جب کسی کو کوئی چیز اچھی لگے تو مَاشَاءَ اللهُ يَابَارَكَ الله کہو تا کہ اسے نظر نہ لگے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو درج ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ ﷻ کی پناہ میں دیتے تھے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر بری نظر اثر کرتی ہے جس سے اللہ ﷻ کی پناہ طلب کرنی چاہیئے تو اچھی نظر بھی اکثر رکھتی ہے جو دلوں کی کایا پلٹ دیتی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔ "میں تم دونوں کو اللہ کے بھرپور کلمات کی پناہ میں سونپتا ہوں ہر شیطان سے اور ہر ایک زہریلے جانور سے اور ہر ایک لگ جانے والی نظر سے" اور فرماتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو انہی الفاظ سے اللہ ﷻ کی پناہ میں دیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

۲: کفار مکہ قرآن کو سن کر آپ ﷺ سے کیا کہتے تھے؟ ۲: وہ کہتے تھے کہ آپ ضرور مجنون ہیں۔ (معاذ اللہ)

۳: کفار مکہ آپ ﷺ کو مجنون یا دیوانہ کیوں کہتے تھے؟ ۳: وہ آپ ﷺ کو دیوانہ اس لئے کہتے تھے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی عقل اور عقیدہ کے خلاف سمجھتے تھے۔ پھر صرف آپ ﷺ کی قوم نے ہی آپ ﷺ کو مجنون نہیں کہا بلکہ ہر رسول کو دیوانہ کہا جاتا رہا ہے۔ (معاذ اللہ)

علمی بات: ایک نبی علیہ السلام اور ایک مجنون میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی دعوت اگرچہ بُرائی میں مبتلا معاشرہ کی عقل اور دستور کے خلاف ہوتی ہے۔ تاہم وہ ہمیشہ اپنی دعوت حق پر قائم رہ کر، اس پر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ وہ اپنے پاکیزہ و بلند اخلاق و کردار سے اپنی بات پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ جبکہ مجنون ان تینوں باتوں سے عاری ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۵۲: ا: قرآن کا کیا تعارف کرایا گیا ہے؟ ا: قرآن تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

علمی بات: قرآن کا انکار کرنے والوں اور آپ ﷺ کو مجنون کہنے والوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن جن و انس کی ہدایت و رہنمائی اور نصیحت کے لئے آیا ہے۔ اس میں تمام عالم کے بنی نوع انسان کی اصلاح کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس کو بیان کرنے والا مجنون (دیوانہ) ہرگز نہیں۔ اِس کو بیان کرنے والے کا کردار بھی عظیم ہے جن کو ان مشرکین نے ہی صادق اور امین کہا تو وہ مجنوں کیسے ہو سکتے ہیں؟ حقیقت میں یہ کفار و مشرکین خود ہی مجنون ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) "اور اے نبی (ﷺ)! آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں" یہ کس کا فرمان ہے؟

✓ (الف) اللہ سبحانہ و تعالیٰ (ب) تمام انبیاء ☐ (ج) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(۲) رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے پر جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ کیا کہتا ہے؟

(الف) یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام ہے (ب) یہ جھوٹ ہے ✓ (ج) یہ پچھلوں کی کہانیاں ہیں

(۳) باغ والے صبح سویرے باغ میں کیوں جانا چاہتے تھے؟

(الف) تاکہ آرام سے سارا دن لگا کر پھل توڑ سکیں ✓ (ب) تاکہ مسکینوں کے پہنچنے سے پہلے ہی پھل توڑ سکیں

(ج) تاکہ مسکینوں اور فقیروں میں پھل تقسیم کر سکیں

(۴) بعض لوگ قیامت کے دن چاہنے کے باوجود اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو سجدہ کیوں نہیں کر سکیں گے؟

✓ (الف) کیونکہ وہ دنیا میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے تھے (ب) کیونکہ وہ دنیا میں شرک کیا کرتے تھے

(ج) کیونکہ وہ دنیا میں والدین کی نافرمانی کرتے تھے

(۵) سورت کے آخر میں کس نبی علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے؟

(الف) حضرت یعقوب علیہ السلام (ب) حضرت یوسف علیہ السلام ✓ (ج) حضرت یونس علیہ السلام

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

ا۔ اس سورت کے آغاز میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی کیا شان بیان فرمائی ہے؟

آپ ﷺ مجنون نہیں آپ ﷺ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے، آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں (آیات ۲ تا ۴)

۲۔ اس سورت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کی کیا علامات بیان کی گئی ہیں؟
قسمیں کھانا، طعنے دینا، چغلی کھانا، نیکی سے روکنا، حد سے بڑھنا، گناہوں میں مبتلا رہنا اور اللہ ﷻ کی آیات کو پچھلوں کی کہانیاں کہنا۔ (آیات ۱۱ تا ۱۶)

۳۔ باغ والوں کے واقعہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
بخل، کنجوسی کرنے پر نعمت چھن جاتی ہے۔

۴۔ اس سورت کے دوسرے رکوع میں قیامت کا کیا منظر بیان کیا گیا ہے؟
جواب کے لئے ملاحظہ فرمائیں آیات: ۴۲، ۴۳۔

۵۔ اس سورت کے اختتام پر قرآنِ حکیم کا کیا تعارف بیان کیا گیا ہے؟
قرآن تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

عملی سرگرمی:

ا۔ طلبہ سے کہیں کہ آیات ۱۷ تا ۳۳ میں بیان کیا ہوا باغ والوں کا قصہ کہانی کے انداز میں بنا کر لائیں اور پھر کچھ طلبہ سے وہ قصہ کمرۂ جماعت میں سنیں۔ طلبہ کو اخلاقی سبق کے طور پر اس قصہ کا حاصل بتائیں کہ دیکھیں جن لوگوں نے کنجوسی و بخل کیا تو اللہ ﷻ نے ان کا باغ تباہ کر دیا۔ پھر کلاس سے کہیں کہ ہر بچہ اپنے لنچ باکس سے کھانے کا کچھ حصہ الگ کر دے۔ اس کے بعد تمام بچوں کے کھانوں کو جمع کر کے چوکیدار، بوا، جمعدار اور ایسے دیگر خادموں کو پوری کلاس کی طرف سے دے دیں۔ طلبہ پر صدقہ خیرات کی اہمیت واضح کرنے کے لئے مندرجہ آیات اور احادیث سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔

نکات: " وہ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرما دیں جو تم خرچ کرو مال میں سے تو وہ والدین کے لئے ہے اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور جو (بھی) تم کرتے ہو کوئی بھلائی تو بے شک اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔" (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱۵)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال (اس) دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں (اور پھر) ہر بالی میں سو دانے ہوں (یعنی سات سو گنا اجر پاتے ہیں)، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (اس سے بھی) اضافہ فرما دیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔" (سورۃ البقرہ، آیت: ۲۶۱)

احادیث مبارکہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جہنم سے بچو چاہے اس کے لئے تمہیں کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ دے سکو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اسلام میں مساکین کی مدد کرنے اور ان پر خرچ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ صدقہ اور خیرات کرتے وقت ان مسلمانوں کو تلاش کریں جو ضرورت مند اور محتاج ہوں مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں۔ اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ صدقات کرنے اور مستحقین کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE FEDERAL GOVERNMENT. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL/CRIMINAL ACTION.

سُورَةُ الحَآقَّۃُ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۲۲) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۳تا۵۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ "اَلْحَآقَّۃُ" کیا ہے؟

۲۔ قیامت کو جھٹلانے والی قوموں کا کیا انجام ہوا؟

۳۔ سابقہ قوموں کے انجام میں کیا سبق ہے؟

۴۔ قیامت کے واقع ہونے کے وقت کیا مناظر رونما ہوں گے؟

۵۔ دائیں ہاتھ والے کون ہیں اور ان کا انجام کیسا ہو گا؟

۶۔ بائیں ہاتھ والے کون ہیں اور ان کے ساتھ کیسا سلوک ہو گا؟

۷۔ قیامت کے دن ناکام ہونے والا کس بات پر پچھتائے گا؟

۸۔ اہل جہنم کے کون سے جرائم بیان ہوئے ہیں؟

۹۔ اہل جہنم کے لئے کھانا اور پینا کیسا ہو گا؟

۱۰۔ مشرکین کے کن الزامات کو رد کیا گیا ہے؟

۱۱۔ منکرینِ قرآن پر کیا افسوس کیا گیا ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورۃ "سورۃ القلم" میں رسول اللہ ﷺ کے خلق عظیم کے مقام پر فائز ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کی اخلاقی برائیوں، ان کے عبرت ناک انجام اور باغ والوں پر آنے والے دنیاوی عذاب کا ذکر تھا۔ سورۃ القلم میں ذکر تھا کہ فرمانبردار اور مجرم لوگ برابر نہیں ہو سکتے، سورۃ الحاقہ میں فرمانبرداروں (یعنی اہل جنت) اور نافرمانوں (یعنی اہل جہنم) کے حالات کا بیان ہے۔ سورۃ القلم میں ذکر تھا کہ قرآن حکیم تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے سورۃ الحاقہ میں فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن حکیم کسی شاعر یا کاہن کا کلام نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے محبوب حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا کلام ہے جو تمام جہانوں کے رب اللہ ﷻ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: الحاقۃ سے کیا مراد ہے؟ ۱: یقیناً واقع ہونے والی۔ وہ واقعہ جس کا آنا یقینی، لازماً اور برحق ہے، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

آیت نمبر ۲: ۱: یقیناً واقع ہونے والی کیا ہے؟ ۱: قیامت جو آکر رہے گی۔

علمی بات: سورت کے آغاز میں یکے بعد دیگرے یہ دو سوالات درحقیقت سامعین کو اس واقع ہونے والی قیامت کی اہمیت، شان اور عظمت کو سمجھانے کے لئے کیئے گئے ہیں تاکہ وہ پوری توجہ کے ساتھ آگے بیان ہونے والی بات سنیں۔

آیت نمبر ۳: ۱: الحاقۃ کیا ہے؟ ۱: قیامت کا ایک اور نام۔

۲: "اور آپ کو کیا معلوم کیا ہے یقیناً واقع ہونے والی" کہہ کر کیا بات سمجھائی جارہی ہے؟ ۲: یعنی اس کی حقیقت کو جاننا اور پوری طرح اس کا اندازہ کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ سو بڑا ہی بُرا حال ہوگا ان لوگوں کا جو آج اس کو جھٹلا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مہلت عمر یونہی گزر جائے گی، اور ان کو خالی ہاتھ دنیا سے کوچ کرنا پڑے گا، جو سب سے بڑا اور انتہائی ہولناک خسارہ ہے کیونکہ یہ وہ خسارہ ہے جس کی تلافی اور تدارک کی پھر کوئی صورت ممکن نہیں ہوگی۔

آیت نمبر ۴: ۱: کن قوموں نے قیامت کا انکار کیا؟ ۱: قوم ثمود اور قوم عاد نے۔

۲: ان قوموں کی کیا ترتیب تھی؟ ۲: پہلے قوم عاد گزری ہے۔ پھر قوم ثمود۔

۳: قوم ثمود کی طرف کسے رسول بنا کر بھیجا گیا؟ ۳: حضرت صالح علیہ السلام۔ ۴: قوم ثمود کا جرم کیا تھا؟ ۴: اللہ ﷻ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اپنے رسول کو جھٹلانا۔ ۵: قوم عاد کی طرف کسے رسول بنا کر بھیجا گیا؟ ۵: حضرت ہود علیہ السلام۔ ۶: قوم عاد کا کیا جرم تھا؟

۶: اللہ ﷻ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اپنے رسول کو جھٹلانا۔ ۷: اس آیت میں قیامت کو کس نام سے ذکر کیا گیا ہے؟ ۷: القارعۃ۔ ۸: القارعۃ کے کیا معنی ہیں؟ ۸: کھڑ کھڑانے والی قیامت۔

علمی بات: قیامت یا آخرت کا معاملہ اتنا ہی نہیں کہ کوئی مانتا ہے تو مان لے نہیں مانتا تو نہ مانے۔ انکارِ قیامت کا فوری اثر دنیا میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ جن قوموں نے بھی آخرت کا انکار کیا ان کے اخلاق بگڑ گئے وہ ظلم و جور میں مبتلا ہو گئیں۔ بالآخر ان پر اللہ ﷻ کا عذاب دنیا میں بھی آیا جس نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔

آیت نمبر ۵: ۱: قوم ثمود کا کیا انجام ہوا؟ ۱: ایک خوف ناک آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔

علمی بات: قوم ثمود پر آنے والے عذاب کے لئے مختلف مقامات پر مختلف الفاظ آئے ہیں۔ سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۷۸ میں اس کو الرَّجْفَةُ (زبردست زلزلہ) کہا گیا ہے۔ سورۃ ہود ۱۱، آیت: ۶۷ میں الصَّيْحَةُ (زبردست دھماکہ یا ہیبت ناک چیخ) کا لفظ آیا ہے اور سورہ حم السجدہ ۴۱، آیت: ۱۷ میں (صَاعِقَةُ الْعَذَابِ) (یعنی گرنے والی بجلی کا عذاب) کا لفظ آیا ہے اور یہاں الطَّاغِيَةِ کا لفظ آیا ہے۔

علمی بات: قوم ثمود کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم برائے طلباء طالبات حصّہ اول اور رہنمائے اساتذہ حصّہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۶: ۱: قوم عاد کا کیا انجام ہوا؟ ۱: وہ آندھی سے ہلاک کیئے گئے۔ ۲: وہ آندھی کیسی تھی؟ ۲: انتہائی سرد اور بے قابو تھی۔

علمی بات: یہاں ایک اہم اور بنیادی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اشیاء نفع پہنچانے اور نقصان پہنچانے میں اللہ ﷻ کے اذن، مرضی اور حکم کے تابع ہیں۔ جب تک اس کی طرف سے اذن اور حکم ہوتا ہے یہ چیزیں نفع پہنچاتی ہیں ورنہ یہی بگڑ کر نیست و نابود کرنے والا عذاب بن جاتی ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: جو شخص روزانہ صبح و شام تین تین مرتبہ یہ کلمات (دعا) پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ "اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ آسمان و زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، مسند احمد)

آیت نمبر ۷: ۱: قومِ عاد پر آندھی کتنے دن مسلط رہی؟ ۱: سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار۔
۲: عذاب کے بعد قومِ عاد کے لوگوں کا کیا حال ہوا؟ ۲: ان کی لاشیں اس طرح گری پڑی تھیں جیسے کہ وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔
علمی بات: یہ لوگ بڑے مضبوط، طاقتور اور لمبے چوڑے جسموں والے تھے۔ سورۃ حٰم سجدہ ۴۱، آیت: ۱۵ میں آتا ہے کہ جب ان کو حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو کہنے لگے "ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟" لیکن جب ہم نے ان پر ہوا کو چھوڑ دیا تو یہ لوگ اس کا بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ تند و تیز ہوا نے ان کو یوں اکھاڑ کر پھینکا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کھجوروں کے بے جان اور کھوکھلے تنے پڑے ہوئے ہیں۔
نوٹ: قومِ عاد کی مزید تفصیلات مطالعہ ٔقرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات حصّہ اول اور رہنمائے اساتذہ حصّہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔
آیت نمبر ۸: ۱: پچھلے منکرین آخرت کا کیا انجام ہوا؟ ۱: ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔
آیت نمبر ۹: ۱: آلِ فرعون سے پہلے کس قوم کی طرف اشارہ ہے؟ ۱: ایک رائے کے مطابق اس سے اہلِ مدین مراد ہیں۔ ۲: الٹی ہوئی بستیوں والوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم یعنی عمورہ اور سدوم کی بستیوں والے مراد ہیں۔ ۳: تاریخ سے آخرت کا انکار کرنے والی کن بستیوں کی مثال عبرت کے لئے بیان کی گئی ہے؟ ۳: آلِ فرعون، اہلِ مدین اور عمورہ اور سدوم کے لوگوں کی مثال عبرت کے طور پر بیان کی گئی ہے۔
۴: ان قوموں کے درمیان کیا زمانی ترتیب ہے؟ ۴: سب سے پہلی قوم لوط علیہ السلام ہے، پھر اہلِ مدین ہیں اور ان کے بعد آلِ فرعون ہیں۔
۵: اِن قوموں نے کیا بڑی خطائیں کی تھیں؟ ۵: ان تمام قوموں کی مشترکہ بڑی خطا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اپنے انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کو جھٹلانا تھا اس کے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی، اہلِ مدین ناپ تول میں کمی اور آلِ فرعون بنی اسرائیل کو غلام بنانے اور اُن پر ظلم کرنے کے مرتکب ہوئے تھے۔
آیت نمبر ۱۰: ۱: ان قوموں کی طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسے رسول بنا کر بھیجا؟ ۱: عمورہ اور سدوم کے رہنے والوں کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو، اہلِ مدین کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو اور آلِ فرعون کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ ۲: ان قوموں نے اپنے رب کی طرف سے بھیجے گئے رسولوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ۲: ان سب نے اپنے رسولوں کی نافرمانی کی۔ ۳: رسولوں کی نافرمانی کرنے کا کیا انجام ہوا؟ ۳: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں نہایت سخت پکڑ میں پکڑ لیا۔ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ" کے بارے میں سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۹۹ میں آتا ہے کہ "کیا پس وہ اللہ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے۔ سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا"۔ ۴: ان قوموں پر عذاب کس شکل میں آیا؟ ۴: عمورہ اور سدوم کی آنکھیں ایسے مٹا دیں گویا ان کے چہروں پر آنکھوں کے نشان تک بھی نہ تھے پھر ان پر پتھروں کی بارش ہوئی اور ان کی بستیوں کو اٹھا کر پٹخ دیا گیا۔ اہلِ مدین زلزلہ کا شکار ہوئے اور آلِ فرعون کو سمندر میں غرق کر دیا گیا۔
نوٹ: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی مزید تفصیلات مطالعہ ٔقرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات حصّہ چہارم اور رہنمائے اساتذہ حصّہ چہارم میں اور قومِ فرعون کی مزید تفصیلات مطالعہ ٔقرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات حصّہ دوم اور رہنمائے اساتذہ حصّہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔
آیت نمبر ۱۱: ۱: اس آیت میں کس قوم کی طرف اشارہ ہے؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی طرف۔ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر کیا عذاب بھیجا گیا؟ ۲: پانی کے طوفان کا عذاب بھیجا گیا۔ ۳: عذاب آنے پر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے اہلِ ایمان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ ۳: جب پانی طغیانی پر آیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں کشتی میں سوار کر دیا۔ ۴: "ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا" سے کیا مراد ہے؟ ۴: اگرچہ کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور ان کے ساتھی سوار ہوئے تھے لیکن چونکہ بعد کی پوری انسانی نسل حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہی سے چلی اس لئے فرمایا کہ ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا۔
آیت نمبر ۱۲: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیوں فرمایا؟ ۱: تاکہ یہ واقعہ آنے والوں کے لئے نصیحت بن جائے۔
۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے واقعہ میں کیا نصیحت ہے؟ ۲: سابقہ تمام قوموں کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے قصہ میں بھی سامانِ عبرت ہے اور تمام لوگوں کے لئے نصیحت ہے کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب میں پکڑے جاتے ہیں۔

۳: قرآن حکیم میں نافرمان قوموں کی مثال عبرت کیوں دی گئی ہے؟ ۳: تاکہ لوگ ان واقعات سے عبرت و نصیحت حاصل کریں اور اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔

نوٹ: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآن حکیم برائے طلباء و طالبات حصہ اوّل اور رہنمائے اساتذہ حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اس آیت میں مستقبل میں ہونے والے کس معاملے کا ذکر ہے؟ ۱: نفخۃ الاولی یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے۔

۲: صور میں کون پھونک مارے گا؟ ۲: حضرت اسرافیل علیہ السلام صور میں پھونک ماریں گے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: صور پھونکنے کا کیا اثر ہو گا؟ ۱: زمین اور سب پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: صور پھونکنے والے دن کیا ہو گا؟ ۱: اس دن قیامت واقع ہو گی۔

۲: اس آیت میں قیامت کا ذکر کس نام سے کیا گیا ہے؟ ۲: الواقعہ کے نام سے جس کے معنی ہیں واقع ہونے والی۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: قیامت کے دن آسمان کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن کمزور ہو گا۔ آسمان کے پھٹ جانے کا ذکر سورۃ الانفطار ۸۲، کی آیت: ۱ اور سورۃ الانشقاق ۸۴، آیت: ۱ میں بھی ہے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: قیامت کے دن فرشتوں کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: فرشتے آسمان کے پھٹنے پر اس کے وسط سے نکل کر اس کے کناروں پر چلے جائیں گے۔

۲: آج کتنے فرشتے عرش باری تعالیٰ کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہیں؟ ۲: چار فرشتے۔

۳: قیامت کے دن کتنے فرشتے عرش باری تعالیٰ کو تھامے ہوئے ہوں گے؟ ۳: آٹھ فرشتے۔

عملی پہلو: آٹھ فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ ان کے قد و قامت، ان کے جسم اور ان کی شکل و صورت کی تفصیلات کے حوالے سے بحث میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ جو کچھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا وہ حق ہے۔ جو باتیں ہماری علمی سطح سے بلند ہیں ہمیں ان کو اس رب العالمین کے حوالے کرنا چاہیئے جو علیم و خبیر ہے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: قیامت کے دن انسانوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: تمام انسان حساب کے لئے پیش کیئے جائیں گے۔

۲: انسان کے پوشیدہ رازوں کا قیامت کے دن کیا معاملہ ہو گا؟ ۲: انسان کی کوئی پوشیدہ بات اس دن چھپی نہ رہے گی۔

علمی بات: یہ پیشی اس لئے نہیں ہو گی کہ جن کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نہیں جانتا ان کو جان لے گا، وہ تو سب کو ہی جانتا ہے۔ یہ پیشی خود انسانوں پر حجت قائم کرنے کے لئے ہو گی ورنہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے تو کسی کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: قیامت کے دن کامیاب ہونے والوں کو نامۂ اعمال کون سے ہاتھ میں دیا جائے گا؟ ۱: دائیں ہاتھ میں۔

۲: دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال وصول کرنے والے کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۲: وہ لوگوں سے کہے گا کہ پڑھو میرا نامۂ اعمال۔

علمی بات: جیسا کہ انسان کی طبیعت و فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ خوشی و مسرت کے موقع پر ایسے ہی کرتا اور کہتا ہے اور اپنی کامیابی پر نازاں ہوتا ہے جس سے اس کی خوشی دوبالا ہو جاتی ہے اور پھر آخرت کی وہ کامیابی جو کہ سب سے بڑی اور حقیقی کامیابی ہو گی اور جو زندگی بھر کی کوشش و محنت کا صلہ و ثمرہ ہو گا اس کی مسرتوں کا ٹھکانا ہی کیا۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: قیامت میں کامیاب ہونے والے کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ دنیا میں اس یقین کے ساتھ زندگی گزارتا ہے کہ اسے ایک دن تمام اعمال کا حساب ملنا ہے۔ جیسا کہ سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت: ۵ میں آتا ہے کہ "جو شخص اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو بے شک اللہ کا مقرر کردہ وقت ضرور آنے والا ہے، اور وہی سننے والا جاننے والا ہے"۔

عملی پہلو: ہمیں بھی ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے اور اسی فکر میں زندگی بسر کرنی چاہیئے کہ ایک دن ہمارا حساب و کتاب ہونا ہے اور ہمارے اعمال کی جزا ملنی ہے۔ یہی کامیاب لوگوں کی صفت ہے۔ جیسا کہ سورۃ النازعات ۷۹، میں بیان ہوا ہے: "اور رہا وہ شخص جو ڈرتا رہا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے (جواب دہی کے احساس) سے اور اس نے روکے رکھا اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے تو بے شک اس کا ٹھکانا جنت ہے"۔ (سورۃ النازعات ۷۹، آیات: ۴۰ اور ۴۱)

آیت نمبر ۲۱: ا: قیامت کے دن کامیاب ہونے والے کا کیا انجام ہو گا؟ ا: وہ پسندیدہ زندگی میں ہو گا۔

عملی پہلو: جو دنیاوی زندگی کو اللہ ﷻ کی مرضی کے مطابق گزارے گا اللہ ﷻ اُس کو آخرت کی زندگی میں عیش وآرام عطا فرمائے گا اور اس پر کوئی روک ٹوک نہ ہو گی۔ جو دنیا کی دھوکے والی زندگی کو نفس وشیطان کے مرضی کے مطابق گزارے گا وہ آخرت میں شدید عذاب میں مبتلا ہو گا۔

آیت نمبر ۲۲: ا: قیامت کے دن کامیاب ہونے والا کس مقام پر ہو گا؟ ا: عالی شان جنت میں۔

علمی بات: جنت میں مختلف درجات ہیں ہر درجے کے درمیان بہت فاصلہ ہے جیسے مجاہدین کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے مجاہدین کے لئے تیار کیئے ہیں ان کے دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ زمین و آسمان جتنا ہے"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۲۳: ا: جنت کا کیا منظر کھینچا گیا ہے؟ ا: جنت کے پھل جھکے ہوں گے جنہیں حاصل کرنے میں اہل جنت کو کوئی دقت نہ ہو گی۔ یعنی وہ باغ ہوں گے تو بڑے بلند اور نہایت عالی شان لیکن ان کے پھل اور خوشے جھکے ہوئے ہوں گے اور ایسے کہ وہ لیٹے بیٹھے ہر حال میں ان کی پہنچ میں ہوں گے۔ اللہ ﷻ ہم سب کو وہ جنّت نصیب فرمائے۔ آمین۔

آیت نمبر ۲۴: ا: اہل جنت سے کیا کہا جائے گا؟ ا: ان سے کہا جائے گا کہ خوب مزہ سے کھاؤ اور پیو۔ ۲: اہل جنت سے جنت کی نعمتیں عطا کیئے جانے کا کیا سبب بیان کیا جائے گا؟ ۲: اس دن اعلان کیا جائے گا کہ ان نیک اعمال کے بدلے جو تم نے دنیا کی زندگی میں کیئے تھے اب جنت کی نعمتوں سے خوب مزہ سے کھاؤ اور پیو۔

علمی بات: اہل جنت کو وہاں پر ہر وہ چیز ملے گی جو ان کے نفس چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور لذت نصیب ہو گی اور ان کو نعمتوں بھری ان جنتوں میں ہمیشہ رہنا نصیب ہو گا جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا۔ "اور وہاں ان کے لئے وہ تمام چیزیں ہوں گی جن کی دل میں خواہش ہو اور جو آنکھوں کو بھلی لگیں اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو"۔ (سورۃ الزخرف ۴۳، آیت: ۷۱) اللہ ﷻ ہمیں بھی اپنے فضل وکرم سے جنت نصیب فرمائے۔ آمین

آیت نمبر ۲۵: ا: قیامت کے دن ناکام ہونے والوں کو نامہ اعمال کون سے ہاتھ میں دیا جائے گا؟ ا: بائیں ہاتھ میں۔

۲: بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال وصول کرنے والے کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۲: وہ تمنا کرے گا کہ کاش مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا گیا ہوتا۔

علمی بات: سورۃ انشقاق ۸۴، میں فرمایا گیا ہے" اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا"۔ غالباً اس کی صورت یہ ہو گی کہ مجرم کو چونکہ پہلے ہی سے اپنے مجرم ہونے کا علم ہو گا اور وہ جانتا ہو گا کہ اس نامہ اعمال میں کیا درج ہے، اس لئے وہ نہایت بددلی کے ساتھ اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر اسے لے گا اور فوراً پیٹھ کے پیچھے چھپا لے گا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے۔

آیت نمبر ۲۶: ا: بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال وصول کرنے والا کیا تمنا کرے گا؟ ا: کاش کہ میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ دوسرا مطلب اس آیت کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے کبھی یہ نہ جانا تھا کہ حساب کیا بلا ہوتی ہے، مجھے کبھی یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ ایک دن مجھے اپنا حساب بھی دینا ہو گا اور میرا سب کیا کرایا میرے سامنے رکھ دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۲۷: ا: بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال وصول کرنے والا کیا حسرت کرے گا؟ ا: اے کاش وہی موت میرا کام تمام کر چکی ہوتی اور مجھے دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا۔

علمی بات: سورۃ النباء ۷۸، آیت: ۴۰ میں ہے "اس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا"۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو"۔ (مسند احمد، ابن ماجہ) ہمیں ہر وقت موت کو یاد رکھنا چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۸: ا۔ قیامت کے دن ناکام ہونے والا کس بات پر پچھتائے گا؟ ا۔ میرا مال آج میرے کچھ کام نہ آیا۔

عملی پہلو: وہ مال جس کو جوڑنے اور جمع کرنے کے لئے ہم زندگی بھر لگے رہتے ہیں، جس کے لئے حلال اور حرام کی تمیز تک کی پرواہ نہیں کرتے، اور جس کو جوڑ جوڑ کر اور گن گن کر رکھتے ہیں وہ سب یہیں دنیا کے دار فانی میں رہ جائے گا۔ اور روزِ قیامت کچھ بھی کام نہ آسکے گا۔

علمی بات: قیامت کے دن ایسا شخص حسرت بھرے انداز میں کہے گا کہ کاش کہ اس کو میں نے اپنی آخرت کی اس زندگی کے لئے خرچ کیا ہوتا، تاکہ آج وہ مجھے یہاں کام آتا، اور اس عذاب سے بچنے کا ذریعہ بن جاتا، مگر بے وقت اس افسوس اور پچھتاوے کا اس کو کوئی فائدہ بہرحال نہیں ہو گا۔

آیت نمبر۲۹: ۱: قیامت کے دن ناکام ہونے والا کس بات پر غمگین ہو گا؟ ۱: میری وہ دنیا کی حکومت آج مجھ سے کھو گئی۔

علمی بات: سلطان کا لفظ دلیل وحجت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اقتدار کے لئے بھی۔ دلیل وحجت کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ آخرت کے انکار اور عذاب سے نجات کی جتنی دلیلیں وہ دنیا میں دیا کرتا تھا وہ یہاں نہیں چل سکتیں۔ اور اقتدار کے معنی میں لیا جائے تو مراد یہ ہو گی کہ دنیا میں جس طاقت، مال و دولت اور حکومت کے بل بوتے پر وہ اکڑتا تھا وہ یہاں ختم ہو چکی ہے۔

آیت نمبر۳۰: ۱: قیامت کے دن ناکام ہونے والے کے لئے کیا حکم دیا جائے گا؟ ۱: فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اسے پکڑ لو اور جکڑ لو۔

۲: قیامت کے دن ناکام ہونے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ ۲: اس کے گلے میں زنجیروں کا طوق پہنا دیا جائے گا۔

آیت نمبر۳۱: ۱: قیامت کے دن ناکام ہونے والے کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

آیت نمبر۳۲: ۱: جہنم کے کس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دیئے جانے کا ذکر ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر کوئی بڑا سا پتھر آسمان سے پھینکا جائے تو زمین پر وہ ایک رات میں آجائے لیکن اگر اس کو جہنمیوں کے باندھنے کی زنجیر کے سرے پر سے چھوڑا جائے تو دوسرے سرے تک پہنچنے میں چالیس سال لگ جائیں"۔ (جامع ترمذی، مسند احمد) ہمیں ہر وقت جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

آیت نمبر۳۳: ۱: جہنم میں جانے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ بڑی عظمت والے اللہ ﷻ پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔

آیت نمبر۳۴: ۱: جہنم میں لے جانے والی دوسری وجہ کیا بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دلاتا تھا۔ بالکل یہی الفاظ سورۃ الماعون۱۰۷، آیت:۳ میں بھی آتے ہیں۔

علمی بات: بخیل لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے کہ وہ نہ خود خرچ کرتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کو خرچ کرنے کی تعلیم و تلقین ہی کرتے ہیں' بلکہ ان کی خواہش اور کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ دوسرا بھی خرچ نہ کرے' تاکہ ان کے بخل اور کنجوسی پر پردہ پڑا رہے۔

آیت نمبر۳۵: ۱: قیامت کے دن اہل جہنم کی کس محرومی کا بیان کیا گیا ہے؟ ۱: قیامت کے دن ان کا کوئی گرم جوش دوست نہیں ہو گا۔ اس بات کا ذکر سورۃ الشعراء۲۶، کی آیت:۱۰۱ میں بھی آتا ہے۔

علمی بات: قرآن حکیم یہ بتاتا ہے کہ آخرت میں دوستیاں صرف اہل ایمان ہی کی باقی رہ جائیں گی۔ رہے گمراہ لوگ، تو وہ دنیا میں چاہے کیسے ہی جگری دوست رہے ہوں، وہاں پہنچ کر ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوں گے، جیسا کہ سورۃ الزخرف۴۳، آیت:۶۷ میں آتا ہے کہ" اس دن دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیز گاروں کے"۔

آیت نمبر۳۶: ۱: اہل جہنم کے لئے کیا کھانا ہو گا؟ ۱: زخموں کی پیپ کے سوا کوئی کھانا نہیں ہو گا۔

آیت نمبر۳۷: ۱: زخموں کی پیپ کس کا کھانا ہو گی؟ ۱: گناہ گاروں کا کھانا ہو گی۔

آیت نمبر۳۸: ۱: اللہ ﷻ کن چیزوں کی قسم فرما رہا ہے؟ ۱: وہ تمام چیزیں جنہیں ہم دیکھ سکتے ہیں۔

۲: ہم کن چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں؟ ۲: وہ تمام چیزیں جن کا تعلق شہادہ (حاضر) سے ہے مثلاً آسمان، سورج، چاند، ستارے، زمین، حیوانات، نباتات اور جمادات وغیرہ۔

آیت نمبر۳۹: ۱: اللہ ﷻ کن چیزوں کی قسم فرما رہا ہے؟ ۱: وہ تمام چیزیں جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ۲: ہم کن چیزوں کو دیکھ نہیں سکتے؟

۲: وہ تمام چیزیں جن کا تعلق عالم غیب سے ہے وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں مثلاً اللہ ﷻ، فرشتے، جنت، جہنم، ارواح اور جنات وغیرہ۔

آیت نمبر۴۰: ۱: اللہ ﷻ نے یہ عظیم قسمیں کس بات پر فرمائی ہیں؟ ۱: قرآن حکیم کے برحق ہونے پر۔ ۲: یہاں "رسول کریم" سے مراد کون ہیں؟

۲: اکثر مفسرین کرام کے نزدیک یہاں "رسول کریم" سے مراد خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ۳: قرآن حکیم کو رسول کریم ﷺ کا قول کیوں کہا گیا ہے؟ ۳: کیونکہ قرآن حکیم اللہ ﷻ کا وہ کلام ہے جو رسول کریم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا اور آپ ﷺ کی زبان مبارک کے ذریعہ لوگوں

تک پہنچایا گیا۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: منکرین قرآن کے کس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے؟ ۱: قرآن حکیم کسی شاعر کا قول نہیں۔
۲: منکرین قرآن پر کیا افسوس کیا گیا ہے؟ ۲: وہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن حکیم کو سن کر کبھی ان کا دل خود پکار اٹھتا تھا کہ یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا، مگر پھر بھی یہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور اس پر ایمان لانے سے انکار کرتے رہے۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: منکرین قرآن کے اعتراض کا کیا جواب دیا ہے؟ ۱: قرآن حکیم کسی کاہن کا قول بھی نہیں ہے۔ ۲: کاہن کسے کہتے ہیں؟
۲: کاہن اسے کہتے ہیں جو آنے والے واقعات کی پیشین گوئی کرے اور راز جاننے کا دعویٰ کرے۔ بعض کاہن یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک جن ان کے تابع ہے جو انہیں خبریں پہنچاتا رہتا ہے۔ اور بعض اپنے فہم کی بنیاد پر غیب کی خبریں رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ۳: منکرین قرآن کے کس طرز عمل پر افسوس کیا گیا ہے؟
۳: وہ بہت ہی کم فکر کرتے ہیں کہ وہ کاہن کی الٹی سیدھی باتوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عظیم کلام میں فرق نہیں کر پاتے۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: قرآن حکیم کی عظمت کو کیسے بیان کیا گیا؟ ۱: قرآن حکیم کوئی معمولی کلام نہیں بلکہ یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: کیا (معاذاللہ) کوئی رسول اپنی طرف سے گھڑ کر کوئی بات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کر سکتا ہے؟ ۱: ہرگز نہیں کوئی رسول ایسا نہیں کر سکتا۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اس بات کی وضاحت سورۃ النجم ۵۳، آیت: ۳ تا ۴ سے ہو جاتی ہے کہ "اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں فرماتے۔ ان کا فرمان تو وحی الٰہی ہی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے"۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر جھوٹ گھڑنے کا کیا انجام ہوتا ہے؟ ۱: یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتا۔
۲: داہنا ہاتھ پکڑ لینے سے کیا مراد ہے؟ ۲: کسی کو پوری طرح جکڑ لینا مراد ہے۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر جھوٹ گھڑنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضرور اس کی شہ رگ کاٹ دیتا۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: کیا کوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کسی کو سزا دینے سے روک سکتا ہے؟ ۱: ہرگز نہیں۔ کوئی بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو روکنے والا نہیں ہو سکتا۔

علمی بات: خیال رہے یہ بات، خاص نبی کریم ﷺ کی حقانیت کے ضمن میں بیان کی گئی ہے جس سے مقصد آپ ﷺ کی صداقت کا اظہار ہے یعنی ایسا ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کریں۔ اس میں یہ اصول بیان نہیں کیا گیا ہے کہ جو بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو جھوٹے مدعی کو ہم فوراً سزا سے دوچار کر دیں گے لہذا اس سے کسی جھوٹے نبی کو اس لئے سچا ثابت نہیں کرایا جا سکتا کہ دنیا میں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ سے بچا رہا۔ لوگوں نے تو نبوت کے بجائے خدائی کے بھی دعوے کیئے۔ کئی لوگوں نے ان کی خدائی کو تسلیم بھی کیا۔ پھر بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خدائی کے ایسے دعوے داروں کو فوراً کوئی سزا نہیں دی۔ اس لئے کہ یہ سراسر باطل بھی ہے اور لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بھی۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: قرآن حکیم کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: قرآن حکیم متقین کے لئے نصیحت ہے۔ ۲: متقین کون ہیں؟ ۲: وہ پرہیزگار لوگ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ الانعام ۶، آیت: ۵۱ میں آتا ہے کہ " اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کیئے جائیں گے (اور جانتے ہیں کہ) اس کے سوا نہ تو ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا۔ ان کو اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کریں تاکہ پرہیزگار بنیں۔"

آیت نمبر ۴۹: ۱: منکریں قرآن کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن حکیم جھٹلانے والوں سے خوب واقف ہے۔

علمی بات: اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن حکیم کو جھٹلانے والوں کو جو مہلت دیئے ہوئے ہے، انہیں جو ڈھیل ملی ہوئی ہے اس سے کسی کو دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیئے، اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے بے خبر ہے بلکہ وہ ان کو خوب جاننے والا ہے۔ پس وہ اپنی اس تکذیب کے انجام سے بچ نہیں سکتے۔

آیت نمبر ۵۰: ۱: قرآن حکیم کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: قرآن حکیم کو جھٹلانا کافروں کے لئے حسرت کا سبب بن جائے گا۔ سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۲۷ میں کفار کی حسرت کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے کہ "اس دن ظالم انسان مارے افسوس کے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا اے کاش میں نے رسول کے

ساتھ حق وہدایت کاراستہ اپنایاہوتا"۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "قرآن تمہارے حق میں دلیل ہو گا یا تمہارے خلاف"۔ (صحیح مسلم)

عملی پہلو: ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہیں ہم بھی قرآنی تعلیمات سے منہ موڑ کر اس کو عملاً جھٹلانے کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مہلتِ عمل ختم ہو جائے اور محاسبہ کا وقت سر پہ آپہنچے۔

آیت نمبر ۵۱: ا: قرآن حکیم کی عظمت کیسے بیان فرمائی گئی؟ ا: بے شک قرآن حکیم یقینی طور پر برحق ہے۔

علمی بات: حق الیقین، یقین کا آخری درجہ ہوتا ہے، جو بار بار کے تجربوں کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جس میں شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ بالکل حق اور سچ ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم بھی ایسی ہی حقیقت ہے جس کے مضامین سراپا سچ ہیں جو عقل اور تجربہ کی کسوٹی پر بھی بالکل پورے اترتے ہیں۔

عملی پہلو: ہمیں چاہیئے کہ قرآن حکیم پر ایمان لا کر اس کے حقوق اور تقاضوں پر عمل کریں۔

آیت نمبر ۵۲: ا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کیا تلقین فرمائی؟ ا: آپ ﷺ تسبیح کیجئے اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: آپ ﷺ نے "سبحان ربی العظیم" کی تسبیح کو نماز میں رکوع میں پڑھنے کا اہتمام فرمایا اور اس کی امت کو بھی تلقین فرمائی۔

(مسند احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) سات راتیں اور آٹھ دن آندھی کا عذاب کس قوم پر آیا؟

(الف) قومِ ثمود ✓(ب) قومِ عاد (ج) اہلِ مدین

(۲) قیامت کے دن عرشِ الٰہی کو کتنے فرشتے اُٹھائے ہوں گے؟

(الف) چار (ب) چھ ✓(ج) آٹھ

(۳) اس سورت میں جہنم میں لے جانے کی کیا وجوہات بیان ہوئی ہیں؟

✓(الف) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو نہ ماننا اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا (ب) کفر کرنا اور شرک کرنا (ج) شاعری کرنا اور جادو کرنا

(۴) قرآنِ حکیم کس کی زبان سے نکلا ہوا کلام ہے؟

(الف) شاعر (ب) کاہن ✓(ج) رسول کریم ﷺ

(۵) سورت کے آخر میں نبی کریم ﷺ کی توجہ کس بات کی جانب مبذول کروائی گئی؟

(الف) اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت مانگنے ✓(ب) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے (ج) اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا مانگنے

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے :

۱۔ اَلْحَاقَّہ کے معنی کیا ہیں؟

حاقہ کے معنی وہ چیز جس کا ہونا حق اور یقینی ہو۔ یہ قیامت کا ایک اور نام ہے۔

۲۔ اس سورت کے آغاز میں جن نافرمان قوموں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے نام تحریر کیجیے؟

قومِ ثمود، قومِ عاد، اہلِ مدین، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم۔

۳۔ پہلے رکوع کے درمیان میں قیامت برپا ہونے کا کیا نقشہ کھینچا گیا ہے؟

زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا فرشتے آسمان کے کناروں پر ہوں گے انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور کوئی راز چھپا نہ رہے گا۔

۴۔ جس شخص کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ قیامت کے دن کیا کہے گا؟

لو پڑھو میرا اعمال نامہ۔ میں تو پہلے ہی یقین رکھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا۔ (آیات ۱۹، ۲۰)

۵۔ جس شخص کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ قیامت کے دن کیا کہے گا؟

کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ کاش موت میرا خاتمہ ہی کر دیتی نہ میرا مال میرے کام آیا اور نہ میری حکومت۔ (آیات ۲۵ تا ۲۹)

عملی سرگرمی:

۱۔ طلبہ سے قیامت کے ناموں کی ایک فہرست ترجمہ کے ساتھ بنوائیں جو قرآنِ حکیم میں بیان ہوئے ہیں اور جو سب سے بہتر ہو اسے کلاس میں آویزاں کریں۔

نکات: "الساعة، الواقعہ، الحاقہ، القارعہ، الغاشیہ، الصاخہ، الطامۃ الکبریٰ۔"

۲۔ طلبہ سے پانچ نافرمان قوموں قومِ عاد، قومِ ثمود، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اور قومِ فرعون پر عذاب آنے والے لکھوائے جاسکتے ہیں۔
طلبہ کو یہ احساس دلائیں کہ کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نافرمان قوموں کو تباہ کیا ہمیں ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوۡرَةُ الۡمَعَارِج

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۲۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۲۷ تا ۴۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ معارج کسے کہتے ہیں؟

۲۔ صبر جمیل سے کیا مراد ہے؟

۳۔ قیامت کے دن گہرے دوستوں کی کیا کیفیت ہو گی؟

۴۔ قیامت کے دن مجرم اپنے بچاؤ کے لئے کیا چاہے گا؟

۵۔ ہمیں عذاب سے بچنے کے لئے کیا فکر کرنی چاہیئے؟

۶۔ حق سے پیٹھ پھیرنے اور منہ موڑنے سے کیا مراد ہے؟

۷۔ مانگنے والوں اور محرومین سے مراد کون ہیں؟

۸۔ امانت کی کتنی اقسام ہیں؟

۹۔ امانت کی حفاظت کرنے سے کیا مراد ہے؟

۱۰۔ گواہیوں پر قائم رہنے کا کیا مطلب ہے؟

۱۱۔ نماز کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟

۱۲۔ مشرکین کی مخالفتوں اور سازشوں کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

۱۳۔ روزِ قیامت مجرموں کی رسوائی کا ذکر کس انداز میں کیا گیا ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الحاقہ" میں قیامت کے یقینی ہونے کا بیان تھا۔ سورۃ المعارج میں منکرین آخرت کے شبہات کا ذکر ہے۔ سورۃ الحاقہ میں اہل جنّت اور اہل جہنم کی آخرت میں کیفیات کا بیان تھا۔ سورۃ المعارج میں نیک لوگوں کی قابل تقلید و پسندیدہ خصائل و عادات اور نافرمان لوگوں کی انتہائی بُری و مذموم صفات کا ذکر ہے۔ سورۃ الحاقہ میں ذکر تھا کہ مجرم لوگ مسکینوں پر مال خرچ نہیں کرتے۔ سورۃ المعارج میں ذکر ہے کہ مجرم لوگ مال و دولت کو گن گن کر رکھتے ہیں۔ دونوں سورتوں میں ذکر ہے کہ روزِ قیامت گرم جوش مجرم دوست بھی ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS AN OFFENSE. ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت نمبر ۱: ۱: اعتراض کرنے والا کون تھا؟ ۱: مفسرین کے نزدیک یہ ایک کافر سردار نضر بن حارث تھا اور بعض کتب تفاسیر میں یہ روایت بھی ہے کہ یہ شخص حارث بن نعمان فہری تھا۔

علمی بات: اس آیت کے شانِ نزول کے حوالے سے کتب تفاسیر میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر دورانِ خطبہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ کے مقام قرب وولایت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ "جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کا مولیٰ ہے" تو جب یہ خبر حارث بن نعمان فہری یا بعض تفاسیر کے مطابق نضر بن حارث کو پہنچی تو وہ اپنے اونٹنی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور رسول اکرم ﷺ سے اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اے محمد! آپ نے ہمیں کلمہ شہادت، نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا حکم دیا تو ہم نے قبول کر لیا مگر آپ راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچازاد (علی) کو ہم پر فضیلت دے دی یہ آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا پھر اللہ ﷻ کی طرف سے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے"۔ تو وہ یہ کہتا ہوا مڑا کہ اے اللہ! اگر محمد کا کہنا حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا دے یا بڑا عذاب نازل کر۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آگرا اور اس کے جسم سے پار ہو گیا اور وہ بدبخت موقع پر ہی ہلاک ہو گیا تو اس موقع پر اس سورت کی پہلی آیت نازل ہوئی۔ کچھ تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ کفار میں سے ایک شخص نضر بن حارث نے اللہ ﷻ کے عذاب نازل ہونے کی دعا کی تھی جس پر اس سورت کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی۔ ممکن ہے کہ اس موقع پر بھی یہ آیت نازل ہوئی ہو جیسا کہ بعض آیات و سورتیں حسب موقع دوبارہ بھی نازل ہوئیں اور اس لئے ان کے الگ الگ شان نزول بیان کیئے گئے۔

آیت نمبر ۲: ۱: عذاب مانگنے پر اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا؟ ۱: کافروں پر عذاب آئے گا تو کوئی اسے روکنے والا نہ ہو گا۔

علمی بات: سورۃ العنکبوت ۲۹، آیت: ۵۳ میں آتا ہے کہ "یہ لوگ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو وہ ان پر آچکا ہوتا اور وہ ان پر اس طرح اچانک آجائے گا کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی"۔

آیت نمبر ۳: ۱: عذاب کس کی طرف سے بھیجا جاتا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کی طرف سے۔

۲: معارج کسے کہتے ہیں؟ ۲: سیڑھیوں کو یا آسمان کو جو فرشتوں کی سیڑھیاں ہیں یا اعلیٰ درجات کو۔

۳: اللہ ﷻ کی کیا شان بیان فرمائی گئی ہے؟ ۳: اللہ ﷻ ذوالمعارج ہے۔ یعنی اللہ ﷻ سیڑھیوں کا مالک ہے یا اونچے مقام و مرتبہ والا ہے۔

علمی بات: مَعَارِج (مِعْرَجٌ اور مِعْرَاج) کی جمع ہے اور "معراج" کا لفظ "عروج" سے ہے جس کے معنی ہیں، چڑھنا، اوپر جانا۔ اور معراج اس چیز کو کہتے ہیں جو اوپر چڑھنے کا ذریعہ بنے یعنی سیڑھی۔

آیت نمبر ۴: ۱: فرشتوں کے کس طرزِ عمل کا ذکر ہے؟ ۱: وہ اللہ ﷻ کا حکم سننے کے لئے عرش کی طرف چڑھتے ہیں۔ ۲: الروح سے کون مراد ہے؟ ۲: اکثر مفسرین کے نزدیک الروح سے مراد حضرت جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام ہیں۔ ۳: اس آیت میں کس دن کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۳: قیامت کے دن کا ذکر ہے۔ احادیث مبارکہ میں اِسے قیامت کے دن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ۴: قیامت کے دن کی کیا مقدار بیان کی گئی ہے؟ ۴: وہ ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کا دن "جو پچاس ہزار سال کا ہو گا" کتنا لمبا ہو گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، مسلمان کے لئے وہ دن اس فرض نماز سے بھی ہلکا ہو گا جو دنیا میں پڑھتا تھا۔ (مسند احمد)

آیت نمبر ۵: ۱: کافروں کے انکار کرنے اور مذاق اُڑانے پر آپ ﷺ کو کیا تلقین کی گئی ہے؟ ۱: آپ ﷺ کو خوبصورتی کے ساتھ صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسی طرح سورۃ یوسف ۱۲، آیات: ۱۸ اور ۸۳ میں بھی حضرت یعقوب عَلَيْهِ السَّلَام کے "خوبصورتی کے ساتھ صبر کرنے" کے الفاظ آئے ہیں۔

نوٹ: صبر جمیل کی تفصیل کے لئے مطالعہ قرآن حکیم حصہ سوم میں سورۃ یوسف کی آیات: ۱۸ اور ۸۳ ملاحظہ فرمائیں۔

علمی بات: صبر جمیل یہ ہے کہ کسی کے طعن، مذاق اور ایذارسانی کو ٹھنڈے دل سے برداشت کر لیا جائے۔ خود تکلیف سہہ لی جائے مگر تکلیف پہنچانے والے کو زبان سے بھی برا بھلا نہ کہا جائے۔ نہ ہی دوسروں سے اس کی شکایت اور شکوہ کیا جائے اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ صبر جمیل جس قدر تلخ اور ناگوار ہوتا ہے اس کا پھل اتنا ہی میٹھا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ ﷻ خود صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ مکی دور میں مسلمانوں کو اور آپ ﷺ کو صبر جمیل ہی کی تلقین کی جاتی رہی وجہ یہ تھی کہ اگر مسلمان اس دور میں محاذ آرائی پر اتر آتے، خواہ یہ محاذ آرائی صرف زبانی تلخ کلامی تک ہی محدود ہو تو اس سے اسلام کی دعوت کے مقصد کو شدید نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اسلام کی منزل مقصود یہ تھی کہ اللہ ﷻ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ چنانچہ وہ منزل جو محض ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں حاصل ہوگئی اور اگر مسلمان اسی دور میں محاذ آرائی شروع کر دیتے تو نہ معلوم اس مقصد کے حصول میں کتنی لمبی مدت کی تاخیر واقع ہو جاتی۔

آیت نمبر ۶: ۱: اکثر لوگ قیامت کا کیا تصور رکھتے ہیں؟ ۱: اکثر لوگ قیامت کو دور دیکھتے ہیں۔

۲: قیامت کو دور دیکھنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: بہت دور یا ناممکن سمجھنا یا مدتوں بعد سمجھنا۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ بہت دور ہے اس کی تاریخ کسی کے علم میں نہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے واقع ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں، یہ خلافِ عقل ہے۔ گویا عقل تسلیم ہی نہ کرتی ہو کہ واقعی قیامت قائم ہوگی۔

آیت نمبر ۷: ۱: اللہ ﷻ قیامت کو کیسے دیکھتا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ قیامت کو قریب دیکھتا ہے۔ یعنی اس کا واقع ہونا یقینی ہے۔ کائنات کی ساری نشانیاں اور علامات اس بات کی دلیل ہیں کہ قیامت کا واقع ہونا عقل میں آنے والی بات ہے۔

۲: قیامت کو قریب دیکھنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: قیامت کے واقع ہونے کو ممکن یا بہت جلد آنے والی سمجھنا۔

علمی بات: آنے والی چیز بہر حال قریب ہی ہوتی ہے کہ اس نے بہر حال آکر ہی رہنا ہوتا ہے مگر لوگ اپنی غفلت ولاپرواہی کی بنا پر اس کو دور سمجھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے، جس کی بنا پر ان کو قریب کی چیز بھی دور نظر آرہی ہے، اس ہولناک دن کے آنے پر جب ان کی یہ پٹی کھل جائے گی تو ان کو سب کچھ ٹھیک ٹھیک نظر آئے گا۔ سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۱ میں آتا ہے کہ "لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آپہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں"۔

عملی پہلو: ہمیں ہر وقت یہ تصور رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیئے کہ مہلتِ عمل کسی بھی وقت ختم ہو سکتی ہے لہٰذا غفلت میں رہنے کے بجائے اس دن کی تیاری کرنی چاہیئے جس دن انسان کے صرف اچھے اعمال کام آئیں گے جو اس نے اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کیئے ہوں گے اور یہ بات پیشِ نظر رہے کہ جو مر گیا اس کے لئے تو قیامت کا آغاز ہو گیا۔

آیت نمبر ۸: ۱: قیامت کے دن آسمان کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ یا تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا۔ ان دونوں چیزوں کی رنگت سرخی مائل ہوتی ہے۔ ۲: پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی آسمان مختلف رنگ بدلے گا۔ یعنی آج تو ہمیں آسمان نیلگوں نظر آتا ہے اس دن یہ اپنا رنگ بدلنا شروع کر دے گا حتیٰ کہ نیلگوں ہونے کی بجائے سرخی مائل ہو جائے گا۔

آسمان کے رنگ بدلنے کا ذکر دیگر مقامات پر بھی آیا ہے۔ جیسے سورۃ رحمٰن کی آیت: ۳۷ میں ہے کہ: "پس (اس روز) آسمان سرخ چمڑے کی مانند سرخ ہوگا"۔

آیت نمبر ۹: ۱: قیامت کے دن پہاڑوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔

۲: پہاڑوں کے دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: دنیا میں پہاڑ مختلف رنگوں کے ہیں سیاہ، سفید، سرخ (آتش فشاں)، سرسبز شاداب اور خاکی (بھورے رنگ)، وغیرہ اور زمین میں گڑے ہونے کی وجہ سے ساکت اور مضبوط نظر آتے ہیں لیکن قیامت کے دن پہاڑ فضا میں اس طرح اُڑ رہے ہوں گے جیسے رنگین اون کو فضا میں اڑایا جائے تو وہ رنگ برنگی نظر آتی ہے۔ اور یہ بالکل ہلکے ہوں گے جیسے اُون۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: قیامت کے دن گرم جوش مجرم دوستوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: گرم جوش مجرم دوست ایک دوسرے کی پروا نہیں کریں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو پتا نہیں چلے گا کہ ان گہرے دوست پر کیا گزر رہی ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے لیکن ہر ایک کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے دوسرے سے بیگانہ کر دے گی۔ جیسا کہ سورۃ عبس ۸۰، آیات: ۳۴ تا ۳۷ میں بیان ہوا ہے۔

علمی بات: سورۃ المومنون ۲۳، آیت: ۱۰۱ میں آتا ہے کہ "پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے"۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: کیا گرم جوش مجرم دوست ایک دوسرے سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو نہیں پوچھیں گے؟ ۱: نہیں بلکہ قیامت ایسی ہولناک ہوگی کہ پکے دوست ایک دوسرے کو دیکھنے کے باوجود اپنی اپنی فکر میں گرفتار ہوں گے اور ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے۔ ۲: قیامت کے دن مجرم کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۲: قیامت کے دن مجرم تمنا کرے گا کہ کاش وہ اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ جائے۔ ۳: قیامت کے دن عذاب سے بچنے کے لئے مجرم کیا تمنا کرے گا؟ ۳: قیامت کے دن عذاب سے بچنے کے لئے مجرم چاہے گا کہ اپنے بیٹے کو فدیہ میں دے دے۔

علمی بات: قیامت کی ہولناکی اور اس دن کی فکر اس قدر شدید ہوگی کہ انسان نہ صرف قریبی لوگوں کو بھلا دے گا بلکہ انہیں فدیہ میں دینے کے لئے تیار ہو جائے گا تاکہ شدید عذاب سے بچ سکے۔ ۴: فدیہ سے کیا مراد ہے؟ ۴: سزا سے بچنے کے لئے مال یا کوئی شے دینا فدیہ کہلاتا ہے۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: قیامت کے دن مجرم اپنے قریب ترین رشتہ داروں کے بارے میں کیا چاہے گا؟ ۱: مجرم چاہے گا کہ اپنی بیوی اور بھائی کو فدیہ میں دے کر خود عذاب سے بچ جائے۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: خاندان اور برادری کا دنیا میں کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ۱: خاندان اور برادری انسان کے لئے ایک پناہ اور مدد کا ذریعہ ہوتی ہے۔
۲: قیامت کے دن مجرم اپنے خاندان و کنبہ کے لئے کیا چاہے گا؟ ۲: مجرم چاہے گا کہ اپنے پورے خاندان و کنبہ کو فدیہ میں دے کر خود عذاب سے بچ جائے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: قیامت کے دن مجرم زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے بارے میں کیا چاہے گا؟ ۱: مجرم چاہے گا کہ زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کو فدیہ میں دے کر خود عذاب سے بچ جائے۔

عملی پہلو: قیامت کا عذاب اتنا شدید ہوگا کہ مجرم اس سے بچنے کے لئے اپنے پیاروں کو فدیہ میں دینے کے لئے تیار ہو جائے گا حالانکہ وہ دنیا میں ان کے لئے قربانیاں دیتا تھا۔ آج ہمارے پاس موقع ہے کہ خود کو اور اپنے پیاروں کو اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بچا کر آخرت کے عذاب سے بچانے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ سورۃ التحریم ۶۶، آیت: ۶ میں آتا ہے کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: کیا مجرم اپنے پیاروں کو فدیہ میں دے کر اللہ ﷻ کے عذاب سے بچ جائے گا؟ ۱: ہرگز نہیں۔
۲: قیامت کے دن مجرم کا کیا انجام ہوگا؟ ۲: وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

علمی بات: حساب کے دن ایسا ہونا ممکن نہیں کہ جرم کوئی اور کرے اور سزا کسی اور کو ملے کیوں کہ ایسا ہونا عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے، پس اس روز ہر کسی کو اپنے اعمال کا بوجھ خود ہی اٹھانا ہوگا۔ "کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"۔ (سورۃ النجم ۵۳، آیت: ۳۸)

آیت نمبر ۱۶: ۱: جہنم کی آگ کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ کھالوں کو کھینچ کر اُتار دینے والی ہوگی۔ سورۃ النساء ۴، کی آیت: ۵۶ میں آتا ہے کہ "جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ہم ان کو عنقریب آگ میں جھلسا دیں گے جب ان کی کھالیں گل اور جل جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بے شک اللہ نہایت غالب بڑا حکمت والا ہے"۔

علمی بات: آج جدید سائنس بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ درد کا اثر کھال تک رہتا ہے اگر کھال جل جائے تو درد ختم ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اہل جہنم کی کھال جب جل جائے گی تو اس کو بدل دیا جائے گا۔ اللہ ﷻ ہم سب کو اس عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین

آیت نمبر ۱۷: ۱: جہنم کی آگ کن لوگوں کو اپنی طرف پکارے گی؟ ۱: حق سے منہ پھیرنے والوں کو۔ ۲: جہنم میں جانے کی کیا وجوہات بیان کی گئیں؟ ۲: i. حق سے پیٹھ پھیرنا۔ ii. حق سے منہ موڑنا۔ ۳: حق سے پیٹھ پھیرنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: حق بات پر عمل نہ کرنا یا اس کی مخالفت کرنا۔
۴: حق سے منہ موڑنے سے کیا مراد ہے؟ ۴: حق بات کی طرف توجہ نہ دینا۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: اہل جہنم کی کن برائیوں کی نشاندہی کی گئی ہے؟ ۱: مال جمع کرنا اور مال کو سنبھال کر رکھنا۔

۲: مال جمع کرنا اور سنبھال کر رکھنا کیوں بُرا ہے؟ ۲: مال انسان کے لئے فتنہ یعنی آزمائش ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے "تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے"۔ (سورۃ تغابن ۶۴، آیت: ۱۵)

علمی بات: مال کی محبت میں مبتلا ہو کر انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کو فراموش کر دیتا ہے اور یوں اپنی آخرت کو برباد کر دیتا ہے۔ یہی مضمون سورۃ الھمزہ ۱۰۴، آیت: ۲ میں آیا ہے۔ سورۃ الکھف ۱۸، آیت: ۴۶ میں ہے کہ "مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے رب کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں"۔ حدیث شریف میں ہے "ہر امّت کا کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے"۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: انسان کی کن کمزوریوں کی نشاندہی کی گئی ہے؟ ۱: انسان کم حوصلہ پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی ایک حالت پر قائم رہنے والا نہیں بلکہ حالات کی تبدیلی کا فوراً اثر قبول کر لینے والا ہے۔ انسان فطری طور پر ایسا ہی پیدا ہوا ہے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: تکالیف میں کم حوصلہ انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ ۱: جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے۔ یہ کیفیت ایک عام دنیادار انسان بلکہ انسانوں کی اکثریت کی ہے۔ اور جو لوگ ایمان لا کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں ان کے دل کی یہ کیفیت نہیں رہتی ان کے دل میں صبر و سکون اور ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: خوش حالی ملنے پر ایک کم حوصلہ انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ ۱: خوش حالی ملنے پر وہ کنجوس بن جاتا ہے اور دوسروں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں میں شریک نہیں کرتا۔ اس کے برعکس دولت ایمان سے مالا مال بندہ دنیا کا حریص نہیں رہتا، بلکہ غنی ہو جاتا ہے، مصائب کے تند و تیز طوفان جب اس سے آکر ٹکراتے ہیں تو اسے فولاد کی چٹان کے مانند مضبوط پاتے ہیں۔ جب اس پر خوشحالی کا دور آتا ہے تو وہ محتاجوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ کر ان کی امداد کرتا ہے۔ جب تک وہ کسی کی تکلیف کو دور نہ کر دے، اسے چین نہیں آتا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: ان انسانی کمزوریوں سے کون لوگ بچے رہتے ہیں؟ ۱: نماز ادا کرنے والے۔ ۲: اہل جنت کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟ ۲: آیات: ۲۲ تا ۳۵ میں۔ ۳: اہل جنت کی پہلی صفت کیا بیان کی گئی ہے؟ ۳: وہ نماز ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: مصلین (یعنی نماز پڑھنے والوں) کی کیا خوبی بیان کی گئی ہے؟ ۱: جو اپنی نمازوں کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔ ہمیشہ نماز پڑھنے کا مطلب ہے کہ نماز میں کوتاہی نہیں کرتے ہر نماز اپنے وقت پر نہایت پابندی اور اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ کوئی مشغولیت انہیں نماز سے نہیں روکتی اور دنیا کا کوئی فائدہ انہیں نماز سے غافل نہیں کرتا۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: مستحقین جنت کی کیا صفت بیان کی گئی؟ ۱: ان کے مالوں میں مقررہ حصہ ہوتا ہے یعنی پابندی سے ضرورت مندوں پر مال خرچ کرتے ہیں

آیت نمبر ۲۵: ۱: مستحقین جنت کے مالوں میں ایک مقررہ حصہ کن لوگوں کے لئے ہوتا ہے؟ ۱: مانگنے والوں اور محتاجوں کے لئے۔

۲: مانگنے والوں سے کون مراد ہیں؟ ۲: ایسے لوگ جو عادی اور پیشہ ور بھکاری نہ ہوں بلکہ کسی حقیقی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے انہیں مجبوراً مانگنا پڑ جائے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ وہ دراصل آگ کے انگارے طلب کر رہا ہے اب وہ چاہے تو کم اکٹھے کرے یا زیادہ"۔ (صحیح مسلم) ۳: محرومین سے مراد کون ہیں؟ ۳: ایسے لوگ جو محتاج یا ضرورت مند ہوں۔ مثلاً وہ لوگ جو سوال کرنے کے مستحق ہونے کے باوجود سوال کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ جن کو عام طور پر سفید پوش کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں محرومین سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو روزگار کی تلاش میں ہوں اور انھیں روزگار میسر نہ آ رہا ہو یا جتنا کما رہے ہوں اس سے ان کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں یا روزی کمانے کے قابل ہی نہ ہوں۔ جیسے بوڑھا، بیمار، اندھا، لنگڑا، اپاہج وغیرہ۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: مستحقین جنت کی کس ایمانی کیفیت کا بیان ہے؟ ۱: وہ تصدیق کرتے ہیں بدلہ کے دن کی۔

۲: تصدیق کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی ہر شک و شبہ سے پاک کامل یقین والا ایمان رکھتے ہیں۔ ۳: بدلہ کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۳: آخرت کا دن۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: مستحقین جنت کس سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں؟ ۱: اہل ایمان نیک اعمال کرنے کے باوجود اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ طور ۵۲، آیت: ۲۶ میں اہلِ جنت کی گفتگو کا ذکر آتا ہے کہ "کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان رہتے ہوئے (اللہ سے) بہت ڈرا کرتے تھے"۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: اللہ ﷻ کے عذاب کے حوالے سے کس کیفیت کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کا عذاب ایسا معمولی نہیں ہے کہ اس سے بے خوف رہا جا سکے بلکہ اس کا ڈر رکھتے ہوئے اس سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنی چاہیئں۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: مستحقین جنت کی کس صفت کا بیان ہے؟ ۱: وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سورۃ المومنون ۲۳، آیت: ۵ میں بھی بالکل یہی بیان ہے۔

علمی بات: __حفاظت فروج__ عفت و پاکدامنی کے لئے جو اصطلاح بیان کی گئی وہ ہے "حفظ فروج" حفظ کے معنی حفاظت و پاسبانی کے ہیں اور فرج کے معنی شگاف، دراڑ، دو چیزوں میں خلا کے ہیں اور دو ٹانگوں کے درمیان کا فاصلہ (کنایۃ شرم گاہ) بھی۔ فرج کا ایک معنی سرحد بھی ہے اس معنی کے لحاظ سے جو مفہوم اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فرج اس سرحدی مقام کو بھی کہتے ہیں جس پر پہرہ دار بٹھا کر ہر وقت حفاظت و نگرانی کی ضرورت ہو۔

شرعی اصطلاح میں اس سے شرم گاہ مراد ہے قرآنِ حکیم نے حفاظت فروج کو ان اہل ایمان کی عظیم خوبی قرار دیا ہے جنہیں حقیقی کامیابی نصیب ہو گی اور انہیں جنّت میں ایک خاص قدر و منزلت سے نوازا جائے گا اور پاک دامنی کی عظیم صفت جو کہ شرم و حیاء ہے اور وہ پاکیزہ زندگی کی بنیاد ہے اس کو اختیار کرنے اور اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرنے والوں کو نبی اکرم ﷺ نے جنّت کی ضمانت عطا فرمائی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (یعنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (یعنی شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"۔ (صحیح بخاری) کیونکہ شیطان اس کمزور پہلو سے انسان کو بہکاتا ہے اور اس کی عفت و عصمت کو داغدار بنا دیتا ہے۔

۳: شرم گاہ کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟ ۳: عفت و عصمت کی حفاظت کرنا۔ یعنی: i. ستر کو چھپا کر رکھنا۔ ii. شرم گاہ کا غلط استعمال نہ کرنا۔

۴: ستر کسے کہتے ہیں؟ ۴: جسم کا وہ حصہ جسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۵: مردوں کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟ ۵: ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک جسے شرعی عذر کے بغیر کسی کے سامنے کھولنا یا ظاہر کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ ۶: عورتوں کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟ ۶: چہرے، کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پیروں کے علاوہ تمام جسم عورتوں کا ستر ہے نیز فتنہ کے مقام پر چہرے کو چھپانا بھی حجاب میں شامل ہے۔

۷: نکاح کا مقصد کیا ہے؟ ۷: نکاح کا مقصد شرم و حیاء اور شرم گاہوں کی حفاظت ہے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: فطری خواہشات کو پورا کرنے کی جائز حدود کیا بیان کی گئی ہیں؟ ۱: اللہ ﷻ نے فطری خواہشات بیویوں اور کنیزوں سے پورا کرنے کو جائز فرمایا ہے۔ اللہ ﷻ نے نکاح کا جائز راستہ عطا فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیں اسی کو اختیار کرنا چاہیئے۔

علمی بات: یاد رہے کنیزوں اور غلاموں کا تصور اسلام کے ابتدائی دور میں تھا۔ البتہ آج عملاً اس کا وجود نہیں ہے اس لئے آج نہ تو کسی آزاد مرد اور عورت کو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی غلام یا کنیز بنایا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: فطری خواہش کی تکمیل کے لئے نکاح کے علاوہ کوئی اور ذریعہ اختیار کرنا کیسا ہے؟ ۱: بیویوں کے علاوہ فطری خواہش کی تکمیل کے لئے کوئی ذریعہ اختیار کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والا شخص حد سے گزرنے والا ہے۔ ۲: حد سے گزرنے والے سے کیا مراد ہے؟ ۲: گناہ اور سرکشی میں آگے بڑھ جانا۔ یعنی اسلام کی مقرر کردہ حدود کو توڑنا۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: مستحقین جنت کی کن صفات کا بیان ہے؟ ۱: وہ اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سورۃ المومنون ۲۳، آیت: ۸ میں بھی بالکل یہی الفاظ ملتے ہیں۔ ۲: امانت کسے کہتے ہیں؟ ۲: ایسی شے جو اس کی ذاتی ملکیت میں نہ ہو بلکہ کسی اور شخص نے اعتماد کر کے دی ہو تاکہ وہ اسے تھوڑے عرصے اپنے پاس محفوظ رکھے اور پھر واپس کر دے۔

۳: امانت کی حفاظت کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: کسی کی دی ہوئی چیز مثلاً پیسہ، زیور وغیرہ کو سنبھال کر رکھنا اور اس کے مانگنے پر واپس کر دینا امانت کی حفاظت ہے۔

۴: امانت کی اقسام کیا ہیں؟ ۴: مال و دولت، زیور، مشورہ، ووٹ، گواہی، جسم و جان، جسمانی صلاحیتیں، عہدہ مقام و مرتبہ حتیٰ کہ قرآن حکیم اور دین اسلام یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دی ہوئی امانتیں ہیں۔

۵: وعدہ کسے کہتے ہیں؟ ۵: کسی بات یا کام کا اقرار اور اسے انجام دینے کو وعدہ کہتے ہیں۔

۶: وعدہ کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟ ۶: اپنے قول و اقرار کو پورا کرنا وعدہ کی حفاظت کرنا ہے۔

۷: وعدہ کی اقسام کیا ہیں؟ ۷: i۔ اپنے آپ سے عہد کرنا (مثلاً گناہ سے بچنے کا ارادہ) ii۔ دوسروں سے عہد کرنا۔ iii اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عہد کرنا۔

عملی پہلو: ہمیں اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: اس شخص کا ایمان ہی نہیں جس میں امانتداری نہ ہو اور اس شخص کا کوئی دین ہی نہیں جس میں عہد کی وفاداری نہ ہو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

آیت نمبر ۳۳: ۱: مستحقین جنت کی کس خوبی کا بیان ہے؟ ۱: وہ اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔

۲: گواہی دینے سے کیا مراد ہے؟ ۲: کسی واقعہ یا بات کے ہونے نہ ہونے یا صحیح و غلط ہونے کی تصدیق کرنا۔

۳: گواہیوں پر قائم رہنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: حقیقت بیان کرنا اور کسی لالچ اور خوف کی وجہ سے جھوٹ نہ بولنا۔

عملی پہلو: گواہی کو چھپانا دل کا گناہ ہے۔ (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۲۸۳) اور جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ ہے (صحیح مسلم) ہمیں صحیح صحیح گواہی دینی چاہیئے اور حقیقت کو نہیں چھپانا چاہیئے۔ گواہی کی ضرورت گھر، اسکول، دوستوں، رشتہ داروں، دفاتر حتیٰ کہ ملکی معاملات میں بھی ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: مستحقین جنت کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ سورۃ المومنون ۲۳، آیت: ۹ میں بھی بالکل یہی الفاظ ملتے ہیں۔

۲: نماز کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟ ۲: نماز کو اس کے تمام شرائط، ارکان، واجبات، اور پورے آداب کے ساتھ ادا کرنا نماز کی حفاظت کہلاتا ہے۔

علمی بات: اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس پاکیزہ و بلند اخلاق و کردار کے لوگ خدا کی جنت کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں، ان کی صفات کا ذکر سورۃ المومنون ۲۳، کی طرح نماز ہی سے شروع اور اسی پر ختم کیا گیا ہے۔ نمازی ہونا ان کی پہلی صفت ہے، نماز کا ہمیشہ پابند رہنا ان کی دوسری صفت، اور نماز کی حفاظت کرنا ان کی آخری صفت۔ نماز کی حفاظت سے بہت سی چیزیں مراد ہیں۔ وقت پر نماز ادا کرنا۔ نماز سے پہلے اطمینان کر لینا کہ جسم اور کپڑے پاک ہیں۔ باوضو ہونا اور وضو میں اعضاء کو اچھی طرح دھونا۔ ارکان اور واجبات اور مستحبات نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا۔ نماز کے آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھنا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرنا۔ یہ سب چیزیں نماز کی حفاظت میں شامل ہیں۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: جنت میں کن لوگوں کا اعزاز کیا جائے گا؟ ۱: وہ لوگ جو آیات: ۲۳ تا ۳۴ میں بتائے گئے اوصاف اختیار کریں گے۔ یعنی جن کے اندر مندرجہ بالا آٹھ صفات موجود ہوں جو کہ یہ ہیں: i. نماز کی ہمیشہ پابندی اور حفاظت کرنا۔ ii. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔ iii. آخرت کا یقین رکھنا۔ iv. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا۔ v. اپنی عصمت کی حفاظت کرنا۔ vi. امانتوں کی حفاظت کرنا۔ vii. وعدوں کا پاس رکھنا۔ viii. شہادتوں پر قائم رہنا۔

علمی بات: یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنت محض وراثت میں منتقل ہونے والی چیز نہیں، بلکہ اس کا تعلق انسان کے ایمان و عمل اور اس کے اخلاق و کردار سے ہے جو بھی اس دولت کو اپنائیں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو جنت کی بے مثال اور سدا بہار نعمت سے نوازے گا، خواہ وہ امیر ہوں یا غریب ہوں، کوئی بھی ہوں اور کہیں کے بھی ہوں، اور جو ایمان و عمل کی اس پونجی سے محروم ہوں گے، وہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے، خواہ وہ دنیا کے بڑے سے بڑے مال دار اور صاحب منصب ہی کیوں نہ ہوں۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: کفار کے کس طرز عمل کا بیان ہے؟ ۱: کفار قرآن حکیم سن کر آپ ﷺ کی طرف دوڑے چلے آتے تھے۔

۲: کفار آپ ﷺ کی طرف دوڑ کر کیوں آتے تھے؟ ۲: تاکہ قرآن حکیم پر طنز کریں اور آپ ﷺ کا مذاق اڑائیں۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۳۷: ۱: کفار کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: کفار آپ ﷺ کا مذاق اڑانے کے لئے آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں جانب سے گروہ کے گروہ جمع ہو جاتے تھے۔

علمی بات: جب نبی کریم ﷺ لوگوں کو قرآن حکیم سنانے، وعظ و نصیحت کرنے اور احوال قیامت بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تو کافر آپ ﷺ کی آواز سن کر چاروں طرف سے آپ ﷺ کی طرف دوڑے چلے آتے تھے۔ کبھی شور مچاتے، کبھی تالیاں بجاتے، کبھی مذاق اڑاتے اور ان کے ان کرتوتوں کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اول تو کوئی شخص قرآن حکیم سننے ہی نہ پائے اور اگر کسی کے کان میں کچھ پڑ بھی جائے تو اس کا اثر قبول نہ کرے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: کفار کی کس خوش فہمی کو رد کیا گیا ہے؟ ۱: کفار کی جس خوش فہمی کو رد کیا گیا وہ یہ تھی کہ ان میں سے ہر ایک کو نعمتوں بھری جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اللہ ﷻ کی جنت تو ان لوگوں کے لئے ہے جن کی صفات مذکورہ بالا آیات: ۲۳ تا ۳۴ میں بیان کی جاچکی ہیں۔ کفار کی کیفیت یہ ہے کہ حق بات سننا تک گوارا نہیں کرتے اور حق کی آواز کو دبانے کے لئے دوڑ دوڑ کر چلے آتے ہیں۔ کیا وہ جنت کے امیدوار ہو سکتے ہیں؟ کیا خدا نے اپنی جنت ایسے ہی لوگوں کے لئے بنائی ہے؟ یقیناً نہیں۔ درحقیقت کفار کو اس سوالیہ انداز میں آئینہ دکھایا گیا ہے کہ وہ کس منہ سے جنتی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: کفار کو کیا تنبیہ کی گئی؟ ۱: کوئی کافر ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ ۲: کفار کو کس بات کی یاد دہانی کرائی گئی؟ ۲: اللہ ﷻ نے ان سب کو پیدا فرمایا ایسی شے سے جسے وہ جانتے ہیں۔ ۳: اللہ ﷻ نے انسانوں کو کس شے سے پیدا فرمایا؟ ۳: نطفہ سے۔

علمی بات: کفار کو بتایا جا رہا ہے کہ تکبر انسان کو زیب نہیں دیتا انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیئے کہ کس قدر محتاج ہے۔ یہی تکبر ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ ﷻ اور اس کے رسول کی تکذیب کرتا ہے۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: اللہ ﷻ نے کس کی قسم فرمائی؟ ۱: خود اپنے آپ کی۔ ۲: اللہ ﷻ کی کیا شان بیان کی گئی؟ ۲: وہ تمام مشرقوں اور تمام مغربوں کا رب ہے۔ ۳: مشرقوں اور مغربوں سے کیا مراد ہے؟ ۳: دو مشرقوں سے مراد ایک تو وہ مقام ہے جب سورج موسم گرما کے سب سے بڑے دن میں طلوع ہوتا ہے اور دوسرا وہ مقام ہے جہاں سے سورج موسم سرما کے سب سے چھوٹے دن طلوع ہوتا ہے۔ یہی دونوں مغربوں کا حال ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہر روز اس کا مشرق اور مغرب مختلف ہوتا رہتا ہے چنانچہ کئی مشرقوں اور مغربوں کا ذکر اس آیت "رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ" (مشرقوں اور مغربوں کا رب) کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اسی طرح زمین کے ایک نصف کُرّے (Eastern Hemisphere) میں جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے اسی وقت دوسرے نصف کُرّے (Western Hemisphere) میں وہ غروب ہوتا ہے۔ یوں بھی زمین کے دو مشرق اور دو مغرب بن جاتے ہیں۔

۴: اللہ ﷻ نے کس بات پر قسم فرمائی؟ ۴: اللہ ﷻ یقیناً قدرت رکھنے والا ہے۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: اللہ ﷻ نے اپنی کس قدرت کا ذکر فرمایا؟ ۱: اللہ ﷻ اس پر قادر ہے کہ وہ ان کفار سے بہتر لوگ بدل کر لے آئے یعنی ان کفار کو ہلاک کر کے ان کی جگہ فرماں بردار انسان پیدا کر دے۔ ۲: اللہ ﷻ اپنے نافرمان بندوں کو فوراً ہلاک کیوں نہیں کر دیتا؟ ۲: یہ اس لئے نہیں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا بلکہ وہ نافرمانوں کو توبہ کی مہلت دیتا ہے اور اللہ ﷻ کے ہاں ہر فیصلے کا وقت متعین ہے۔

علمی بات: دراصل یہاں یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ ان کفارِ مکہ کو ہنسی ٹھٹھا کرنے دیجیئے، اللہ ﷻ خدمت اسلام کے لئے اس سے بہتر قوم لے آئے گا چنانچہ "قریش" کی جگہ اس نے "انصارِ مدینہ" کو کھڑا کر دیا۔ اور مکہ والوں کو آخر اپنی شرارتوں کے مزے چکھنے پڑے۔

عملی پہلو: ہمیں اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ اللہ ﷻ نے ہمیں مہلت عمل دی ہوئی ہے اور وہ ہماری خطاؤں اور لغزشوں پر فوری پکڑ اور سرزنش نہیں فرماتا بلکہ توبہ و استغفار کا موقع عطا فرماتا ہے۔ اس لئے ہمیں اللہ ﷻ کی دی ہوئی اس زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: اللہ ﷻ نے اپنے رسول کو کیا نصیحت فرمائی؟ ۱: آپ ﷺ انہیں دین کی دعوت دے کر ان کے حال پر چھوڑ دیں اور ان کے کفر پر اڑے رہنے سے پریشان نہ ہوں یہاں تک کہ یہ خود اپنے کیئے کا انجام دیکھ لیں۔ ۲: کفار کے کن مشاغل کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: فضول باتوں اور کھیل کود میں پڑے رہنے کا۔

عملی پہلو: ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم ایسے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کریں جنھوں نے دین کو کھیل و تماشہ بنا رکھا ہے مگر ساتھ ساتھ قرآن حکیم سے نصیحت بھی کرتے رہیں۔ جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت: ۷۰ میں آتا ہے کہ "اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے"۔

آیت نمبر ۴۳: ا: قیامت کے دن کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ا: تمام انسان قبروں سے نکل پڑیں گے۔

۲: قیامت کے دن کفار کس حال میں ہوں گے؟ ۲: کفار قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے اور میدان حشر میں جمع ہوں گے۔

۳: کفار میدان حشر میں اپنی سزا سننے کے لئے کیسے جمع ہوں گے؟ ۳: شوق سے دوڑتے ہوئے جیسے وہ اپنے بتوں کی طرف جایا کرتے تھے۔ یا جیسے میدان جنگ میں فوجی اپنے جھنڈوں کی طرف دوڑتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ روز قیامت کفّار قبروں سے تیزی سے نکل کر اپنے مقررہ مقامات پر حساب کے لئے پہنچیں گے۔

آیت نمبر ۴۴: ا: قیامت کے دن کفار کی کیا کیفیت ہوگی؟ ا: ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ بالکل اسی طرح جیسے مجرموں کی آنکھیں جھکی ہوتی ہیں کہ ان کو اپنے کرتوتوں کا علم ہوتا ہے۔ اس بات کا ذکر سورۃ القلم ۶۸، کی آیت: ۴۳ میں بھی آیا ہے۔

عملی پہلو: دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس طالب علم نے امتحان کے لئے محنت نہیں کی ہوتی نتیجہ کے دن اُس کے چہرے کا رنگ تبدیل اور آنکھیں شرمندگی کے ساتھ جھکی ہوتی ہیں۔

۲: قیامت کے دن کفار کو کیا جتلایا جائے گا؟ ۲: یہی وہ قیامت کا دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) معارج کے کیا معنی ہیں؟

(الف) معراج کا واقعہ ✓(ب) سیڑھیاں (ج) قیامت

(۲) گرم جوش مجرم دوستوں کی قیامت کے دن کیا کیفیت ہوگی؟

(الف) ایک دوسرے کی مدد کریں گے (ب) ایک دوسرے کو بچائیں گے ✓(ج) ایک دوسرے کو بالکل نہیں پوچھیں گے

(۳) جنت میں جانے والوں کی صفات میں اول و آخر کس صفت کا ذکر ہے؟

✓ (الف) نماز ادا کرنے (ب) خیرات کرنے (ج) پرہیز گاری

(۴) اچھے لوگوں کے مالوں میں کن کا حصہ ہوتا ہے؟

(الف) مال داروں اور بادشاہوں ✓ (ب) مانگنے والوں اور محروموں (ج) زمینداروں اور تاجروں

(۵) قبر سے اُٹھ کر میدانِ حشر کی طرف دوڑنے والوں کی نگاہیں کیسی ہوں گی؟

(الف) اندھی ہوں گی (ب) بند ہوں گی ✓ (ج) جھکی ہوئی ہوں گی

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

ا۔ قیامت کے دن ایک مجرم کا اپنے رشتہ داروں سے برتاؤ کیسا ہوگا؟

جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۱۰ تا ۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

۲۔ اس سورت میں اہلِ جہنم کے کیا جرائم بیان کیئے گئے ہیں؟

۱۔حق سے پیٹھ پھیرنا،۲۔مال جمع کر کے محفوظ رکھنا،۳۔کم ہمتی برتنا،۴۔تکلیف پہنچنے پر بے صبری کرنا،۵۔بھلائی کے ملنے پر بخل کرنا۔ (آیات ۱۷تا۲۱)

۳۔ اس سورت میں اہلِ جنت کے کیا اوصاف بیان کیئے گئے ہیں؟

۱۔نماز پڑھنا،۲۔نمازوں کی ہمیشہ حفاظت کرنا،۳۔اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنا،۴۔آخرت کا یقین رکھنا،اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرتے رہنا،۵۔اپنی عصمت کی حفاظت کرنا،۶۔امانتوں کی حفاظت کرنا،۷۔وعدوں کا پاس رکھنا،۸۔شہادتوں پر قائم رہنا۔(آیات ۲۲تا۳۴)

۴۔ کیا ہر شخص کو قیامت کے دن نعمتوں بھری جنت میں داخل کر دیا جائے گا؟

جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۳۸تا۴۲ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ اس سورت کے آخر میں قیامت کا کیا منظر کھینچا گیا ہے؟

جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۴۳،۴۴ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال ۳: ذیل میں دی گئی خالی جگہیں پُر کیجیئے: (جواب کے لئے درسی کتاب مطالعۂ قرآن حکیم (حصّہ سوم)، سورۃ المعارج کی آیات ۱۹تا۲۸ ملاحظہ فرمائیں۔)

عملی سرگرمی:

۱۔آیت:۵ کے ضمن میں طلبہ کو صبر اور صبرِ جمیل کے درمیان فرق بتائیں اور اہم نکات نوٹ کروائیں۔طلبہ سے پوچھیں کہ وہ کون سے ایسے مواقع ہیں جب اُن کو صبر کرنا پڑتا ہے اور وہاں وہ صبرِ جمیل کر کے زیادہ ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

نکات: صبرِ جمیل یہ ہے کہ کسی کے طعن، مذاق اور ایذا رسانی کو ٹھنڈے دل سے برداشت کر لیا جائے۔خود تکلیف سہہ لی جائے مگر تکلیف پہنچانے والے کو زبان سے بھی برا بھلا نہ کہا جائے۔نہ ہی دوسروں سے اس کی شکایت اور شکوہ کیا جائے۔

یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ صبرِ جمیل جس قدر تلخ اور ناگوار ہوتا ہے اس کا پھل اتنا ہی میٹھا ہوتا ہے۔کیونکہ اللہ ﷻ خود صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔مکی دور میں مسلمانوں کو اور آپ ﷺ کو صبرِ جمیل ہی کی تلقین کی جاتی رہی، وجہ یہ تھی کہ اگر مسلمان اس دور میں محاذ آرائی پر اتر آتے، خواہ یہ محاذ آرائی صرف زبانی تلخ کلامی تک ہی محدود ہوتی تو اس سے اسلام کی دعوت کے مقصد کو شدید نقصان پہنچ سکتا تھا۔اسلام کی منزلِ مقصود یہ تھی کہ اللہ ﷻ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔یہ منزل محض ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں حاصل ہو گئی اور اگر مسلمان اسی دور میں محاذ آرائی شروع کر دیتے تو نہ معلوم اس مقصد کے حصول میں کتنی لمبی مدت کی تاخیر واقع ہو جاتی۔

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے گھر کی ایک عورت سے کہہ رہے تھے کہ کیا تو فلاں عورت کو جانتی ہے اس نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اس وقت وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ سے ڈر اور صبر کر، اس نے کہا کہ تو مجھ سے دور ہو اس لئے کہ تو میری مصیبت سے ناواقف ہے، آپ ﷺ اس سے آگے بڑھ کر گزر گئے، اس عورت کے پاس سے ایک شخص گزرا اس نے پوچھا کہ تم سے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا، اس عورت نے کہا کہ میں نے ان کو پہچانا نہیں کہ وہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں، وہ عورت آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچی وہاں کوئی دربان نہ تھا، اس نے اندر جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا نبی ﷺ نے فرمایا کہ "صبر صدمہ کے شروع ہی میں کرنا چاہیئے۔" (صحیح بخاری)

COPYRIGHTS © RESERVED WITH TA'LEEM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK ... ENTAILS CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ نُوْح

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۴) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۵تا۲۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تا کہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جا سکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کس کس انداز سے دعوت پیش کی؟

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کرنے کے کیا ثمرات بیان فرمائے؟

۳۔ انسان کی پیدائش کی تفصیلات کیسے بیان کی گئی ہیں؟

۴۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے کن کن احسانات کی یاد دہانی فرمائی؟

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کی چالوں سے کیا مراد ہے؟

۶۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کن بتوں کی پوجا کرتی تھی؟

۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں بُت پرستی کیسے شروع ہوئی؟

۸۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کفار کے لئے کیا کیا دعائے ضرر مانگی؟

۹۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اہل ایمان کے لئے کیا دعائیں مانگیں؟

ربطِ سورت: گزشتہ سورت "سورۃ المعارج" میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر تھا۔ سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو دنیا و آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کی محنت کا ذکر ہے۔ سورۃ المعارج میں ذکر تھا کہ ایمان سے عاری قریبی رشتہ دار روزِ قیامت ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے۔ سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے صاحب ایمان گھر والوں اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کا ذکر ہے۔ سورۃ المعارج میں نیک اعمال کرنے والوں کے لئے جنت میں اکرام کیئے جانے کا ذکر ہے۔ سورۃ نوح میں استغفار کا اہتمام کرنے پر دنیا میں بھی نعمتیں اور برکتیں عطا کیئے جانے کا بیان ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: حضرت نوح علیہ السلام کو کن لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا؟ **۱:** حضرت نوح علیہ السلام کو عراق کے علاقے میں آبادان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. STRICTLY PROHIBITED FOR REPRODUCTION, RESALE, OR ANY COMMERCIAL USE THIS BOOK

علمی بات: حضرت نوح علیہ السلام جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ یہ پہلے رسول ہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ انہی کی قوم سے شرک کا آغاز ہوا، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر کیوں بھیجا؟ ۲: تاکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دردناک عذاب آنے سے پہلے اپنی قوم کو ڈر سنائیں۔

علمی بات: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سنت اور اس کے قانون و دستور کا بیان ہے کہ جب کسی قوم کا اخلاقی فساد و بگاڑ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ عذاب کی مستحق قرار پا جاتی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ عذاب بھیجنے سے پہلے ان کے اندر اپنا پیغمبر بھیج کر ان پر حجت تمام کر دیتا ہے، تاکہ گمراہی میں پڑے رہنے کے لئے ان کے پاس کوئی عذر اور حجت باقی نہ رہ جائے۔ اگر وہ اپنی اصلاح کر کے عذاب سے بچنا چاہیں تو پیغمبر اُن کی رہنمائی فرمائیں اور وہ ان کی ہدایت سے مستفیض ہو کر نجات حاصل کریں۔ اس لئے نبی آخر الزماں حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجا ہے کہ اب قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے بھی انکار کی کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اگر یہ لوگ اپنی اصلاح کر کے عذاب سے بچنا چاہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

آیت نمبر ۲: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے اپنا تعارف کیسے کروایا؟ ا: بے شک میں تمہیں واضح طور پر برے انجام سے ڈرانے والا ہوں۔

علمی بات: یہاں ایک اہم اور بنیادی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نبی اور رسول علیہ السلام کا اصل اور اولین کام "انذار" یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرانا اور اس کے بُرے انجام سے بچانا ہوتا ہے تاکہ لوگ سنجیدگی سے ان کے حق وہدایت کے پیغام کو غور سے سنیں اور اس کو صدق دل سے قبول کریں اور اس کے تقاضوں پر عمل کر کے اپنے آپ کو عذاب سے بچانے کی کوشش کریں۔

آیت نمبر ۳: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کن باتوں کی دعوت دی؟ ا۔ i: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو۔ ii۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو۔ iii۔ میری اطاعت کرو۔

علمی بات: i۔ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو" مطلب یہ کہ باطل معبودوں کی پوجا اور پرستش کو چھوڑ کر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کو اپنا معبود تسلیم کر کے اسی کی عبادت کرو اور اسی کے احکام بجا لاؤ ii ۔ "اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو یعنی تقویٰ اختیار کرو" مطلب یہ کہ ان کاموں سے پرہیز کرو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب کا سبب ہیں اور اپنی زندگی میں وہ روش اختیار کرو جو خدا ترس لوگوں کو اختیار کرنی چاہیئے۔ iii۔ "میری اطاعت کرو" مطلب یہ کہ ان احکام کی اطاعت کرو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں دیتا ہوں۔

آیت نمبر ۴: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا ترغیب دلائی؟ ا: ایمان لانے پر ان کے گناہوں کی بخشش کی ترغیب دلائی۔

علمی بات: اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں پر مراد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ ادا نہ کر دیئے جائیں یا جب تک کہ متعلقہ لوگ ان کو خود اپنی مرضی اور خوشی سے معاف نہ کر دیں۔ ۲: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس چیز سے ڈرایا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں موت کے مقررہ وقت تک مہلت دے گا پھر جب وہ وقت آ جاتا ہے تو تاخیر نہیں کی جاتی۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام نے کس بات پر حسرت کا اظہار کیا؟ ۳: کاش کہ ان کی قوم جانتی کہ موت کے وقت نہ ایمان لانا قبول کیا جاتا ہے اور نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور کاش وہ اس سے پہلے ہی ایمان لے آتے۔

آیت نمبر ۵: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیا عرض کی؟ ا: اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن دعوت دی۔

علمی بات: یہاں سے دراصل حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا دوسرا مرحلہ بیان فرمایا جا رہا ہے جب آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ طویل عرصے کی جدوجہد اور دن رات کی لگاتار دعوت کے باوجود اس ضدی قوم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا اور وہ بدستور اپنے کفر وانکار پر اڑی ہوئی ہے، تو آپ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور اس طرح عرض کیا۔

آیت نمبر ۶: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کا کیا حال بیان فرمایا؟ ا: "میری دعوت پر وہ ایمان لانے کے بجائے دور بھاگنے لگے"۔ حق کا انکار کرنے والوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت سے دور بھاگتے رہے۔

علمی بات: ان لوگوں کے پاس چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا اور دوسری طرف پیغام حق کو قبول کرنا اور اپنی زندگی کی روش وطریقہ بدلنا بھی ان کو گوارا نہیں تھا، اس لئے انہوں نے اپنی سلامتی فرار کی راہ ہی میں سمجھی، تاکہ اپنے آپ کو جھوٹی تسلی دے سکیں۔

آیت نمبر ۷: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت کیوں دی؟ ۱: تاکہ وہ ایمان لے آئیں اور اطاعت اختیار کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں بخش دے۔

۲: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت پر کیا طرزِ عمل اختیار کیا؟ ۲: وہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیتے یا چادر اپنے اوپر لپیٹ لیتے تاکہ ان کی آواز سنائی ہی نہ دے۔

علمی بات: یہی حال کفار قریش کا تھا کہ کلام اللہ کو سننا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ سورۃ حم سجدہ ۴۱، آیت: ۲۶ میں آتا ہے کہ " اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تاکہ تم غالب رہو"۔

۳: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی کیا کیفیت بیان فرمائی؟ ۳: وہ لوگ کفر پر اڑ جانے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الشعراء ۲۶، آیت: ۱۱۱ میں آتا ہے کہ "ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ پر کس طرح ایمان لے آئیں جبکہ آپ کے سارے پیروکار پست طبقہ کے لوگ ہیں"۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: " کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں وہ شریر، مغرور اور تکبر کرنے والے لوگ ہیں"۔ (صحیح بخاری) اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو تکبر جیسی جہنم میں لے جانے والی برائی سے بچائے۔

آیت نمبر ۸: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے کفر و تکبر پر کیا کیا؟ ۱: انہیں بلند آواز سے ایمان اور توبہ کی دعوت دی۔ یعنی ان کی اصلاح کے لئے دعوت کا ہر طریقہ اختیار کیا۔

آیت نمبر ۹: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کو دعوت دینے کا کیا انداز تھا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام قوم کو علانیہ بھی سمجھاتے تھے اور چپکے چپکے بھی سمجھاتے تھے۔

علمی بات: حضرت نوح □ نے مختلف انداز اور طریقوں سے انہیں دعوت دی۔ مجمع کے سوا ان سے علیحدگی میں بات کی، صاف کھول کر اور اشاروں میں بھی، زور سے بھی اور آہستہ بھی، غرض نصیحت کا کوئی عنوان اور کوئی رنگ نہیں چھوڑا۔

عملی پہلو: ہمیں دعوتِ حق کے عمل سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اپنا فرض ادا کرتے رہنا چاہیئے خواہ اس کے اثرات ہمیں نظر آئیں یا نہ آئیں۔ دعوت دین کے لئے ہر وہ ذریعہ اور انداز اپنانا چاہیئے جو دعوت کے عمل میں معاون و مددگار ثابت ہو۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کس بات کی تلقین فرمائی؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت مانگنے کی تلقین فرمائی۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کیا امید دلائی؟ ۲: یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت معاف کرنے والا ہے وہ ان کی خطاؤں سے بھی درگزر فرما سکتا ہے اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگ لیں۔

عملی پہلو: ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر اڑے نہ رہیں بلکہ فوراً استغفار کریں۔ جیسا کہ سورۃ اٰلِ عمران ۳، آیت: ۱۳۵ میں اہل ایمان سے گناہ ہو جانے کے بعد ان کا طرزِ عمل بتایا گیا ہے کہ " اور وہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے"۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو استغفار کرنے پر کیسے ابھارا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ استغفار کرنے پر تم پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے گا۔

علمی بات: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے قحط کا شکوہ کیا، دوسرے نے محتاجی کا اور تیسرے نے اولاد نہ ہونے کا تو آپ نے ان تینوں کو استغفار کا حکم دیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے شکوے تو الگ الگ ہیں لیکن آپ ہر ایک کو استغفار کا ہی حکم دے رہے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے یہی آیات (نمبر ۱۰ تا ۱۲) پڑھ کر اسے مطمئن کر دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کرنے کے لئے باہر نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا۔ کسی نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ نے بارش کے لئے دعا تو کی ہی نہیں؟ فرمایا: میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے پھر آپ نے سورۃ نوح کی یہی آیات لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کرنے کے مزید کیا ثمرات بیان فرمائے؟ i: اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے مال میں اضافہ فرمائے گا۔ ii۔ تمہاری اولاد میں اضافہ فرمائے گا۔ iii۔ تمہیں باغات عطا فرمائے گا۔ iv۔ تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔

علمی بات: استغفار کے دنیا میں حاصل ہونے والے ایسے فوائد کا ذکر قرآن حکیم میں اور بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کا دنیا میں بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے تنگ دستی اور کئی دوسری پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ تاہم یہ بات پیش نظر رہے کہ استغفار کا تقاضا ہے کہ گناہوں سے بھی بچنے کی کوشش کی جائے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت اختیار کی جائے اس صورت میں دنیا کی بھی برکات ملیں گی اور آخرت کی بھی۔ مثلاً سورۃ المائدہ ۵، آیت: ۶۶ میں آتا ہے کہ " اور اگر اہل کتاب تورات، انجیل اور جو کچھ ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا تھا، (اُس) پر عمل پیرا رہتے تو ان کے اوپر سے (آسمان سے بارش کی صورت میں) بھی رزق برستا اور نیچے سے (زمین سے اناج کی صورت میں) بھی نکلتا"۔ اسی طرح سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۹۶ میں آتا ہے کہ "اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے"۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر اور ہٹ دھرم قوم کو کیسے جھنجوڑا؟ ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت کا خیال نہیں کرتے؟ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو۔ اس بات کا ذکر سورۃ الانفطار ۸۲، آیت: ۶ میں بھی آتا ہے کہ "اے انسان تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا اپنے اس رب کریم کے بارے میں"۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کس احسان کی یاد دہانی کرائی؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو کئی مراحل سے درجہ بدرجہ گزار کر پیدا فرمایا۔

۲: انسان کی پیدائش کے مراحل سے کیا مراد ہے؟ ۲: وہ مراحل جن سے گزر کر انسان کا وجود مکمل ہوتا ہے یعنی نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر ہڈیاں اور گوشت رکھنے والا مکمل انسان۔ اسی بات کی مزید وضاحت سورۃ المؤمنون ۲۳، آیت: ۱۲ تا ۱۴ میں بھی کی گئی ہے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے توحید باری تعالیٰ کی کیا دلیل دی؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سات آسمان اوپر نیچے پیدا فرمادیئے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے توحید باری تعالیٰ کے لئے کیا دلائل پیش کیئے؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آسمان میں چاند روشن فرمایا اور سورج کو چراغ بنایا۔

۲: چاند کے لئے روشن ہونے کی صفت کیوں بیان کی گئی؟ ۲: کیوں کہ چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں ہوتی وہ سورج کی روشنی پڑنے سے روشن ہوتا ہے۔

۳: سورج کو چراغ کیوں کہا گیا؟ ۳: کیوں کہ سورج میں جلنے (combustion) کا عمل ہوتا ہے اور چراغ کی طرح روشنی پیدا ہوتی ہے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو توحید باری تعالیٰ کی کون سی دلیل دی؟ ۱: وہی اللہ ہے جس نے تمہیں زمین سے اُگایا۔

۲: انسان کو زمین سے اُگانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہم سب کے والد حضرت آدم علیہ السلام کو اور ہماری غذاؤں کو جن سے نطفہ بنتا ہے زمین سے پیدا فرمایا جیسا کہ وہ نباتات کو زمین سے اُگاتا ہے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کن حقائق کی تعلیم فرمائی؟ ۱: وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں تمہاری موت کے بعد اسی زمین میں لوٹائے گا اور قیامت کے دن اسی زمین سے دوبارہ باہر نکالے گا۔ **علمی بات:** اس بات کا ذکر سورۃ طٰہٰ ۲۰، آیت: ۵۵ میں بھی آتا ہے کہ " اسی زمین میں سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے"۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کس احسان کی یاد دلائی؟ ۱: انہوں نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا۔ انسان جیسے اپنے گھر میں فرش پر چلتا پھرتا ہے اسی طرح زمین کو بھی فرش بنادیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: زمین کا فرش ہونا ہمارے لئے کس اعتبار سے نعمت ہے؟ ۱: تاکہ ہم اس کے کھلے راستوں پر چلیں پھریں۔

علمی بات: زمین کے اس عظیم الشان بچھونے میں غور و فکر کی دعوت دی جارہی ہے جو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عظیم قدرت و حکمت اور رحمت و عنایت کا ایک عظیم الشان مظہر ہے۔ جہاں انسانی زندگی کے لئے موزوں حالات و سائل اور ذرائع آمد و رفت کی فراہمی میں دلائل، عبرتوں اور بصیرتوں کے لاتعداد سامان موجود ہیں۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اپنی قوم کی کیا شکایت کی؟ ۱: قوم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی نافرمانی کی ہے۔

۲: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمانی کس کے کہنے پر کی؟ ۲: قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمانی اپنے سرداروں کے کہنے پر کی۔

۳: قوم کے سرداروں میں بگاڑ کی کیا وجہ تھی؟ ۳: مال اور اولاد کی کثرت نے ان میں تکبر پیدا کر دیا تھا اور وہ ایمان والوں کو حقیر سمجھتے اور ان کا مذاق اُڑاتے تھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اللہ فرماتا ہے کہ تکبر میری چادر ہے عظمت میرا ازار ہے پس جو کوئی مجھ سے اس کے بارے میں جھگڑا کرے گا میں اسے آگ میں ڈالوں گا"۔(ابو داؤد، ابن ماجہ)

آیت نمبر ۲۲: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں کے کیا جرائم تھے؟ ۱: وہ حق کے خلاف بڑی بڑی چالیں چلتے تھے۔

۲: سرداروں کی چالوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: لوگوں کو حضرت نوح علیہ السلام کی مخالفت پر اکسانا، آپ علیہ السلام کو تکلیف پہنچانا، اور لوگوں کو دینِ حق سے روکنا۔

علمی بات: مکر سے مراد ان سرداروں اور پیشواؤں کے وہ فریب ہیں جن سے وہ اپنی قوم کی عوام کو حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف بہکانے کی کوشش کرتے تھے۔ قریب قریب یہی باتیں تھیں جن سے قریش کے سردار نبی کریم ﷺ کے خلاف لوگوں کو بہکایا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے سردار لوگوں کو کیا تلقین کرتے تھے؟ ۱: وہ کہتے تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے کہنے پر اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کِن بُتوں کی پوجا کرتی تھی؟ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بُت تھے یعنی وَد، سُواع، یغُوث، یعُوق اور نَسر جن کی وہ پوجا کرتی تھی۔

۴: قوم میں بُت پرستی کیسے شروع ہوئی؟ ۴: شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس نے روز اوّل سے ہی انسان کو بہکانے اور گمراہ کرنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اس نے لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات اور وساوس پیدا کئے کہ یہ ستارے، چاند، سورج، آگ، درخت اور انسان وغیرہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں تمہارے خدا تو یہ ہو سکتے ہیں، اور تمہاری عبادت کے یہی مستحق ہیں تم ان کی عبادت کرو اور انہیں راضی کرو۔ تمہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے یہ بچا بھی لیں گے۔ اس طرح لوگوں میں بت پرستی کا تصور پیدا ہوا اور انہوں نے انسانوں سمیت مظاہر قدرت اور مختلف اشیاء کے مجسمے بنائے اور ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ یہ اصل میں ان کی اپنی خیالی تصاویر تھیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں توحید کا نظریہ ناپید ہو چکا تھا اور آپ علیہ السلام کی قوم میں بت پرستی عروج پر تھی انہوں نے اپنے پانچ مشہور بت بنا رکھے تھے جن کے قرآن حکیم میں یہ نام آئے ہیں۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور کیا جرم بیان کیا؟ ۱: انہوں نے شرک کیا اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے گمراہ کرنے والے لوگوں کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کیا دعائے ضرر کی؟ ۲: "ان ظالموں کے لئے سوائے گمراہی کے کسی چیز میں اضافہ نہ فرما"۔

علمی بات: حضرت نوح □ نے یہ دعائے ضرر اُس وقت کی جب انہیں وحی سے معلوم ہوا کہ قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ان کے سوا اور لوگ ایمان لانے والے نہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ "اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لا چکے ان کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ تو جو کام یہ کر رہے ہیں ان کی وجہ سے غم نہ کھاؤ"۔(سورۃ ہود ۱۱، آیت: ۳۶)۔ حضرت نوح علیہ السلام نے صدیوں کی جدوجہد اور مسلسل دعوت سے دیکھ لیا تھا کہ اس قوم میں سے جن لوگوں کو ایمان لانا تھا وہ لے آئے اور اب جو باقی بچے ہیں ان میں کوئی خیر باقی نہیں جن سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی زمین کا پاک ہو جانا ہی بہتر ہے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا دنیا میں کیا انجام ہوا؟ ۱: پانی میں غرق کر دیئے گئے۔ ۲: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا یہ بُرا انجام کیوں ہوا؟ ۲: ان کے جرائم کی وجہ سے۔ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا آخرت میں کیا انجام ہو گا؟ ۳: وہ آگ میں جھلسیں گے۔ ۴: کیا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مقابلے میں کچھ کام آ سکے؟ ۴: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو مقابلے میں کسی کی مدد حاصل نہیں ہو سکی۔

علمی بات: اس قوم کے غرق ہونے پر ان کا قصہ تمام نہیں ہو گیا، بلکہ مرنے کے بعد فوراً ہی انہیں آگ کے عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ یہ بالکل وہی معاملہ ہے جو فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ کیا گیا۔ جیسا کہ سورۃ المومن ۴۰، آیات: ۴۵ تا ۴۶ میں آتا ہے کہ "ان لوگوں نے جو چالیں ایک بندہ مومن کے خلاف چلی تھیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان سے اس بندہ مومن کو بچا لیا اور آل فرعون خود ہی برے عذاب میں گھر گئے۔ وہ صبح و شام آگ پر پیش کیئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی (تو حکم ہو گا کہ) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں جھونک دو"۔ **علمی بات:** یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جس سے برزخ کا عذاب یا عذابِ قبر ثابت ہوتا ہے۔

عذابِ قبر کے بارے میں احادیثِ مبارکہ: ۱۔ ہر مرنے والے پر اس کا مقام صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جنّتی پر جنت کا اور دوزخی پر دوزخ کا اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ روز قیامت اللہ ﷻ تجھ کو اس کی طرف اٹھائے۔ (بخاری و مسلم) ۲۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (جامع ترمذی) ۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب بھی نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا حضور ﷺ نماز کے بعد عذابِ قبر سے ضرور پناہ مانگتے۔ (بخاری و مسلم) ہمیں بھی ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے ضرور پناہ مانگنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۶: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے عذاب نازل ہونے کے وقت کیا دعا مانگی؟ ا: اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بچنے والا باقی نہ چھوڑیئے۔

علمی بات: حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا ساری عمر یعنی ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کے بعد تجربہ کی بنا پر کی تھی۔ اور آپ علیہ السلام کی کفار کی ہلاکت سے متعلق یہ دعا اللہ ﷻ کی مرضی کے عین مطابق تھی۔ اگر آپ علیہ السلام ایسی دعا نہ بھی کرتے تو بھی ان پر عذاب کا مقرر وقت آچکا تھا اور اس کی دلیل سورۃ ہود ۱۱، آیت: ۳۶ ہے جس کا ترجمہ اس سورت کی آیت: ۲۴ کے نکات میں دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اس دعا کی کیا وجہ بیان فرمائی؟ ا: بے شک اے اللہ! اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولادیں بھی ان کے اثرات کی وجہ سے گمراہ اور کافر رہیں گی۔

علمی بات: بچہ پیدا تو فطرت اسلام ہی پر ہوتا ہے، لیکن آگے ماحول اس کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے،

فرمانِ نبوی ﷺ: "ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

علمی بات: حضرت نوح علیہ السلام نے چونکہ ایک ہزار برس کی اپنی طویل زندگی میں اپنے معاشرے کو اچھی طرح چھانٹ پھٹک کر دیکھ لیا تھا کہ اب ان میں ایمان اور نیکی کی کوئی رمق باقی نہیں، نیز حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے بھی خبر دی گئی تھی کہ اب یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ جیسے کہ سورۃ ھود، آیت: ۳۶ میں ذکر ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اب ان سے فاسق اور کافر ہی جنم لیں گے جو آگے مزید ہلاکت و تباہی اور خرابی و فساد کا باعث بنیں گے۔

آیت نمبر ۲۸: ا: حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ ﷻ سے کیا دعائیں مانگیں؟ ا: آپ علیہ السلام نے اپنے والدین اور مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت اور ظالموں کے لئے تباہی و بربادی میں اضافے کی دعا مانگی۔

علمی بات: اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ محض قصہ گوئی کی خاطر بیان نہیں کیا گیا بلکہ اس سے مقصود، واضح دو کردار لوگوں کے سامنے رکھنے تھے ایک تو یہ بات واضح ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے فرائض نبوت و رسالت کی تکمیل کے لئے صبر و انتظار کے کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ساتھ ہی آپ ﷺ کے مخالفین بھی دیکھ لیں کہ انہوں نے بھی وہی روش اختیار کر رکھی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کر رکھی تھی اور اگر اس عادت و طرز زندگی سے یہ لوگ باز نہ آئے تو ان کا بھی نہایت عبرت ناک انجام ہوگا۔ واضح رہے کہ ان پر اگر فوراً عذاب نہیں آیا تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ فرمان الٰہی ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ کہ ان کے درمیان رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ اس لئے اللہ ﷻ نے فوراً ان پر کوئی عذاب نازل نہ فرمایا۔

نوٹ: قصہ حضرت نوح علیہ السلام کی مزید تفصیلات مطالعہ قرآنِ حکیم کے نصاب کے حصہ اوّل اور اس کے رہنمائے اساتذہ کے نکات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(ا) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کتنے عرصہ تک دعوت دی؟

(الف) ۱۰۰۰ سال (ب) ۹۰۰ سال ✓(ج) ۹۵۰ سال

COPYRIGHT © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION — SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION

(۲) حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت سُن کر قوم نے کیا کیا؟

(الف) انگلیاں چبالیں ✓(ب) کانوں انگلیاں میں ڈال لیں (ج) سر پیٹ لیا

(۳) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس کو چراغ بنایا؟

(الف) ستارے (ب) چاند ✓ (ج) سورج

(۴) حضرت نوح علیہ السلام نے نافرمانوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کیا دعائے ضرر کی؟

(الف) اے اللہ! ان کافروں میں سے کسی ایک کو بھی رزق نہ دے۔ (ب) اے اللہ! ان کافروں میں سے کسی ایک کو بھی اولاد نہ دے۔

✓ (ج) اے اللہ! ان کافروں میں سے کوئی ایک بھی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔

(۵) حضرت نوح علیہ السلام نے کن کے لئے بخشش کی دعا مانگی؟

(الف) قوم کے سرداروں اور امیروں کے لئے ✓ (ب) والدین اور اہل ایمان کے لئے

(ج) قوم کے محتاجوں اور فقیروں کے لئے

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا دعوت دی؟ جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۲ تا ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کرنے کے کیا فوائد بتائے؟ جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۱۱، ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھانے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی کیا مثالیں بیان فرمائیں؟ جواب اس سورت کی آیات ۱۴ تا ۲۰ ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بتوں کے نام کیا تھے؟ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے جھٹلانے اور کفر وشرک سے باز نہ آنے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کیا التجاء کی؟ جواب کے لئے اس سورت کی آیت ۲۶، ۲۷ ملاحظہ فرمائیں۔

عملی سرگرمی:

۱۔ آیات: ۱۰ تا ۱۲ کے ضمن میں طلبہ سے استغفار کے فوائد پر گفتگو کریں اور کچھ اہم نکات تحریر کروائیں۔ اس کے بعد کلاس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگنے کے لئے اجتماعی دعا کا اہتمام کریں۔

نکات: استغفار کے دنیا میں حاصل ہونے والے ایسے فوائد کا ذکر قرآن حکیم میں اور بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کا دنیا میں بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے تنگ دستی اور کئی دوسری پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ تاہم یہ بات پیش نظر رہے کہ استغفار کا تقاضا ہے کہ گناہوں سے بھی بچنے کی کوشش کی جائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کی جائے اس صورت میں دنیا کی بھی برکات ملیں گی اور آخرت کی بھی۔ مثلاً:

سورۃ المائدہ ۵، آیت: ۶۶ میں آتا ہے کہ "اور اگر اہل کتاب تورات، انجیل اور جو کچھ ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا تھا، (اُس) پر عمل پیرا رہتے تو ان کے اوپر سے (آسمان سے بارش کی صورت میں) بھی رزق برستا اور نیچے سے (زمین سے اناج کی صورت میں) بھی نکلتا" اسی طرح سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۹۶ میں آتا ہے کہ "اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے"

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK IS ENTAILS CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَۃُ الْجِنّ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۳) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۴تا۲۸) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ: اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ جنّات کے ایمان لانے کا واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟

۲۔ جنّات کی کیا حقیقت ہے؟

۳۔ جنّات نے آپ ﷺ سے قرآن حکیم سن کر ایک دوسرے سے کیا کہا اور اس میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

۴۔ قرآن حکیم کے نزول پر جنّات کی جماعت کس نتیجہ پر پہنچی؟

۵۔ جنّات نے توحید باری تعالیٰ کا اعلان کیسے کیا؟

۶۔ جنّات نے کن کن حقیقتوں کا اعتراف کیا؟

۷۔ جنّات نے اہل ایمان کی کیا عظمت بیان کی؟

۸۔ جنّات نے نافرمانوں کا ذکر کس طرح کیا؟

۹۔ نیک لوگوں کا انجام کیسا ہوگا؟

۱۰۔ بُرے لوگوں کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟

۱۱۔ مساجد کے بارے میں کیا رہنمائی دی گئی ہے؟

۱۲۔ نبی کریم ﷺ سے متعلق کفار مکہ کا کیا طرز عمل بیان کیا گیا ہے؟

۱۳۔ آپ ﷺ کی کیا ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں؟

۱۴۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے رسولوں کی حفاظت کیسے فرماتا ہے؟

۱۵۔ کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ فرماتا ہے؟

ربطِ سورت:

سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والوں کی ہلاکت و تباہی جبکہ آپ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کا ذکر ہے سورۃ الجن میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو ٹھکرانے والے ظالمین کے لئے عذاب جہنم کی وعید مذکور ہے اور انبیاءِ کرام علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ ﷺ کی اس عظمت و رفعت کا بھی ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے منصب و شان کے مطابق اپنے غیب سے جس کے لئے جتنا چاہتا ہے اس سے مطلع و آگاہ فرماتا ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ا: ا: آیات: ا تا ۱۵ میں کس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے؟ ا: جنّات کی ایک جماعت کے ایمان لانے اور دین کی تبلیغ کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

۲: یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟ ۲: مکہ سے عکاظ کے بازار کی طرف جاتے ہوئے آپ ﷺ نے وادئ نخلہ میں نماز فجر ادا فرمائی اور اس دوران جنّات کی ایک جماعت کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کی قرآن کی تلاوت سن کر رک گئے۔

علمی بات: صحیح مسلم اور دیگر روایات کے مطابق جب جنّات کا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا، تو انہوں نے آپس میں اس بات پر غور و فکر کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ ایسے کیوں ہو گیا؟ پہلے ہم آسمان پر جایا کرتے تھے اور کوئی روک ٹوک نہیں ہوا کرتی تھی، مگر اب اگر ہم میں سے کوئی جاتا ہے تو اس پر شہاب یعنی شعلے برسائے جاتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں ضرور کوئی بڑا حادثہ پیش آگیا ہے اور کوئی انقلاب رونما ہو گیا ہے جس کی بناء پر یہ نئی صورتحال پیش آگئی ہے، اس لئے تم زمین کے چاروں طرف پھیل جاؤ اور اس حقیقت کی کھوج لگاؤ، اسی ضمن میں ان کے ایک گروہ کا وادئ نخلہ سے گزر ہوا، جہاں پر آپ ﷺ عکاظ جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے۔

۳: آپ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع کیسے ہوئی؟ ۳: اللہ ﷻ نے وحی کے ذریعے سے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا۔ ۴: جنات کی کیا حقیقت ہے؟

۴: جنات اللہ ﷻ کی ایک با اختیار اور مکلّف (یعنی جوابدہ) مخلوق ہے۔ جنات میں بھی انسانوں کی طرح مذکر و مؤنث اور نیک و بد ہوتے ہیں قیامت کے دن ان کا بھی حساب و کتاب ہو گا اور ان کے لئے جنت و جہنم کا فیصلہ ہو گا۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۳۷) ۵: جنات کو اللہ ﷻ نے کس چیز سے پیدا کیا؟ ۵: جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا۔ (سورہ رحمٰن ۵۵، آیت: ۱۵) ۶: کیا انسان جنات کو دیکھ سکتے ہیں؟ ۶: جن انسانوں کو دیکھ سکتے ہیں لیکن انسان جنوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

۷: کسی مشہور جن کا نام بتائیے؟ ۷: عزازیل یعنی ابلیس (شیطان) جو جنوں میں سے ہے۔ (سورۃ الکھف ۱۸، آیت: ۵۰) ۸: جنّات کی خوراک کیا ہے؟

۸: احادیث مبارکہ کے مطابق جنات کی خوراک ہڈیاں ہیں۔ اس لئے ہڈیوں سے استنجاء کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ۹: کیا جنات انسانوں پر اختیار رکھتے ہیں؟

۹: جنّات صرف وسوسہ ڈال کر انسانوں کو گمراہ کر سکتے۔ جیسا کہ سورۃ الناس کی آیت: ۵ میں شیطان کے وسوسوں سے ان الفاظ میں پناہ مانگی گئی ہے: ”جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ خواہ وہ جنّوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے“۔ ۱۰: جنّات کے شر سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ ۱۰: مُعَوَّذَتَیْن کی تلاوت کرنی چاہیئے یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس۔ ۱۱: کیا جنّات کو علم غیب ہے؟ ۱۱: جی نہیں، اگرچہ جن عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتے ہیں مگر ایک حد سے آگے نہیں جا سکتے۔ ۱۲: اللہ ﷻ کی سب سے اشرف و افضل مخلوق کون سی ہے؟ ۱۲: اللہ ﷻ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور فرشتوں، جنّات اور تمام مخلوقات پر انسانوں کو فضیلت دی ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۷۰ اور سورۃ التین ۹۵، آیت: ۵)

۱۳: جنات نے آپ ﷺ سے قرآن سن کر ایک دوسرے سے کیا کہا؟ ۱۳: انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب (خوبصورت کلام) قرآن سنا ہے۔

علمی بات: قرآن حکیم کے بارے میں جنّات کے ان تاثرات سے نبی اکرم ﷺ کو اس مقصد کے لئے آگاہ فرمایا گیا کہ آپ ﷺ ان کو قریش کے سامنے پیش کریں، تا کہ ان کو کچھ عبرت ہو کہ جس قرآن حکیم کو جنّات نے ایک ہی مرتبہ سن کے مان لیا، اور وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس کو یہ دن رات اور بار بار سننے کے باوجود ماننے کو تیار نہیں ہو رہے اور یہ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور دوسری طرف اس میں آپ ﷺ کے لئے تسکین و تسلی کا سامان بھی ہے کہ آپ ﷺ منکرین کے اس رویہ سے پریشان نہ ہوں کہ اس میں آپ ﷺ کا یا قرآن حکیم کا کوئی قصور نہیں بلکہ قصور سب کا سب ان ہی لوگوں کا ہے۔

آیت نمبر ۲: ا: جنّات نے قرآن حکیم کی کیا تعریف کی؟ ا: قرآن حکیم وہ کلام ہے جو بھلائی کے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

۲: قرآن حکیم سن کر جنّات پر کیا اثر ہوا؟ ۲: جنّات قرآن حکیم سن کر ایمان لے آئے۔

۳: ایمان لانے کے بعد جنّات نے کیا عزم کیا؟ ۳: جنات نے عزم کیا کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

آیت نمبر۳: ۱: جنات نے اللہ ﷻ کی عظمت کیسے بیان کی؟ ۱: جنات نے کہا کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے۔

۲: جنات نے توحید باریٔ تعالیٰ کا اعلان کیسے کیا؟ ۲: جنات نے کہا کہ اللہ ﷻ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اولاد۔ اسی بات کا ذکر سورۃ الاخلاص ۱۱۲، آیت: ۳ میں بھی ملتا ہے: "نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے"

علمی بات: ان آیات سے کئی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ جن اللہ ﷻ کے وجود اور اس کے رب ہونے کے منکر نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان میں بھی مشرکین پائے جاتے ہیں جو مشرک انسانوں کی طرح اللہ ﷻ کے ساتھ دوسروں کو خدائی میں شریک ٹھہراتے ہیں، چنانچہ جنوں کی یہ قوم جس کے افراد قرآن حکیم سن کر گئے تھے مشرک ہی تھے۔ تیسرے یہ کہ نبوت اور کتب آسمانی کے نزول کا سلسلہ جنوں کے ہاں جاری نہیں ہوا، بلکہ ان میں سے جو جن بھی ایمان لاتے ہیں وہ انسانوں میں آنے والے انبیاء اور ان کی لائی ہوئی کتابوں پر ہی ایمان لاتے ہیں۔

آیت نمبر۴: ۱: جنات نے اپنے لوگوں میں سے بے وقوف اور جاہل کن لوگوں کو کہا؟ ۱: جو لوگ اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کے بارے میں حق کے خلاف بات کرتے ہیں۔

آیت نمبر۵: ۱: جنات کے کس گمان کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: جنات کا گمان تھا کہ اللہ ﷻ کے بارے میں کوئی انسان یا جن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

علمی بات: اپنی گزشتہ گمراہی پر جنات معذرت خواہانہ انداز میں کہتے ہیں کہ آج تک جن کو ہم نے اپنا پیشوا بنائے رکھا اور آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے چلتے رہے، ہمیں ان کے بارے میں قطعاً یہ خیال نہ تھا کہ وہ اللہ ﷻ کی طرف جھوٹی باتیں بھی منسوب کرتے ہیں۔ اس حسنِ ظن کے باعث آج تک ہم بھٹکتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام تر نیک نیتی کے باوجود صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے، صحیح اور یقینی علم صرف وحی الٰہی پر مشتمل ہے۔

آیت نمبر۶: ۱: بعض جنات کی سرکشی بڑھنے کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۱: بعض انسان بعض جنات کی پناہ طلب کرتے تھے۔ اس سے جنات یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم تو انسان سے بھی افضل ہیں کہ انسان بھی ہماری پناہ لیتا ہے۔ اس بات نے جنات کی سرکشی میں اور اضافہ کر دیا۔ ۲: انسانوں کی جنّوں سے پناہ طلب کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: عرب کے لوگ دورِ جاہلیت میں سفر کے دوران جب کسی خطرناک مقام پر اترتے تو کہا کرتے تھے کہ ہم اس وادی کے سردار جنّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

آیت نمبر۷: ۱: انسانوں اور جنّوں کے کس مشترکہ غلط گمان کا ذکر کیا گیا؟ ۱: اللہ ﷻ انسانوں اور جنوں کو ان کے مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز زندہ نہیں کرے گا۔ ایک مراد یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ آئندہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا۔

آیت نمبر۸: ۱: نزول قرآن کی وجہ سے جنّوں نے آسمان پر کیا تبدیلیاں محسوس کیں؟ ۱: انہوں نے آسمان کو سخت پہرے داروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔

۲: سخت پہرے داروں سے کون مراد ہیں؟ ۲: فرشتے جو آسمان کی حفاظت پر مامور ہیں۔

۳: آسمان پر شعلوں سے کیا مراد ہے؟ ۳: شہاب ثاقب جنہیں فرشتے سرکش جنات کو مار بھگانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

علمی بات: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان کے پہرے سخت کر دیئے گئے۔ تاکہ کوئی شیطان آسمان کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائے اور اس نظام کو سخت تر بنانے کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی سے کوئی بھی حصہ شیطان نہ سن پائے۔ اس سے ایک دوسرا مقصد از خود حاصل ہو گیا یعنی کاہنوں کو شیطانوں کے ذریعہ جو خبریں ملتی تھیں وہ بھی بند ہو گئیں۔

آیت نمبر۹: ۱: قرآن حکیم کے نزول سے پہلے جنات کا کیا معمول تھا؟ ۱: جنات آسمان پر بعض مقامات پر عالم بالا کی باتیں سننے کے لئے بیٹھ جایا کرتے تھے۔

۲: قرآن حکیم کے نزول کے آغاز کے بعد جنات نے آسمان پر کیا تبدیلیاں محسوس کی؟ ۲: اب جب جنات عالم بالا کی بات سننے آسمان کی جانب بڑھتے تو اپنی تاک میں لگے شہاب ثاقب کو پاتے ہیں یعنی آسمان پر پہرے سخت کر دیئے گئے اور جنوں کو کچھ بھی سننے سے روک دیا گیا۔

آیت نمبر۱۰: ۱: آسمان دنیا میں ہونے والی ان تبدیلیوں سے جنات کو کیا اندازہ ہوا؟ ۱: جنات نے اندازہ لگایا کہ یا تو اہل زمین کے لئے کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان سے کسی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ ۲: اہل زمین کے لئے برائی کا ارادہ کیا گیا سے کیا مراد ہے؟ ۲: اس سے مراد اہل زمین پر اللہ ﷻ کے عذاب

کا نازل ہونا ہے۔ ۳:اہل زمین پر اللہ ﷻ کے بھلائی کے ارادہ سے کیا مراد ہے؟ ۳:اس سے مراد اہل زمین پر اللہ ﷻ کی رحمت یعنی وحی کا نازل ہونا ہے۔
۴:جنوں کی اس جماعت کے زمین پر سرگرداں پھرنے کی کیا وجہ تھی؟ ۴:جنات یہی اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ اللہ ﷻ نے اہل زمین کے ساتھ برائی یا بھلائی میں سے کس کا ارادہ فرمایا ہے۔ ۵:جنات کی یہ جماعت کس نتیجہ پر پہنچی؟ ۵:جنات سمجھ گئے کہ اللہ ﷻ نے قرآن نازل فرما کر اہل زمین پر بہت بڑی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس بھلائی یعنی قرآن حکیم سے استفادہ کریں تاکہ آخرت کے ابدی نقصان سے بچا جاسکے۔ جیسا کہ سورہ یونس کی آیت: ۵۷ میں آتا ہے کہ "لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفاء اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہنچی ہے"۔

آیت نمبر ۱۱: ۱:جنات نے کس بات کا اعتراف کیا؟ ۱:انہوں نے اعتراف کیا کہ جنات میں سے کچھ نیک ہیں کچھ بُرے اور کچھ مختلف طریقوں پر چل رہے ہیں۔
۲:مختلف طریقوں سے کیا مراد ہے؟ ۲:مختلف طریقوں سے مراد مختلف فرقے، جماعتیں اور ملتیں ہیں۔

آیت نمبر ۱۲: ۱:جنات نے اپنے کس یقین کا اظہار کیا؟ ۱:جنات نے کہا کہ ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم اللہ ﷻ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ ۲:اللہ ﷻ کو عاجز نہ کر سکنے سے کیا مراد ہے؟ ۲:یعنی اللہ ﷻ کی قدرت اور پکڑ سے بچ جانا۔ ۳:جنات نے کس حقیقت کا اعتراف کیا؟ ۳:جنات نے اقرار کیا کہ نہ تو وہ زمین میں کہیں چھپ کر اللہ ﷻ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں اور نہ کہیں بھاگ کر اللہ ﷻ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۳: ۱:قرآن حکیم کی ہدایت سن کر جنات نے کیا طرز عمل اختیار کیا؟ ۱:قرآن حکیم کی ہدایت سن کر جنات ایمان لے آئے۔
۲:جنات نے اہل ایمان کی کیا عظمت بیان کی؟ ۲:جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے اب وہ نہ تو نقصان سے ڈرتا ہے اور نہ ظلم سے ڈرتا ہے۔

علمی بات: سچے ایماندار کو اللہ ﷻ کے ہاں کوئی خوف نہ ہو گا۔ نہ نقصان کا کہ اس کی کوئی نیکی اور محنت یونہی رائیگاں چلی جائے، نہ زیادتی کا کہ زبردستی کسی دوسرے کے جرم اس کے سر تھوپ دیئے جائیں، غرض وہ نقصان، تکلیف اور ذلت ورسوائی سب سے مامون و محفوظ ہو گا۔

آیت نمبر ۱۴: ۱:جنات نے جنوں کے کن دو گروہوں کی نشان دہی کی؟ ۱:مسلمان گروہ اور بے انصاف ظالم گروہ۔
۲:جنات نے اسلام لانے والوں کی کیا تعریف کی؟ ۲:جو اسلام لائے وہی ہیں جنہوں نے ہدایت کا راستہ تلاش کر لیا۔

آیت نمبر ۱۵: ۱:ظالموں کا کیا انجام بیان کیا گیا ہے؟ ۱:وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ ۲:جنوں کا کتنی آیات میں ذکر کیا گیا ہے؟ ۲:آیات: ۱ تا ۱۵ میں۔

آیت نمبر ۱۶: ۱:اس آیت میں اللہ ﷻ کن سے خطاب فرما رہا ہے؟ ۱:اس آیت میں اہل مکہ کو ایمان اور عمل کی دعوت دی گئی ہے۔
۲:سیدھے راستے پر قائم رہنے کی کیا بشارت دی گئی ہے؟ ۲:عرب جیسے بنجر اور ریگستانی علاقہ میں بھی انہیں بہت سا پانی پلانے کی بشارت دی گئی۔

آیت نمبر ۱۷: ۱:دنیا میں دی جانے والی نعمتوں کا کیا سبب بیان کیا گیا ہے؟ ۱:دنیا کی نعمتیں ذریعۂ آزمائش ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون اللہ ﷻ کا شکر اور کون ناشکری کرتا ہے "بے شک ہم نے اسے (انسان کو) راستہ دکھا دیا یا تو وہ شکر گزار رہے اور یا ناشکرا" (سورۃ دہر ۷۶، آیت: ۳) اور ہماری زندگی دراصل امتحان کے لئے ہے۔ اس لئے سورۃ ملک ۶۷، آیت: ۲ میں آتا ہے "اسی (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے"۔ ۲:اللہ ﷻ کی ناشکری اور اس کے ذکر وعبادت سے منہ موڑنے کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟ ۲:اللہ ﷻ ایسے لوگوں کو آخرت میں چڑھتا ہوا سخت عذاب دے گا۔ ۳:"چڑھتے ہوئے سخت عذاب" سے کیا مراد ہے؟ ۳:اللہ ﷻ پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ اور سزا کوئی ہنگامی اور وقتی نوعیت کی نہیں ہوتی کہ چند دن کے بعد ختم ہو جائے۔ بلکہ وہ بڑھتی ہی جاتی ہے ایسے لوگ اس دنیا میں جس عذاب سے دوچار ہوتے ہیں آخرت میں اس سے بھی کہیں بڑے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر ان کو دیئے گئے عذاب میں بھی شدت اور سختی آتی جائے گی۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا کہ وہ بالکل ختم ہو جائے، یا اس میں کمی آتی جائے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱:مساجد کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟ ۱:مسجدیں صرف اللہ ﷻ کے لئے ہیں وہاں صرف اللہ ﷻ کی عبادت ہونی چاہیئے۔
۲:توحید خالص کا کیسے مطالبہ کیا گیا ہے؟ ۲:اللہ ﷻ کے علاوہ کسی اور کی عبادت مت کرو۔

علمی بات: ویسے تو کسی جگہ اور کسی حال میں بھی اللہ ﷻ کے ساتھ کسی دوسرے کو پوجنا نہیں چاہیئے مگر مساجد میں تو ایسا کام کرنے سے یہ شرک کا گناہ کئی گناہ زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ مسجدیں تو خالصتاً اللہ ﷻ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں اوراحادیث مبارکہ میں یہ بات آئی ہے کہ امت مسلمہ کے لئے تو ساری زمین ہی مسجد بنادی گئی ہے۔ لہٰذا کسی جگہ بھی اللہ ﷻ کے ساتھ دوسروں کو پوجنا یعنی ان کی عبادت کرنا جائز نہیں۔ اور بعض علماء کے نزدیک مساجد سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ یہ اعضاء تو اللہ ﷻ کی عبادت اور بندگی کے لئے بنائے گئے ہیں۔ لہٰذا اللہ ﷻ کے ساتھ دوسروں کو پوج کر ان کا غلط استعمال کرنا جائز نہیں۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: نبی کریم ﷺ سے متعلق کفار مکہ کا کیا طرز عمل بیان کیا گیا ہے؟ ۱: آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے اور دوران عبادت قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو کفار اس طریقۂ عبادت کو عجیب سمجھ کر آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑتے۔

علمی بات: یعنی جب بھی آپ ﷺ لوگوں کو قرآن حکیم سنانے کے لئے کھڑے ہوتے تو کافر یہ چاہتے کہ وہاں شور شرابا کر کے قرآن حکیم کی آواز لوگوں کے کانوں میں نہ پڑنے دیں یا اس کا مقصد یہ ہوتا کہ آپ ﷺ پر نظریں جما کر اتنا مرعوب کر دیں کہ آپ ﷺ قرآن حکیم سنانا بند کر دیں۔ گویا ان کی تمام تر کوشش تھی کہ قرآن حکیم کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان توحید کیسے کرایا گیا؟ ۱: آپ ﷺ فرما دیجیے کہ میں صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں۔

۲: نبی کریم ﷺ کی زبان سے شرک کی نفی کیسے کرائی گئی؟ ۲: آپ ﷺ سے اعلان کرایا گیا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی ایک کو بھی شریک نہیں کرتا۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی توحید کے اعلان کے ساتھ ساتھ شرک کی نفی بھی ضروری ہے۔ اسی لئے سورۃ البقرۃ کی آیت: ۲۵۶ میں ایمان باللہ کے ساتھ باطل معبودوں کے انکار کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے بلکہ باطل معبودوں کے انکار کا ذکر پہلے فرمایا گیا ہے اور ایمان باللہ کا بعد میں۔ پس ارشاد ہوا " پھر جو کوئی باطل کا انکار کرے اور اللہ ﷻ پر ایمان لائے تو اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ (سب کچھ) سننے والا (اور) جاننے والا ہے"۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: اس آیت میں رسول اللہ ﷺ سے کس بات کا اعلان کرایا گیا؟ ۱: آپ ﷺ سے اعلان کرایا گیا کہ آپ فرما دیں بیشک میں تمہارے لئے حقیقتاً اور مستقلاً نہ نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ بھلائی کا۔

علمی بات: نفع و نقصان کا حقیقتاً اور مستقلاً اختیار اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی امت کی بھلائی کے لئے جو کچھ کہتے اور کرتے ہیں وہ سب کچھ اللہ ﷻ کے عطا کردہ اختیار اور حکم کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف ۷ کی آیت: ۱۸۸ میں فرمایا گیا: "آپ (ﷺ) فرما دیجیے! کہ میں خود اپنی ذات کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ ﷻ نے چاہا" یعنی میں از خود کچھ نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہوں جو اللہ ﷻ نے مجھے اختیار عطا فرمایا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں بھی اللہ ﷻ کے سوا کسی بھی شخص کو (خواہ کوئی ہو) حقیقتاً اور مستقلاً نفع و نقصان کا مالک نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ حقیقتاً اور مستقلاً نفع و نقصان کا مالک اللہ ﷻ ہی ہے۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: نبی کریم ﷺ سے کس حقیقت کا اعلان کروایا گیا؟ ۱: کُل قوت اور طاقت صرف اور صرف اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے چنانچہ آپ ﷺ سے کہلوایا گیا کہ بے شک مجھے کوئی اللہ ﷻ سے نہیں بچا سکتا۔ (بالفرض اے مشرکو! اگر میں تمہاری بات مان کر) اللہ ﷻ کو ناراض کروں تو اس کے غضب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ اللہ ﷻ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مددگار ہے۔

۲: کیا اللہ ﷻ کے مقابلے میں کوئی پناہ کی جگہ ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ وہی کل نفع اور نقصان کا مالک ہے اور وہی اصل محافظ ہے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: آپ ﷺ کی کیا ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں؟ ۱: آپ ﷺ کی ذمہ داری اللہ ﷻ کے احکامات پہنچا دینا ہے۔

علمی بات: اللہ ﷻ کی پناہ میں آنے کا طریقہ اُس کے پیغام پر عمل اور اسے دوسروں تک پہنچانا ہے۔ یہ ذمہ داری اب امت مسلمہ کے کاندھوں پر ہے۔ اللہ ﷻ قرآن حکیم میں فرماتا ہے: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کیئے گئے ہو تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔ (سورۃ اٰلِ عمران ۳، آیت: ۱۱۰)

۲: اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا انجام ہو گا؟ ۲: ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

عملی پہلو: اللہ ﷻ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں ہمیشہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمانی سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور آخرت کی تیاری کی فکر کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۶ میں آتا ہے کہ "پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے بھی ضرور پوچھیں گے"۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو کیا تنبیہ کی جا رہی ہے؟ ۱: اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔
۲: نافرمانوں کو ان کی طاقت اور تعداد کے زیادہ ہونے کے زعم کا کیا جواب دیا گیا ہے؟ ۲: وہ عنقریب جان لیں گے کہ کون ہے جس کا مددگار کمزور ہے اور کون تعداد میں کم ہے۔ اس بات کا ذکر سورۂ مریم ۱۹، آیت: ۷۵ میں بھی ملتا ہے۔ "آپ فرما دیجیے کہ جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے رحمٰن اس کو آہستہ آہستہ مہلت دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے خواہ عذاب اور خواہ قیامت تو (اس وقت) جان لیں گے کہ مکان کس کا برا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے"۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: "قیامت کب آئے گی" کے سوال کا آپ ﷺ نے کیا جواب ارشاد فرمایا؟ ۱: میں اپنے اندازے سے نہیں جانتا کہ کیا وہ قریب ہے یا اس کے آنے میں ابھی لمبی مدت ہے۔ اس بات کا ذکر سورۃ الانبیاء کی آیت: ۱۰۹ میں بھی ملتا ہے۔ ۲: قیامت کے وقت کا اصل علم کس کو ہے؟ ۲: اللہ ﷻ کو۔

عملی پہلو: ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ قیامت کا دن جاننے سے زیادہ اس کی تیاری کی فکر کریں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آئے گی ضرور مگر یہ بتاؤ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ عرض کیا میں نے قیامت کے لئے نماز، روزہ، صدقہ وخیرات کی کثرت سے تو کوئی تیاری نہیں کی لیکن میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" کہ تم اس کے ساتھ ہوں گے جس سے تم نے محبت کی ہے"۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) ہمیں قیامت کا وقت معلوم کرنے سے زیادہ اس کی تیاری کی فکر کرنی چاہیئے اور وہ تیاری یہ ہے کہ ہم اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت رکھیں اور مکمل اطاعت واتباع کریں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: اصل غیب کا علم کس کے پاس ہے؟ ۱: اصل غیب کا علم صرف اللہ ﷻ کے پاس ہے۔
۲: کیا اللہ ﷻ اپنے غیب سے ہر کسی کو آگاہ فرماتا ہے؟ ۲: عام قاعدہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے غیب سے ہر کسی کو آگاہ نہیں فرماتا۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: اللہ ﷻ اپنے غیب پر کس کو آگاہ فرماتا ہے؟ ا۔ اللہ ﷻ اپنے رسولوں کو اپنے غیب پر آگاہ فرماتا ہے۔ جنہیں اللہ ﷻ نے غیب بتانے کے لئے پسند فرمایا۔ ۲: اللہ ﷻ اپنے رسولوں کی حفاظت کیسے فرماتا ہے؟ ۲: اللہ ﷻ اپنے رسولوں کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے مقرر فرماتا ہے، جو اس کے رسولوں کو شیطان اور اس کے وسوسوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور علم وحی رسولوں تک پہنچ جاتا ہے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: رسولوں کی حفاظت کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ ۱: تا کہ رسول اپنے رب کا پیغام لوگوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا سکیں۔
۲: عظمت باری تعالی کو کیسے بیان کیا گیا؟ ۲: اللہ ﷻ نے ان تمام امور کا احاطہ کر رکھا ہے جو رسولوں کے پاس ہیں اور ہر شے کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔
۳: گنتی شمار کر رکھنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: یعنی اس کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ ﷻ کے علم اور قدرت میں ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں لوگوں سے سوال کیا کہ قیامت کے روز تم لوگوں سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ میں نے تم کو اللہ ﷻ کا پیغام پہنچا دیا تھا یا نہیں؟ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ، "یعنی اس وقت تم اس کے جواب میں کیا کہو گے"؟ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا، اور امانت خداوندی کا حق ادا فرما دیا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کیا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ "اے اللہ! تو گواہ رہ"۔ (صحیح مسلم) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو موجود ہے وہ غائبین تک یہ پیغام پہنچا دے کیونکہ بعض اوقات جسے پیغام پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھتا ہے۔ (مسند احمد)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) مساجد میں کس کی عبادت کرنی چاہیئے؟

(الف) فرشتوں ✓(ب) اللہ سبحانہ وتعالیٰ (ج) جنّات

(۲) جِنّات نے قرآنِ حکیم سن کر کیا کہا؟

(الف) یہ قصّے کہانیاں ہیں ✓(ب) یہ نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے (ج) یہ شاعری ہے

(۳) جِنّات نے آسمان کو کس سے بھرا ہوا پایا؟

✓(الف) شُعلوں (ب) ستاروں (ج) دھویں

(۴) کون ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

(الف) قتل اور چوری کرنے والا (ب) جھوٹی قسمیں کھانے والا

✓(ج) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا

(۵) "میں تو عبادت کرتا ہوں اپنے رب کی اور شریک نہیں ٹھہراتا اس کے ساتھ کسی کو" آیت ۲۰ میں یہ کس کا قول ہے؟

(الف) جِنّات (ب) جبرائیل علیہ السلام ✓(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیئے:

۱۔ جِنّات کی حقیقت کے بارے میں کوئی تین باتیں بیان کیجئے۔

آگ سے پیدا کیئے گئے، مرد اور عورت ہوتے ہیں، کافر اور مسلم ہوتے ہیں، عاقل و بااختیار مخلوق ہیں، شیطان بھی ایک جن ہے۔

۲۔ سورۃ جِنّ کس موقع پر نازل ہوئی؟ جواب کے لئے اس سورت کا تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ جِنّات نے قرآنِ حکیم کی کیا صفات بیان کیں؟ جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۱، ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ اس سورت میں جِنّات کی بیان کی ہوئی کوئی سی تین باتیں تحریر کیجئے؟ جواب کے لئے اس سورت کی آیات ۱ تا ۱۴ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ سورت کے پہلے رکوع میں جِنّات کی سرکشی کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ جواب کے لئے اس سورت کی آیت ۶ ملاحظہ فرمائیں۔

عملی سرگرمی:

۱۔ طلبہ سے انسان، جنات اور فرشتوں کے حوالے سے ایک چارٹ بنوائیں۔ جس میں ان مخلوقات کے مشترک اور متفرق نکات تحریر کروائیں۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّل

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۷) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۸ تا ۲۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ آپ ﷺ کو "اَلۡمُزَّمِّل" کہہ کر کیوں پکارا گیا؟

۲۔ قرآنِ حکیم کو ترتیل سے پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ تہجد کے وقت اور نمازِ تہجد کی کیا اہمیت ہے؟

۴۔ آپ ﷺ کی تہجد کی کیا کیفیت بیان ہوئی ہے اور اس میں ہمارے لئے کیا عملی پہلو ہے؟

۵۔ قرآنِ حکیم کو بھاری کلام کیوں کہا گیا ہے؟

۶۔ رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

۷۔ نفس کو قابو کرنے سے کیا مراد ہے اور اس کا کیا مقصد ہے؟

۸۔ عبادت میں خشوع اور خضوع پیدا کرنے سے کیا مراد ہے؟

۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے یکسوئی اختیار کرنے کی تلقین کس طرح کی گئی ہے؟

۱۰۔ وکیل کسے کہتے ہیں؟

۱۱۔ حق کو جھٹلانے والوں سے "خوبصورتی کے ساتھ الگ ہونے" سے کیا مراد ہے؟

۱۲۔ قیامت کا دن کسے بوڑھا کر دینے والا ہو گا؟

۱۳۔ قرآنِ حکیم کن لوگوں کے لئے نصیحت ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الجن" میں جنّات کے قرآنِ حکیم کو سن کر ایمان لانے کا ذکر تھا۔ سورۃ المزمل میں ترتیل (یعنی ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر) قرآنِ حکیم کی تلاوت کی تلقین کی گئی ہے۔ سورۃُ الجن میں جنّات کے ایمان لانے کا ذکر تھا۔ سورۃ المزمل میں ایمان کے تقاضوں میں سے نماز، تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، صبر، زکوٰۃ اور راہِ الٰہی میں خرچ کرنے کا بیان ہے۔ سورۃُ الجن میں نبی کریم ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو جھٹلانے والوں کا ذکر تھا۔ سورۃ المزمل میں بتایا گیا کہ یہ سلسلہ رسالت پچھلے ادوار میں بھی موجود تھا اور نبی کریم ﷺ کوئی نئے رسول نہیں نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو جھٹلانے والے فرعون اور اس کے انجام کا ذکر فرما کر واضح کر دیا گیا کہ جس طرح فرعون کا برا انجام ہوا اسی طرح آپ ﷺ کی توہین و تکذیب کرنے والے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے نہیں بچ سکتے ہیں۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: **المزّمّل** کس کا نام ہے؟ ۱: آپ ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام المزّمّل ہے۔

۲: المزّمّل کے کیا معنی ہیں؟ ۲: المزّمّل کے معنی چادر میں لپٹنے والے کے ہیں۔

۳: آپ ﷺ کو المزّمّل کہہ کر کیوں پکارا گیا؟ ۳: وحی کے ابتدائی دنوں میں آپ ﷺ کو بہت گھبراہٹ ہوتی تھی اور آپ ﷺ گھر آکر فرماتے (زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ) "مجھے چادر اڑھادو مجھے چادر اڑھادو"۔ یہ ایک محبت کا انداز ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ ﷺ کو اے چادر اوڑھنے والے! کہہ کر مخاطب فرما رہا ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا حکم فرمایا؟ ۱: رات کو قیام کرنے کا۔ ۲: قیام کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: رات میں تہجد کی نماز ادا کرنا۔

علمی بات: آپ ﷺ پوری عمر اس حکم کی بجا آوری کرتے رہے۔ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۷۹ میں آتا ہے کہ "اور رات کے کچھ حصے میں تہجد بھی ادا کریں یہ آپ کے لئے ایک زائد عبادت ہے قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود سے سرفراز فرمادے"۔

آیت نمبر ۳: ۱: رات کو قیام کرنے کے حکم کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا وضاحت فرمائی؟ ۱: آدھی رات یا اس میں کچھ کم کرنا یعنی ایک تہائی رات قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔

عملی پہلو: سورۃ السجدۃ ۳۲، آیت: ۱۶ میں مومنین کی صفات کا ذکر آتا ہے کہ "ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔ ہمیں بھی نمازِ تہجد کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۴: ۱: آدھی رات سے کچھ زیادہ یعنی دو تہائی رات قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔ ۱: آدھی رات سے کچھ زیادہ یعنی دو تہائی رات قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔

۲: مجموعی طور پر آپ ﷺ کو رات کے قیام سے متعلق کیا ہدایات دی گئی ہیں؟ ۲: آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ آدھی رات یا ایک تہائی رات یا دو تہائی رات تک قیام کیا کریں۔ ۳: رات کو دورانِ قیام کیا کرنے کا حکم ہے؟ ۳: قرآنِ حکیم کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

۴: قرآنِ حکیم کو ترتیل سے پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ ۴: قرآنِ حکیم کی ایک ایک آیت کو ٹھہر ٹھہر کر درست تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اسی طرح سمجھ کر اور اثر قبول کرتے ہوئے تلاوت کرنا بھی ترتیل کہلاتا ہے۔ **عملی پہلو:** ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ قرآنِ حکیم کو ترتیل کے ساتھ پڑھیں۔ اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق و شوق بڑھتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں رات کی نماز میں حضور کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ کی قرأت کا انداز یہ تھا کہ جہاں کہیں تسبیح کا موقع آتا وہاں آپ ﷺ تسبیح فرماتے۔ جہاں دعا کا موقع ہوتا وہاں آپ ﷺ دعا مانگتے اور جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے پناہ مانگنے کا موقع آتا وہاں پر آپ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے پناہ مانگتے"۔ (صحیح مسلم)

۵: آپ ﷺ کی تہجد کی کیا کیفیت بیان ہوئی ہے؟ ۵: آپ ﷺ رات میں طویل قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے وقت آپ ﷺ پر رونے کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ آپ ﷺ کے سینے مبارک سے گھٹی گھٹی ایسی آوازیں آتیں کہ جیسے کوئی ہانڈی چولہے پر چڑھی ہو اور اس میں پانی اُبل رہا ہو۔

عملی پہلو: نبی کریم ﷺ کے لئے تہجد پڑھنا فرض تھا جب کہ امت کے لئے تہجد ایک نفل عبادت ہے۔ نفل نمازوں میں سب سے افضل تہجد ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "جب آخر شب شروع ہوتی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ندا فرماتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا؟ کہ میں اسے دوں، ہے کوئی سوال کرنے والا؟ میں اسے عطا کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا؟ میں اسے معاف کروں"۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۵: ۱: آپ ﷺ کو کس بات کی بشارت دی گئی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنا بھاری کلام نازل فرمانے کی بشارت عطا فرمائی۔

۲: "بھاری کلام" سے کیا مراد ہے؟ ۲: بھاری کلام سے مراد "قرآنِ حکیم" ہے۔ ۳: قرآنِ حکیم کو بھاری کلام کیوں کہا گیا ہے؟

۳: اس بنا پر بھی کہا گیا ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا، اس کی تعلیمات کا نمونہ بن کر دکھانا، اس کی دعوت و تبلیغ کو لے کر ساری دنیا کے مقابلے میں اٹھنا، اور اس کے مطابق عقائد و افکار، اخلاق و آداب اور تہذیب و تمدن کے پورے نظام میں انقلاب برپا کر دینا ایک ایسا کام ہے جس سے بڑھ کر کسی بھاری کام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں اس لئے بھی اس کو بھاری کلام کہا گیا ہے کہ اس کے نزول کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک خاص وزن اور شدت محسوس فرماتے تھے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں آتا ہے: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اس حالت میں نازل ہوئی کہ آپ ﷺ اپنا زانو میرے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ میرے زانو پر اس وقت ایسا بوجھ پڑا کہ معلوم ہوتا تھا اب ٹوٹ جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے زمانے میں حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے، آپ ﷺ کی پیشانی سے اس وقت پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔ (بخاری، مسلم، مالک، ترمذی، نسائی)

ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب کبھی آپ ﷺ پر اس حالت میں وحی نازل ہوتی کہ آپ ﷺ اونٹنی پر بیٹھے ہوں تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی اور اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی جب تک نزول وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا۔ (مسند احمد، حاکم، ابن جریر)

آیت نمبر ۶: ۱: رات کو اٹھ کر عبادت کرنے کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟ ۱: رات کو اٹھ کر عبادت کرنا نفس کو قابو کرنے اور عبادت میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے ساتھ بات کو درست رکھنے کا ذریعہ ہے۔ ۲: نفس کو قابو کرنے سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا کیا مقصد ہے؟ ۲: نفس کو تابع کرنا۔ یعنی نفس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی فرماں برداری کے لئے تیار کرنا اور اس کی نافرمانی اور سرکشی سے باز رکھنا۔

علمی و عملی بات: رات کو نیند سے بیدار ہو کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا ایک ایسا مجاہدہ ہے جو نفس کو دبانے اور اس پر قابو پانے کی بڑی زبردست تاثیر رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ نفس پر بہت بھاری ہوتا ہے۔ لیکن نفس کی اصلاح اور تربیت کے لئے بہت کارآمد ہے۔ اگر نفس کو اس کا عادی بنا دیا جائے تو نفس کچھ ہی عرصے میں تابع ہو جاتا ہے۔ نفس بچے کی مانند ہے۔ اگر اس کا دودھ نہ چھڑایا جائے تو وہ جوان ہونے تک ماں کا دودھ پیتا رہے گا اور اگر اس کا دودھ چھڑا دو تو چند روز شور مچانے کے بعد خود ہی ماں کا دودھ چھوڑ دے گا۔ نفس کے اس مجاہدے کے نتیجے میں انسان زیادہ مضبوطی کے ساتھ دین حق کی دعوت کے لئے کام کر سکتا ہے۔

۳: عبادت میں خشوع اور خضوع پیدا کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: عبادت میں خشوع اور خضوع سے مراد یہ ہے کہ پوری یکسوئی سے، دل و دماغ اور زبان کی موافقت کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا۔

۴: قیام اللیل میں بات کو درست رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ۴: قیام الیل میں بات کو زیادہ درست رکھنے سے مراد یہ ہے کہ رات کا وقت کاموں سے فراغت کے بعد سکون و اطمینان کا ہوتا ہے اس وقت دل و دماغ تازہ ہوتے ہیں۔ شور و غل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس وقت جو قرآن پڑھا جائے گا۔ طبیعت پوری توجہ سے اس میں غور و فکر کرے گی۔

علمی بات: قیام الیل کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس میں کی جانے والی عبادت میں ریاکاری اور نمود و نمائش کا بھی خوف نہیں ہوتا۔

آیت نمبر ۷: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رات کے قیام کا خصوصی حکم کیوں فرمایا؟ ۱: کیوں کہ آپ ﷺ کو دن میں دعوت و تبلیغ اور دیگر امور کی طویل مصروفیت ہوتی تھی۔

آیت نمبر ۸: ۱: نبی کریم ﷺ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا خصوصی ہدایت فرمائی؟ ۱: i- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رات کی عبادت، دن کی نمازوں اور دعوت و تبلیغ کی مشغولیت کے درمیان فارغ اوقات میں ذکر الٰہی کا حکم دیا۔ ii- دوسرا یہ کہ آپ ﷺ سب سے الگ ہو کر صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف لو لگائیں۔

علمی بات: اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان دنیا سے قطع تعلق کر لے۔ نہ گھر بار سے سروکار، نہ اہل و عیال کا خیال۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ دل میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی کی حقیقی طلب نہ رہے۔ **فرمانِ نبوی ﷺ:** "اسلام میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں"۔ (سنن ابی داؤد)

اسی طرح ایک جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم اللہ سے ڈرو، تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے تمہارے مہمان کا حق ہے، اور خود تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ پس کبھی کبھی (نفلی) روزہ بھی رکھو اور کبھی نہ رکھو، (نفلی) نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو"۔ (سنن ابی داؤد)

علمی بات: اسلام میں عبادت و ریاضت وہی معتبر ہے جو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق ہو اس میں مبالغہ رہبانیت ہو گا یعنی دنیا سے بالکل قطع تعلق ہو جانا جس کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

آیت نمبر ۹: ۱: عظمتِ باری تعالیٰ کو اس آیت میں کیسے بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ ۲: مشرق و مغرب کا رب ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: دو انتہاؤں کا ذکر کر کے کُل کائنات کا احاطہ کیا گیا ہے، گویا اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا رب ہے۔ ۳: اس آیت میں توحید باری تعالیٰ کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟ ۳: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ ۴: آپ ﷺ کو کس بات کی تلقین فرمائی گئی؟ ۴: آپ ﷺ کو تلقین فرمائی گئی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا کارساز بنائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اور مستقلاً مدد گار ہے۔ سورۃ الطلاق ۶۵، آیت: ۳ میں آتا ہے کہ "جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا"۔ ۵: وکیل کسے کہتے ہیں؟ ۵: وہ قابل اعتبار شخصیت جس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ وکیل اس شخص کو کہتے ہیں جس پر اعتماد کر کے کوئی شخص اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دے۔ قریب قریب اسی معنی میں ہم اردو زبان میں وکیل کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال کرتے ہیں جس کے حوالے اپنا مقدمہ کر کے ایک آدمی مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کی طرف سے وہ اچھی طرح مقدمہ لڑے گا اور اسے خود اپنا مقدمہ لڑنے کی حاجت نہ رہے گی۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: مشرکین کے طنز و استہزاء اور حق کو جھٹلانے پر آپ ﷺ کو کیا تلقین کی گئی؟ ۱: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تلقین فرمائی کہ آپ ﷺ مشرکین کی ایذاء رسانیوں پر صبر کیجئے اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جایئے۔

۲: "خوبصورتی کے ساتھ الگ ہونے" سے کیا مراد ہے؟ ۲: "خوبصورتی کے ساتھ الگ ہونے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان سے قطع تعلق کر کے اپنی تبلیغ بند کر دیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بے کار اور لغو باتوں کو بالکل نظر انداز کر دیں۔ ان کی کسی بد تمیزی کا جواب نہ دیں۔ پھر یہ بچاؤ اور علیحدگی بھی کسی غم اور غصے اور جھنجھلاہٹ کے ساتھ نہ ہو، بلکہ احسن طریقے سے ہو۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۶۳ میں آتا ہے کہ "رحمان کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں (بس اب تو ہے) سلام"۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: آپ ﷺ کی دعوت جھٹلانے والے عموماً کیسے لوگ تھے؟ ۱: معاشرے کے سردار اور خوش حال لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمائی تھی انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ ۲: اللہ تعالیٰ نے جھٹلانے والوں کو کیا تنبیہ فرمائی ہے؟ ۲: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ جھٹلانے والوں کو مجھ پر چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیجئے یعنی اللہ تعالیٰ خود جھٹلانے والوں سے نمٹ لے گا۔

۳: جھٹلانے والوں کو تھوڑی سی مہلت دینے سے کیا مراد ہے؟ ۳: جھٹلانے والوں کی موت آنے تک یا ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب آنے تک کی مہلت مراد ہے۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: حق کے جھٹلانے والوں کو آخرت میں کیا سزا دی جائے گی؟ ۱: اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے لوگوں کے لئے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: حق کو جھٹلانے والوں کو جہنم میں کیسا کھانا دیا جائے گا؟ ۱: زقوم کے درخت کے زہریلے کانٹے دار پھل جو گلے میں پھنس جانے والے ہوں گے۔

نوٹ: زقوم کے درخت کی مزید تفصیل رہنمائے اساتذہ، مطالعہ قرآنِ حکیم میں سورۃ دخان: آیت: ۴۳ کی تشریح میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۲: جھٹلانے والوں کو کیسا عذاب دیا جائے گا؟ ۲: دردناک عذاب دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: قیامت کے دن کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ۱: قیامت کے دن زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے۔ اور پہاڑ بکھری ہوئی ریت کے ٹیلوں کی طرح ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: اس آیت میں آپ ﷺ کا کیا مقام بیان کیا گیا ہے؟ ۱: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں جو تمام انسانوں پر گواہی دینے والے ہیں۔

۲: نبی کریم ﷺ لوگوں پر کیا گواہی دیں گے؟ ۲: نبی کریم ﷺ قیامت کے دن لوگوں پر گواہی دیں گے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کے احکامات و پیغامات لوگوں تک پورے پورے پہنچا دیئے تھے اور پھر لوگ اپنے اچھے بُرے عمل کے خود ذمہ دار تھے۔ (سورۃ البقرہ ۲، آیت: ۱۴۳، سورۃ انساء ۴، آیت: ۴۱) ۳: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کی دلیل کے لئے تاریخ سے کس رسول علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی ہے؟

۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "(قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گی۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ (حضرت نوح علیہ السلام سے) پوچھے گا، کیا تم نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے رب العزت! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ (حضرت سیدنا) محمد ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچایا تھا۔" یہ سورۃ البقرہ آیت: ۱۴۳ کی تفسیر ہے۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۱۶: ۱: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ۱: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی اور کفر پر اڑا رہا۔

۲: فرعون کا کیا انجام ہوا؟ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسے سخت عذاب میں جکڑ لیا۔

آیت نمبر ۱۷: ۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے سے کیا سبق ملتا ہے؟ ۱: رسولوں کا انکار کرنے والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

۲: نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی رسالت کو جھٹلانے والوں کو کیا تنبیہ کی گئی؟ ۲: اگر آپ ﷺ کی قوم نے بھی آپ ﷺ کو جھٹلایا اور آپ ﷺ کی نافرمانی کی تو وہ بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔

علمی بات: دنیا میں بالفرض اگر ایسے لوگ عذاب سے بظاہر بچ بھی گئے تو آخرت میں ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور بے ادبی میں مبتلا ہونے سے بچنا چاہیئے اور غفلت میں پڑ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر نہیں ہونا چاہیئے۔

۳: قیامت کے دن کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۳: قیامت کا دن بچوں کو بوڑھا کر دینے والا ہو گا۔ ۴: قیامت کا دن کیسے بوڑھا کر دینے والا ہے؟

۴: قیامت کا دن بہت طویل ہو گا۔ انتہائی شدید، دہشت ناک اور ہیبت ناک ہو گا۔ یہی ہولناکی اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دے گی۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: قیامت کے دن آسمان کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: آسمان قیامت کے دن شدّت سے پھٹ جائے گا۔

۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی قیامت کا دن آ کر رہے گا۔ جس دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کو جھٹلانے اور نافرمانی کرنے والوں کو سزا اور فرماں برداری کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: قرآنِ حکیم کا تعارف کیسے کرایا گیا؟ ۱: قرآنِ حکیم ایک نصیحت اور یاد دہانی ہے۔

۲: قرآنِ حکیم کے نصیحت ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: قرآنِ حکیم کے نصیحت ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ عظیم الشان کلام اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت کی سعادتوں اور حقیقی فوز و فلاح سے نوازنے والا ہے۔ اس سے منہ موڑنے والوں کے لئے سعادت و کامیابی کی دوسری کوئی راہ ممکن ہی نہیں۔

۳: قرآنِ حکیم کن لوگوں کے لئے نصیحت ہے؟ ۳: ان لوگوں کے لئے جو اس عظیم الشان نصیحت سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ جو اپنے رب کے راستہ پر چلنا چاہیں اور ہدایت کے طالب ہوں۔ قرآنِ حکیم انسان کو اس کے آغاز و انجام، اس دنیا میں اس کی حیثیت اور مقام و مرتبہ سے آگاہ کرتا ہے۔

۴: انسان کے کس اختیار کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۴: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نصیحت آموز کلام کے ذریعے انسان کو سعادت و کامیابی اور ناکامی و بدبختی کی دونوں راہیں دکھا کر اس کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے وہ جو چاہے راستہ اختیار کرے۔ چاہے تو وہ اس کلام کی تعلیمات پر عمل کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا حاصل کرے اور چاہے تو اس سے منہ موڑ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ناراضگی مول لے اور جہنم کا سامان کرے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عبادت کی کیا گواہی دی؟ ۱: بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت رات میں قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات، کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی رات۔ ۲: رات اور دن کے بارے میں کس حقیقت کا بیان ہے؟

۲: رات اور دن کی مقدار اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی مقرر فرماتا ہے۔ گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں اور دن بڑے جبکہ سردیوں میں راتیں بڑی ہو جاتی ہیں اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل ایمان پر کیا شفقت فرمائی؟ ۳: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے رات کی نماز تہجد کو نفل قرار دیا اور فرض نہیں فرمایا۔

۴: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تہجد کے ابتدائی حکم میں کیا رعایت فرمائی؟ ۴: دو تہائی، آدھی یا ایک تہائی قیام کرنے کے بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رعایت فرمائی کہ جتنا آسانی سے ممکن ہو اتنا تہجد میں قرآن کی تلاوت کر لی جائے۔ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہلِ ایمان کو تہجد میں کیوں رعایت فرمائی؟ ۵: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے کہ انسان اس مشقت کو نہیں نبھا سکے گا۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیماروں، معاش کے لئے محنت کرنے والے مسافروں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی رعایت فرمائی۔

۶: سورت کے آخر میں دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونے کے کیا اصول بیان ہوئے ہیں؟ ۶: i۔ نمازِ تہجد ادا کرنا۔ ii۔ فرض نمازیں ادا کرنا۔ iii۔ زکوٰۃ دینا۔ iv۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔ v۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت مانگنا۔ ۷: تہجد کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حتمی حکم کیا ہے؟

۷: اہلِ ایمان کے لئے تہجد کو نفل قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا قرآن تہجد کی نماز میں تلاوت کر لیا کرو۔ ۸: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو قرضِ حسنہ دینے سے کیا مراد ہے؟ ۸: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا یعنی دین کی اشاعت و تبلیغ اور دین کی سربلندی کی جدوجہد میں خرچ کرنا قرضِ حسنہ کہلاتا ہے۔

علمی بات: قرضِ حسنہ سے مراد زکوٰۃ کے علاوہ وہ تمام نفلی صدقات مراد ہیں جو صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اس کی راہ میں مالِ حلال سے صدقِ نیت، فراخ دلی اور خوشی کے ساتھ خرچ کیئے جائیں۔

۹: انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کیسے دلائی گئی ہے؟ ۹: یعنی جو نیکیاں یہاں کریں گے۔ خواہ وہ نفلی نمازیں، صدقات و خیرات اور دیگر اعمالِ حسنہ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اس کو نہایت بہتر صورت میں پائیں گے اور بہت بڑا اجر اس پر ملے گا۔ یہ نہ سمجھیں کہ جو نیکی ہم کرتے ہیں یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ نہیں، وہ سب آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں پہنچ رہا ہے جو روزِ قیامت ان شاء اللہ کام آئے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "تم میں سے کون ہے جس کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے"؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا! سوچ لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا حال واقعی یہی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنا مال تو وہ ہے جو تم نے اپنی آخرت کے لئے آگے بھیج دیا۔ اور جو کچھ تم نے روک کر رکھا وہ تو وارث کا مال ہے"۔ (صحیح بخاری، سنن نسائی)

۱۰: تمام احکامات کی بجا آوری کے بعد کس طرف توجہ دلائی گئی ہے؟ ۱۰: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت اور بخشش مانگنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

۱۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۱۱: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ ۱۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت مانگنے کی ترغیب کیوں دلائی گئی ہے؟ ۱۲: تمام احکامات کی بجا آوری کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی محتاط کیوں نہ ہو اس سے پھر بھی کچھ نہ کچھ کمی، کجی ہو جاتی ہے۔ تمام اعمال کے کرنے کی توفیق خاص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی معافی مانگتے رہنا چاہیئے اور اس کی مغفرت و رحمت کی امید بھی رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) مُزَّمِّلْ کے کیا معنی ہیں؟ ✓ (الف) چادر میں لپٹنے والا (ب) زم زم پینے والا (ج) کھانا کھانے والا

(۲) اس سورت کے پہلے رکوع میں کس نافرمان کا ذکر ہے؟

(الف) نمرود (ب) قارون ✓ (ج) فرعون

(۳) قیامت کا دن کس کو بوڑھا کر دے گا؟

(الف) عورتوں ✓(ب) بچوں (ج) فرشتوں

(۴) اس سورت میں قرآنِ حکیم کی کس طرح تلاوت کرنے کی تلقین کی گئی ہے؟

(الف) روانی سے (ب) بلند آواز سے ✓ (ج) ٹھہر ٹھہر کر

(۵) اس سورت میں نفس کو قابو کرنے کا کیا طریقہ بیان کیا گیا ہے؟

✓ (الف) تہجد پڑھنا (ب) روزہ رکھنا (ج) خیرات کرنا

سوال ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے:

۱- اس سورت کے پہلے رکوع میں نبی کریم ﷺ کو دیئے جانے والے احکامات میں سے کوئی تین تحریر کریں؟

تہجد، قرآن پڑھنا، اللہ ﷻ کو یاد رکھنا، سب سے کٹ کر اللہ ﷻ کا ہو جانا، اس کو کارساز بنانا، مشرکین کی باتوں پر صبر کرنا اور ان سے خوبصورتی سے علیحدہ ہونا۔ (آیات: ۱ تا ۱۰)

۲- جھُٹلانے والوں کا کیا انجام ہو گا؟ بیڑیاں پہنائی جائیں گی، جہنم میں ہوں گے، گلے میں اَٹکنے والا کھانا، دردناک عذاب۔

۳- اس سورت میں قرآنِ حکیم سے متعلق کیا فرمایا گیا ہے؟

i۔ تہجد میں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ii۔ یہ نصیحت، یاد دہانی ہے۔ iii۔ اتنا قرآن تلاوت کریں جتنا آسانی سے ہو سکے۔

۴- تہجد کے ابتدائی حکم میں کیوں کمی کی گئی ہے؟ اس سورت کے دوسرے رکوع کی روشنی میں تحریر کریں۔

i۔ اللہ ﷻ نے رحم فرمایا۔ ii۔ بیماروں کا خیال۔ iii۔ رزق کی تلاش میں نکلنے والوں کا خیال۔ iv۔ اللہ ﷻ کی راہ میں جنگ کرنے والوں کا خیال۔

۵- نیکی کرنے کے کیا فوائد ہوتے ہیں؟ اس سورت کے دوسرے رکوع کی روشنی میں بیان کریں۔

۱۔ اللہ ﷻ کی ہاں محفوظ ہوتی ہے۔ ۲۔ وہی بہتر ہے۔ ۳۔ بہت بڑا اجر ہے۔

عملی سرگرمی: ا۔ آیت: ۱۰ کے ضمن میں طلبہ کو سمجھائیں کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو تلقین فرمائی کہ آپ ﷺ مشرکین کی ایذاء رسانیوں پر صبر کیجئے اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جایئے۔ طلبہ سے پوچھیں کہ کسی کو نیکی کی دعوت دیتے وقت اگر بحث و مباحثہ کا ماحول پیدا ہو جائے تو اس وقت ان کا کیا طرزِ عمل ہوتا ہے اور اس آیت کو سمجھنے کے بعد کیسا طرزِ عمل ہونا چاہیئے؟ وہ کون سے ایسے مواقع ہیں جب ان کو ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے، گروپ کی شکل میں تحریر کروائیں۔

نکات: خوبصورتی کے ساتھ الگ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بحث و مباحثہ کرنے والوں سے قطع تعلق کر کے دین کی دعوت و اشاعت چھوڑ دیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بے کار اور لغو باتوں کو بالکل نظر انداز کر دیں۔ ان کی کسی بدتمیزی کا جواب نہ دیں۔ پھر یہ بچاؤ اور علیحدگی بھی کسی غم اور غصے اور جھنجھلاہٹ کے ساتھ نہ ہو، بلکہ احسن طریقے سے ہو۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۶۳ میں آتا ہے کہ "رحمان کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں (بس اب تو ہے) سلام"۔ یعنی انہیں الوداعی سلام کہتے ہوئے احسن طریقے سے جدا ہو جاتے ہیں تا کہ کسی مباحثہ میں نہ پڑیں۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION: SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرُ

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱تا۳۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۳۷تا۵۶) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تا کہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جا سکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ آپ ﷺ کو "اَلْمُدَّثِّرُ" کہہ کر کیوں پکارا گیا؟

۲۔ اللہ ﷻ کی بڑائی بیان کرنے سے کیا مراد ہے؟

۳۔ طہارت کی اہمیت کو کس طرح واضح کیا گیا؟

۴۔ اخلاصِ نیّت کی کیا اہمیت ہے؟

۵۔ اللہ ﷻ نے منکرِ آخرت کے لئے کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

۶۔ منکرینِ حق کا ٹھکانا کہاں ہو گا؟

۷۔ منکرینِ حق کے کن رویّوں کی نشاندہی کی گئی ہے؟

۸۔ جہنم میں جانے کی کون سی وجوہات کا ذکر کیا گیا ہے؟

۹۔ جہنم کے نگران فرشتوں کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

۱۰۔ اللہ ﷻ قیامت کے دن کن لوگوں کو شفاعت کا موقع دے گا؟

۱۱۔ دنیا کے لالچ کے بارے میں حدیثِ مبارک میں کیا بتایا گیا ہے؟

۱۲۔ منکرینِ قرآن کے قرآنِ حکیم سے دور بھاگنے کو کس مثال سے واضح کیا گیا ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ المزمل" میں نمازِ تہجد اور تلاوتِ قرآن کے ذریعہ اللہ ﷻ سے لَو لگانے کی تلقین ہے۔ سورۃ المدثر میں بندوں تک اللہ ﷻ کا پیغام پہنچانے اور رب کی بڑائی کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ سورۃ المزمل میں نمازِ تہجد اور پانچ وقت کی نماز کا ذکر ہے۔ سورۃ المدثر میں ذکر ہے کہ بے نمازی کا ٹھکانا جہنم کی آگ میں ہو گا۔ سورۃ المزمل میں جھٹلانے والوں کے لئے جہنم کے عذاب کا ذکر ہے۔ سورۃ المدثر میں جھٹلانے والوں کے کردار کا بیان ہے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر۱: ۱: اَلْمُدَّثِّرُ کس کا نام ہے؟ ۱: آپ ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام اَلْمُدَّثِّرُ ہے۔ ۲: اَلْمُدَّثِّرُ کے کیا معنی ہیں؟

۲: اَلْمُدَّثِّرُ کے معنی ہیں "چادر یا لحاف لپیٹنے والا یا اوڑھنے والا"۔ ۳: آپ ﷺ کو اَلْمُدَّثِّرُ کہہ کر کیوں پکارا گیا؟ ۳۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ غار حرا میں تھے کہ آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ فرشتے نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اور آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے لحاف اوڑھا دو چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ پر لحاف ڈال دیا اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور یَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ کہہ کر آپ ﷺ کو مخاطب فرمایا۔

آیت نمبر۲: ۱: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کیا حکم پہنچایا؟ ۱: آپ ﷺ اُٹھیں اور اپنی قوم کو ڈرسنائیں۔

علمی بات: انذار کے معنی ڈرانے کے ہیں مگر انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ڈرانا شفقت و محبت پر مبنی ہوتا ہے جیسے باپ اپنے بچے کو سانپ بچھو اور آگ سے ڈراتا ہے لہذا انبیاء کرام علیہم السلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی کے برے انجام سے ڈرانے اور اس کی اطاعت و بندگی اختیار کرنے پر اس کے فضل و کرم کی بشارت سناتے ہیں اس لئے ان کا لقب نذیر اور بشیر ہوتا ہے۔

آیت نمبر۳: ۱: نبی کریم ﷺ کو کس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ ۱: اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرنے کا۔ ۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے سے کیا مراد ہے؟

۲: صرف زبان سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بڑائی مقصود نہیں بلکہ عملاً بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور ان کے نفاذ کی کوشش کی جائے۔

علمی بات: دنیا میں جتنے لوگ بڑے بنے بیٹھے ہیں۔ ان سب کی بڑائیاں، ان کی حکمرانی، اور حکومتیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بڑائی کے سامنے ہیچ اور کمتر ہیں۔ آپ ﷺ سے فرمایا جارہا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کبریائی، بزرگی اور بڑائی سے پوری طرح روشناس کرائیے۔

آیت نمبر۴: ۱: آپ ﷺ کو کپڑوں سے متعلق کیا حکم دیا گیا؟ ۱: اپنے کپڑوں کو حسب سابق پاک و صاف رکھیے۔

علمی بات: جسم و لباس کی طہارت اور روح کی پاکیزگی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس معاشرے میں اسلام کی دعوت لے کر اٹھے تھے وہ صرف عقائد اور اخلاق کی خرابیوں ہی میں مبتلا نہ تھا بلکہ طہارت و نظافت کے بھی ابتدائی تصورات تک سے خالی تھا، اور حضور ﷺ کا کام ان لوگوں کو ہر لحاظ سے پاکیزگی کا سبق سکھانا تھا۔ آج دنیا کی بیشتر زبانوں میں ایسا کوئی لفظ تک نہیں پایا جاتا جو "طہارت" کا ہم معنی ہو۔ ان کی پہنچ صرف ظاہری صفائی (Cleanliness) تک ہے۔ بخلاف اس کے اسلام کا حال یہ ہے کہ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اسلامی احکام کا آغاز ہی کتاب الطہارت سے ہوتا ہے جس میں پاکی اور ناپاکی کے فرق اور پاکیزگی کے طریقوں کو انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر۵: ۱: آپ ﷺ کو امت کی اصلاح کے لئے کن امور کی طرف متوجہ فرمایا گیا؟ ۱: کہ اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ (بتوں کی) ناپاکی اور جسمانی، روحانی، اخلاقی ناپاکیوں سے دور رہیں۔ جیسا کہ سورۃ الحج ۲۲، آیت ۳۰ میں آتا ہے کہ "پس بچتے رہو بتوں کی ناپاکی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے"۔

عملی پہلو: ہمیں بھی تمام ظاہری و باطنی بُرائیوں اور ناپاکیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر۶: ۱: آپ ﷺ کو اخلاصِ نیت کی کیسے تلقین کی گئی؟ ۱: آپ ﷺ زیادہ طلب کرنے کی نیت سے احسان نہ کیجئے۔

علمی بات: کسی شخص کی بے لوث خدمت کرنا بڑا حوصلہ مندی کا کام ہے۔ انسان تو یہ چاہتا ہے کہ اگر وہ کسی پر کوئی دنیوی یا دینی بھلائی کرے تو کسی نہ کسی رنگ میں اس کو اس کا بدلہ ضرور ملنا چاہیے۔ یہ نظریہ خالصتاً خود غرضانہ اور مادی نظریہ ہے۔ لہذا جس عظیم مقصد کے لئے آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا اس کے لئے ابتداء ہی میں آپ ﷺ کو یہ فرمادیا گیا کہ آپ ﷺ امت کو بتادیں کہ انہیں ہر طرح کے دنیاوی فائدہ، غرض اور معاوضہ کی توقع رکھے بغیر لوگوں کے ساتھ بھلائیاں کرنا ہوں گی اور اس راہ میں جتنے بھی مصائب پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کی خاطر برداشت کرنا ہوگا۔

آیت نمبر ۷: ۱: آغاز رسالت ہی میں آپ ﷺ کو کس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ ۱: اپنے پروردگار کی خاطر کفار کی ایذا رسانی اور تکلیفوں پر صبر کیجئے۔

آیت نمبر ۸: ۱: قیامت کب آئے گی؟ ۱: جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔

آیت نمبر ۹: ۱: قیامت کے دن کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ دن بڑا ہی سخت دن ہو گا۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: قیامت کے دن کافروں کا کیا حال ہو گا؟ ۱: قیامت کا دن کافروں کے لئے آسان نہ ہو گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا تو میں نے آج کے دن کی طرح کوئی خیر اور کوئی شر کبھی نہیں دیکھی اور اگر تم بھی جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم لوگ کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے"۔ (صحیح بخاری، جامع ترمذی، مسند احمد)

عملی پہلو: ہمیں بھی قیامت کے ہولناک دن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیئے اور آخرت کی تیاری کی فکر کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: آیات: ۱۱ تا ۲۶ میں کس کا کردار بیان ہوا؟ ۱: منکرینِ آخرت۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں اس کردار سے مراد ایک کافر سردار ولید بن مغیرہ ہے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منکرِ آخرت کے لئے کیا تنبیہ فرمائی ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اور اس شخص کو (نبٹنے کے لئے) چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔

شانِ نزول: روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے قرآن پڑھ کر سنایا جس سے وہ کسی قدر متاثر ہوا مگر ابو جہل نے اسے ورغلایا اور قریش میں چرچا ہونے لگا کہ ولید اگر مسلمان ہو گیا تو بڑی خرابی ہو گی۔ غرض سب جمع ہوئے اور آپ ﷺ کے بارے میں گفتگو کی۔ کسی نے آپ ﷺ کو شاعر کہا اور کسی نے کاہن بتلایا۔ ولید بولا کہ میں فن شعر میں خود بہت بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں (نجومیوں، پیشن گوئی کرنے والوں، فال نکالنے والوں، یہود اور نصرانیوں کے دینی پیشواؤں) کی باتیں بھی سب سنی ہیں۔ قرآن نہ شعر ہے نہ کہانت (یعنی علمِ نجوم، کاہنوں کا علم)۔ لوگوں نے کہا آخر تیری کیا رائے ہے؟ کہنے لگا ذرا سوچ لوں۔ آخر تیوری چڑھا کر اور منہ بنا کر کہا کہ کچھ نہیں بس جادو ہے جو بابل والوں سے نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ حالانکہ پیشتر قرآن سن کر کہہ چکا تھا کہ یہ سحر بھی نہیں نہ دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے مگر محض برادری کو خوش کرنے کے لئے اب یہ بات بنادی۔ آگے کی آیات ۱۸ تا ۲۵ میں اس کی اسی گفتگو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس موقع پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ذَرۡنِیۡ وَمَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا "مجھے اس شخص سے نبٹ لینے دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا"۔

۳: اکیلا پیدا فرمانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: یعنی جب وہ پیدا ہوا تھا تو اسکے پاس نہ مال تھا اور نہ اولاد بلکہ وہ تنہا تھا۔

آیت نمبر ۱۲: ۱: منکرِ آخرت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کس احسان کی یاد دہانی فرمائی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے بہت سارا مال دیا تھا۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اور کیا احسان تھا؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے حاضر رہنے والے بیٹے دیئے تھے۔

۲: "حاضر رہنے والے بیٹوں" سے کیا مراد ہے؟ ۲: مفسرین بیان کرتے ہیں کہ اس کے بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور محفلوں میں باپ کی توقیر بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے۔ تجارت، کاروبار اور دوسرے کام کاج کے لئے نوکر چاکر بہت تھے۔ ضرورت نہیں تھی کہ بیٹے باپ کی نظر سے غائب ہوں۔

علمی بات: اولاد کا پیدا ہونا اور اس کا باقی رہنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات میں سے ہے اسی طرح اولاد کا اپنے پاس حاضر و موجود ہونا بھی ایک بڑا انعام ہے جو والدین کے لئے اپنی خدمت، آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب کے سکون کے ساتھ ساتھ کاروبار میں امداد کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ولید بن مغیرہ کے تین بیٹے مسلمان ہو گئے تھے۔ انہیں بیٹوں میں سے ایک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جنھوں نے اسلام لا کر اسلام کی بیش بہا خدمات سرانجام دی تھیں۔ ان کو سیف اللہ کا لقب بھی دیا گیا۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اور کس احسان کی یاد دہانی کروائی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے ہر شے میں خوب وسعت دی تھی۔

۲: "ہر شے میں خوب وسعت دینے" سے کیا مراد ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے مال و دولت میں، سرداری میں اور درازی عمر میں خوب کشادگی دے رکھی تھی۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: منکرِ آخرت کی کس برائی کا بیان ہے؟ ۱: وہ لالچ کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے اور زیادہ دے۔

عملی پہلو: ہم سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں دنیا کے لالچ سے بچائے اور آخرت کی تیاری کی فکر نصیب فرمائے آمین۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "اگر ابن آدم کے پاس سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں بھی ہوتیں تو وہ تیسری کی تمنا کرتا اور ابن آدم کا منہ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو توبہ کرتا ہے، اللہ ﷻ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے"۔ (مسند احمد)

آیت نمبر ۱۶: ۱: منکرِ آخرت کا کیا جرم بیان کیا گیا ہے؟ ۱: وہ اللہ ﷻ کی آیتوں کا دشمن ہے۔

۲: منکرِ آخرت کی مزید دولت کی تمنا پر اللہ ﷻ نے کیا جواب دیا؟ اور اس کا کیا حال ہوا؟ ۲: ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ میں اس کو اس کے کفرو ناشکری کے باوجود اس کے بعد مزید نعمتیں دیتا جاؤں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے جان و مال میں ہمیشہ نقصان ہوتا رہا اور آخر کار ذلت اور فقر کی حالت میں ولید بن مغیرہ مر گیا۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: منکر آخرت کا اخروی انجام کیا ہو گا؟ ۱: عنقریب اللہ ﷻ اسے جہنم کی مشکل گھاٹی پر چڑھائے گا اور سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے دوزخی کو اس پر ستر برس میں چڑھایا جائے گا۔ اور پھر دھکیل دیا جائے گا اور پھر ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا"۔ (جامع ترمذی)

آیت نمبر ۱۸: ۱: قرآنِ حکیم اور آخرت کے بارے میں پوچھے جانے پر منکر آخرت ولید بن مغیرہ نے کیا کیا؟ ۱: اس نے سوچا اور بات بنائی۔

نوٹ: آیات: ۱۸ تا ۲۵ میں ولید بن مغیرہ والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو آیت: ۱۱ کی تشریح میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: اس نے قرآنِ حکیم اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو بات بنائی اس پر اللہ ﷻ نے کیا وعید سنائی؟ ۱: پس وہ ہلاک کیا جائے اس نے کیسی بات بنائی۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: ولید بن مغیرہ نے قرآنِ حکیم اور رسول کریم ﷺ کے بارے میں جو غلط اندازہ لگایا اس پر اللہ ﷻ نے کیا وعید نازل فرمائی؟ ۱: پھر وہ ہلاک کیا جائے اس نے کیسا اندازہ لگایا اور کیسی بات بنائی۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: ولید بن مغیرہ کی ذہنی کشمکش کا کیا نقشہ کھینچا گیا ہے؟ ۱: اس نے خلاؤں میں دیکھا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: ولید بن مغیرہ کی ذہنی کشمکش سے کیا تاثرات اس کے چہرے پر آئے؟ ۱: وہ ماتھے پر بل لایا اور اس نے منہ بگاڑا۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: ولید بن مغیرہ نے قرآنِ حکیم اور رسول کریم ﷺ پر غور و فکر کرنے کے بعد کس ردِ عمل کا اظہار کیا؟ ۱: اس نے حق سے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: ولید بن مغیرہ نے قرآنِ حکیم اور رسول کریم ﷺ پر غور و فکر کرنے کے بعد کیا نتیجہ نکالا؟ ۱: وہ کہنے لگا کہ یہ قرآن کچھ نہیں ہے مگر ایک جادو جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔ (معاذ اللہ)

آیت نمبر ۲۵: ۱: ولید بن مغیرہ نے قرآنِ حکیم اور رسول کریم ﷺ کا کیسے انکار کیا؟ ۱: اس نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے سوائے انسان کے کلام کے۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: ولید بن مغیرہ کا آخرت میں کیا انجام ہو گا؟ ۱: عنقریب وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: جہنم کا کیا نام ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: جہنم کا "سَقَرَ" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

علمی بات: جہنم کے مختلف درجات، خصوصیات اور کیفیات کے لحاظ سے کچھ نام یہ بھی ہیں جو قرآنِ حکیم میں ذکر کیئے گئے ہیں۔ اَلنَّارُ، هَاوِيَة، جَحِيم، حُطَمَة، وَيْلٌ سَعِيْرٌ، لَظٰی۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: سَقَرَ سے کیا مراد ہے؟ ۱: وہ آگ جو نہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے۔ ۲: آگ کے باقی نہ رکھنے اور نہ چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟

۲: جہنم کی آگ انسان کی کھال، گوشت اور ہڈیوں کو جھلس کر رکھ دے گی لیکن انسان کو دوبارہ درست کیا جاتا رہے گا تاکہ وہ بار بار جلنے اور جھلسنے کا عذاب بھگتتا رہے۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: جہنم کی آگ کی کیا کیفیت بیان کی گئی ہے؟ ۱: وہ کھالوں کو جھلسا دینے والی ہے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: جہنم پر کتنے فرشتے مقرر ہیں؟ ۱: جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: اللہ ﷻ نے جہنم کی نگرانی پر کسے مامور فرمایا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے فرشتوں کو جہنم کی نگرانی پر معمور فرمایا ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT EMAIL IS A CRIMINAL OFFENCE

۲: اللہ ﷻ نے جہنم کے نگران فرشتوں کی تعداد انیس کیوں رکھی؟ ۲: تعداد رکھنے کا مقصد صرف آزمائش کرنا تھا کہ کون اللہ ﷻ کی حکمتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون شک وشبہ میں پڑ کر مذاق اڑاتا ہے۔ اہل ایمان فرشتوں کی اس تعداد پر ایمان لانے والے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس تعداد کے بیان کرنے میں اللہ ﷻ کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی۔ جب کہ کفار اور منافقین کہتے ہیں اللہ ﷻ کا یہ تعداد بیان کرنے کا کیا مقصد ہے؟ اور پھر وہ ان آیات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یعنی ایک ہی بات یا ایک ہی مثال سے بدبخت آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اور جس کے دل میں اللہ ﷻ کا خوف اور ہدایت کی طلب ہو اسی بات سے اس کے ایمان ویقین میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔

۳: اللہ ﷻ قرآنِ حکیم میں ایسی مثالیں کیوں بیان فرماتا ہے؟ ۳: انہیں مثالوں سے اللہ ﷻ جس کو چاہتا ہے گمراہ فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

۴: اللہ ﷻ کے لشکروں کی اصل تعداد سے کون واقف ہے؟ ۴: اللہ ﷻ۔

علمی بات: کفار ومشرکین سمجھتے ہیں کہ جہنم میں ۱۹ فرشتے ہی تو ہیں، جن پر قابو پانا کون سا مشکل کام ہے؟ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ رب کے لشکر تو اتنے ہیں جنہیں اللہ ﷻ کے سوا کوئی انہیں جانتا ہی نہیں۔ صرف فرشتے ہی اتنی تعداد میں ہیں کہ ۷۰ ہزار فرشتے روزانہ اللہ ﷻ کی عبادت کے لئے ساتوں آسمانوں کے اوپر بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں، پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ (صحیح بخاری)

۵: قرآنِ حکیم میں مختلف مقامات پر فرشتوں کی جو تعداد بیان کی جاتی ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ ۵: وہ محض انسانوں کی نصیحت کے لئے بیان کی جاتی ہے۔

شانِ نزول: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک دن ابوجہل نے کہا "اے جماعت قریش! محمد (ﷺ) کہتا ہے کہ اللہ ﷻ کا گروہ جو تمہیں جہنم میں عذاب دے گا انیس کا ہے تم ان سے تعداد میں بہت زیادہ ہو، کیا تم میں سے سو آدمی بھی ان میں سے ایک آدمی سے مغلوب ہو جائیں گے؟"۔ اس موقع پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ دوسری روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو قریش کے ایک اور مشرک نے کہا "اے قریش کی جماعت! یہ تمہیں انیس افراد گھبراہٹ میں نہ ڈالیں میں اپنے اس دائیں کندھے سے دس کو تم سے دھکیل دوں گا اور اس بائیں کندھے سے نو کو دھکیل دوں گا"۔

آیت نمبر ۳۲: ۱: جنہیں اللہ ﷻ گمراہ کردے کیا انہیں ہدایت حاصل ہو سکتی ہے؟ ۱: ہرگز ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی۔

۲: اللہ ﷻ نے قیامت کی گواہی کے لئے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ ۲: چاند کی قسم فرمائی ہے جس طرح چاند بڑھتے بڑھتے مکمل ہوتا ہے اور گھٹتے گھٹتے ختم ہو جاتا ہے اسی طرح یہ دنیا بھی ایک دن ختم ہو جائے گی۔

آیت نمبر ۳۳: ۱: قیامت کی شہادت کے لئے اللہ ﷻ نے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ ۱: رات کی قسم فرمائی ہے جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگے۔

آیت نمبر ۳۴: ۱: قیامت آنے کے ثبوت کے طور پر اللہ ﷻ نے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ ۱: صبح کی قسم فرمائی ہے جب وہ روشن ہو جائے۔

۲: رات اور دن کے نظام میں آخرت کے لئے کیا شواہد ہیں؟ ۲: رات گزرنے کے بعد دن کا آنا اور دن گزرنے کے بعد رات کا آنا یہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ دن اور رات عارضی ہیں پھر جس طرح رات اور دن کی تاثیر علیحدہ ہے اسی طرح دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ان کے معاملات بھی بالکل مختلف ہیں۔ اسی طرح یہ دنیا بھی عارضی ہے۔ اس کے بعد آخرت کی زندگی ہے۔

آیت نمبر ۳۵: ۱: قیامت کے دن کی بڑی مصیبتوں میں سے کس کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: جہنم کا ذکر کیا گیا ہے جو قیامت کے دن کی بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے۔

آیت نمبر ۳۶: ۱: جہنم کا ذکر کرنے کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟ ۱: جہنم کفر اور اللہ ﷻ کی نافرمانی کے بُرے انجام سے لوگوں کو ڈرانے والی ہے۔

آیت نمبر ۳۷: ۱: جہنم کیسے لوگوں کے لئے ڈرانے کا ذریعہ ہے؟ ۱: ان کے لئے جو نیکیوں میں آگے رہنا چاہیں یا پیچھے رہنا چاہیں۔ مطلب یہ کہ ہر شخص کی پسند اور ارادہ واختیار پر منحصر ہے کہ ہدایت کی طرف آگے بڑھتا ہے یا پھر گمراہی کی دلدلوں میں ہی پھنسا رہنا چاہتا ہے۔

آیت نمبر ۳۸: ۱: آخرت کے دن انسانوں سے متعلق کس حقیقت کا بیان ہے؟ ۱: ہر شخص اپنے اعمال کے حوالے سے گروی ہے۔ جیسے اس کے دنیا میں اعمال ہوں گے ویسا ہی آخرت میں انجام ہوگا۔

آیت نمبر ۳۹: ۱: دائیں ہاتھ والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ ۱: وہ خوش نصیب جن کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

۲: ہر شخص اپنے اعمال کے حوالے سے گروی ہے "سوائے دائیں ہاتھ والوں کے" اس سے کیا مراد ہے؟ ۲: دائیں ہاتھ والے قیامت کے دن پکڑ سے آزاد کر دیئے جائیں گے۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: دائیں ہاتھ والے کہاں ہوں گے؟ ۱: وہ عالی شان جنتوں (باغات) میں ہوں گے۔

۲: دائیں ہاتھ والوں کا جنت میں کس معاملہ کا ذکر ہے؟ ۲: وہ ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: دائیں ہاتھ والے جنت میں ایک دوسرے سے کن لوگوں کے بارے میں سوال کر رہے ہوں گے؟ ۱: وہ مجرموں کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہوں گے۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: اہل جنت اہل جہنم سے کیا پوچھیں گے؟ ۱: تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا۔

علمی بات: جنت اور دوزخ میں طویل مسافت کے باوجود جب اہل جنت اہل دوزخ میں سے اپنے کسی دنیا کے ساتھی کو دیکھنا چاہیں گے یا اس سے کلام کرنا چاہیں گے تو کر سکیں گے۔ کیونکہ اس دنیا میں لوگوں کو سمع و بصر وغیرہ کی جو قوتیں عطا کی جائیں گی۔ وہ اس دنیا میں عطا کردہ قوتوں سے کئی گنا زیادہ ہوں گی۔ اسی طرح اہل جنت جب چاہیں گے۔ جہنم میں اپنے دنیا کے ساتھیوں کی طرف جھانک بھی سکیں گے اور ان سے بلا تکلف گفتگو بھی کر سکیں گے۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: اہل جہنم اپنے کس جرم کا اعتراف کریں گے؟ ۱: وہ اعتراف کریں گے کہ ہم نماز ادا کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ یہ جہنم میں جانے کی پہلی وجہ ہے۔

عملی پہلو: ہمیں نمازوں کی پابندی کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ ﷻ ہمیں باقاعدگی سے تمام نمازیں مقررہ اوقات میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "روزِ قیامت سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ اگر یہ درست ہوئی تو بقیہ معاملات بھی درست ہوں گے اور اگر اسی میں بگاڑ ہوا تو بقیہ معاملات بھی بگڑ جائیں گے"۔ (طبرانی)

آیت نمبر ۴۴: ۱: اہل جہنم کو جہنم میں لے جانے کا اور کیا سبب بیان کیا گیا ہے؟ ۱: وہ مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتے تھے۔

دین حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔

علمی بات: نماز حقوق اللہ میں سے اور مساکین کو کھانا کھلانا حقوق العباد میں سے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے نہ اللہ ﷻ کے حقوق ادا کئے نہ ہی بندوں کے اور یہ ان کے جہنم میں جانے کی وجوہات ہوں گی۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: اہل جہنم اپنے اور کس جرم کا اعتراف کریں گے؟ ۱: ہم بیکار باتیں بنانے والوں کے ساتھ بیکار باتیں بنایا کرتے تھے۔

۲: بیکار باتوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور ان کا مذاق اڑانا۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۴۶: ۱: اہل جہنم اس بُرے انجام تک کیوں پہنچے؟ ۱: وہ اعتراف کریں گے کہ ہم بدلے کے دن یعنی قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے۔

۲: اہل جنت کے سوال کرنے پر اہل جہنم نے دوزخ میں جانے کے کُل کتنے اسباب بیان کیئے؟ ۲: کُل چار۔ i۔ نماز نہ پڑھنا۔ ii۔ مسکینوں کو کھانا نہ کھلانا۔ iii۔ دین کے بارے میں شکوک و شبہات کرنا۔ iv۔ قیامت کو جھٹلانا۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: اہل جہنم دنیا میں اپنے کرتوتوں پر کب تک مبتلا رہے؟ ۱: یقینی بات یعنی موت کے آنے تک۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: کیا کسی شفاعت کرنے والی کی شفاعت ان مجرموں کو فائدہ دے گی؟ ۱: ایسے مجرموں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی نفع نہ پہنچائے گی۔

۲: اللہ ﷻ قیامت کے دن کس کس کو شفاعت کا موقع دے گا؟ ۲: انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین اور قرآن حکیم وغیرہ کو اللہ ﷻ قیامت کے دن شفاعت کا موقع دے گا۔

آیت نمبر ۴۹: ۱: منکرین قرآن کے کس طرز عمل کا بیان کیا گیا ہے؟ ۱: وہ قرآنِ حکیم سے نصیحت حاصل کرنے کے بجائے قرآنِ حکیم سے منہ موڑ لیتے تھے۔

علمی بات: قرآنِ حکیم سے منہ موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآنِ حکیم کے حقوق پورے نہ کرنا جو یہ ہیں:

i۔ قرآنِ حکیم پر ایمان لانا۔ ii۔ اس کی تلاوت کرنا۔ iii۔ اسے سمجھ کر پڑھنا۔ iv۔ اس پر خود عمل کرنا۔ v۔ اور اس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانا۔

آیت نمبر ۵۰: ا: منکرین قرآن کی حق سے بدکنے کی کیا مثال دی گئی ہے؟ ا: گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔

۲: بدکنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: ڈر کر دور بھاگ جانا، پیچھے ہٹنا، جھجکنا۔ رک جانا

آیت نمبر ۵۱: ا: منکرین قرآن کے قرآن سے دور بھاگنے کو کس مثال سے واضح کیا گیا ہے؟ ا: گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو کسی شیر سے ڈر کر بھاگیں۔

یعنی ان کی یہ صورت حال ہے کہ اگر کوئی نصیحت کی بات کہی جائے تو اسے سننا بھی گوارا نہیں کرتے اور وہاں سے یوں منہ موڑ کر بھاگ اٹھتے ہیں۔ جیسے جنگلی گدھے کسی شیر کی دھاڑ سن کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر پیچھے مڑ کر دیکھنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

آیت نمبر ۵۲: ا: منکرین حق کے تکبر کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟ ا: ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کھلی ہوئی آسمانی کتاب اس پر نازل کی جائے۔

علمی بات: یعنی پیغمبر کی بات ماننا نہیں چاہتے بلکہ ان میں سے ہر شخص کی آرزو یہ ہے کہ خود اس پر اللہ ﷻ کے کھلے ہوئے صحیفے اتریں اور پیغمبر بنایا جائے جیسا کہ سورۃ الانعام ۶، آیت: ۱۲۴ میں آتا ہے کہ "اور جب ان کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے"۔

آیت نمبر ۵۳: ا: کیا وہ اس طرح کے مطالبات حق کو پہچاننے کے لئے کرتے تھے؟ ا: ہرگز نہیں۔ بلکہ فرار اختیار کرنے کے لئے ایسا کرتے تھے کہ بے جا سوالات کر کے پیغمبر کو حق بیان کرنے سے روکنے کی کوشش کریں۔ ۲: اس طرح کے مطالبات کا اصل سبب کیا تھا؟ ۲: اس کا اصل سبب یہ تھا کہ وہ آخرت سے ڈرتے نہ تھے۔

علمی بات: کفار کے ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت سے بے خوف تھے۔ انہوں نے سب کچھ اسی دنیا کو سمجھ رکھا تھا اور انہیں یہ خیال نہیں تھا کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی اور زندگی بھی ہے جس میں ان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اسی چیز نے ان کو دنیا میں بے فکر اور غیر ذمہ دار بنا دیا تھا۔

آیت نمبر ۵۴: ا: کیا آخرت سے بے خوف رہنا صحیح روش ہے؟ ا: ہرگز نہیں بلکہ آخرت سے ڈرتے رہنا صحیح روش ہے۔

۲: قرآنِ حکیم کا تعارف کیسے کرایا گیا ہے؟ ۲: بے شک قرآن تو ایک نصیحت ہے۔

آیت نمبر ۵۵: ا: قرآنِ حکیم سے کون نصیحت حاصل کر سکتا ہے؟ ا: جو شخص چاہے وہ قرآنِ حکیم سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔

آیت نمبر ۵۶: ا: قرآنِ حکیم سے نصیحت کا حصول کب ممکن ہوگا؟ ا: جب بندہ بھی چاہے اور اللہ ﷻ اسے توفیق بھی عطا فرما دے۔

۲: اللہ ﷻ کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۲: اللہ ﷻ ہی اس لائق ہے کہ اس کی ناراضگی سے ڈرا جائے اور اللہ ﷻ ہی اس لائق ہے کہ اس سے مغفرت طلب کی جائے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ لوگ مجھ سے ڈریں اور جو شخص مجھ سے ڈر گیا اور میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ بنایا تو مجھے لائق ہے کہ میں اسے بخش دوں"۔ (جامع ترمذی)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(ا) اس سورت میں نبی کریم ﷺ کو لباس کے بارے میں کیا تلقین فرمائی گئی ہے؟

(الف) سفید لباس پہنیں　(ب) نیا لباس پہنیں　✓ (ج) حسب سابق پاک لباس پہنیں

(۲) سَقَرَ سے کیا مراد ہے؟　(الف) پہاڑ کا ایک نام　✓ (ب) جہنم کا ایک نام　(ج) چشمہ کا ایک نام

(۳) جہنم پر کتنے فرشتے مقرر ہیں؟　(الف) ۱۹۰۰　(ب) ۱۹۰۰۰　✓ (ج) ۱۹

(۴) قَسْوَرَۃ سے کیا مراد ہے؟

(الف) گدھا　(ب) گھوڑا　✓ (ج) شیر

(۵) جہنم کی آگ مجرموں کے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟

✓ (الف) جھلسا دے گی　(ب) بے چین کردے گی　(ج) معذور کردے گی

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

ا۔ اس سورت کی ابتداء میں نبی کریم ﷺ کو کن امور کا حکم دیا گیا؟

لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا خوف دلائیں، اپنے رب کی بڑائی بیان کریں، (حسب سابق) کپڑوں کو پاک رکھیں، اور پہلے کی طرح بتوں کی ناپاکی سے الگ رہیں، زیادہ ملنے کی توقع پر احسان نہ کریں۔ اپنے رب کے لئے صبر کریں۔ (آیات: ۲ تا ۷)

۲۔ قرآنِ حکیم کے بارے میں ولید بن مغیرہ کی رائے بیان کریں؟　ایک روایتی جادو ہے اور انسان کا قول ہے۔ (آیات: ۲۴، ۲۵)

۳۔ مجرموں کے جہنم میں جانے کی وجوہات بیان کیجیے؟

i۔ نماز نہ پڑھنا۔ ii۔ مسکین کو کھانا نہ کھلانا۔ iii۔ بیہودہ مشاغل میں پڑنا۔ iv۔ آخرت کو جھٹلانا۔ (آیات: ۴۳ تا ۴۶)

۴۔ اس سورت کے دوسرے رکوع کے آغاز میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قسمیں بیان فرما کر کیا حقیقت واضح فرمائی ہے؟

دوزخ بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے۔ (آیات: ۳۵، ۳۶)

۵۔ اس سورت میں قرآنِ حکیم سے منہ پھیرنے والوں کے لئے کیا مثال بیان کی گئی ہے؟ جنگلی گدھوں کی طرح ہیں جو کسی شیر سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوں۔

عملی سرگرمی:

ا۔ آیت: ۴ کے ضمن میں اپنی کلاس میں ایک دن صفائی کا منائیں اور صفائی اور طہارت کی اہمیت اور طریقوں وغیرہ پر چارٹ بنوا کر کمرۂ جماعت میں لگوائے جاسکتے ہیں۔

نکات: نبی کریم ﷺ نے فرمایا صفائی نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم، صحیح ترمذی)

گھر اور گلی کی صفائی، مسجد کی صفائی، کمرۂ جماعت، جسم کی طہارت، کپڑوں کی صفائی وغیرہ، وضو، غسل۔ کچرا کوڑا دان میں ڈالنا، کمرۂ جماعت میں اور اسکول کا ہوم ورک صفائی سے کرنا۔ سیاہی وغیرہ سے ہاتھ آلودہ نہ کرنا، کتابوں اور اپنی دیگر چیزوں کو ترتیب سے رکھنا، کھانوں میں صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا وغیرہ۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ الْقِيَامَة

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱ تا ۱۵) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ۱۶ تا ۴۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ انسان کا ضمیر کس طرح نیکی اور بدی کا احساس دلاتا ہے؟

۲۔ انگلیوں کے پوروں کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

۳۔ انگلیوں کے نشانات کی کیا اہمیت ہے؟

۴۔ آخرت کے انکار کی اصل وجہ کیا بیان کی گئی ہے؟

۵۔ روزِ قیامت آنکھوں کے چُندھیانے سے کیا مراد ہے؟

۶۔ قیامت کے دن سورج اور چاند کے جمع ہونے کا کیا مطلب ہے؟

۷۔ کسی بڑی مصیبت کے وقت انسان کی فطری کیفیت کیا ہوتی ہے؟

۸۔ نبی کریم ﷺ کی قرآنِ حکیم سے محبت کا کیسے ذکر کیا گیا ہے؟

۹۔ قرآنِ حکیم کی وضاحت اور تشریح کے حوالہ سے کیا بتایا گیا ہے؟

۱۰۔ روزِ قیامت لوگوں کے چہروں کی کیفیات کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

۱۱۔ دنیا سے زیادہ محبت اور آخرت کو پیچھے رکھنے کی وجہ کیا ہوتی ہے؟

۱۲۔ موت کی سختی کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟

۱۳۔ ایمان اور نماز کا آپس میں کیا ربط اور تعلق ہے؟

۱۴۔ انسان کی تخلیق کے کن مراحل کا ذکر کیا گیا ہے؟

۱۵۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کے دلائل کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ المدثر" میں قیامت کی سختیوں کا ذکر تھا۔ سورۃ القیامہ میں موت کی سختی کا بیان ہے۔ سورۃ المدثر میں مجرموں کے انکار کا سبب یہ بیان ہوا کہ وہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔ سورۃ القیامہ میں اس طرزِ عمل کا سبب یہ بیان ہوا ہے کہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور آخرت کو بھلا دیتے ہیں۔ سورۃ المدثر میں اہل جنت اور اہل جہنم کا انجام بیان ہوا تھا۔ سورۃ القیامہ میں بتایا گیا ہے کہ اہل جنت کے چہرے تروتازہ اور اہل جہنم کے چہرے اداس ہوں گے۔

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: سورت کا آغاز کس چیز کی نفی سے کیا گیا؟ ۱: سورت کا آغاز قیامت کے واقع ہونے میں تمام شکوک وشبہات کی نفی سے کیا گیا ہے۔

۲: قیامت کے واقع ہونے کی کیا دلیل دی گئی ہے؟ ۲: قیامت کا ہونا اتنا یقینی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود قسم فرما رہا ہے۔

۳: اس آیت میں قیامت کے لئے کیسی دلیل دی گئی؟ ۳: اسے دلیل خطابی کہتے ہیں اس میں اصل زور قسم کھانے والے کی شخصیت پر ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۲: ۱: اس آیت کے آغاز میں کس کی نفی کی گئی؟ ۱: قیامت کے بارے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کی دوبارہ نفی کی گئی ہے۔

۲: قیامت کے واقع ہونے پر کس کی قسم فرمائی گئی؟ ۲: قیامت کے واقع ہونے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نفس لوامہ کی قسم فرما رہا ہے۔

۳: نفس لوامہ سے کیا مراد ہے؟ ۳: نفس لوامہ سے مراد ضمیر (Conscience) ہے۔

۴: اس آیت میں قیامت کے لئے کیسی دلیل دی گئی ہے؟ ۴۔ اخلاقی دلیل دی گئی ہے یعنی ضمیر جو ہر نیک عمل پر شاباش دیتا اور ہر برائی پر ڈانٹتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس سے مطلع ہو جائیں"۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی)

ایک دوسری حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "نیکی وہ ہے جس سے انسان خود مطمئن ہو جائے اور جس سے اس کے دل کو سکون حاصل ہو جائے اور گناہ وہ ہے جس سے انسان کا وجود خلش محسوس کرے جو اس کے ضمیر میں کھٹکے اور جس سے اس کے دل و سینہ میں شک و تردد پیدا ہو جائے اگر چہ لوگ اسے صحیح کہیں"۔ (مسند احمد، دارمی)

آیت نمبر ۳: ۱: اس آیت میں انکار آخرت کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟ ۱: انسان خیال کرتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ناممکن ہے اور کیسے ممکن ہے چورا چورا ہو جانے والی ہڈیاں دوبارہ جمع ہو جائیں گی۔

آیت نمبر ۴: ۱: انسانوں کے اس گمان کا کیا جواب دیا گیا ہے؟ ۱: کیوں نہیں! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہیں دوبارہ زندہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔

۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کمال قدرت کو کیسے واضح کیا گیا؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ صرف ان کی ہڈیاں جمع کرنے پر قادر ہے بلکہ وہ ان کی انگلیوں کے پور پور درست کر دینے پر بھی قادر ہے۔

۳۔ اس آیت میں مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کے لئے کیا دلیل دی گئی ہے؟ ۳۔ اس آیت میں قیامت کو قائم کرنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کو بطورِ دلیل پیش کیا گیا ہے یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوری قدرت رکھتا ہے کہ انسانوں کے مرنے کے بعد قیامت کے دن انہیں دوبارہ زندہ فرما دے۔

علمی بات: انگلیوں کے نشانات اور قرآن: (Fingerprints and Quran)

کافر یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ آدمی مر کر مٹی میں مل جاتا ہے اس کی ہڈیاں گل سڑ جاتی ہیں روز قیامت اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں کیسے زندہ کرے گا۔ اس کے جواب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ: " وہ نہ صرف ہماری ہڈیاں دوبارہ جوڑ سکتا ہے بلکہ ہماری انگلیوں کے پور تک درست کر دینے پر قادر ہے" قرآنِ حکیم نے انگلیوں کے پور (Fingerprints) کی کیوں بات کی؟ ۱۹۸۰ء میں سر فرانس گولٹ نے تحقیق کی تھی اور اس تحقیق کی روشنی میں انگلیوں کے پور (Fingerprints) کو شناخت کا ایک سائنسی طریقہ کار قرار دیا گیا تھا۔ دنیا بھر میں کوئی بھی دو اشخاص ایک جیسے فنگر پرنٹ کے حامل نہیں ہیں حتیٰ کہ جڑواں پیدا ہونے والے بچے بھی ایک جیسے فنگر پرنٹ نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی پولیس مجرموں کی شناخت کے لئے فنگر پرنٹ سے استفادہ کرتی ہے۔ ۱۴۰۰ برس پہلے انسانی فنگر پرنٹ کی اس حقیقت سے ہمارے خالق کے سوا اور کون واقف ہو سکتا ہے۔ صرف ہمارا خالق اس حقیقت سے واقف تھا۔

"کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اسکی ہڈیوں کو ہرگز اکٹھا نہیں کریں گے، کیوں نہیں! ہم تو اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کے پوروں تک درست کر دیں۔ (سورۃ القیامہ ۷۵، آیات: ۳، ۴)

COPYRIGHT © RESEARCH FOUNDATION ... SALE THROUGH BOOK ... ENTERTAINMENT

آیت نمبر۵: ۱:انکار آخرت کی اصل وجہ کیا بیان کی گئی ہے؟ ۱:انسان چاہتا ہے کہ آئندہ بھی گناہ کرتا رہے اس لئے دوبارہ زندہ ہونے اور حساب کتاب کی حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور آخرت کا انکار کرتا ہے۔

علمی بات: اصل مسئلہ یہ نہیں کہ انسان اللہ ﷻ کو اس بات پر قادر نہیں سمجھتا کہ وہ اسے دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کر کے اپنی آزادانہ زندگی پر پابندیاں عائد نہیں کرنا چاہتا۔ اسے خوب معلوم ہے کہ اگر اس نے عقیدہ آخرت کو تسلیم کر لیا تو اسے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا اور نہایت پابند اور محتاط زندگی گزارنا پڑے گی۔ اس کا آسان حل اس نے یہ سوچا کہ قیامت کا ہی انکار کر دے۔ اس کی یہ کیفیت بالکل ویسی ہی ہے جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اپنے نفس کو اس فریب میں مبتلا کر لیتا ہے کہ بس اب خطرہ دور ہو گیا۔

آیت نمبر۶: ۱:منکر آخرت کے کس سوال کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱:وہ طنزاً پوچھتا ہے کہ کب آئے گا قیامت کا دن۔

آیت نمبر۷: ۱:منکرِ آخرت کے سوال کا کیا جواب دیا گیا ہے؟ ۱:منکرِ آخرت کو اسی کے لہجے یعنی اُسی انداز میں جواب دیا گیا ہے کہ قیامت کا دن وہ ہو گا جب آنکھیں چُندھیا جائیں گی۔ ۲: آنکھوں کے چُندھیانے سے کیا مراد ہے؟ ۲:خوف، حیرت یا کسی اچانک حادثہ سے دوچار ہو جانے کی صورت میں اگر آدمی ہکا بکا رہ جائے اور اس کی نگاہ اس پریشان کن منظر کی طرف جم کر رہ جائے جو اس کو نظر آرہا ہو تو اس کے لئے بھی یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ یوں بیان کیا گیا ہے: "اللہ تو انہیں ڈھیل رہا ہے اس دن کے لئے جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی"۔ (سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت: ۴۲)

آیت نمبر۸: ۱: قیامت کے دن چاند کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: قیامت کا دن وہ ہو گا جب چاند بے نور ہو جائے گا۔
۲:چاند کے بے نور ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲:اس کی روشنی ختم ہو جائے گی اور تاریک ہو جائے گا۔ جس طرح دنیا میں بھی چاند کو گرہن لگ جاتا ہے لیکن فرق یہ ہے دنیا میں تو کچھ وقت کے بعد اس کی روشنی واپس آجاتی ہے لیکن جب قیامت قائم ہو گی تو اس کی روشنی مستقل ختم ہو جائے گی۔ (واللہ اعلم)

آیت نمبر۹: ۱: قیامت کے دن سورج کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱۔ قیامت کا دن وہ ہو گا جب سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔
۲:سورج اور چاند کے جمع ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲:بے نور اور تاریک ہونے میں دونوں شریک اور جمع ہوں گے۔ نیز دونوں باہم ٹکرا جائیں گے اور یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم)

آیت نمبر۱۰: ۱: قیامت کی دن انسان کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۱: قیامت کی دن کی ہولناکی دیکھ کر انسان کہے گا کہ کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔

عملی پہلو: یہ ایک فطری امر ہے کہ جب انسان پر بڑی مصیبت آتی ہے اور وہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ کہیں اس سے دور بھاگ کر چلا جائے۔ قیامت کے دن انسان پر طاری پریشانی اور گھبراہٹ کا ہم دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہمیں آج اس کی فکر کرنی چاہیئے۔ اللہ ﷻ ہم کو اپنے فضل سے قیامت کی ہولناکی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت نمبر۱۱: ۱: قیامت کے دن انسان کو کس حقیقت کا ادراک ہو گا؟ ۱: قیامت کے دن انسان کو ادراک ہو گا کہ بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

آیت نمبر۱۲: ۱: قیامت کے دن پناہ اور ٹھکانا کہاں ہو گا؟ ۱: قیامت کے دن صرف اللہ ﷻ کے پاس ہی ٹھکانا ہو گا۔

آیت نمبر۱۳: ۱: قیامت کے دن انسان کو کیا بتایا جائے گا؟ ۱۔ قیامت کے دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا۔
۲: آگے بھیجنے اور پیچھے چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟ ۲:ہر اچھا یا برا عمل جس کا ثواب یا عذاب آگے چلا جاتا ہے اور اچھے یا برے اثرات پیچھے رہ جاتے ہیں۔ دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ترجیحات کیا تھیں؟ اس نے دنیا کو ترجیح دیتے ہوئے آگے رکھا اور آخرت کو پیچھے کیا یا آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے آگے رکھا اور دنیا کو پیچھے کیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور اس شخص کا اجر بھی اسے ملے گا جس نے بعد میں اس پر عمل کیا لیکن دوسرے کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس نے اسلام میں کوئی بری بنیاد ڈالی تو اس پر اس کا بوجھ ہوگا اور اس شخص کا بوجھ بھی پڑے گا جو اس بُرے طریقے پر اس کے بعد عمل کرے گا لیکن اُس دوسرے شخص کے بوجھ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۱۴: ۱: انسان کے تمام اعمال سے کون خوب واقف ہے؟ ۱: انسان اپنے اعمال سے خود واقف ہے۔ نیز قیامت کے دن خود اس کے جسم کے اعضاء اس کے جرائم کی گواہی دیں گے۔ مثلاً ہاتھ، پاؤں اور جلد وغیرہ۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: "آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں ان اعمال کی گواہی دیں گے جو وہ کمایا کرتے تھے"۔ (سورۃ یٰس ۳۶، آیت: ۶۵) یہی بات ایک اور جگہ یوں بیان ہوئی۔ "یہاں تک کہ جب وہ اس (جہنم) تک پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان (کے جسموں) کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی ان اعمال پر جو وہ کرتے رہے پھر وہ لوگ اپنی کھالوں سے کہیں گے: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی، وہ کہیں گی: ہمیں اس اللہ نے گویائی عطا کی جو ہر چیز کو قوتِ گویائی عطا فرماتا ہے اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔ (سورۃ حٰمٓ سجدہ ۴۱، آیات: ۲۰، ۲۱)

آیت نمبر ۱۵: ۱: انسان کی کس چالاکی کا ذکر ہے؟ ۱: دنیا میں تو انسان اپنے بُرے اعمال کے لئے تاویلیں اور بہانے تراش لیتا ہے لیکن قیامت کے دن اس کا کوئی بہانہ قبول نہ کیا جائے گا۔

علمی بات: ایک جھوٹا انسان دنیا کو تو دھوکہ دے سکتا ہے لیکن خود وہ اپنے بارے میں جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ایک چور دنیا کو تو فریب دے سکتا ہے اور یہ باور کرا سکتا ہے کہ اس نے چوری نہیں کی لیکن اپنے ضمیر کے سامنے وہ چور ہے۔ اس کے ضمیر کی آواز تو اس سے چھُپ نہیں سکتی اور اس کے اندر کی عدالت اس سے صاف صاف اور بار بار کہہ رہی ہوتی ہے کہ تو اصل میں کیا ہے؟ اور لوگوں کے سامنے کیا ظاہر کر رہا ہے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: نبی کریم ﷺ کی قرآنِ حکیم سے محبت کا کیسے ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: جب قرآنِ حکیم کی وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ جلدی جلدی اپنی زبان سے ان آیات کو دُہراتے تاکہ انہیں یاد فرمالیں۔ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ پر کیا شفقت فرمائی؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو قرآنِ حکیم یاد کرنے کی مشقت سے بچالیا اور آپ ﷺ کو آیات کو جلدی جلدی پڑھنے سے روک دیا۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآنِ حکیم یاد کرنے کے حوالے سے کیا تسلی دی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو قرآنِ حکیم یاد رکھنے اور زبان سے اسے پڑھوا دینے کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ کرم پر لے لی۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرآنِ حکیم پڑھنے کے حوالے سے کیا تلقین فرمائی؟ ۱: جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے قرآنِ حکیم پڑھیں تو آپ ﷺ ان کے پڑھنے کی پیروی کریں۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کیا تسلی دی؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ قرآنِ حکیم کے احکام کو کھول کر آپ ﷺ سے بیان کرانا بھی ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ ۲: اس آیت سے احادیث کے بارے میں کس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے؟ ۲: اس آیت سے اس حقیقت کا ادراک ہوتا ہے کہ احادیث مبارکہ قرآنِ حکیم کی تفسیر اور تشریح ہیں۔

علمی بات: رسول اللہ ﷺ پر صرف وہی وحی نازل نہ ہوتی تھی جو قرآنِ حکیم میں ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے ایسا علم دیا جاتا تھا جس کا بیان قرآنِ حکیم میں وضاحت سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآنِ حکیم کا جو مفہوم آپ ﷺ کو سمجھایا جاتا تھا اگر وہ قرآنِ حکیم میں واضح طور پر مذکور ہوتا تو یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ اس کا سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ کیونکہ وہ تو پھر قرآنِ حکیم ہی میں مل جاتا۔ پچھلی آیت میں قرآنِ حکیم کے پڑھا دینے کا ذکر تھا اب قرآنِ حکیم کے بیان کا تذکرہ ہے کہ وہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے یعنی اس نے قرآنِ حکیم کے الفاظ کی طرح اس کا بیان اور تشریح بھی نبی کریم ﷺ کو بیان

فرمائی ہے۔ قرآنِ حکیم کی صحیح تشریح وہی ہے جو آپ ﷺ نے اپنے قول و فعل سے فرمادی ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کو خود اللہ ﷻ کی بتائی ہوئی تشریح ہے۔ اس سے حدیث کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: انکار آخرت کی اصل وجہ کیا بیان کی گئی ہے؟ ۱: یہ بات نہیں ہے کہ نافرمان انسان اللہ ﷻ کو قادر مطلق نہیں سمجھتا بلکہ انسان دنیا سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

۲: دنیا سے زیادہ محبت کی ایک وجہ کیا ہے؟ ۲: دنیا نقد اور اس کے فوائد فوراً ملنے والے محسوس ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: آخرت کے حوالے سے انسان کے کس طرزِ عمل کا ذکر ہے؟ ۱: دنیا کے مقابلے میں نافرمان انسان آخرت کو پیچھے رکھتا ہے۔

۲: آخرت کو پیچھے رکھنے کی ایک وجہ کیا ہے؟ ۲: نافرمان انسان آخرت کو اُدھار اور اس کے فوائد کو دیر سے ملنے والا محسوس کرتے ہوئے اس سے غفلت برتتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ اور ہم نے اپنی ترجیحات میں دنیا کو ترجیح دیتے ہوئے آگے رکھا اور آخرت کو پیچھے کیا یا آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے آگے رکھا اور دنیا کو پیچھے کیا۔ یعنی محض دنیاوی فائدے کی خاطر آخرت کو داؤ پر تو نہیں لگا دیا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: آیات: ۲۲ تا ۲۵ میں کیا مضمون بیان کیا گیا ہے؟ ۱: قیامت کبریٰ کا منظر کھینچا گیا ہے۔

۲: قیامت کے دن مومنوں کی کیا علامت ہوگی؟ ۲: قیامت کے دن مومنین کے چہرے تروتازہ ہوں گے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: قیامت کے دن مومنوں کو سب سے بڑا انعام کیا دیا جائے گا؟ ۱: قیامت کے دن مومنین کو دیدار باریٔ تعالیٰ نصیب ہوگا۔

۲: قیامت کے دن مومنین اللہ ﷻ کو کیسے دیکھیں گے؟ ۲: بخاری شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ " قیامت کے دن مومنین اللہ ﷻ کو ایسے دیکھیں گے جیسے آج تم چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو"۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: قیامت کے دن مجرموں کا کیا انجام ہوگا؟ ۱: مجرموں کے چہرے اداس ہوں گے۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: قیامت کے دن مجرموں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۱: قیامت کے دن مجرم خیال کریں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: آیات: ۲۶ تا ۳۰ میں کیا مضمون بیان کیا گیا ہے؟ ۱: قیامت صُغریٰ یعنی موت کا منظر کھینچا گیا ہے یعنی موت کے ساتھ ہی مہلتِ عمل ختم ہو جاتی ہے اس لئے موت کو ایک فرد کے لئے قیامت کہا جاتا ہے۔ ۲: انسان کی کس حالت کا بیان کیا گیا ہے؟ ۲: نزع کا حال یعنی جان نکلنے کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ۳: انسان کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ ۳: انسان کو دنیا کی محبت میں اتنا منہمک ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ اسی غفلت میں اس پر موت کا وقت آجائے۔ ۴: اس آیت میں نزع (جان نکلنے) کے کس مرحلے کا ذکر ہے؟ ۴: جب جان گلے تک پہنچ جائے گی۔

عملی پہلو: آخرت کو ہرگز دور نہ سمجھنا چاہیئے۔ اس سفر آخرت کی پہلی منزل موت ہے جو بالکل قریب ہے۔ یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے انسان آخری ٹھکانے پر جا پہنچیں گے۔ گویا ہر آدمی کی موت اس کے حق میں بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ جہاں انسان کی روح سمٹ کر ہنسلی تک پہنچی اور سانس حلق میں رکنے لگی سمجھ جائیں کہ سفر آخرت شروع ہو گیا۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: مرنے والے کے لواحقین کی کس کیفیت کا بیان ہے؟ ۱: مرنے والے کے لواحقین پکاریں گے کہ ہے کوئی جو جھاڑ پھونک کر کے اس کی جان بچا سکے؟ مطلب یہ ہے کہ جب مرنے والے کے لواحقین اس کے تمام علاج معالجوں سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے؟ جو اسے بچا سکے۔ یہ طریقہ اسے موت سے بچانے کے لئے آخری حربہ کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔

علمی بات: دَم (جھاڑ، پھونک) کرنا ایک مسلمہ حقیقت ہے ہر مذہب میں اس کا تصور پایا جاتا ہے اور پاکیزہ کلمات کے ساتھ اسلام میں بھی اس کی اجازت ہے۔ احادیث میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اور اس کی تعلیم دی گئی ہے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: مرنے والے کی کس کیفیت کو بیان کیا گیا ہے؟ ۱: مرنے والا سمجھ جائے گا بے شک یہ جدائی کا وقت ہے۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: موت کی سختی کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟ ۱: موت کی سختی کی وجہ سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جائے گی۔ یہ انتہائی سخت مرحلہ ہوتا ہے۔

علمی بات: سب سے پہلے پاؤں کی طرف سے جان نکلنا شروع ہوتی ہے۔ جب پنڈلیوں سے جان نکل چکتی ہے تو انسان میں یہ سکت نہیں رہتی کہ وہ ایک پنڈلی کو دوسری سے اٹھا کر الگ کر سکے۔ جب یہ کیفیت طاری ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ بس دنیا سے روانگی ہو رہی ہے اور آخرت کے سفر کا آغاز ہو رہا ہے۔

عملی پہلو: موت کی سختی اور جان نکلنے کا بہت ہی مشکل مرحلہ ہے ہمیں اللہ ﷻ کی پناہ مانگنی چاہیئے کہ وہ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے اور ہم پر اس وقت خاص فضل و کرم اور رحم فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو وصال کے وقت دیکھا آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ آپ پیالے میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ اقدس پر ملتے پھر فرماتے (اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ أَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ) ”اے اللہ! موت کی سختیوں اور تکلیفوں پر میری مدد فرما“۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

آیت نمبر ۳۰: ا: مرنے والے کو اس دن کس کی طرف جانا ہوگا؟ ا: مرنے والے کو اس دن اللہ ﷻ کی طرف جانا ہوگا۔

آیت نمبر ۳۱: ا: منکر آخرت کے کیا جرم بیان کیئے گئے ہیں؟ ا: نہ اس نے تصدیق کی اور نہ اس نے نماز پڑھی۔ ۲: یہاں منکرِ آخرت سے کون شخص مراد ہے؟ ۲: اس سے مراد ابو جہل ہے۔ ۳: تصدیق کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۳: تصدیق کرنے سے مراد ایمان لانا ہے کیوں کہ ایمان لانے کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ ہر اس بات کی تصدیق کرنا جو نبی کریم ﷺ لائے ہیں۔ ۴: ایمان اور نماز کا آپس میں کیا ربط اور تعلق ہے؟ ۴: اللہ ﷻ، اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب کی صداقت تسلیم کرنے یعنی ان پر ایمان لانے کا اولین اور لازمی تقاضا یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھے، شریعت الٰہی میں حکم کے تعمیل کی نوبت سب سے پہلے نماز کی آتی ہے بعد میں دوسرے احکام کی۔ لہذا نماز کے حکم پر عمل کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ انسان نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ اور ان کے احکامات کو دل سے مانا ہے نہ کہ صرف زبانی تسلیم کیا ہے۔ اس لئے ایمان و تصدیق کے بعد اعمال میں سب سے پہلے اسی فریضے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۳۲: ا: منکر آخرت کا کیا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے؟ ا: اس نے دین حق کو جھٹلایا اور منہ موڑا۔

آیت نمبر ۳۳: ا: منکر آخرت کے کس بُرے عمل کا ذکر کیا گیا ہے؟ ا: وہ دین حق سے منہ موڑ کر اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔

آیت نمبر ۳۴: ا: منکر آخرت کو کیسے انجام کی خبر دی گئی ہے؟ ا: تباہی اور بربادی کی خبر دی گئی۔

آیت نمبر ۳۵: ا: منکر آخرت کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ ا: تاکیداً فرمایا گیا کہ اس کے لئے بربادی ہے۔ اولیٰ کا لفظ ویل کی مونث ہے جو سخت ڈانٹ ڈپٹ، اظہار حسرت و ندامت اور اظہار غضب و نفرت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اس لفظ میں منکر انسان کے لئے سخت نفرت اور غیظ و غضب کا اظہار ہے۔

علمی بات: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ) تو ابو جہل نے قریش سے کہا جہنم کے نگہبان انیس ہیں حالانکہ تم تو ایک بڑی تعداد میں ہو کیا تم میں سے دس بھی جہنم کے ایک فرد کو قابو کرنے سے عاجز آجائیں گے تو اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ آپ ﷺ ابو جہل کے پاس جا کر یہ فرما دیجیئے کہ: اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى۔ ” بربادی ہے تمہارے لئے پھر بربادی ہے“۔ چار مرتبہ لفظ ہلاکت و بربادی استعمال کیا گیا اس شخص کے لئے جس نے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ دل آزاری و گستاخی کی اور کفر و تکذیب ہی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ پھر اسی حال پر مر گیا۔ اس سے اللہ ﷻ کے غیظ و غضب کے اظہار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

علمی بات: ان آیت میں ”اولیٰ لک“ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ”اولیٰ“ کا معنی قریب ہے، یعنی تیرے لئے ہلاکت اور عذاب قریب ہے پھر اس کی تاکید کے لئے چار بار مکرر ذکر فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تکرار اس لئے ہے کہ اس عذاب کو تو اپنے پہلے برے کام کے لئے لازم سمجھ لے، پھر دوسرے برے کام کے لئے، پھر تیسرے برے کام کے لئے، پھر چوتھے برے کام کے لئے، جن کا ذکر القیامہ ۳۱ تا ۳۳ میں مذکور ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ”اولیٰ“ کا معنی ”ویل“ ہے یعنی ہلاکت، اور چار بار ”ویل“ کے ذکر کا معنی یہ ہے: تیرے لئے زندگی میں ویل ہو اور مرتے وقت ویل ہو اور حشر کے دن ویل ہو اور دوزخ میں داخلے کے دن ویل ہو اور اس کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ تیرے لئے ہلاکت ہو اور عذاب ہو اور اس کی تاکید کے لئے چار بار مکرر فرمایا۔

آیت نمبر ۳۶: ا: انسان کی کس غلط فہمی کا بیان ہے؟ ا: انسان خیال کرتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا اور کوئی حساب و کتاب نہ ہوگا۔

علمی بات: اللہ ﷻ نے انسان کو بے شمار ایسی قوتیں عطا فرمائی ہیں جو دوسرے جانداروں کو عطا نہیں کی گئیں۔ لہذا جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح دوسرے جاندار پیدا ہوتے ہیں اور مر جاتے ہیں اور ان پر کسی طرح کی کچھ ذمہ داری نہیں اسی طرح انسان کا بھی حال ہے۔ یہ سوچ نہایت احمقانہ ہے۔ اسے دوسرے جانداروں سے ممتاز کرنے کی آخر اللہ ﷻ کو کیا ضرورت تھی؟ بلکہ اس سے اگلا سوال یہ ہے کہ اگر انسان کی زندگی بھی ویسی ہی غیر ذمہ دارانہ سمجھی جائے جیسے دوسرے جانداروں کی ہے تو انسان کو پیدا کرنے کی ہی کیا ضرورت تھی؟

آیت نمبر ۳۷: ا: آیات ۳۷ تا ۴۰ تک قیامت کے لئے کیا دلیل پیش کی گئی ہے؟ ا: قیامت کے لئے عقلی اور منطقی دلیل دی گئی ہے کہ جو اللہ ﷻ انسانوں کو ایک حقیر قطرے سے پیدا کر سکتا ہے وہ اسے مرنے کے بعد دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔

۲: اس آیت میں انسانوں کو کیا حقیقت یاد دلائی گئی ہے؟ ۲: انسان کو اس کی حقیقت یاد دلائی گئی ہے کہ کیا وہ ایک قطرہ نہ تھا جو (ماں کے رحم) میں ٹپکایا جاتا ہے۔ جو ایسے ناپاک پانی سے درجہ بدرجہ پروان چڑھ کر پیدا کیا گیا۔ اس کا تکبّر کرنا، اترانا اور پیدا کرنے والے کی نافرمانی کرنا نہایت بے جا ہے۔

آیت نمبر ۳۸: ا: انسان کی تخلیق کے کن مراحل کا ذکر ہے؟ ا: نطفے کے ایک قطرے سے اسے اللہ ﷻ نے علقہ (جما ہوا خون) بنایا پھر انسان بنا کر اس کے اعضاء کو درست کیا۔

آیت نمبر ۳۹: ا: اللہ ﷻ کی قدرت تخلیق کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ا: اللہ ﷻ کی قدرت ہے کہ اس نے ایک حقیر سے قطرہ سے انسان کی دو جنسیں نر اور مادہ بنا دیں۔ ۲: انسان کی دو جنسوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی جسے چاہتا ہے اللہ ﷻ لڑکا بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے لڑکی بنا دیتا ہے۔ حالانکہ دونوں اپنی جسمانی اور نفسانی ساخت کے حوالے سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

علمی بات: انسان کی پیدائش پانی کی ایک بوند سے ہوتی ہے۔ جس کو رحم مادر میں ٹپکا دیا جاتا ہے۔ پھر اس کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ وہ بوند کہاں اور کس حال میں ہے۔ نہ ہی اس ماں کو کچھ پتہ ہوتا ہے جس کے رحم کے اندر یہ بوند مختلف مراحل سے گزرتی ہے کہ اس پر کس باریکی سے کیا تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ یوں اللہ ﷻ اسے بچے یا بچی کی صورت میں وجود میں لاتا ہے۔ انسان اگر اسی میں صحیح طور سے غور کرے تو اس کا راستہ سیدھا ہو جائے گا۔ وہ دل و جان سے اپنے خالق و مالک کے حضور جھک جائے گا۔

آیت نمبر ۴۰: ا: سورت کے آخر میں اللہ ﷻ نے کیا سوال پوچھا ہے؟ ا: کیا وہ اللہ ﷻ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔

۲: ہمیں اللہ ﷻ کے اس سوال کا کیا جواب دینا چاہیئے؟ ۲: ہمیں یہ جواب دینا چاہیئے سُبْحَانَکَ بَلٰی "تو پاک ہے اے اللہ! بھلا کیوں نہیں"۔

فرمانِ نبوی ﷺ: جب تم سورۃ تین میں آیت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ "کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟" پڑھو تو کہو بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ "کیوں نہیں، میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں" جب سورۃ قیامہ کی یہ آیت پڑھو تو کہو بَلٰی، اور جب سورۃ مرسلات کی آیت فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ "اس قرآن کے بعد یہ لوگ اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟" پڑھو تو کہو اٰمَنَّا بِاللّٰہِ "ہم اللہ پر ایمان لائے" (ابو داود، مسند احمد، جامع ترمذی)

علمی بات: رحم مادر میں نطفہ سے انسان کی تخلیق تک کے مراحل پر غور و فکر کر کے انسان بخوبی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ جو پروردگار اتنی قدرتوں کا مالک ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ان دلائل کے بعد بھی جو انسان دوبارہ زندگی کا انکار کرتا ہے تو اس کا یہ انکار ہٹ دھرمی اور حماقت کے سوا کچھ نہیں۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ا: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(ا) قیامت کے لئے اللہ ﷻ نے کس نفس کی قسم فرمائی؟

(الف) نفسِ اَمارۃ ✓(ب) نفسِ لَوَّامَۃ (ج) نفسِ مُطْمَئِنَّۃ

(۲) قیامت کے دن سورج اور چاند کی کیا کیفیت ہو گی؟

(الف) بڑے ہو جائیں گے (ب) چھوٹے ہو جائیں گے ✓(ج) جمع ہو جائیں گے

(۳) سورت کے آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کیا قدرت بیان کی گئی ہے؟

(الف) اللہ سبحانہ وتعالیٰ رزق دینے والا ہے　(ب) اللہ سبحانہ وتعالیٰ گناہ معاف فرمانے والا ہے　✓ (ج) اللہ سبحانہ وتعالیٰ مردوں کو زندہ فرمانے والا ہے

(۴) عاجِلَۃ سے کیا مراد ہے؟

(الف) جنت　(ب) جہنم　✓ (ج) دنیا

(۵) موت کے وقت انسان کی کیا کیفیت ہو گی؟

(الف) ہاتھ ملے گا　✓ (ب) پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے گی　(ج) روح جسم سے لپٹ جائے گی

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱۔ انسان قیامت کا انکار کیوں کرتا ہے؟

گناہ جاری رکھنے کے لئے۔ (آیت: ۵)

۲۔ پہلے رکوع میں قیامت کا کیا منظر بیان کیا گیا ہے؟

جواب کے لئے آیات: ۷ تا ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ قرآنِ حکیم کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا احکامات دیئے گئے ہیں؟

جواب کے لئے آیات: ۱۶ تا ۱۹ ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ اہل جہنم کے کیا جرائم بیان کیئے گئے ہیں؟

(نہ ایمان کی تصدیق کی، نہ نماز پڑھی بلکہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا اور منہ موڑا۔ گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چل پڑا۔)

۵۔ قیامت کے دن کامیاب اور ناکام انسانوں کے چہرے کیسے ہوں گے؟

جواب کے لئے آیات: ۲۲ تا ۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔

عملی سرگرمی:

۱۔ آیات: ۳ اور ۴ کا متن اور ترجمہ بورڈ پر کسی ایک طلبہ سے خوشخطی کروائیں پھر کلاس میں ایک سرگرمی کروائیں جس میں طلبہ کو گروپ میں تقسیم کر کے ہر گروپ میں بچوں کے انگوٹھوں کے نشان ایک سادہ کاغذ پر لگائیں۔ ہر گروپ سے کہیں کہ وہ انگوٹھوں کے نشانات کا موازنہ کرے۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوۡرَۃُالدَّھۡر

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر۱: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات:۱تا۱۰) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۲: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات:۱۱تا۳۱) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر۳: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

۱۔ اللہ ﷻ نے انسان کو سننے اور دیکھنے کی صلاحیت کیوں عطا فرمائی؟

۲۔ ظاہری حواس کے علاوہ اللہ ﷻ نے انسان کو اور کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں؟

۳۔ انسان کا امتحان کس بات میں ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ کے نیک بندوں کی کن صفات کا بیان ہے؟

۵۔ نذر کسے کہتے ہیں؟

۶۔ جنت کی کن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

۷۔ اہل جنت کو بادشاہ بنانے کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

۸۔ قرآنِ حکیم کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنے میں کیا حکمت تھی؟

۹۔ صبح و شام ذکر کرنے سے کیا مراد ہے؟

۱۰۔ لوگوں کی دنیا سے محبت اور آخرت سے غفلت کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

۱۱۔ قرآنِ حکیم کا تعارف کیسے کرایا گیا؟

۱۲۔ اللہ ﷻ کا قانونِ ہدایت و ضلالت کیا ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ القیامہ" میں انسان کی روزِ قیامت دوبارہ تخلیق کا ذکر تھا۔ سورۃ الدھر میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ ہی نے انسان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ سورۃ القیامہ میں نافرمان اور مجرموں کے طرزِ عمل کا ذکر تھا۔ سورۃ الدھر میں ایسے نافرمان اور مجرم لوگوں کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔ دونوں سورتوں میں ذکر ہے کہ لوگ دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور آخرت کو بھلا دیتے ہیں۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبرا: ا: اس آیت میں کس زمانے کا ذکر ہے؟ ا: انسان کے وجود میں آنے سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ انسان کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ ایک طویل مدت ایسی گزری ہے جب انسان کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔

آیت نمبر ۲: ا: اللہ ﷻ نے انسان کو کس شے سے پیدا فرمایا؟ ا: اللہ ﷻ نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا فرمایا۔ ۲: ملے جلے نطفے سے کیا مراد ہے؟ ۲: ملے جلے نطفے سے مراد ماں اور باپ کا مرکب نطفہ ہے۔ ۳: اللہ ﷻ نے انسان کو بنانے کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟ ۳: تاکہ اللہ ﷻ انسان کو آزمائے۔ اسی بات کا ذکر سورۃ الملک ۶۷، آیت: ۲ میں بھی ہے۔ "جس نے موت اور زندگی کو (اس لئے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے"۔ ۴: اللہ ﷻ نے آزمائش کے لئے انسان کو کیا قوتیں عطا فرمائی ہیں؟ ۴: اللہ ﷻ نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا ہے۔

علمی بات: سننے اور دیکھنے سے مراد وہ ذرائع ہیں جن سے انسان علم حاصل کرتا ہے اور پھر اس سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ آنے والی معلومات کو جمع کر کے اور ترتیب دے کر ان سے نتائج نکالتا ہے اور پھر کچھ فیصلوں پر پہنچتا ہے جو اس کی زندگی کے رویّوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسے سمیع و بصیر بنایا جانا دراصل یہ معنی رکھتا ہے کہ اللہ ﷻ نے اسے علم اور عقل کی طاقتیں دیں تاکہ وہ امتحان دینے کے قابل ہو سکے۔

آیت نمبر ۳: ا: ظاہری حواس کے علاوہ انسان کو اللہ ﷻ نے اور کیا نعمتیں عطا کی ہیں؟ ا: اللہ ﷻ نے انسان کو حق اور باطل کا راستہ دکھایا۔ اولاً انسان کو نیکی اور بدی کا فطری طور پر شعور عطا فرمایا جس کا ذکر سورۃ الشمس ۹۱، آیت: ۸ میں ہے۔ "پھر اس کو بُرائی (سے بچنے) اور پرہیزگاری (کرنے) کی سمجھ دی ہے"۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام، کتابوں اور داعیانِ حق کے ذریعے سے صحیح راستہ واضح فرمایا۔ ۲: انسان کا امتحان کس بات میں ہے؟ ۲: چاہے تو انسان اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے حق کا راستہ اختیار کرے اور اللہ ﷻ کا شکر گزار بنے اور چاہے تو باطل کا راستہ اختیار کر کے اللہ ﷻ کا ناشکرا بنے۔

آیت نمبر ۴: ا: اللہ ﷻ کی ناشکری کرنے والے یعنی کافروں کا کیا انجام ہوگا؟ ا: جو کوئی بھی اللہ ﷻ کی ناشکری، نافرمانی کرے اور اس سے کفر کرے تو اللہ ﷻ نے ایسے لوگوں کے لئے زنجیریں طوق اور شعلوں والی بھڑکتی ہوئی تیز آگ تیار کر رکھی ہے۔ جیسا کہ سورۃ المومن ۴۰، آیت: ۷۱ میں آتا ہے کہ "جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں، پھر آگ میں (ایندھن کے طور پر) جھونک دیئے جائیں گے"۔ ۲: طوق کسے کہتے ہیں؟ ۲: مجرموں کی گردنوں میں پڑی زنجیروں کو طوق کہتے ہیں۔

آیت نمبر ۵: ا: اللہ ﷻ کی شکر گزاری کرنے والے نیک مومنین کو کیسا مشروب عطا کیا جائے گا؟ ا: نیک مومنین ایسی شراب پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا۔ ۲: کافور کسے کہتے ہیں؟ ۲: کافور دنیا کا نہیں بلکہ جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جو خاص طور پر اللہ ﷻ کے مقرب و مخصوص بندوں کو ملے گا۔ شاید اس کو ٹھنڈا، خوشبودار اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور کہتے ہوں گے۔ واللہ اعلم

آیت نمبر ۶: ا: جنت کی شراب کیسے حاصل کی جائے گی؟ ا: جنت کی شراب دنیا کی شراب کی طرح پھلوں کے رس کو سڑا کر کشید نہیں کی جائے گی بلکہ وہ جنت میں بہتے چشموں کی طرح ہوگی۔ ۲: جنت کی شراب کن لوگوں کے لئے ہوگی؟ ۲: اللہ ﷻ کے نیک بندوں کے لئے۔ ۳: اللہ ﷻ کے نیک بندوں کو جنت کی شراب کے چشموں پر کیا اختیار دیا جائے گا؟ ۳: وہ جنت کی شراب کو جہاں چاہیں گے اسے چھوٹی چھوٹی نہروں کی شکل میں بہا کر لے جائیں گے۔

آیت نمبر ۷: ا: اللہ ﷻ کے نیک بندوں کی کن صفات کا بیان ہے؟ i: وہ دنیا میں اپنی نذر پوری کیا کرتے تھے۔ ii۔ اور قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے تھے۔

علمی بات: نذر کے لفظی معنی یہ ہیں منت ماننا غیر واجب کو اپنے اوپر واجب کرنا۔ مراد یہ ہے کوئی شخص اپنے اوپر کوئی ایسا کام واجب کر لے جو شریعت نے اس پر واجب نہیں کیا۔ مثلاً کوئی شخص یہ نذر مانے کہ اللہ ﷻ میری فلاں مشکل حل کر دے تو میں ایک دن کا روزہ رکھوں گا وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ قیامت کے دن کی ہولناکی کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ۲۔ قیامت کے دن کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔

آیت نمبر۸: ۱: اللہ ﷻ کے نیک بندوں کی کس نیکی کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۱: وہ اللہ ﷻ کی محبت کی خاطر لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

علمی بات: اس آیت کے بارے میں مفسرین کی دو آراء ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی خواہش کے باوجود ان نادار لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں یعنی اس کے باوجود کہ انہیں طعام کی خواہش ہو اور انہیں کھانے کی ضرورت ہو، پھر بھی وہ مسکین، یتیم اور قیدی کی ضرورت کو اپنی محبت اور خواہش پر ترجیح دیں اور ایثار کریں۔

علمی بات: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسکین وہ ہے جو اپنی ضروریات پوری کرنے پر بالکل قادر نہ ہو اور وہ فقیر کی نسبت زیادہ تنگ دست ہوتا ہے۔

۴: یتیم کسے کہتے ہیں؟ ۴: ایسا نابالغ بچہ یا بچی جس کے والد کا انتقال ہو جائے یتیم کہلاتا ہے۔ ۵: قیدی کسے کہتے ہیں؟ ۵: وہ شخص جو آزاد نہ ہو بلکہ کسی کی قید میں ہو۔

علمی بات: قیدی اگر غیر مسلم ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے جیسے جنگ بدر کے کافر قیدیوں کی بابت نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ ان کی تکریم کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے ان کو کھانا کھلاتے، بعد میں خود کھاتے۔ قیدی کے ساتھ حسن سلوک بھی ایک نیکی کا عمل ہے۔

آیت نمبر۹: ۱: نیک لوگوں کے اخلاص کا ذکر کیسے کیا گیا؟ ۱: نیک لوگ جب بھی کسی ضرورت مند کو کھانا کھلاتے ہیں تو اسے واضح طور پر بتا دیتے ہیں کہ ہم تو تمہیں صرف اللہ ﷻ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

علمی بات: ضروری نہیں ہے کہ غریب کو کھانا کھلاتے ہوئے زبان ہی سے یہ بات کہی جائے۔ دل میں بھی یہ بات کہی جا سکتی ہے اور اللہ ﷻ کے ہاں اس کی بھی وہی حیثیت ہے جو زبان سے کہنے کی ہے۔ لیکن زبان سے یہ بات کہنے کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ جس کی مدد کی جائے اس کو یہ اطمینان دلا دیا جائے کہ ہم اس سے کسی قسم کا شکریہ یا بدلہ نہیں چاہتے، تاکہ وہ بے فکر ہو۔

آیت نمبر۱۰: ۱: اللہ ﷻ کے نیک بندوں کے اخلاص کی کیا وجوہات بیان کی گئی ہیں؟ ۱: وہ اللہ ﷻ سے اور آخرت کے دن سے ڈرتے ہیں۔

۲: قیامت کے دن کی کیا ہولناکی بیان کی گئی ہے؟ ۲: قیامت کا دن چہروں کو بگاڑ دینے والا اور بہت سخت ہوگا۔

آیت نمبر۱۱: ۱: اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو اُن کے اخلاص کے کیا ثمرات عطا فرمائے گا؟ ۱: اللہ ﷻ انہیں قیامت کی سختی سے بچا لے گا اور انہیں تازگی اور خوشی سے نوازے گا۔ جیسا کہ سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت: ۱۰۳ میں آتا ہے کہ "ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا، اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

آیت نمبر۱۲: ۱: اللہ ﷻ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں صبر کرنے کا کیا بدلہ عطا فرمائے گا؟ ۱: اللہ ﷻ انہیں صبر کے بدلے جنت اور پہننے کے لئے ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔

آیت نمبر۱۳: ۱: اہل جنت کس طرح بیٹھے ہوں گے؟ ۱: وہ نہایت اعلیٰ اور خوبصورت تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

۲: جنت کا موسم کیسا ہوگا؟ ۲: جنت میں نہ دھوپ کی تپش ہوگی اور نہ گرمی کی شدت۔ نہایت معتدل اور خوشگوار موسم ہوگا۔

آیت نمبر۱۴: ۱: جنت کے سائے کی کیفیت کیا ہوگی؟ ۱: جنت کے خوشگوار سائے اہل جنت پر جھک رہے ہوں گے۔

۲: جنت کے پھلوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ۲ جنت کے پھل اہل جنت کے حکم میں پوری طرح سے ہوں گے اور ان کا حاصل کرنا اہل جنت کے لئے بہت آسان ہوگا۔

آیت نمبر۱۵: ۱: جنت کے برتن کیسے ہوں گے؟ ۱: جنت میں چاندی کے برتن اور شیشے کے گلاس ہوں گے۔

آیت نمبر۱۶: ۱: جنت کے شیشے کے برتنوں کی کیا خاص بات ہوگی؟ ۱: وہ شیشے کے برتن بھی چاندی سے بنائے گئے ہوں گے۔ نہایت صاف وشفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے۔ ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی۔

۲: جنت کے برتن کھانے پینے کی چیزوں سے کیسے بھرے ہوں گے؟ ۲: نہ بہت زیادہ بھرے ہوں گے کہ طبیعت بوجھل ہو اور نہ کم بھرے ہوں گے کہ مزید کی حسرت ہو۔ بلکہ اہل جنت کی چاہت کا اندازہ کرکے ان کی طبیعت کے عین مطابق بھرے ہوں گے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: اہل جنت کو کیسی شراب پلائی جائے گی؟ ۱: اہل جنت کو وہاں ایسی پاکیزہ شراب کا پیالہ پلایا جائے گا جس میں سونٹھ ملی ہوگی۔ یعنی دنیا کی طرح وہاں سونٹھ کو پیس کر پانی میں ملانے کی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ وہاں پر ایک ایسا عظیم الشان قدرتی چشمہ ہوگا جس میں سونٹھ کی خوشبو اور اس کی تاثیر تو موجود ہوگی مگر اس کی کھٹاس، کڑواہٹ اس میں نہ ہوگی۔ ۲: سونٹھ کسے کہتے ہیں؟ ۲: سونٹھ خشک ادرک کو کہتے ہیں۔

علمی بات: کافور کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے اور زنجبیل کی گرم۔ اہل عرب اپنی شرابوں میں ان کی آمیزش کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس لئے اہل عرب کے شوق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ جنت کی نعمتوں اور دنیا کی چیزوں میں نام کے اشتراک کے سوا کوئی چیز مشترک نہیں لہٰذا ان کی دنیاوی تاثیر ہرگز نہ سمجھی جائے۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: جنت کی شراب کے چشمے کا کیا نام رکھا گیا ہے؟ ۱: جنت کی شراب کے چشمے کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: اہل جنت کی خدمت کرنے والے کون ہوں گے؟ ۱: ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ ۲: ہمیشہ لڑکے رہنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: یعنی ان کی عمر ٹھہری رہے گی اور کبھی بڑے ہو کر جوان یا بوڑھے نہیں ہوں گے۔ ۳: اہل جنت خدمت کرنے والے لڑکوں کو کیسے بلائیں گے؟ ۳: اہل جنت کو ان کو بلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی کیوں کہ وہ لڑکے ہر وقت اہل جنت کے پاس ہی گھوم رہے ہوں گے اور اہل جنت کی خدمت بجالانے کے لئے محض اشارے کے منتظر ہوں گے۔ ۴: خدمت کرنے والے لڑکوں کے حسن و جمال کی کیسے تعریف کی گئی؟ ۴: وہ انتہائی خوبصورت ہوں گے اور دیکھنے میں ایسے معلوم ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: اہل جنت کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اہل جنت کا حال دیکھ کر معلوم ہوگا کہ انہیں بے شمار نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت حاصل ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس آدمی کو پہچانتا ہوں جو دوزخ والوں میں سے سب آخر میں دوزخ سے نکلے گا، ایک آدمی جو سرین کے بل گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ جنت میں چلا جا وہ جائے گا پھر جنت میں داخل ہوگا تو دیکھے گا کہ سب جگہوں پر جنتی ہیں اس سے کہا جائے گا کہ کیا تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو تھا؟ (دوزخ میں) وہ کہے گا جی ہاں یاد ہے تو پھر اس سے کہا جائے گا کہ اپنی تمنا کرو اور وہ تمنا کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ جس قدر تو نے تمنا کی وہ بھی تیرے لئے اور اس سے دس گنا دنیا کے برابر بھی وہ کہے گا کہ کیا تو میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے اور تُو تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ (صحیح مسلم)

آیت نمبر ۲۱: ۱: اہل جنت کے کپڑے کیسے ہوں گے؟ ۱: اہل جنت کے جسموں پر نہایت باریک سبز ریشم کے اور موٹے دبیز ریشم کے لباس ہوں گے۔ ۲: اہل جنت کو کیا زیور پہنایا جائے گا؟ ۲: ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن ہوں گے۔ ۳: کنگن کسے کہتے ہیں؟ ۳: موٹی چوڑی، چوڑیاں جنہیں کڑے بھی کہتے ہیں۔ ۴: اہل جنت کے ہاتھوں میں کنگن کیوں پہنائے جائیں گے؟ ۴: کیونکہ ماضی میں بادشاہوں کا طریقہ رہا ہے، بڑی بڑی سلطنتوں کے بادشاہ ہاتھوں میں سونے چاندی کے کنگن پہنا کرتے تھے۔ ۵: اہل جنت کا اکرام و اعزاز کس طرح کیا جائے گا؟ ۵: انہیں ان کا رب پاکیزہ شراب پلائے گا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱۔ اہل جنت کو کیا بشارت دی گئی ہے ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے فرمایا جائے گا کہ جنت کی یہ نعمتیں ان کے ایمان اور نیک اعمال کا بدلہ ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنے کی ان کی کوششیں قبول ہوگئی ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف ۷، آیت: ۴۳ میں آتا ہے کہ "اور اس روز منادی کر دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے بدلے میں جو دنیا میں کرتے تھے اس جنت کے وارث بنا دیئے گئے ہو"۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: قرآن حکیم کو کس نے نازل فرمایا؟ ۱: انتہائی تاکید کے ساتھ بتایا گیا ہے قرآن حکیم کو نازل فرمانے والی ذات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے۔ ۲: قرآن حکیم کس پر نازل فرمایا گیا ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم کو اپنے حبیب حضور نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ ۳: قرآن حکیم کیسے نازل فرمایا گیا ہے؟

۳: قرآنِ حکیم کے نزول کے لئے دو الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں "اِنزال" اور "تنزیل"۔ "اِنزال" کے معنی ہیں یک دم نازل کر دینا جو کہ لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا جس کا ذکر سورۃ القدر: آیت: ۱ میں ہے "بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل فرمایا"۔ اور "تنزیل" کے معنی تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کے ہیں جو تقریباً ۲۳ سال کے عرصے میں حبیب خدا خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔

علمی بات: کفار مکہ کا آپ ﷺ پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ قرآن حکیم خود تصنیف کرتے رہتے ہیں۔ پھر ہمیں سنا دیتے ہیں۔ اگر یہ قرآن حکیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہوتا تو ایک ہی بار نازل ہو جاتا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ایک ہی مرتبہ دے دی گئی تھی۔

۴: قرآنِ حکیم کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنے میں کیا حکمت تھی؟ ۴: تاکہ آپ ﷺ کے لئے اس کا سمجھنا، سمجھانا، سیکھنا، سکھانا، اور آگے پہنچانا آسان ہو اور تاکہ یہ طریقہ آپ ﷺ کے لئے تسکین قلب کا ذریعہ بنے۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان ۲۵، آیت: ۳۲ میں آتا ہے: "اور کافروں نے کہا (یعنی اعتراض کیا) ان (محمد ﷺ) پر قرآن ایک ساتھ ہی کیوں نہیں نازل کیا گیا (اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اعتراض کا یہ جواب دیا) اسی طرح ہم نے (تھوڑا تھوڑا کر کے) بتدریج نازل فرمایا تاکہ اس سے ہم آپ (ﷺ) کا دل قوی رکھیں اور ہم نے اسے خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے"۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا حکم دیا ہے؟ ۱: اے نبی ﷺ! آپ اپنے رب کے پیغامات لوگوں تک پہنچانے کے حکم پر عمل کرنے کے لئے کفار کی طرف سے پہنچائی جانے والی تمام تکلیفوں پر صبر کریں اور ان کفار مکہ میں سے کسی گناہگار اور بڑے کافر کی بات نہ مانیئے جو لالچ دے کر آپ ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنا چاہتے ہیں۔

شانِ نزول: عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ (ﷺ) اس کام سے باز آیئے یعنی دین سے، عتبہ نے کہا کہ آپ (ﷺ) ایسا کریں تو میں اپنی بیٹی آپ (ﷺ) کو بیاہ دوں اور بغیر مہر کے آپ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر کر دوں، ولید نے کہا کہ میں آپ (ﷺ) کو اتنا مال دے دوں کہ آپ (ﷺ) راضی ہو جائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت نمبر ۲۵: ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا تاکید فرمائی ہے؟ ۱: آپ ﷺ صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیجئے۔ ۲: صبح و شام ذکر کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: دوام ذکر یعنی ہر وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا جبکہ بعض مفسرین کے نزدیک صبح سے مراد فجر اور شام سے مراد ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: صبح و شام کے علاوہ مزید کن اوقات میں آپ ﷺ کو ذکر کی تلقین کی گئی ہے؟ ۱: کچھ حصہ رات میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سجدہ کیجئے اور رات میں دیر تک اس کی تسبیح کیجئے۔ بعض مفسرین کے نزدیک کچھ حصہ رات سے مغرب اور عشاء کی نمازیں اور رات میں دیر تک تسبیح کرنے سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: لوگ نبی کریم ﷺ کی زبانی قرآن سن کر نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے؟ ۱: کیوں کہ لوگ جلد ملنے والی دنیا سے محبت کرتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت برتتے ہیں۔ ۲: لوگوں کی دنیا سے محبت اور آخرت سے غفلت کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ ۲: لوگ دنیا کی دلفریبیوں، دلکشیوں اور اس کے مال و دولت سے گہری محبت رکھتے ہیں۔ اسے اپنے پاس سمیٹ سمیٹ کر رکھنا چاہتے ہیں جبکہ آخرت پر ایمان لانے کی صورت میں مال اکٹھا کرنے کے بجائے انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کا اخروی زندگی پر کچھ یقین نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ لوگ اپنا فائدہ اسی میں دیکھتے ہیں کہ آخرت کا انکار کر دیں۔ ۳: قیامت کے دن کو بھاری کیوں کہا گیا؟ ۳: کیونکہ قیامت کا وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا اور مجرموں کے لئے شدید عذاب کا باعث ہو گا۔ سورۃ المزمل ۷۳، آیت: ۱۷ میں اُس دن کی سختی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "اس دن کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا"۔

عملی پہلو: ہمیں دنیا کی عارضی زندگی اور آسائشوں کے مقابلے میں آخرت کی دائمی زندگی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے حصول کی تیاری کی فکر کرنی چاہیئے۔

آیت نمبر ۲۸: ۱: منکر آخرت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کن احسانات کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے انہیں پیدا فرمایا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے ان کے جوڑ مضبوط کیئے۔ ۲: منکر آخرت و رسالت کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ ۲: اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب چاہے ان لوگوں کو ہلاک کر کے ان جیسے دوسروں کو لے کر آ سکتا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ کی نافرمانی اور سرکشی سے باز رہنا چاہیئے اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ ﷻ قدرت رکھتا ہے کہ وہ نافرمان اور سرکش قوم کو پرے ہٹا کر دوسری مخلوق اس کی جگہ لے آئے جو فرماں بردار اور اطاعت گزار ہو۔ وہ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ ان کو اس صفحہ ہستی سے مٹا کر دوبارہ پیدا کر کے ان کا پوری طرح محاسبہ کرے۔

آیت نمبر ۲۹: ۱: قرآن حکیم کا تعارف کیسے کرایا گیا؟ ۱: بے شک یہ قرآن ہر ایک کے لئے نصیحت ہے جو چاہے اس نصیحت سے فائدہ حاصل کر لے۔ قرآن کسی بات پر مجبور بنانے کے لئے نازل نہیں کیا گیا ہے۔

۲: قرآن حکیم سے کیا فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟ ۲: پس جو چاہے قرآنِ حکیم پر عمل کر کے اللہ ﷻ کے قرب کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔

آیت نمبر ۳۰: ۱: ارادہ باریٰ تعالیٰ کی کیا شان بیان کی گئی ہے؟ ۱: انسان صرف وہی چاہ سکتا ہے جو اللہ ﷻ کو منظور ہو۔

علمی بات: اللہ ﷻ کو کسی چیز کے نتیجے کے متعلق پیشگی علم ہونا یا اس کا علم غیب کسی انسان کو اس بات پر مجبور یا اس کا پابند نہیں بناتا کہ وہ وہی کچھ کرے جو پہلے سے اللہ ﷻ کے علم میں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ انسان اپنے پورے ارادہ و اختیار سے کرنے والا ہوتا ہے اس کا اللہ ﷻ کو پہلے سے پورا پورا علم ہے اور یہ وسعت علم باری تعالیٰ کی دلیل ہے۔

۲: اس آیت میں اللہ ﷻ کے ارادہ کرنے کے علاوہ کن صفات کا ذکر کیا گیا ہے؟ ۲: اللہ ﷻ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیت نمبر ۳۱: ۱: اللہ ﷻ کا قانون ہدایت و ضلالت کا ہے؟ ۱: انسان جیسا ارادہ کرتا ہے اللہ ﷻ اسے ویسی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

۲: نیک لوگوں کا کیا انجام ہو گا؟ ۲: اللہ ﷻ جسے چاہے گا اپنی رحمت (سے جنت) میں داخل فرمائے گا۔

۳: ظالموں کا کیا انجام ہو گا؟ ۳: ظالموں کے لئے اللہ ﷻ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں اللہ ﷻ سے نیکی اور ہدایت کے کاموں کو ہمیشہ کرنے اور گناہ و نافرمانی کے کاموں سے ہمیشہ بچنے کی توفیق مانگنی چاہیئے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہدایت کی توفیق اسے ہی ملتی ہے جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ اس کے لئے اس راہ میں آسانی بھی فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ العنکبوت ۲۹، آخری آیت: ۶۹ میں آتا ہے۔ ”اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے راہ میں پوری کوشش کی (مشقتیں اُٹھائیں، مجاہدات کئے) ہم ضرور ہی انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے“۔

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) اللہ ﷻ نے انسان کو کیوں پیدا فرمایا؟

(الف) سیر و تفریح کے لئے ✓(ب) امتحان کے لئے (ج) کائنات کو قابو کرنے کے لئے

(۲) اس سورت کا دوسرا نام کیا ہے؟

(الف) فُصِّلَت (ب) اسراء ✓(ج) انسان

(۳) نیک لوگ ضرورت مندوں کو کیوں کھلاتے ہیں؟

(الف) لوگوں کی تعریف حاصل کرنے کے لئے ✓(ب) اللہ ﷻ کو خوش کرنے کے لئے (ج) لوگوں کو دوست بنانے کے لئے

(۴) جنت کا موسم کیسا ہو گا؟

(الف) سرد و گرم ہو گا (ب) سرد ہو گا ✓(ج) نہ سرد ہو گا نہ گرم

(۵) اللہ ﷻ کی رحمت میں کون داخل ہو گا؟

(الف) ہر انسان ✓(ب) جسے اللہ ﷻ چاہے (ج) گناہ گار

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱۔ ہدایت کے حوالے سے اللہ ﷻ نے انسان کو کیا اختیار عطا فرمایا ہے؟

کہ وہ شکر کرے یا ناشکری کرے۔ (آیت: ۳)

۲۔ پہلے رکوع میں نیک لوگوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

نذر پوری کرنا، آخرت کا خوف، ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا، اللہ ﷻ کا خوف۔ (آیات: ۷ تا ۱۰)

۳۔ پہلے رکوع میں اہل جنت پر اللہ ﷻ کے کوئی پانچ انعامات بیان کریں؟

ریشمی لباس، اچھا لباس، اچھا موسم، گھنے سائے، پھلوں پر اختیار، چاندی کے برتن، سونٹھ ملی شراب (سلسبیل / زنجبیل)، خدمت گار لڑکے، ریشمی لباس، چاندی کے کنگن، پاکیزہ شراب۔ (آیات: ۱۳ تا ۲۲)

۴۔ دوسرے رکوع کے آغاز میں نبی کریم ﷺ کو کیا خاص احکامات دیئے گئے؟

جواب کے لئے آیات: ۲۳ تا ۲۶ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ عظمتِ قرآن کے حوالے سے دوسرے رکوع میں بیان ہونے والی دو باتیں تحریر کریں؟

قرآن کو تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا۔ (آیت: ۲۳) قرآن نصیحت ہے۔ (آیت: ۲۹)

عملی سرگرمی:

۱۔ آیت: ۴ کے ضمن میں طلبہ سے زنجیروں، طوق اور آگ کی منظر کشی کروائیں۔ کاغذ کے درمیان میں اس آیت کی متن اور ترجمہ تحریر کروائیں اور اس کے اطراف مندرجہ بالا چیزوں کی تصاویر بنوائیں۔

COPYRIGHTS® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰت

طریقۂ تدریس:

سبق نمبر ا: اس سورت کا شانِ نزول، تعارف، قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ا تا ١٣) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ٢: اس سورت کا قرآنی متن اور ترجمہ (آیات: ١٤ تا ٥٠) درسی کتاب سے پڑھائیں۔

سبق نمبر ٣: (i) "علم و عمل کی باتیں" وضاحت کے ساتھ طلبہ کو سمجھائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائیں۔

(ii) "سمجھیں اور حل کریں" طلبہ کو گھر کے کام (Home Work) کے طور پر دیں تاکہ اُن کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کمرۂ جماعت (Class) میں خود حل کرائیں۔ (تشریحی نکات کے بعد دیئے گئے "مشقوں کے جوابات" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

(iii) "گھریلو سرگرمی" کرانے کے لئے طلبہ کے گھر والوں کو پابند کیا جائے۔ (کمرۂ جماعت میں مزید سرگرمیاں کرانے کے لئے "مشقوں کے جوابات" کے بعد دی گئی "عملی سرگرمی" سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے)

مقاصدِ مطالعہ:

اس سورت کے اختتام پر طلبہ میں یہ استعداد ہو کہ وہ جانتے ہوں:

ا۔ ہوا کے چلنے کے مختلف انداز کون سے ہیں؟

٢۔ ہواؤں کا موسم کی تبدیلی میں کیا کردار ہے؟

٣۔ ہواؤں کا انسان اور قیامت کے واقع ہونے سے کیا تعلق ہے؟

٤۔ قیامت کے وقت کے مناظر کس طرح بیان کیئے گئے ہیں؟

٥۔ قیامت کے دن آسمان پھاڑ دیئے جانے سے کیا مراد ہے؟

٦۔ قیامت کے دن رسولوں کو ایک مقررہ وقت پر کیوں جمع کیا جائے گا؟

٧۔ "وَیلٌ" سے کیا مراد ہے؟

٨۔ "اس دن تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لئے" یہ آیت کتنی مرتبہ دہرائی گئی ہے؟

٩۔ جھٹلانے کے کیا معنی ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

١٠۔ متقین کے حسین انجام کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

١١۔ جہنم کے سائے کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

١٢۔ قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسے جمع فرمائے گا؟

١٣۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جھٹلانے والوں کے لئے کیا چیلنج فرمایا ہے؟

١٤۔ کیسے لوگوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے؟

١٥۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آگے جھکنے سے کیا مراد ہے؟

ربطِ سورت:

گزشتہ سورت "سورۃ الدھر" کے آخر میں ظالموں کو دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ سورۃ المرسلات میں قسمیں کھا کر بتایا گیا ہے کہ قیامت واقع ہو کر رہے گی۔ سورۃ الدھر میں اہل جنت کی نعمتوں کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ المرسلات میں اہل جہنم کے عذابوں کو وضاحت سے بیان کر کے پھر اہل جنت کے اعزاز واکرام کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ الدھر میں مجرموں کی دنیا پرستی اور آخرت کو بھلا دینے کا بیان تھا۔ سورۃ المرسلات میں طنزیہ انداز میں انہیں کہا گیا ہے کہ دنیا کا تھوڑا فائدہ اُٹھا لو مگر ہو تو تم مجرم ہی۔

COPYRIGHTS © RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WITHOUT PERMISSION ... ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

آیت بہ آیت تشریحی نکات

آیت نمبر ۱: ۱: سورت کے آغاز میں اللہ ﷻ نے کس کی قسم فرمائی ہے؟ ۱: آیات: ۱ تا ۴ میں اللہ ﷻ نے ہواؤں کی قسم فرمائی ہے۔

۲: اس آیت میں کن ہواؤں کی قسم فرمائی گئی؟ ۲: وہ ہوائیں جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں۔

آیت نمبر ۲: ۱: اللہ ﷻ نے کیسی ہواؤں کی قسم فرمائی؟ ۱: زور سے چلنے والی ہواؤں کی قسم فرمائی ہے۔

علمی بات: ہوا کے چلنے کے مختلف انداز ہیں۔ کبھی ہوا نرم اور خوشگوار چلتی ہے، جس سے مخلوق کی بہت سی توقعات اور منافع وابستہ ہوتے ہیں۔ کبھی وہی ہوا ایک تُند آندھی، طوفان اور جھکّڑ کی شکل اختیار کر کے وہ خرابی اور نقصان کرتی ہے کہ لوگ بِلبلا اٹھتے ہیں۔ یہی مثال دنیا و آخرت کی سمجھائی گئی ہے کہ کتنے ہی کام ہیں جن کو لوگ فی الحال مفید اور نافع تصور کرتے ہیں اور ان پر بڑی بڑی امیدیں باندھتے ہیں لیکن وہی کام جب قیامت کے دن اپنی اصلی اور سخت ترین خوفناک صورت میں ظاہر ہوں گے تو لوگ پناہ مانگنے لگیں گے۔

آیت نمبر ۳: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ نے کیسی ہواؤں کی قسم فرمائی ہے؟ ۱: بادلوں کو اچھی طرح پھیلانے والی ہواؤں کی قسم فرمائی ہے۔

آیت نمبر ۴: ۱: قسم کھائی جانے والی ہواؤں کی اللہ ﷻ نے کیا صفت بیان کی ہے؟ ۱: وہ ہوائیں جو بادلوں کو پھاڑ کر جدا کرنے والی ہیں۔

علمی بات: ہوائیں گرمی، سردی اور موسم کی تبدیلی میں موثر کردار ادا کرتی ہیں۔ کچھ ہوائیں بادلوں کو اکٹھا کرتی اور جوڑ دیتی ہیں اور کچھ دوسری جڑے ہوئے بادلوں کو یک دم پھاڑ دیتی ہیں۔ ان آیات میں اللہ ﷻ نے مختلف قسم کی ہواؤں کی قسم فرمائی اور اپنی قدرت کاملہ کی طرف انسان کی توجہ مبذول کرائی ہے۔

آیت نمبر ۵: ۱: قسم فرمائے جانے والے ان فرشتوں کا انسان سے کیا تعلق بیان کیا گیا ہے؟ ۱: یہ فرشتے انسانوں کے دلوں میں اللہ ﷻ کی یاد پیدا کرتے ہیں۔

علمی بات: بعض مفسرین نے اس سے بھی ہوائیں ہی مراد لی ہیں۔ کیونکہ آواز بھی ہوا کے ذریعہ ہی لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے اگر ہوا نہ ہوتی تو وحی کی آواز نہ لوگوں کے کانوں میں پڑ سکتی تھی اور نہ ہی اس سے وہ کچھ نصیحت حاصل کر سکتے تھے۔ لہٰذا انسانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ ﷻ کی رحمت کی ہواؤں سے خوش ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور سخت، تُند و تیز ہواؤں کے عذاب سے اللہ ﷻ کی پناہ طلب کریں۔

آیت نمبر ۶: ۱: فرشتوں کا انسانوں کے دل میں اللہ ﷻ کی یاد پیدا کرنے سے کیا مراد ہے؟ ۱: یعنی فرشتے وحی لے کر آتے ہیں تاکہ لوگوں پر دلیل قائم ہو جائے اور یہ عذر باقی نہ رہے کہ ہمارے پاس تو کوئی اللہ ﷻ کا پیغام ہی لے کر نہیں آیا یا مقصد ڈرانا ہے ان کو جو انکار یا کفر کرنے والے ہوں گے۔

آیت نمبر ۷: ۱: اللہ ﷻ نے یہ ساری قسمیں کس بات پر فرمائی ہیں؟ ۱: قیامت یقیناً واقع ہونے والی ہے۔

۲: اللہ ﷻ کے کس وعدہ کی یاد دہانی کرائی گئی ہے؟ ۲: قیامت قائم ہونے کا وعدہ جو پورا ہو کر رہے گا۔

علمی بات: جس طرح ہواؤں کے چلنے کا ایک منظّم نظام ہے اور ہر ہوا کسی نہ کسی مقصد کو پورا کرتی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کائنات کو قائم کرنے کا ایک عظیم ترین مقصد قیامت کا واقع ہونا ہے۔

آیت نمبر ۸: ۱: آیت: ۸ تا ۱۴ میں کیا مضمون بیان ہوا ہے؟ ۱: قیامت کے دن کے احوال بیان کیئے گئے ہیں۔ ۲: قیامت کے دن ستاروں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ۲: ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے۔ ۳: ستاروں کے بے نور کر دیئے جانے سے کیا مراد ہے؟ ۳: ستاروں کی روشنی ختم کر دی جائے گی۔

آیت نمبر ۹: ۱: قیامت کے دن آسمان کا کیا حال ہو گا؟ ۱: آسمان پھاڑ دیئے جائیں گے۔

۲: آسمان پھاڑ دیئے جانے سے کیا مراد ہے؟ ۲: آج ہمیں آسمان جیسا مربوط اور بغیر کسی رخنہ اور شگاف کے نظر آتا ہے۔ یعنی عالم بالا کا وہ بندھا ہوا نظام، جس کی بدولت ہر ستارہ اور سیارہ اپنے مدار پر قائم ہے وہ توڑ ڈالا جائے گا اور اس کی ساری بندشیں کھول دی جائیں گی۔

آیت نمبر ۱۰: ۱: قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا حال ہو گا؟ ۱: قیامت کے دن پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے اُڑا دیئے جائیں گے۔

اسی بات کا ذکر سورۃ القارعۃ ۱۰۱، آیت:۵ میں بھی ہے۔

آیت نمبر ۱۱: ۱: قیامت کے دن کا کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اس دن تمام رسولوں کو جمع کیا جائے گا۔

۲: قیامت کے دن رسولوں کو ایک مقررہ وقت پر کیوں جمع کیا جائے گا؟ ۲: تاکہ رسول اپنی اپنی امتوں پر گواہی یعنی شہادت دے سکیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ: "(قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگی۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ (حضرت نوح علیہ السلام سے) پوچھے گا، کیا تم نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے رب العزت! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ (حضرت سیدنا) محمد ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچایا تھا۔" یہ سورۃ البقرہ آیت:۱۴۳ کی تفسیر ہے۔ (صحیح بخاری)

آیت نمبر ۱۲: ۱: "رسول دعوت دیتے تھے اور قومیں انہیں غلط اور گم راہ کہتی تھیں" ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کب کیا جائے گا؟

۱: ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک مدت مقرر فرمائی ہوئی ہے۔

آیت نمبر ۱۳: ۱: کس دن کے لئے مدت مقرر کی گئی ہے؟ ۱: فیصلہ کے دن کے لئے۔

۲: فیصلہ کے دن سے کیا مراد ہے؟ ۲: فیصلہ کے دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔

آیت نمبر ۱۴: ۱: قیامت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کیا انداز اختیار کیا گیا ہے؟ ۱: سوال کر کے متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہیں کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۔

آیت نمبر ۱۵: ۱: قیامت کے دن سے کیسے ڈرایا گیا ہے؟ ۱: تباہی ہے قیامت کے دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

۲: وَیلٌ سے کیا مراد ہے؟ ۲: ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ یہ انتہائی ہولناک گہری وادی ہے جس میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ جس سے جہنم خود پناہ مانگتی ہے ویل کے عمومی معنی تباہی و بربادی کے ہیں۔ ۳: جھٹلانے والوں سے کون مراد ہیں؟ ۳: قیامت کو جھٹلانے والے مراد ہیں۔

۴: جھٹلانے کے کیا معنی ہیں؟ ۴: انکار کرنا اور نہ ماننا جھٹلانا کہلاتا ہے۔ ۵: جھٹلانے کی کتنی قسمیں ہیں؟ ۵: جھٹلانے کی دو قسمیں ہیں تکذیب قولی اور تکذیب عملی۔

۶: تکذیب قولی سے کیا مراد ہے؟ ۶: تکذیب قولی یعنی مسلّمات دین (توحید، رسالت، ارکان اسلام وغیرہ) کا زبان سے انکار کرنا (مثلاً نماز کے فرض ہونے کا انکار کرنا) ۷: تکذیب عملی سے کیا مراد ہے؟ ۷: تکذیب عملی یعنی مسلّمات دین پر عقیدہ رکھتے ہوئے ان پر عمل نہ کرنا (مثلاً نماز کو فرض ماننے کے باوجود ادا نہ کرنا)۔ تکذیب قولی کا ارتکاب کفر ہے جبکہ تکذیب عملی کا ارتکاب نافرمانی اور گناہ ہے لہذا ہمیں ہر قسم کی تکذیب سے بچنا چاہیئے۔ ۸: اس سورت میں یہ آیت کتنی مرتبہ دہرائی گئی ہے؟ ۸: اس سورت میں یہ آیت دس (۱۰) مرتبہ دہرائی گئی ہے۔

۹: ایک ہی آیت کو قرآن حکیم میں کیوں دہرایا جاتا ہے؟ ۹: بات میں تاکید اور زور پیدا کرنے کے لئے، صوتی حسن بڑھانے کے لئے اور لوگوں کے دل و دماغ میں بٹھانے کے لئے ایک ہی آیت کئی مرتبہ دہرائی جاتی ہے۔ ۱۰: قرآن حکیم سے کوئی مثال دیں جہاں ایک ہی آیت کو کئی مرتبہ دہرایا گیا ہو؟ ۱۰: سورۃ الرحمٰن ۵۵، کی آیت:۱۳ اکتیس مرتبہ دہرائی گئی ہے، سورۃ القمر ۵۴، آیت:۱۷ چار مرتبہ دہرائی گئی ہے، اور سورۃ الکافرون ۱۰۹، آیت:۳ دو مرتبہ دہرائی گئی ہے۔

آیت نمبر ۱۶: ۱: تاریخ سے جھٹلانے والی قوموں کی کیا مثال عبرت بیان کی گئی ہے؟ ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پہلی جھٹلانے والی قوموں کو ہلاک کر کے تباہ و برباد کر دیا ان کے اس انجام سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ ۲: پہلی جھٹلانے والی قوموں سے کیا مراد ہے؟ ۲: حق کو جھٹلانے والے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، قوم عاد، قوم ثمود، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور آل فرعون وغیرہ۔

نوٹ: ان انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں کی تفصیل مطالعہ قرآن حکیم حصہ اول، دوم اور چہارم میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

آیت نمبر ۱۷: ۱: بعد میں آنے والی قومیں اگر حق کو جھٹلائیں گی تو ان کا کیا انجام ہوگا؟ ۱: ان کا بھی وہی انجام ہوگا جو ان سے پہلے جھٹلانے والی قوموں کا ہوا یعنی ان

۲: قریش مکہ اور ان کے بعد آنے والی قومیں۔ ۲: بعد میں آنے والے لوگوں سے کون مراد ہیں؟ کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۸: ۱: اللہ ﷻ کی کس سنت کو بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ تمام مجرموں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

آیت نمبر ۱۹: ۱: قیامت کے دن کیسے لوگوں کے لئے تباہی و بربادی ہے؟ ۱: اللہ ﷻ کی وعید یعنی ڈراوے کو جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی و بربادی ہے۔

نوٹ: تفصیل کے لئے آیت: ۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲۰: ۱: قدرت باری تعالیٰ سے کس مثال کو قیامت کے قائم کرنے کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے؟ ۱: جو اللہ ﷻ حقیر سے قطرہ سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ ۲: اللہ ﷻ نے انسان کو کس چیز سے پیدا فرمایا؟ ۲: ایک حقیر قطرے یعنی نطفے سے پیدا فرمایا۔

آیت نمبر ۲۱: ۱: نطفے کو اللہ ﷻ نے کس جگہ رکھا؟ ۱: ایک محفوظ مقام یعنی ماں کے رحم میں رکھا۔ ۲: رحم کو محفوظ مقام کیوں کہا گیا؟

۲: ماں کے رحم کے ماحول کو اللہ ﷻ نے نطفے کے لئے بہت ساز گار بنایا ہے جہاں نطفہ ایک عرصے تک اپنی اصل شکل میں برقرار رہ سکتا ہے۔

علمی بات: تین پردوں کے اندر نطفے کو اس قدر محفوظ کر دیا اور اتنا سختی سے جما دیا کہ کسی شدید حادثہ سے دوچار ہوئے بغیر حمل کا اسقاط (Abortion) نہیں ہوتا۔

آیت نمبر ۲۲: ۱: ایک مقررہ وقت سے کیا مراد ہے؟ ۱: مقررہ وقت سے مراد حمل ٹھہرنے سے لے کر بچے کی ولادت تک کا وقت ہے جو ۹ ماہ یا اس سے کم و بیش ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۲۳: ۱: اس آیت میں اللہ ﷻ کی کس شان کا بیان ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے یہاں تک کہ انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل جیسے نطفہ، علقہ، مضغہ وغیرہ کا بھی ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے اور اللہ ﷻ ہی اندازہ مقرر فرمانے والا ہے۔

علمی بات: اندازہ یہ ہے کہ جب تک بچے کی پوری قوتیں اور اس کے اعضاء مکمل نہیں ہو جاتے۔ بچہ رحم مادر میں ہی رہتا ہے اور جب ہر قسم کی نشو و نما مکمل ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ایک دن بھی بچہ رحم مادر میں نہیں رہ سکتا۔ اس کی مزید موجودگی ماں کی تکلیف کا سبب بنتی ہے۔ یہاں تک کہ بچے کی ولادت سے تخلیق کا یہ معاملہ مکمل ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۲۴: ۱: قیامت کے دن کیسے لوگوں کے لئے تباہی و بربادی ہے؟ ۱: انسان کو اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کیئے جانے کو جھٹلانے والوں کے لئے تباہی و بربادی ہے۔ **نوٹ: تفصیل کے لئے آیت: ۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔**

آیت نمبر ۲۵: ۱: آیات: ۲۵ تا ۲۷ میں اللہ ﷻ کی کن نعمتوں کو بطور دلیل قیامت بیان کیا گیا ہے؟ ۱: اللہ ﷻ نے زمین، پہاڑ اور میٹھے پانی کو قیامت کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ ۲: اس آیت میں زمین کی کیا صفت بیان کی گئی ہے؟ ۲: زمین کو اللہ ﷻ نے سمیٹنے والی اور جمع کرنے والی بنایا ہے۔

عملی پہلو: ہمیں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ جس قادرِ مطلق نے یہ سب کچھ بنایا، اس کے لئے اس ضعیف انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیوں کر مشکل ہو سکتا ہے؟ لہٰذا عقل و فکر اور عدل و انصاف کا یہی تقاضا ہے کہ وہ سب کو دوبارہ زندہ کر کے اپنی ان نعمتوں کا حساب لے، جو زندگی میں اس نے عطا فرمائی تھیں۔

آیت نمبر ۲۶: ۱: زمین کس طرح جمع کرنے والی ہے؟ ۱: زمین زندوں کو اپنی سطح کے اوپر اور مُردوں کو اپنے پیٹ کے اندر جمع کیئے ہوئے ہے۔

آیت نمبر ۲۷: ۱: زمین میں اللہ ﷻ کی کس نعمت کی طرف متوجہ کیا گیا؟ ۱: زمین میں اللہ ﷻ نے گڑھے ہوئے بلند پہاڑ بنا دیئے۔ ۲: پہاڑوں کے گڑھے ہوئے ہونے سے کیا مراد ہے؟ ۲: پہاڑ سطح زمین سے جتنے بلند نظر آتے ہیں اس سے تین چار گناہ وہ زمین میں دھنسے ہوتے ہیں جیسے کوئی لمبی کیل جو لکڑی میں گاڑھی جاتی ہے ایسے ہی پہاڑ زمین میں گڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ النباء ۷۸، آیت: ۷ میں فرمایا کہ "ہم نے پہاڑوں کو میخیں بنایا"۔ زمین کا تناسب اور توازن برقرار رکھنے کے لئے پہاڑوں کا یہ نظام قائم کیا گیا ہے۔ ۳: زمین پر اللہ ﷻ کی کون سی نعمت کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے؟ ۳: اللہ ﷻ نے ہمیں اس زمین سے میٹھا پانی پلایا۔

۴: میٹھا پانی اللہ ﷻ کی کیسی نعمت ہے؟ ۴: میٹھا پانی اللہ ﷻ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اس زمین پر زیادہ تر سمندروں کا انتہائی کڑوا پانی ہے جو پینے کے لائق نہیں ہے لیکن اللہ ﷻ نے سمندری پانی کو بخارات بنا کر اُڑایا اور ان سے بادل بنائے اور بادلوں سے میٹھا پانی زمین پر برسایا جو دریاؤں، ندیوں، نالوں کی صورت میں زمین پر بہتا ہے یا زمین میں جذب ہو کر چشموں اور کنوؤں کے ذریعہ ہمارے پینے کے کام آتا ہے۔

نوٹ: میٹھے پانی کی مزید تفصیلات رہنمائے اساتذہ حصہ سوم میں سورۃ ملک کی آخری آیت:۳۰ کے نکات میں ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲۸: ا: قیامت کے دن کیسے لوگوں کے لئے تباہی ہے؟ ا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔

نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲۹: ا: قیامت کے دن منکرین آخرت کا کیا انجام ہو گا؟ ا: منکرین آخرت کو حکم دیا جائے گا کہ چلو اس جہنم کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۳۰: ا: منکرین آخرت کو کس طرف چلنے کا حکم دیا جائے گا؟ ا: منکرین آخرت کو جہنم کے سائے کی طرف چلنے کا حکم دیا جائے گا۔

۲: جہنم کا سایہ دیکھنے میں کیسا محسوس ہو گا؟ ۲: جہنم کا سایہ دیکھنے میں تین شاخوں والا محسوس ہو گا۔

علمی بات: اس دن دوزخ سے گرم بخارات اُٹھیں گے جو دوزخیوں کے اوپر سایہ کر دیں گے یہ نام کو سایہ ہو گا جو شدید گرم ہو گا، جو ان کو سایہ، ٹھنڈک یا سکون پہنچانے کے بجائے اپنی حرارت کی وجہ سے ان میں مزید گھبراہٹ اور اضطراب پیدا کر دے گا۔ یہ سایہ اوپر اُٹھ کر تین بڑی شاخوں میں تقسیم ہو جائے گا اور ان کے آگے سے، پیچھے سے اور اوپر سے غرض ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لے گا۔

آیت نمبر ۳۱: ا: جہنم کے سائے کی کیا کیفیت ہو گی؟ ا: جہنم کا سایہ نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ جہنم کی تپش سے بچائے گا۔

آیت نمبر ۳۲: ا: جہنم کی چنگاریوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ ا: جہنم محل جیسی چنگاریاں نکال رہی ہو گی۔

آیت نمبر ۳۳: ا: جہنم کی چنگاریوں کا مزید کیا حال بیان کیا گیا ہے؟ ا: جہنم کی چنگاریاں ایسی لگ رہی ہوں گی گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔

۲: محل جیسی اور زرد اونٹ جیسی چنگاریوں سے کیا مراد ہے؟ ۲: جہنم سے نہایت بڑی بڑی چنگاریاں نکل رہی ہوں گی جیسا کہ وہ محل ہوں اور ان چنگاریوں کے ٹوٹنے سے چھوٹی چھوٹی چنگاریاں پیدا ہوں گی جو زرد اُونٹوں کی طرح لگ رہی ہوں گی۔

آیت نمبر ۳۴: ا: کیسے لوگوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے؟ ا: جہنم کی ان صفات کو جھٹلانے والوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے۔

نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۳۵: ا: جھٹلانے والوں کی کس بد نصیبی کا بیان ہے؟ ا: قیامت کے دن جھٹلانے والے بول بھی نہیں سکیں گے۔

آیت نمبر ۳۶: ا: قیامت کے دن جھٹلانے والوں کو کس بات کی اجازت نہیں ہو گی؟ ا: قیامت کے دن جھٹلانے والوں کو اس بات کی بھی اجازت نہیں ہو گی کہ وہ اپنے گناہوں کا کوئی عذر بیان کر سکیں یا اپنے گناہوں پر معذرت پیش کر سکیں۔

آیت نمبر ۳۷: ا: کیسے لوگوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے؟ ا: ان حقیقتوں کو نہ ماننے والوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے۔

علمی بات: جن جھٹلانے والوں نے دنیا کی عدالتوں پر قیاس کر کے سمجھ رکھا ہو گا کہ اگر ایسا موقع پیش آ گیا وہاں بھی زبان چلا کر اور کچھ عذر معذرت کر کے چھوٹ جائیں گے۔ لیکن وہاں جب یہ حال ہو کہ نہ وہ خود کوئی بات زبان سے نکالنے میں پہل کر سکیں گے اور نہ ان کو کوئی عذر پیش کرنے کی اجازت ملے گی تو تباہی و ہلاکت کے سوا ان کے لئے کیا باقی رہا۔ **نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔**

آیت نمبر ۳۸: ا: قیامت کے دن کیا اعلان کیا جائے گا؟ ا: یہ ہے فیصلے کا دن۔

۲: قیامت کے دن کس کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا؟ ۲: قیامت کے دن حق و باطل کے درمیان عملی فیصلہ کیا جائے گا۔

۳: قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کسے جمع فرمائے گا؟ ۳: تمام جھٹلانے والوں اور پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ جمع کر دے گا۔

علمی بات: یہاں پر طنزیہ سوال کے پیش نظر اس روز ان سے کہا جائے گا کہ لو آج تم اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی ہمارے سامنے موجود ہو۔ جب تم لوگوں کو دنیا میں آخرت کے انجام سے ڈرایا جاتا تھا تو تم لوگ تعجب و انکار کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا کرتے تھے۔ ”کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور ہمارے اگلے باپ دادا کو بھی“۔ (سورۃ الصّٰفّٰت ۳۷، آیات:۱۶، ۱۷، سورۃ الواقعہ ۵۶، آیات:۴۷، ۴۸)

آیت نمبر ۳۹: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جھٹلانے والوں کے لئے کیا چیلنج فرمایا ہے؟ ۱: پس اگر تمہارے پاس ہمارے عذاب سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے تو مجھ پر کر کے دیکھو مگر تم عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

علمی بات: سب کچھ ان کی عاجزی و بے بسی، اور تحقیر و تذلیل کے لئے فرمایا جائے گا۔ جس سے ان کی حسرت و افسوس میں اور اضافہ ہو گا۔ یہ انتہا درجہ کی ڈانٹ ڈپٹ ہے کیونکہ یہ تو وہ یقینی جانتے ہوں گے کہ وہ آج نہ کوئی چال چل سکتے ہیں ہے اور نہ انہیں کوئی حیلہ کام دے سکتا ہے۔

آیت نمبر ۴۰: ۱: کیسے لوگوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے؟ ۱: موت کے بعد دوبارہ زندہ کیئے جانے کو جھٹلانے والوں کے لئے آخرت کے دن تباہی ہے۔ جنہوں نے یہ سب کچھ سننے کے باوجود عبرت نہ پکڑی اور وہ حق کے آگے نہ جھکے۔ بلکہ انہوں نے دنیا میں عقل و فکر کی اپنی خداداد صلاحیتوں کو قبول حق اور خدمت حق میں صَرف کرنے کے بجائے الٹا ان کو حق اور اہل حق کے خلاف استعمال کر کے اپنے لئے دوزخ کا سامان کیا۔

نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۴۱: ۱: قیامت کے دن مُتَّقِین کا کیا انجام ہو گا؟ ۱: قیامت کے دن یقیناً مُتَّقِین یعنی پرہیز گار جنت کے سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔

علمی بات: یہاں متقیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **مکمل اطاعت** کی اور آخرت پر یقین رکھا اور اس پر ایمان لا کر دنیا میں یہ سمجھتے ہوئے زندگی بسر کی کہ ہمیں آخرت میں اپنے اقوال و افعال اور اپنے اخلاق و کردار کا جواب دہ ہونا ہے۔

آیت نمبر ۴۲: ۱: پرہیز گاروں کو جنت میں ملنے والی کس نعمت کا بیان ہے؟ ۱: پرہیز گاروں کو وہ سب میوے ملیں گے جو وہ چاہیں گے۔

آیت نمبر ۴۳: ۱: پرہیز گاروں کا جنت میں کیسے اِکرام (مہمان نوازی) کیا جائے گا؟ ۱: پرہیز گاروں سے کہا جائے گا کہ کھاؤ اور پیو مزے سے۔

۲: پرہیز گاروں کو جنت کی نعمتیں دیئے جانے کی کیا وجہ بیان کی جائے گی؟ ۲: نیک اعمال جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

آیت نمبر ۴۴: ۱: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نیک لوگوں کو کیسا بدلہ دیتا ہے؟ ۱: نیک لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس طرح بہت اچھا بدلہ دیتا ہے۔

آیت نمبر ۴۵: ۱: قیامت کے دن کیسے لوگوں کے لئے تباہی ہو گی؟ ۱: جنت کی نعمتیں جھٹلانے والوں کے لئے تباہی و بربادی ہو گی۔

نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۴۶: ۱: مجرموں کو کیا تنبیہ فرمائی گئی ہے؟ ۱: دنیا کی چند روزہ زندگی میں کھا پی لو اور کچھ فائدہ ہے اُٹھا لو مگر آخرت میں تمہارا ٹھکانا جہنم ہے کیونکہ تم مجرم ہو۔

آیت نمبر ۴۷: ۱: قیامت کے دن کیسے لوگوں کے لئے تباہی ہے؟ ۱: دین حق کو جھٹلانے والے مجرموں کے لئے اس دن تباہی ہے۔

نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۴۸: ۱: جھٹلانے والوں کے کن جرائم کو ذکر فرمایا گیا ہے؟ ۱: دنیا میں جب ان سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے آگے جُھکنے کو کہا جاتا تھا تو وہ نہیں جھکتے تھے۔

۲: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے آگے جھکنے سے کیا مراد ہے؟ ۲: سر تسلیم خم کرنا یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہر حکم کی فرماں برداری کرنا یا نماز پڑھنا۔

علمی بات: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب انہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو کہا جاتا تو وہ تسلیم کرنے کے بجائے اکڑ بیٹھتے تھے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب انہیں نماز کے لئے کہا جاتا تو انکار کر دیتے تھے۔

آیت نمبر ۴۹: ۱: قیامت کے دن کیسے لوگوں کے لئے تباہی ہے؟ ۱: دین حق کو جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ یعنی وہ اس دن پچھتائیں گے کہ دنیا میں احکام الٰہی کے آگے کیوں نہ جھکے۔ وہاں سر جھکاتے تو یہاں تباہی سے دوچار نہ ہوتے۔ **نوٹ: تفصیل کے لئے آیت:۱۵ کے سوالات جوابات ملاحظہ فرمائیں۔**

آیت نمبر ۵۰: ۱: جھٹلانے والوں کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ و انجام کیا بیان کیا گیا؟ ۱: جب وہ قرآن جیسی کتاب جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے ایمان نہیں لاتے تو اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے یعنی اب ان کا ایمان لانا ممکن ہی نہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب تلاوت کرنے والا اس آیت پر پہنچے تو اس کو کہنا چاہیئے اٰمَنَّا بِاللہِ یعنی ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، ابو داؤد)

مشقوں کے جوابات

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱: صحیح جواب پر درست کا نشان (✓) لگائیں:

(۱) اس سورت کے آغاز میں اللہ ﷻ نے قسم ذکر فرما کر کیا حقیقت واضح فرمائی؟

✓ (الف) قیامت آکر رہے گی — (ب) انسان کو موت آکر رہے گی — (ج) زندگی مل کر رہے گی

(۲) وَيۡلٌ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِينَ یہ آیت اس سورت میں کتنی بار دھرائی گئی ہے؟

(الف) آٹھ — ✓ (ب) دس — (ج) بارہ

(۳) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

✓ (الف) تباہی — (ب) بیماری — (ج) معذوری

(۴) انسان کا مادہ تخلیق کیا ہے؟

(الف) آگ — ✓ (ب) حقیر پانی — (ج) نور

(۵) اس سورت میں زرد اُونٹوں سے کیا مراد ہے؟

(الف) سواری والے اونٹ — (ب) قربانی والے اُونٹ — ✓ (ج) جہنم کے شعلے

سوال ۳: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے:

۱۔ سورت کے آغاز میں قیامت کا کیا منظر بیان کیا گیا ہے؟ — جواب کے لئے آیات: ۸ تا ۱۵ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ اہل جہنم کی روز قیامت کس بے بسی کو بیان کیا گیا ہے؟ — نہ بول سکیں گے نہ بہانا بنا سکیں گے۔ (آیات: ۳۶،۳۵)

۳۔ پرہیز گاروں کا کیا خوب انجام بیان کیا گیا ہے؟ — جواب کے لئے آیات: ۴۱ تا ۴۵ ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ سورت کے آخر میں کفار کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ — جواب کے لئے آیت: ۴۶ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ سورت کی آخری آیت میں لفظ "حدیث" سے کیا مراد ہے؟ — قرآنِ حکیم (آیت: ۵۰)

عملی سرگرمی:

۱۔ طلبہ سے آیت: ۲۷ کے متن اور ترجمہ کی ہیڈنگ سادہ صفحہ کے اوپر خوشخط کروائیں اور اس کے نیچے پہاڑ کی ایسی منظر کشی کروائیں جیسی اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

نکات: پہاڑ سطحِ زمین سے جتنے بلند نظر آتے ہیں اس سے تین چار گنا وہ زمین میں دھنسے ہوتے ہیں جیسے کوئی لمبی کیل جو لکڑی میں گاڑھی جاتی ہے ایسے ہی پہاڑ زمین میں گڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ النباء ۷۸، آیت: ۷ میں فرمایا کہ "ہم نے پہاڑوں کو میخیں بنایا"۔ زمین کا تناسب اور توازن برقرار رکھنے کے لئے پہاڑوں کا یہ نظام قائم کیا گیا ہے۔

COPYRIGHTS ® RESERVED WITH THE ILM FOUNDATION. SALE OF THIS BOOK WOULD ENTAIL CIVIL & CRIMINAL ACTION.

یہ نصاب دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے رضائے الٰہی کی خاطر بلاہدیہ فراہم کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کارِ خیر میں صدقہ جاریہ کے طور پر ہر ممکنہ تعاون کرنے کے لئے ادارے سے براہِ راست رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ البتہ کسی بھی نمائندہ کو خود سے کوئی عطیہ (Donation) نہ دیا جائے۔ جزاک اللہ خیراً

اہم ہدایات برائے فراہمی نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات"

۱۔ اس نصاب کے بارے میں پرنسپل کے تاثرات ادارہ کے لیٹر ہیڈ پر اس درخواست فارم کے ساتھ منسلک کرکے فراہم کرنے ہوں گے۔ درخواست فارم کے ساتھ طلبہ کے موجود حاضری رجسٹر کی فوٹو کاپی ارسال کریں۔ یہ فارم بذریعہ ای میل (info@tif.edu.pk/tif1430@gmail.com) واٹس ایپ (0335-3399929) یا ڈاک بھیجا جاسکتا ہے۔

۲۔ اس نصاب کی درسی کتاب، رہنمائے اساتذہ میں دی گئی تدریسی ہدایات اور عمومی پوچھے جانے والے سوالات کا اچھی طرح مطالعہ اور DVD سے استفادہ کرکے اطمینان حاصل کرلیجیے۔

۳۔ اس بات کی ضرور تسلی کرلیجیے کہ اساتذہ کرام نے بھی یہ نصاب دیکھا ہے اور وہ بھی اس سے مطمئن ہیں۔ مزید براں اس سلسلہ میں طلبہ کے والدین کو بھی اعتماد میں لینا ضروری ہے۔

۴۔ دیگر مضامین کی طرح "مطالعۂ قرآن حکیم" کا بھی باقاعدہ امتحان لیا جائے۔ جس کے لئے ادارے کی طرف سے تیار کیے گئے ماڈل پیپر سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ ہر ماہ رہنمائے اساتذہ میں دیا گیا "نصاب کا جائزہ فارم" بھی پُر کرکے دی علم فاؤنڈیشن کو بذریعہ ای میل، واٹس ایپ، یا ڈاک روانہ کرنا ہوگا۔

۶۔ فارم موصول ہونے کے بعد دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اطلاع دے دی جاتی ہے۔ البتہ فارم بھیجنے کے بعد دس دن میں تصدیقی فون نہ آنے کی صورت میں دی علم فاؤنڈیشن سے خود رابطہ کرکے فارم کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ادارے کی طرف سے فارم کے تصدیق کی اطلاع کے بعد فارم قابل قبول ہوگا۔

۷۔ پرنسپل، متعلقہ استاذ، ایڈریس اور موبائل نمبرز کی تبدیلی کی صورت میں دی علم فاؤنڈیشن کو فوراً آگاہ کرنا لازمی ہوگا۔

۸۔ دورانِ تدریس وقتاً فوقتاً (کم از کم تین ماہ میں ایک مرتبہ) نصاب کے متعلق اپنے تاثرات (Feedback) ضرور دینا ہوں گے تاکہ کسی مرحلہ پر اگر مزید بہتری کے حوالے سے رہنمائی درکار ہو تو فراہم کی جاسکے۔

۹۔ ایک سے زائد کیمپس کی صورت میں ہر کیمپس کے لئے الگ درخواست فارم پُر کرکے بھیجنا ہوگا۔ تاہم ایسی صورت میں دی علم فاؤنڈیشن کے ساتھ تمام معاملات میں ہیڈ آفس ہی رابطہ کرے گا۔

۱۰۔ یہ نصاب صرف تعلیمی سال کے آغاز میں ہی فراہم کیا جائے گا۔ نیز کتابوں کی فراہمی مطلوبہ تعداد موصول ہونے اور فارم کی تصدیق کے بعد کم از کم پینتالیس (۴۵) دنوں کے دوران ہی ممکن ہوسکے گی۔

نوٹ: اگر آپ کو درج بالا ہدایات اور درخواست فارم میں سے کسی بات کی مزید وضاحت درکار ہو تو رابطہ کرکے مکمل اطمینان ضرور حاصل کرلیجیے۔

تصدیق نامہ:

میں ______________________ تصدیق کرتا / کرتی ہوں کہ میں نے درج بالا ہدایت کو بغور پڑھ لیا ہے اور میں اس بات کی یقین دہانی کراتا / کراتی ہوں کہ درج بالا باتوں سے مکمل اتفاق ہے نیز ان پر ضرور عمل درآمد کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

دستخط پرنسپل : ______________________ مہر و تاریخ: ______________________

نوٹ: فارم ہر طرح سے مکمل پُر کریں۔
نامکمل فارم ناقابل قبول سمجھا جائے گا۔
نیز پشت پر دی گئی ہدایات ضرور پڑھ لیں۔

دی علم فاؤنڈیشن (TIF)

درخواست فارم برائے فراہمی نصاب مطالعۂ قرآنِ حکیم

ادارہ کا نام: ____________________

پرنسپل کا نام: __________ موبائل نمبر: __________ ای میل: __________

ادارہ کا پتہ: ____________________

فون نمبر (اسکول): __________ ادارہ کا ای میل: __________

تعلیمی سال کا آغاز (مہینے کا نام): __________ مطالعۂ قرآنِ حکیم پڑھانے والے اساتذہ کی تعداد: __________

(۱) مطالعۂ قرآنِ حکیم پڑھانے والے معلم / معلمہ کا نام: __________ موبائل نمبر: __________

(۲) مطالعۂ قرآنِ حکیم پڑھانے والے معلم / معلمہ کا نام: __________ موبائل نمبر: __________

ادارہ کی نوعیت کیا ہے؟ اسکول: ☐ کالج: ☐ یونیورسٹی: ☐ مدرسہ: ☐ ٹیکنیکل سینٹر: ☐ اسٹڈی گروپ: ☐

ادارہ میں رائج تعلیمی نظام: میٹرک: ☐ کیمبرج: ☐ حفظ وناظرہ: ☐ حفظ مع عصری تعلیم: ☐ درس نظامی: ☐

مطالعۂ قرآنِ حکیم کا کون سا ایڈیشن درکار ہے۔ اردو: ☐ انگریزی: ☐ سندھی: ☐

حصہ اوّل	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم	حصہ پنجم	حصہ ششم	حصہ ہفتم		کل تعداد/TOTAL
III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	

مطالعۂ قرآنِ حکیم کا تعارف کیسے حاصل ہوا: ۱۔ بروشر: ☐ ۲۔ فیس بک: ☐ ۳۔ ویب سائٹ: ☐ ۴۔ انٹرنیٹ: ☐

۵۔ دیگر کوئی ذریعہ: ____________________

دستخط پرنسپل: __________ مہر و تاریخ: __________

دفتری استعمال برائے دی علم فاؤنڈیشن:

تاریخ فارم وصول: __________ تصدیقی دستخط: __________ اسکول آئی ڈی: __________ دستخط ڈپٹی ہیڈ __________